سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

پیر، 16۔ نومبر 1998ء

(دو شنبہ، 26۔ رجب المرجب 1419ھ)

جلد 12 شمارہ 1

(بشمول شمارہ جات 1 تا 11)

مندرجات

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ 1

چیئرمینوں کا پینل 2

تعزیتی قرارداد:

سابق ڈپٹی سپیکر پنجاب اسمبلی میاں منظور احمد موہل

اور سابق گورنر سندھ حکیم محمد سعید کے لیے دعائے مغفرت 2

پوائنٹ آف آرڈر:

مختصر نوٹس پر اجلاس کی طلبی 3

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ جات مال بہبود، اطلاعات و ثقافت، بہبود آبادی، آبکاری و محصولات) 7

جاری .....

نشان زدہ سوال اور اس کا جواب (جو ایوان کی میز پر رکھا گیا) ---------- 22

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ---------- 23

توجہ دلاؤ نوٹس،

ٹریفک حادثے میں متوفی طالب علم کے ورثا کی تلاش
کے بغیر اور جنازہ پڑھائے بغیر تدفین ---------- 27

زیر حراست ملزمان کی پولیس مقابلے میں ہلاکت ---------- 33

پوائنٹ آف آرڈر،

حزب اختلاف کی تحاریک کو سپیکرز چیمبر میں مسترد کرنا ---------- 34

تحاریک التوائے کار۔

لاہور شہر میں مضر صحت پانی کے استعمال سے مہلک امراض کا پھیلنا ---------- 39

وزیر آباد میں موٹر سائیکل سواروں کی دہشت گردی ---------- 43

تھانہ حیدر آباد تحصیل منکیرہ، ضلع بھکر میں سابق کونسلر
پر پولیس کا تشدد ---------- 46

چیچہ وطنی میں اوور ہیڈ برج کی تکمیل ---------- 48

ٹاؤن کمیٹی کلور کوٹ کی انتظامیہ کا شہریوں
سے ناجائز چندہ وصول کرنا ---------- 51

مجالس قائمہ کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا ---------- 58

مسودہ قانون،

مسودہ قانون، ادارہ جات طب و صحت پنجاب مصدرہ 1998ء ------ (جاری) ---------- 60

اجلاس کی طلبی کا فرمان

"In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, **Shahid Hamid**, *Governor of the Punjab*, hereby Summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on 16th November, 1998, at 3.00 p. m. in the Assembly Chambers, Lahore.

Dated Lahore:
The 14th November, 1998.

SHAHID HAMID
GOVERNOR OF THE PUNJAB"

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس)

پیر' 16۔ نومبر 1998ء

(دو شنبہ' 26۔ رجب المرجب 1419ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 34 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری پرویز الٰہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت نے حاصل کی۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَيْنَ مَا تَكُونُوا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۗ وَإِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُولُوا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُولُوا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۚ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ فَمَالِ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا ﴿٧٨﴾ مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۖ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۚ وَأَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيدًا ﴿٧٩﴾

سورۃ النساء آیت 78 تا 79

(اے جہاد سے ڈرنے والو) تم کہیں رہو موت تو تمہیں آ کر رہے گی خواہ بڑے بڑے محلوں میں رہو اور ان لوگوں کو اگر کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر کوئی گزند پہنچتا ہے۔ تو (اے محمد تم سے) کہتے ہیں کہ یہ (گزند) آپ کی وجہ سے (ہمیں پہنچا) ہے کہہ دو کہ (رنج و راحت) سب اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ بات بھی نہیں سمجھ سکتے o (اے آدم زاد) تجھ کو جو فائدہ پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو نقصان پہنچے وہ تیری ہی (شامت اعمال کی) وجہ سے ہے اور (اے محمد) ہم نے تم کو لوگوں (کی ہدایت کے لیے) رسول بنا کر بھیجا ہے اور اس بات کا اللہ ہی گواہ کافی ہے o

وما علینا الا البلاغ o

چیئرمینوں کا پینل

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پہلے پینل آف چیئرمین کا اعلان ہو جائے تو پھر آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کیجیے گا۔

سیکرٹری اسمبلی (ڈاکٹر سید ابوالحسن نجمی): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997ء کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اجلاس ہذا کے لیے چار معزز اراکین پر مشتمل بحسب ترتیب و تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے۔

1- مولوی محمد سلطان عالم انصاری'

2- چودھری محمد اعظم چیمہ'

3- جناب ارشد عمران سلہری اور

4- سید مسعود عالم شاہ۔

تعزیتی قرارداد

سابق ڈپٹی سپیکر پنجاب اسمبلی میاں منظور احمد موہل اور سابق گورنر سندھ حکیم محمد سعید کے لیے دعائے مغفرت

جناب سپیکر: میاں منظور احمد موہل صاحب کی وفات ہوئی ہے۔ وہ ہمارے اس ہاؤس کے ڈپٹی سپیکر تھے۔ معزز رکن رہے ہیں اور ایک مرتبہ وزیر قانون بھی رہے ہیں۔ اس ہاؤس کے ساتھ ان کا بہت پرانا تعلق تھا۔ لہٰذا ان کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلے پر دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سعید احمد خان منیس (قائد حزب اختلاف): جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہوں گا کہ سابق گورنر سندھ حکیم سعید صاحب' مولانا محمد عبداللہ صاحب اور ایسے تمام لوگ جو امن عامہ میں کمزوری کی وجہ سے قتل ہوئے ان کے لیے بھی فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب سپیکر، دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلے پر دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر، اب وقفۂ سوالات شروع ہوتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

مختصر نوٹس پر اجلاس کی طلبی

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! مجھے ناخوش گوار مرحلہ point out کرنا پڑتا ہے اورمیں ہر اجلاس میں point out کرتا ہوں کہ اجلاس بلانے اور اس کے ایجنڈے کو مرتب کرنے کے لیے اپوزیشن سمیت کبھی بھی کسی کو اعتماد میں نہیں لیا جاتا۔ جناب والا! آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے چند دن پہلے آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ غالباً یہ اجلاس دسمبر میں ہو گا۔ اس کے بعد میرے محترم بھائی لاءمنسٹر صاحب نے مجھے فون کر کے بتایا کہ اجلاس 20 تاریخ کے لیے طلب ہوا ہے۔ لیکن پتا نہیں کہ اچانک کیا ایمرجنسی آن پڑی کہ یہ اجلاس 16 تاریخ کو بلا لیا گیا۔ 14 تاریخ کی شام ساڑھے پانچ بجے تک میں یہاں اپنے چیمبر میں موجود تھا لیکن اس وقت تک کوئی نوٹیفکیشن جاری نہیں ہوا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ معزز اور مقدس ایوان ہے اور یہاں جتنے لوگ بھی بیٹھے ہیں وہ بہت ہی ذمہ دار ہیں اور لاکھوں افراد نے انھیں منتخب کر کے یہاں بھیجا ہے اور انھوں نے یہاں آ کر اس میں participate کرنا ہوتا ہے۔ لیکن یہ ایک عجیب طریقہ ہے کہ جب جی چاہا اسی وقت اجلاس بلا لیا۔ میں تو یہی تشبیہ دوں گا کہ اسے شاہی دربار کا درجہ دے دیا گیا ہے کہ جس وقت چاہا درباریوں کو بلا لیا۔ ڈپٹی کمشنرز اور تھانے داروں کے ذریعے اطلاع دے دی گئی کہ آ جائیں کل اجلاس ہے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی طریقے سے بھی مناسب نہیں اور میں ہر اجلاس میں آپ کی توجہاس طرف مبذول کراتا ہوں لیکن حکومت یقین دہانی کے باوجود کبھی اس پر عمل در آمد نہیں کرتی۔ جناب والا! گورنر پنجاب بھی ایک signing مشین بنے ہوئے ہیں۔ میں آپ کو مثال دوں گا کہ ساڑھے پانچ چھ بجے تک میں اپنے چیمبر میں موجود تھا' اس وقت تک نوٹیفکیشن جاری نہیں ہوا تھا۔ بعد

میں میں نے اخبار میں دیکھا کہ گورنر صاحب شام کو ایک شادی میں چلے گئے اور نہ جانے رات کو کس وقت ان کو سوتے ہوئے اٹھا کر summoning order جاری کروائے۔ میرے خیال میں اس کے بعد اگلے دن 15 تاریخ کو اسمبلی سیکرٹریٹ نے یہ نوٹیفکیشن جاری ہوگا جس پر انھوں 14 تاریخ ڈال دی۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ کسی طریقے سے بھی یہ جمہوری روایات کے مطابق نہیں ہے' بلکہ جمہوری روایات کے خلاف ہے اور This is nothing less than dictatorship. میں آپ سے استدعا کروں گا کہ اطلاع نہ دینے والی روایت' مذاکرات نہ کرنے والی روایت اور یک دم اجلاس بلانے والی روایت ختم کی جائے اور اسے کلاس روم کا درجہ نہ دیا جائے کہ جب ماسٹر جی نے چاہا اسی وقت حکومت نے کہا کہ آ جاؤ' اور سب لوگوں کو چھڑی کے ذریعے بلا لیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات بالکل جمہوری روایات کے خلاف ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ تشریف رکھیں۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، پہلے راجہ صاحب جواب دے لیں اس کے بعد آپ بات کر لیں۔

جناب سعید اکبر خان، مجھے بھی بات کر لینے دیں پھر راجہ صاحب جواب دیں۔

جناب سپیکر، کیا آپ نے اس میں اضافہ کرنا ہے؟

جناب سعید اکبر خان، یقیناً میں اس میں اضافہ کروں گا اور یہ میرا حق ہے۔

جناب سپیکر، جی فرمایئے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! یہ جو شاہی دربار لگا ہے اس میں میرے جو بھائی لاہور ' گوجرانوالہ ' شیخوپورہ اور گجرات سے تعلق رکھتے ہیں ان کے لیے تو سہولت ہے کہ ان کا ایک گھنٹے کا سفر ہے اور وہ پہنچ سکتے ہیں۔ لیکن یہ طریق کار نہایت ہی بھیانک ہے کہ رات کے بارہ بجے حکومت یہ نوٹیفکیشن جاری کرے' دوسرے دن اتوار کی چھٹی ہو اور مجھے ڈی سی' اے ڈی سی جی یا تھانے دار فون کرے کہ خان صاحب کل اجلاس ہے اور آپ نے تین بجے وہاں پہنچنا ہے۔ ہم لوگ جو بھکر یا اس سے بھی دور دراز علاقوں سے اس دربار میں حاضری دینے آتے ہیں ان کے لیے کم از کم چھ سات گھنٹوں کا سفر ہے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمیں اجلاس کے لیے ذہنی طور پر تیار ہونا چاہیے۔ اجلاس

کے لیے ہمیشہ اخبار میں خبر آتی تھی کہ فلاں تاریخ کو اجلاس بلایا جا رہا ہے' پھر کم از کم ایک ہفتے پہلے ٹی وی پر بھی آ جاتا تھا کہ فلاں تاریخ کو اجلاس ہے اور جو ایجنڈا ہوتا تھا اس پر ممبران mind apply کرتے تھے اور اس میں contribution کرتے تھے۔ جناب والا! آپ نے اخبار میں یہ دیا کہ اس پورے اجلاس میں قانون سازی ہوگی اور آج بھی قانون سازی ہونی ہے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ہم thoroughly mind apply کریں اور یہاں contribute کریں؟ میں اس پر protest کرتا ہوں اور آپ دیکھ لیں کہ آج آپ کورم پورا نہیں کر سکتے جسے میں پوائنٹ آؤٹ کرتا ہوں۔ یہ اسی وجہ سے ہے کہ حکومت کا طریق کار غلط ہے جس کی وجہ سے آج کورم نہیں ہے اور میں چاہوں گا کہ کورم پورا کر کے یہ اجلاس چلوائیں' کیونکہ قانون سازی ہونی ہے۔

جناب سپیکر، کورم پوائنٹ آؤٹ ہوا ہے۔ گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی---- کورم پورا نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں---- گھنٹیاں بجائی گئیں---- گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی کورم پورا ہے۔ قائد حزب اختلاف کی طرف سے جو پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا گیا ہے' راجہ صاحب اس کے بارے میں وضاحت فرمائیں۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، جناب سپیکر ! میں یہ گزارش کرنا چاہتا تھا کہ ابھی ابھی محترم قائد حزب اختلاف نے یہ کہا ہے کہ اجلاس انتہائی جلدی میں بلایا جاتا ہے اور ممبران اسمبلی کو اس کی مناسب طور پر اطلاع نہیں ہو پاتی۔ اس سلسلے میں جناب سپیکر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قواعد و انضباط کار کے مطابق اجلاس طلب کیا جاتا ہے اور اس سلسلے میں' میں جناب کی توجہ رول 3 کی طرف توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ Summoning of the Assembly کو اگر آپ ملاحظہ فرمائیں تو اس میں کہیں یہ قدغن نہیں لگائی گئی کہ اجلاس کے لیے اتنے دن کا وقفہ یا اتنے دن کا پہلے نوٹس ضروری ہے۔

جناب سپیکر، ان کا جو سوال ہے اس کے لیے رول(2)3 متعلقہ کلاز بنتی ہے۔

وزیر قانون، میرا عرض کرنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ انھیں اس بات پر خوش ہونا چاہیے تھا کہ frequently اجلاس بلایا جا رہا ہے۔ میں ان کی خدمت میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انھیں اس بات کا بھی احساس ہونا چاہیے کہ اس وقت ہمارے پاس انتہائی اہم قانون سازی موجود ہے۔

آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلے اجلاس میں بھی ہیلتھ کا بل partly ہو چکا تھا اور بقیہ ابھی ہم نے ٹیک اپ کرنا ہے۔اس کے علاوہ مزید قانون سازی بھی موجود ہے اور ہم نے mandatory sitting کو بھی پورا کرنا ہوتا ہے۔ اس لیے اس میں کوئی ایسی قباحت والی بات نہیں کہ اجلاس جلدی نہ بلایا جائے۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں جتنا frequently اجلاس بلایا جائے اتنا ہی بہتر ہے۔ اگر اجلاس نہ بلایا جائے تو یہ کہتے کہ اسمبلی کو بھول گئے ہیں اجلاس نہیں بلایا جاتا اور اگر جلدی بلایا جائے تو اعتراض یہ ہوتا ہے کہ اجلاس جلدی بلا لیا جاتا ہے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر رولز کے مطابق درست نہیں ہے۔

جناب سپیکر، رولز کے مطابق جلدی اجلاس بلانے کے سلسلے میں کوئی پابندی نہیں۔ یہ بات جو قائد حزب اختلاف کی طرف سے سامنے آئی ہے کہ اسمبلی سیکرٹریٹ نے اس سلسلے میں پچھلی تاریخ سے کوئی نوٹیفکیشن کیا ہے۔ میں نے اس سلسلے میں فائل منگوا لی ہے۔ ہمیں 14 تاریخ کو نوٹیفکیشن ملا ہے اور اس وقت 6-25 تھے۔ اس کے بعد ہی ہم نے پورا آرڈر جاری کیا ہے' نوٹیفکیشن کیا ہے۔ ہم نے کوئی کام پچھلی تاریخ سے نہیں کیا اور کوئی غیر قانونی کام بھی نہیں ہوا' کوئی رولز کے خلاف کام نہیں ہوا۔ اس لیے یہ پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ میں نے جو بات کی ہے وہ اجلاس کے عجلت میں بلائے جانے کے سلسلے میں کی ہے۔ ویسے تو جناب سپیکر! میں تو پہلے بھی کہتا ہوں کہ یہ ایک اجتماع گاہ کی حیثیت ہے اور انجمن ستائش باہمی کا درجہ دیا گیا ہے۔ ویسے تو یہاں تین تین مہینے کیبنٹ میٹنگ بھی نہیں بلائی جاتی۔ یہ اجلاس جو عجلت میں بلایا گیا ہے یہ بھی صرف اس لیے بلایا گیا ہے کہ دن پورے کرنے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، براہ مہربانی خاموشی اختیار کی جائے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہ صرف دن پورے کرنے کے لیے اجلاس بلایا جاتا ہے ورنہ اگر آئین کے تحت 70 دن پورے کرنے کی پابندی نہ ہوتی تو شاید اجلاس ہی نہ بلایا جاتا' کیونکہ تین مہینے سے کیبنٹ میٹنگ ہی نہیں ہوئی۔ یہ one man show چل رہا ہے۔ اسی سلسلے میں عرض کر رہا ہوں اور جناب سپیکر! میں آپ کو تجویز کروں گا کہ آپ مہربانی فرما کر اجلاس کے سلسلے

میں ایک کیلنڈر مقرر کرلیں۔ اپوزیشن بے شک اس وقت اتنی تعداد میں نہیں ہے کہ وہ اجلاس ریکوزیشن کرے اور وہ جو کیلنڈر ہے اس پر سختی سے عمل کیا جا سکتا ہے۔ ہاں البتہ یہ اور بات ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ہم ریکوزیشن والی تعداد بھی پوری کرلیں گے اور ہم اس کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ اگر آپ وہ کیلنڈر بنالیں تو سب کے لیے فائدہ ہے۔ آپ کے بھی فائدہ میں ہے اور معزز اراکین کے بھی مفاد میں ہے۔ ہمارا بھی اسی میں فائدہ ہے۔ کیونکہ کچھ کاشت کار ہیں کچھ بزنس مین طبقہ اور کچھ تاجر لوگ ہیں ہر کسی نے اپنے اپنے علاقوں میں کام کاج کرانے ہوتے ہیں۔ جناب والا! میں آپ کو یہ تجویز کروں گا کہ آج آپ ایک کیلنڈر تجویز کرلیں اور اس کے مطابق آپ اجلاس بلایا کریں۔ اس کے مطابق ہر کسی کو پتا ہوگا کہ کب اجلاس بلانا ہے۔ اور ایمرجنسی کے لیے تو آپ کسی وقت بھی اجلاس طلب کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، کوئی ممانعت نہیں ہے آپ اجلاس جلدی میں بھی بلا سکتے ہیں۔ اس میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں، رولز اس کی اجازت دیتے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ جات سماجی بہبود، اطلاعات و ثقافت، بہبود آبادی، آبکاری و محصولات)

جناب سپیکر، اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ سماجی بہبود، بہبود آبادی اور آبکاری و محصولات کے سوالات ہیں۔ سب سے پہلا سوال جناب شاہد محمود بٹ صاحب کا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، سوال نمبر 534۔

تحصیل ڈسکہ میں سماجی بہبود کے مراکز

*534۔ جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تحصیل ڈسکہ میں کن دیہات میں سماجی بہبود کے مراکز قائم ہیں۔

(ب) دیہات میں خواتین کو روزگار مہیا کرنے کے لیے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر سماجی بہبود (پیر سید محمد بنیامین رضوی)۔

(الف) تحصیل ڈسکہ میں سماجی بہبود کے مراکز کی تفصیل درج ذیل ہے۔ ان مراکز میں ضرورت مند خواتین کو روائتی دستکاری، اہم بنیادی شعبوں یعنی ٹیلرنگ کٹنگ، ایمبرائیڈری اور بجائی کی

تربیت دی جاتی ہے۔

نمبر شمار	نام ادارہ	خدمات/پروگرام	تعداد استفادہ (ماہانہ)	کنندگان
1۔	سوشل ویلفیئر سوسائٹی'	بڑھا گورایہ	دست کاری سکول	15
2۔	۔ایضاً۔	بھوپال والا	۔ایضاً۔	15
3۔	۔ایضاً۔	گھوٹکی	۔ایضاً۔	15
4۔	۔ایضاً۔	ستراہ	۔ایضاً۔	17
5۔	ایضاً۔	سگوالہ	۔ایضاً۔ اور سپورٹس	20
6۔	۔ایضاً۔	سرانوالی	۔ایضاً۔	21
7۔	۔ایضاً۔	بمیانوالہ	۔ایضاً۔	19
8۔	۔ایضاً۔	جاسکے چیمہ	۔ایضاً۔	15
9۔	سوشل ویلفیئر سوسائٹی	ساہووالہ	دست کاری سکول	15
10۔	انجمن اصلاح معاشرہ	تھاڑ	۔ایضاً۔	17
11۔	انجمن اصلاح معاشرہ	گھڑمل	۔ایضاً۔	17
12۔	انجمن فلاح و بہبود رہائے مصطفٰے	سرانوالی	۔ایضاً۔	18
13۔	لیڈیز سوشل ویلفیئر کونسل	مندرانوالہ	۔ایضاً۔ اور لائبریری اور سی۔ایم۔ایچ سنٹر	36
14۔	سوشل ویلفیئر سوسائٹی'	کوٹل نوناں	دست کاری سکول	15
15۔	۔ایضاً۔	گوجرہ	۔ایضاً۔	15
16۔	انجمن اسلامیہ	سمبڑیال	۔ایضاً۔/فری ڈسپنسری اور سپورٹس	18
17۔	انجمن رفاہ عام	کھروڑیاں خاص	دست کاری سکول اور سپورٹس	15
18۔	انجمن اصلاح دیہات'	دھلیاروالی	۔ایضاً۔ اور تفریحی پارک	18
19۔	انجمن خدمت خلق	ڈسکہ	۔ایضاً۔ اور ایم۔سی۔ایچ سنٹر	26
20۔	تحصیل ٹی۔بی' ایسوسی ایشن	ڈسکہ	۔ایضاً۔ اور ٹی۔بی کلینک	350
21۔	انجمن خدمت خلق	کوٹ محمد حسین	۔ایضاً۔ سپورٹس	15

22۔	سوشل ویلفیئر سوسائٹی	کوٹھلہ	دستکاری سکول اور سپورٹس	15
23۔	رحمت اللعلمین ویلفیئر سوسائٹی	منڈیلے گورایہ	۔ایضاً۔	15
24۔	تحصیل ڈیف اینڈ ڈمب ایسوسی ایشن	ڈسکہ	۔ایضاً۔ و ٹیلرنگ سکول	18

(ب) صوبہ پنجاب میں تحصیل ڈسکہ کی طرز پر رفاہی انجمنوں کے زیر اہتمام دست کاری سکول کے قیام کے بعد ان خواتین کو دست کاری کے مختلف شعبوں میں تربیت دے کر انہیں اس قابل بنانے کی کاوشیں کی جا رہی ہیں کہ وہ ہنر مند بن کر دست کاری کا کام آرڈر ورک کی بنیاد پر باعزت طور پر گھر کی چاردیواری میں بیٹھ کر اپنے کنبے کے لیے آمدنی پیدا کریں اور اپنی معاشی و معاشرتی حالت بہتر بنا کر معاشرہ میں باعزت زندگی گزار سکیں۔ دیہی خواتین میں تربیت کا شعور پیدا ہو چکا ہے اور یہ خواتین ہنر مندی کی بنیاد پر خود کفیل ہو رہی ہیں جو کہ موجودہ حکومت کے منشور کا اہم مقصد ہے۔

محکمہ معاشرتی بہبود کے سوشل ویلفیئر افسران دیہی آبادی کو باقاعدہ اس کی ترغیب دیتے ہیں کہ وہ اپنے دیہات میں اجتماعی طور پر رفاہی انجمنیں بنائیں اور ان کے تحت دست کاری مراکز قائم کر کے مقامی غیر ہنر مند خواتین کو ہنر مند بنا کر اس قابل بنائیں کہ وہ اپنی اور اپنے خاندان کی مالی حالت کو بہتر بنا سکیں۔

جناب سپیکر، بٹ صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! کیا کبھی کسی محکمے کے افسر نے ان سنٹرز کا باقاعدہ معائنہ کیا ہے؟ اگر کیا ہے تو وہاں کے سنٹرز کے دست کاری سامان کی پوزیشن کیا ہے؟

جناب سپیکر، جی' بنیامین شاہ صاحب!

وزیر سماجی بہبود، جناب والا! ہمارے اسسٹنٹ ڈائرکٹر اور ڈپٹی ڈائرکٹرز ہر جگہ پر visit کرتے ہیں اور ان کی باقاعدہ ہمارے پاس رپورٹ آتی ہے۔ تحصیل ڈسکہ میں بھی جو ہمارے پراجیکٹ ہیں چاہے وہ کمیونٹی پراجیکٹ ہیں یا میڈیکل پراجیکٹ ہیں وہاں پر ہمارے افسران جاتے ہیں اور اس کی رپورٹ ہمیں بھجواتے ہیں۔

جناب سپیکر، جی' بٹ صاحب!

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! جو visit کیا ہے میں نے اس کی تفصیل پوچھی ہے۔ ایک سال کے اندر اگر کسی افسر نے وہاں پر inspection کی ہے تو وہاں کے سامان کی کیا پوزیشن ہے؟ اگر ان کے پاس کوئی پروگرام ہے کہ ایک سال میں انھوں نے اتنے سنٹرز کا visit کیا ہے اور وہاں کے سامان کو چیک کیا ہے تو میں اس کی تفصیل پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی، بنیامین شاہ صاحب۔

وزیر سماجی بہبود، جناب والا! افسران visit کرتے ہیں۔ اگر آپ کسی خاص سنٹر کی بات کر رہے ہیں تو پھر اس کے لیے نیا سوال دیں۔

جناب سپیکر، یہ جو سنٹرز ہیں جن کا ذکر آپ کے سوال کے جواب میں آیا ہے یہ کافی زیادہ سنٹرز ہیں۔ آپ کے ذہن میں ہے کہ آپ specific کس سنٹر کے بارے میں پوچھ رہے ہیں؟ کون سی جگہ پر visit کیا گیا ہے یا نہیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! میں کسی ایک سنٹر کی بات کرتا ہوں۔ ان سنٹرز میں سے کسی ایک سنٹر کے بارے میں بتا دیں کہ کسی افسر نے وہاں ایک سال میں کتنے visit کیے ہیں اور وہاں پر دست کاری کا سامان functional ہے یا نہیں؟

وزیر سماجی بہبود، اس کے بارے میں آپ دوبارہ سوال کریں ہم آپ کو تفصیلی جواب دیں گے۔

جناب سپیکر، بٹ صاحب! اس میں آپ جو صحیح پوچھنا چاہتے ہیں کہ کتنی inspections اور کتنے visits ہوئے، کیونکہ اس میں کوئی 24 کے قریب سنٹرز ہیں، کیا آپ سب کی تفصیل جاننا چاہیں گے؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! اگر سب کی تفصیل مل جائے تو بہتر ہے۔

جناب سپیکر، پھر جو 24 سنٹرز ہیں، ان کی تفصیل جاننے کے لیے تو آپ کو نیا سوال دینا پڑے گا۔

جناب شاہد محمود بٹ، جو طلبہ یہاں سے فارغ ہوتے ہیں ان کو کوئی سند جاری کی جاتی ہے؟ اگر کی جاتی ہے تو اس کی بھی تفصیل بتا دی جائے۔

جناب سپیکر، بنیامین شاہ صاحب! کوئی سرٹیفکیٹ؟

وزیر سماجی بہبود، وہاں پر جو ہمارے trainees تربیت حاصل کرتے ہیں ان کو ہم سند دیتے ہیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، ضمنی سوال ہے کہ ہماری گورنمنٹ سوشل ورکر کے لیے جس طرح کام کر رہی ہے کیا ان کے پاس ایسا کوئی پلان ہے کہ وہاں پر دست کاری کا سامان سستے داموں فروخت ہونے کی بجائے کسی تاجر کے ساتھ کسی انڈسٹری کے ساتھ یا کسی ایکسپورٹر کے ساتھ ریٹس increase کرنے کے لیے ہماری حکومت ہنر مند عورتوں کے لیے کچھ کرنا چاہتی ہے؟

جناب سپیکر، ان کی بہتر پرائس لینے کے لیے کوئی ایسا بندوبست ہے وہاں پر دست کاری سکولوں میں جو سامان تیار ہوتا ہے اس کی کوئی بہتر قیمت دلانے کا ہماری حکومت کا کوئی پروگرام ہے؟

وزیر سماجی بہبود، جناب والا! ہمارے جو دست کاری ادارے ہیں ان کو مقامی سطح پر چھوٹے چھوٹے آرڈر ملتے ہیں وہ ہنرمند عورتیں ان آرڈرز پر کام کرتی ہیں۔ اس کا ان کو معاوضہ دے دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر، آرڈرز پر کام ہوتا ہے؟

وزیر سماجی بہبود، آرڈرز پر کام ہوتا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، ہمارے منسٹر صاحب ماشاء اللہ بڑے active ہیں ان کے بارے میں روزانہ اخبار میں آتا ہے یہ بڑی محنت کر رہے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دیہاتوں میں جو عورتیں کڑھائی والا کام کرتی ہیں یا جو کام وہ انڈسٹری میں کرتی ہیں وہ ان سے لوگ بڑے سستے داموں لے جاتے ہیں۔ وہ عورتیں جو دیہات میں اتنی محنت و مشقت سے کام کرتی ہیں' اپنی بینائی کمزور کر لیتی ہیں' اپنے ہاتھوں کو زخمی کر لیتی ہیں ان کی بنائی ہوئی اشیاء کے ریٹس کو بڑھانے کے لیے وزیر سماجی بہبود صاحب بڑی بڑی فرموں کے ساتھ ٹریڈرز کے ساتھ کوئی deal کرنا پسند کریں گے؟ لاہور میں جو نمائشیں ہوتی ہیں یہاں پر آکر لوگ سٹال لگاتے ہیں تو ان کو بڑے ریٹس مل جاتے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو خواتین وہاں پر محنت کرتی ہیں ان کی غربت ختم ہوسکے اور ان کو مناسب دام مل سکیں۔

جناب سپیکر، جی بنیامین صاحب۔

وزیر سماجی بہبود، سرکاری ادارے جیسے کہ ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم جو کہ شہروں میں ہیں ڈسٹرکٹ

ہیڈ کوارٹرز میں ہیں۔ جو انھوں نے سوال کی صورت میں تجویز دی ہے کہ وہاں پر بڑے ٹریڈرز کے ساتھ بڑی مارکیٹوں میں ہم یہ کام کر سکتے ہیں۔ لیکن مقامی سطح پر ڈسکہ ' سیالکوٹ ' پھالیہ اور جھنگ ہے' وہاں پر چھوٹے چھوٹے علاقائی کام ہیں اور وہ وہاں پر ہی پسند کیے جاتے ہیں۔ ان کا ایک اپنا سٹائل ہے گجرات کا اپنا ایک سٹائل ہے پسرور کا اپنا سٹائل ہے اور نارووال کا اپنا ایک سٹائل ہے۔ جتنا آرڈر ملتا ہے' جتنی کھپت ہوتی ہے کڑھائی سلائی کے لیے یا کسی بھی کام کے لیے تو اس کی وہیں پر کھپت ہو جاتی ہے۔

جناب سپیکر، بٹ صاحب کے کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ اس کے لیے اگر ان کو کوئی بہتر پرائس مل سکے تو محکمے کو اس کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔ بٹ صاحب! اور بھی کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب شاہد محمود بٹ، آپ نے میرے سوال کی خود ہی تائید کر دی ہے اور میں یہی چاہتا ہوں کہ جس طرح ہماری حکومت اور ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب دیہی ترقی کے لیے' زمین داروں کے لیے اتنی محنت کر رہے ہیں کہ وہاں پر ان کی فی کس آمدن بڑھ جائے۔ اسی طرح سے میں یہ چاہتا ہوں کہ خصوصی طور پر دیہاتی خواتین کے لیے محکمہ سماجی بہبود ان کے آرڈرز بڑے شہروں میں connect کروائے۔ آخر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میری بات کی تائید کردی ہے کہ ان کے لیے کوئی ایسا طریقہ اپنایا جائے۔

جناب سپیکر، جی' ٹھیک ہے۔

وزیر سماجی بہبود، میں یہاں پر یہ بات کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارے اداروں کے ملبوسات اور اس قسم کی چیزیں یہاں لاہور تک آتی ہیں۔

جناب سپیکر، سعید اکبر خان صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں سوال کرنا چاہتا تھا لیکن بٹ صاحب نے بڑی خوب صورتی سے سوال کیا اور چیف منسٹر صاحب کی تعریف بھی کی کہ کسانوں کے لیے وہ بہت کام کر رہے ہیں۔ اسی لیے اس وقت گندم کی بیجائی ہے اور ڈی اے پی کسی کو نہیں مل رہی۔ سارے صوبے میں یہ حالات ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بہبود آبادی کے جو سنٹرز ہیں وزیر صاحب فرما رہے تھے کہ وہ آرڈرز پر سامان تیار کروایا جاتا ہے۔ کیا پرائیویٹ ادارے ان کو یہ آرڈر کرتے ہیں؟ دوسرا میں یہ

چاہتا ہوں کہ کیا محکمے کی کوئی ایسی پالیسی ہے کہ ان کے اسسٹنٹ ڈائرکٹر یا ڈپٹی ڈائرکٹرز نے ان سنٹرز کو سال میں کتنی مرتبہ چیک کرنا ہے؛ جیسے جیل کے لیے ہے کہ ڈی سی اور سیشن جج نے سال میں کم از کم دو visit کرنے ہیں۔ آیا اس محکمے نے کوئی ایسی پالیسی بنائی ہے کہ محکمے کے جو افسر ہیں وہ پابند ہوں کہ وہ کم از کم اس مدت میں اتنے سنٹرز کو ضرور چیک کریں؛ اسسٹنٹ ڈائرکٹر تین مرتبہ کرے گا ڈپٹی ڈائرکٹر دو مرتبہ چیک کرے گا۔ کیا اس طرح کی ان کی کوئی پالیسی ہے؟

جناب سپیکر، جناب پیر بنیامین رضوی۔

وزیر سماجی بہبود، جناب سپیکر! ان کا جو پہلا سوال تھا ہمارے سرکاری ادارے بھی ہیں اور غیر سرکاری ادارے بھی ہیں۔ غیر سرکاری رضاکار تنظیمیں این جی اوز وہ چلا رہی ہیں اور جس طرح انھوں نے فرمایا مقامی دکان دار اور پرائیویٹ سیکٹر میں مقامی کاروباری لوگ سب آرڈر دے سکتے ہیں اور ان کو ہم آرڈر پہ کام کر کے دیتے ہیں۔۔۔۔

جناب سپیکر، پرائیویٹ ادارے براہ راست آرڈر دے سکتے ہیں۔ کوئی رکاوٹ نہیں۔

وزیر سماجی بہبود، سرکاری اداروں میں بھی آرڈر پر کام ہوتے ہیں اور جو خواتین کام کرتی ہیں ہم انھیں ان کا معاوضہ دیتے ہیں۔

جناب سپیکر، پیر صاحب! کوئی ایسا رول ہے کہ ان سنٹرز کو مہینے میں یا سال میں اتنی دفعہ چیک کرنا چاہیے؟

وزیر سماجی بہبود، جناب! میں وہی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ہم نے اپنے اسسٹنٹ ڈائرکٹرز کو ہدایات دے رکھی ہیں کہ وہ مہینے میں کم از کم دو دفعہ چیک کریں اور ڈپٹی ڈائرکٹر مہینے میں کم از کم ایک دفعہ چیک کرے۔ اور چیک کرنے کے بعد وہ مجھے اور سیکرٹری سوشل ویلفیئر کو باقاعدہ اپنا نوٹ بھیجتے ہیں، پوری تفصیل بھیجتے ہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔ اگلا سوال۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، اب ایک سوال کے اوپر کافی ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب! آگے دو سوال ہیں۔ کام ختم ہے۔ سوال بھی تھوڑے ہیں۔

میرے بھائی بنیامین صاحب نے فرمایا کہ اسسٹنٹ ڈائرکٹر دو دفعہ سٹرز کا وزٹ کرے گا' ڈپٹی ڈائرکٹر ایک دفعہ وزٹ کرے گا اور ان کے پاس رپورٹ آتی ہے۔ کیا یہ اپنی پالیسی کے مطابق مطمئن ہیں کہ وہ باقاعدہ وزٹس ہو رہے ہیں' کیوں کہ ان کے پاس رپورٹس ہیں انھوں نے خود فرمایا ہے۔

وزیر سماجی بہبود، جناب سپیکر! میں سابقہ وزیروں کی طرح بے کار وزیر نہیں ہوں۔ میں خود بھی وزٹ کرتا ہوں اور میرے افسر بھی وزٹ کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، انھوں نے پالیسی بتا دی ہے وہ خود بھی چیک کرتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، رات دن چیک کرتے ہیں مجھے پتا ہے۔ اس میں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بنیامین صاحب بڑے نگڑے وزیر ہیں اور دن رات چیک کرتے ہیں۔ میں نے تو ان کی پالیسی کے مطابق ان کے آفیسرز کے متعلق پوچھا ہے۔ وہ ان کے لیے وضاحت کریں اپنی ذات کے لیے نہیں۔

جناب سپیکر، نہیں' نہیں۔ انھوں نے کہا ہے کہ وہ مہینے میں دو دفعہ چیک کرتے ہیں۔ ابھی تو انھوں نے سارا کچھ بتایا ہے۔ میرا خیال ہے آپ نے سنا نہیں انھوں نے آفیسرز کے بارے میں بتایا ہے۔ میرا خیال ہے آپ نے پہلے نہیں سنا۔ آپ ذرا سوال دہرا دیں۔

وزیر سماجی بہبود، جناب! میرے محکمے کے افسران جو وزٹ کرتے ہیں میں اس پہ مطمئن ہوں کیوں کہ ان کو پتا ہوتا ہے کہ منسٹر نے کسی وقت آ کر چیک کر لینا ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال چودھری زاہد محمود گورایہ صاحب کا ہے۔ اس کا جواب نہیں آیا۔ آگے چلتے ہیں سردار سعید انور صاحب۔

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I am on a point of order, Sir.

جناب سپیکر، جی' پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہ چودھری زاہد محمود گورایہ صاحب کے سوال 912 میں آپ دیکھیں گے کہ تاریخ وصولی 97-7-8 ہے اور تاریخ ترسیل 97-7-19 ہے تو گویا ایک سال سے زاید عرصہ گزر چکا ہے' تقریباً سوا سال ہو چکا ہے اور اس کا ابھی تک جواب نہیں آیا۔ اس کے کیا

motives ہیں کہ اس کا جواب کیوں چھپایا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر، یہ چھپایا نہیں جا رہا۔ یہ سوال پینڈنگ چلا آ رہا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اس کو تو سوا سال ہو گیا ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، جی' وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے یہ جو پوائنٹ اٹھایا ہے کہ ایک سال سے اس کا جواب نہیں آیا' یہ تاثر غلط ہے۔ اس سوال کا جواب دے دیا گیا تھا اور مورخہ 13 نومبر 1998ء کو یہ جواب محکمے نے صرف اس لیے واپس لیا ہے کہ اس کو اپ ڈیٹ کیا جائے کیوں کہ ایک سال پرانا جواب دیا گیا تھا اور اگر آپ حکم دیں تو میں یہ پڑھ دیتا ہوں کہ۔

The above starred Assembly questions was submitted to the Punjab Assembly Secretariat stating the position at that time. Now with the passage of time, the position has since changed and requires addition/alteration in the already supplied information.

میں سمجھتا ہوں کہ محکمے نے اس لحاظ سے ایک اچھا اقدام کیا ہے کہ ایک سال پرانا' اگر اس وقت یہ جواب دیا جاتا تو کہتے جی کہ یہ تو ایک سال پرانا جواب دے دیا گیا ہے۔ اس کو اپ ڈیٹ کرنے کے لیے محکمے نے تیرہ تاریخ کو واپس لیا تھا اور میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسی اجلاس کے دوران اس کا دوبارہ جواب' جو میرے خیال میں آج submit بھی ہو گیا ہو گا' تیرہ تاریخ کو اپ ڈیٹ کرنے کے لیے واپس لیا تھا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، اس سوال کے جواب کے لیے کوئی ڈیٹ مقرر کر دیں۔

جناب سپیکر، نہیں، نہیں' اسی اجلاس میں آ جائے گا۔

جناب سعید احمد خان منیس، کوئی دن مقرر کر دیں تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر، نہیں' آپ کو ڈیٹ آ جائے گی۔ انھوں نے خود ہی کہہ دیا ہے کہ اسی اجلاس میں آ

جانے کا تو آپ کو اس میں latest جواب مل جائے گا۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ اگر اسی طریقے سے سوالات کے جوابات آتے رہے اور پھر اسمبلی چیمبر اس کو اپ ڈیٹ کرنے کے لیے.....

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ سعید اکبر خان صاحب! آپ بات کو generalize نہ کریں اس طریقے سے نہیں آتے رہے۔ مقصد کیا ہے سوالات کا؟ یہی مقصد ہوتا ہے کہ ہاؤس کے سامنے اس کی latest figure آنی چاہیے' اس میں کوئی چھپانے والی بات نہیں ہے۔ اگلا سوال سردار سعید انور صاحب کا ہے۔

سردار سعید انور: سوال نمبر 989۔

محکمہ بہبود آبادی میں افسران کی تعیناتی

*989۔ **سردار سعید انور:** کیا وزیر بہبود آبادی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

محکمہ بہبود آبادی پنجاب میں گریڈ نمبر 17 سے گریڈ 20 کی کون کون سی اسامیاں ہیں اور ان پر تعینات افسران کتنے عرصہ سے موجودہ جگہ پر کام کر رہے ہیں۔ تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر بہبود آبادی (راجہ اشفاق سرور):

محکمہ بہبود آبادی میں کام کرنے والے وفاقی ملازمین ہیں اس لیے ان کی اسامیوں کا تعین وفاقی حکومت کرتی ہے۔ وزارت بہبود آبادی اسلام آباد نے گریڈ 17 سے گریڈ 20 تک مندرجہ ذیل اسامیاں منظور کی ہیں۔

نان ٹیکنیکل

نمبر شمار	نام اسامی	گریڈ	تعداد
1-	سیکرٹری	20	1
2-	ڈائرکٹرز/ ڈویژنل ڈائرکٹرز/ سینئر ڈسٹرکٹ پاپولیشن ویلفیئر آفیسرز ڈپٹی ڈائرکٹر /ڈیموگرافرز	19	15

3۔	ایکس۔ای۔این ڈی۔پی ڈبلیوز	18	47
4۔	اسسٹنٹ ڈائرکٹرز /A.C.P., A.O اور S.Os	17	21
5۔	ڈی۔ڈی۔پی ڈبلیوز/ٹی۔پی اوز ٹیکنیکل	17	134
6۔	ڈائرکٹرز/میڈیکل آفیسرز	19	9
7۔	ڈپٹی ڈائرکٹرز	18	12
8۔	میڈیکل آفیسرز	18/17	53
9۔	میڈیکل آفیسرز/اسسٹنٹ ڈائرکٹرز	17/16	70+4

افسران کے نام ،مع اسامی مدت تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، جی سردار صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

سردار سعید انور، جناب سپیکر! بات تو وہی ہے۔ یہ سوال ستمبر 1997ء میں دیا تھا تو اب تو مقصد ہی فوت ہو گیا ہے۔ بہرحال کوئی ضمنی سوال نہیں۔

جناب سپیکر، اس میں latest تو کوئی چیز نہیں ہے۔ ویسے بھی یہ وفاقی حکومت کے ملازمین ہیں۔ تو اگلا سوال جناب سعید احمد خان منیس صاحب کا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس،سوال نمبر 1141۔

معطل ملازمین کی تعداد

*1141۔جناب سعید احمد خان منیس، کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک محکمہ میں وزیراعلیٰ اور وزیراعظم کے حکم سے کتنے سرکاری ملازم معطل کیے' اور ان میں سے کتنے ملازم بحال ہو چکے ہیں۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر سماجی بہبود (پیر سید محمد بنیامین رضوی)،

موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک محکمہ ہذا میں وزیر اعظم اور وزیر

اعلیٰ کے حکم پر کوئی ملازم نہ معطل کیا گیا اور نہ ہی بحال کیا گیا۔

وزیر سماجی بہبود آبادی، جناب سپیکر! یہ سوال میرے محکمے کا ہے یا ان کے محکمے کا ہے؟ ----- میرے پاس بھی جواب ہے ان کے پاس بھی ہے۔

جناب سپیکر، اچھا۔ آپ دونوں یہ محکمہ share کرتے ہیں۔ ویسے یہ محکمہ بنیامین شاہ صاحب کا ہے۔ (قطع کلامیاں) راجہ صاحب! یہ اگلا سوال آپ کا ہے۔ پہلے سماجی بہبود کا سوال ان کا تھا۔ اگلا سوال بھی جناب سعید احمد خان منیس صاحب کا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! Before I read out the number of the question میرے خیال میں اگر وزرائے کرام اپنے محکمے انٹر چینج کرنا چاہتے ہیں تو انھیں اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، نہیں' وہ اپنے اپنے محکموں میں خوش لگتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، سوال نمبر 1144۔

جناب سپیکر، بنیامین شاہ صاحب! یہ دونوں کام وہ ہی کر دیتے ہیں۔

وزیر بہبود آبادی، جناب سپیکر! اس میں میری ایک گزارش ہوگی کہ جس محکمے کے سوالات ہوں وہ اکٹھے ہی دے دیے جائیں-----

جناب سپیکر، یہ تو آپ نے دیکھنا ہے کہ آپ کا محکمہ کون سا ہے۔

وزیر بہبود آبادی، اور دوسرا سعید خان نے بھی سماجی بہبود کو بہبود آبادی کہا تھا۔

جناب سپیکر، نہیں' انھوں نے تو صحیح کہا تھا۔ یہ غلطی اس طرف سے ہوئی ہے۔

وزیر سماجی بہبود، یہ سوال جو سعید احمد خان منیس صاحب نے کیا ہے۔ یہی سوال انھوں نے سارے محکموں کے لیے کیا ہوا ہے۔ یہ بھی آپ ذہن میں رکھیں۔

جناب سپیکر، چلیں وہ تو ٹھیک ہے۔ وہ تو کر سکتے ہیں' اس میں کوئی رکاوٹ نہیں۔

وزیر بہبود آبادی، جناب! یہ بھی وہی سوال ہے اس کا وہی جواب ہے۔

جناب سپیکر، جی' جی اس کا جواب پڑھ دیں۔

معطل ملازمین کی تعداد

*1144۔جناب سعید احمد خان منیس، کیا وزیر بہبود آبادی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک محکمے میں وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کے حکم سے کتنے سرکاری ملازم معطل کیے' اور ان میں سے کتنے ملازم بحال ہو چکے ہیں۔ تفصیل بتائی جائے؛

وزیر بہبود آبادی (راجہ اشفاق سرور)،

موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک محکمہ ہذا نے وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ کے حکم پر کوئی ملازم نہ معطل کیا' نہ ہی بحال کیا ہے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، سوال نمبر 1337۔ (مولانا منظور احمد چنیوٹی کے ایماء پر دریافت کیا)۔

دفتر کے لیے عمارت کی فراہمی

*1337۔مولانا منظور احمد چنیوٹی، کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل چنیوٹ میں محکمہ آبکاری و محصولات کے دفتر کی عمارت موجود نہ ہے اور یہ دفتر کرائے کی عمارت میں چل رہا ہے۔ جس کی حالت بہت خراب ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دفتر کے بار بار تبدیل کرنے سے دفتری ریکارڈ گم ہونے کا خدشہ رہتا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ دفتر کو اپنی عمارت فراہم کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں معین دین)،

(الف) یہ درست ہے کہ تحصیل چنیوٹ میں محکمہ آبکاری و محصولات کے دفتر کی عمارت موجود نہ ہے۔اور دفتر ہذا کرائے کی عمارت میں چل رہا ہے۔ عمارت کی حالت درمیانہ درجے کی ہے۔ مالکان متعلقہ نے نئے سال 1996ء کے دوران اپنی گرہ سے عمارت کی مرمت کروائی تھی جس کی بناء پر عمارت کی حالت قابل قبول ہو گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ دفتر کے بار بار تبدیل کرنے سے دفتری ریکارڈ کے گم ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ لیکن تحصیل چنیوٹ میں محکمے کے دفتر کی عمارت کو بار بار تبدیل نہیں کیا گیا۔ موجودہ عمارت لاہور روڈ بالمقابل دفاتر واپڈا شہر کے نزدیک واقع ہے اور یہ عمارت محکمہ ہذا نے مورخہ 89-07-01 سے کرائے پر لے رکھی ہے قبل ازیں دوران 1967ء تا جون 1989ء یہ دفتر جائیداد نمبر 344 بلاک 1 چنیوٹ میں واقع تھا۔ لیکن مالکان کی طرف سے مقدمہ کی بناء پر اسے خالی کرنا پڑا۔

(ج) چنیوٹ میں دفتر بنانے کے لیے سالانہ ترقیاتی پروگراموں میں سکیم اس وجہ سے منظوری کے لیے نہ رکھی جا سکی کیونکہ وہاں سٹیٹ لینڈ دست یاب نہ تھی البتہ آئندہ مالی سالوں میں دفتر تعمیر کرنے کی سکیم تیار کر کے حکومت کو بھجوائی جائے گی۔ جس میں زمین کی قیمت بھی تجویز کی جائے گی۔

جناب سعید اکبر خان، سر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر، جی، سعید اکبر خان صاحب کا ضمنی سوال ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! اس دفتر کا ماہانہ کرایہ کتنا ہے جو محکمہ ادا کر رہا ہے؟

وزیر آب کاری و محصولات، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ کرایہ up to-date ہے۔ جب سے بلڈنگ کرایہ پر لے رکھی تھی۔ انھوں نے بلڈنگ کی renovation کرنے کے بعد claim کیا ہے تو ان کا کرایہ بڑھایا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر، کرایہ کتنا ہے؟

وزیر آب کاری و محصولات، ایک ہزار روپیہ ہے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔ موجود نہیں ہیں۔

اگلا سوال جناب ارشد عمران سلہری صاحب کا ہے۔ اس کا جواب latest آئے گا۔ اس کو بھی pending کر لیتے ہیں۔ اسی اجلاس کے دوران یہ آ جائے گا۔ اگلا سوال جناب سعید اکبر خان صاحب کا سوال ہے۔

گاڑیوں کے نمبروں کی نیلامی سے آمدنی کی تفصیل

*1779۔جناب سعید اکبر خان، کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) حکومت کو اب تک گاڑیوں کے نمبروں کی نیلامی سے گزشتہ مالی سال 98-1997ء کے دوران کل کتنی آمدنی ہوئی ہے۔

(ب) اب تک سب سے زیادہ بولی کس نمبر پر اور کتنی رقم تک ہوئی ہے۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں معراج دین)،

(الف) حکومت کو گزشتہ مالی سال 98-1997ء میں گاڑیوں کے نمبروں کی نیلامی سے کل 23 لاکھ 83 ہزار دو سو روپے کی آمدنی ہوئی۔

(ب) سب سے زیادہ بولی رجسٹریشن نمبر CHA-1 کی ہوئی اور ایک لاکھ اسی ہزار روپے کی رقم وصول ہوئی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر آب کاری و محصولات سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ لاہور سیریز میں سب سے زیادہ بولی کس نمبر کی ہوئی؟

جناب سپیکر، یہ تو انھوں نے جواب دے دیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں لاہور سیریز کی بات کر رہا ہوں۔

وزیر آب کاری و محصولات، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ یہ جو سوال کیا گیا ہے۔ اگر منیس صاحب پڑھیں---

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ ویسے تو یہ نیا سوال بنتا ہے۔

وزیر آب کاری و محصولات، میں ویسے عرض کر دیتا ہوں اور ساری ڈویژنز کا بتا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں نہیں' ساری ڈویژنز کا نہیں پوچھا' صرف لاہور کا پوچھا ہے۔ ویسے تو نیا سوال ہونا چاہیے۔

وزیر آب کاری و محصولات، ڈسٹرکٹ لاہور میں کل نمبر 11لاکھ 13ہزار روپے کے نیلام ہوئے ہیں۔ LXG-1 ایک لاکھ 20 ہزار روپے میں نیلام ہوا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، یہ نیا سوال بنتا تھا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے کہ نیا سوال بنتا تھا لیکن میاں صاحب نے خود ہی جواب دے دیا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، میں اس لیے کہہ رہا تھا۔ کیونکہ آپ نے جب فرما دیا کہ نیا سوال بنتا ہے تو پھر جواب نہیں مانگنا چاہیے تھا۔

جناب سپیکر، جی ہاں' پھر جواب نہیں دینا چاہیے تھا۔

اگلا سوال مولوی محمد سلطان عالم انصاری صاحب کا ہے۔ اس کا جواب بھی ابھی نہیں آیا۔ اسے pend کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد سید ذیشان الٰہی شاہ صاحب کے سوال کا جواب نہیں آیا' اسے بھی pend کرتے ہیں۔ اس کے بعد سردار سعید انور صاحب اور حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کے سوالات کے جوابات بھی نہیں آئے۔ یہ بھی pend کیے جاتے ہیں۔ جو جواب نہیں آئے' اسی اجلاس کے دوران ان کے جوابات آ جانے چاہییں۔ اسی اجلاس میں دوبارہ ان کو رکھ لیں گے۔ وقفۂ سوالات ختم ہوتا ہے۔

نشان زدہ سوال اور اس کا جواب (جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

حلقہ پی۔پی129 لاہور میں سماجی ادارے

*1676۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) پی۔پی129 میں سماجی بہبود کے کتنے ادارے ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں۔

(ب) یہ ادارے کب قائم ہوئے سال 1995ء سے لے کر آج تک ان اداروں کو کتنی مالی امداد دی گئی ہے۔ ہر ادارے کی تفصیل علیحدہ علیحدہ بتائی جائے۔ نیز آج تک ان اداروں سے کتنے افراد مستفید ہوئے ہیں۔

(ج) کیا یہ ادارے اس علاقہ کے عوام کی بہبود کے لیے کافی ہیں' اگر نہیں' تو حکومت ان کی تعداد میں اضافہ کے لیے کیا اقدام کر رہی ہے اگر نہیں تو وجہ کیا ہے؟

وزیر سماجی بہبود (پیر سید محمد بنیامین رضوی)،

(الف) حلقہ پی۔پی 129 لاہور میں رجسٹرڈ سماجی بہبود کے اداروں کی تعداد 51 ہے۔ جن کی تفصیل جدول "الف" کے تحت ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ نیز ان کا محل وقوع بھی جدول

"الف" میں ہی شامل ہے۔

(ب) ان اداروں کی تاریخ قیام ایوان کی میز پر رکھے گئے جدول "الف" میں بیان کر دی گئی ہے۔علاوہ ازیں 1995ء سے آج تک ان اداروں کو جتنی مالی امداد فراہم کی گئی اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھے گئے جدول "ب" میں علیحدہ علیحدہ درج کر دی گئی ہے۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق ان فلاحی تنظیموں کے تحت چلنے والے ہسپتالوں، فری ڈسپنسریوں، دست کاری مراکز اور دیگر سماجی خدمات سے تقریباً ایک لاکھ افراد سالانہ مستفید ہوتے ہیں۔

(ج) بادی النظر میں یہ ادارے عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کافی نہیں۔ کیونکہ یہ رضا کار فلاحی ادارے عوام اپنی مرضی سے مقامی مسائل کو اپنی مدد آپ کے تحت حل کرنے کے لیے قائم کرتے ہیں۔ محکمہ معاشرتی بہبود کے متعلقہ افسران اور عملہ ایسے رفاہی اداروں کی تعداد میں اضافہ اور انہیں فعال بنانے کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہتا ہے۔ اس وقت اس حلقہ میں 51 فلاحی تنظیمیں قائم ہیں۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

غیر سرکاری تنظیموں کی گرانٹ

56۔ چودھری زاہد محمود گورایہ: کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

مالی سال 94-1993 سے 97-1996 کے دوران کن غیر سرکاری تنظیموں کو کتنی رقومات، کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے کن تاریخوں کو بطور گرانٹ دی گئی اور کن وجوہ کی بناء پر دی گئی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر سماجی بہبود (پیر سید محمد بنیامین رضوی):

مالی سال 94-1993ء سے 97-1996ء کے دوران جن غیر سرکاری تنظیموں کو پنجاب سوشل سروسز بورڈ کی وساطت سے جتنی رقوم بطور گرانٹ دی گئی اور جن وجوہ/ مقاصد کی بناء پر دی گئی ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	غیر سرکاری تنظیموں کی تعداد	رقم گرانٹ	تاریخ منظوری	مجاز اتھارٹی	مقاصد/وجوہ
1993-94ء	365	20,15,678	10-4-94	پی-ایس-ایس-بی	گرانٹ برائے سامان
1994-95ء	214	18,89,000	24-5-95	ایچ-ایچ-	سلائی مشینز، کتب
1995-96ء	289	16,41,000	16-5-96	ایچ-ایچ-	ادویات، کھیل کود کا سامان، فرنیچر
1996-97ء	245	10,34,000	12-6-97	ایچ-ایچ-	تعمیر عمارت، اور جزو وقتی مشاہرہ عملہ وغیرہ

گرانٹ برائے سال 1996-97ء مورخہ 12-6-97 کی منعقدہ میٹنگ میں منظور ہوئی جو جلد ہی حتمی منظوری کے بعد جاری کی جائے گی۔

تفصیلات تنظیم وار برائے سال 1993-94, 1994-95 اور 1995-96ء ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

این-جی-او کی تعداد

63۔ چودھری زاہد محمود گورایہ، کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) اس وقت صوبے میں کل کتنی غیر سرکاری تنظیمیں رجسٹر شدہ ہیں۔

(ب) کتنی N-G-Os دوران چیکنگ فرضی پائی گئی ان کے نام کیا ہیں اور کتنی غیر فعال تھیں ان کے نام کیا ہیں تفصیل بتائی جائے؟

وزیر سماجی بہبود (پیر سید محمد بنیامین رضوی)،

(الف) صوبہ پنجاب میں (رفاہی تنظیموں کے آرڈیننس و کنٹرول ایکٹ مجریہ 1961ء) کے تحت 6136 تنظیمیں محکمہ سماجی بہبود کے پاس رجسٹرڈ ہیں۔

(ب) محکمہ سماجی بہبود کے پاس کوئی رفاہی تنظیم فرضی نہ ہے۔ دوران پڑتال جو تنظیمیں غیر فعال پائی گئیں ان کی تعداد 1000 ہے۔ جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ان غیر فعال تنظیموں کی نشان دہی ابھی حال ہی میں مکمل کی گئی ہے۔ انہیں وانٹری

سوشل ویلفیئر ایجنسیز (رجسٹریشن اینڈ کنٹرول) آرڈیننس 1961ء کے تحت کالعدم قرار دینے کے لیے مناسب کارروائی درکار ہے جو ایک لمبا کام ہے اور محکمہ کے لیے ایسی ہر تنظیم پر شق نمبر10(1) کے تحت کارروائی درکار ہے۔

اس ضمن میں تمام کارروائی ڈویژنل رجسٹریشن اتھارٹی کی سطح پر مکمل ہو چکی ہے اور رپورٹیں محکمہ انتظامیہ سماجی بہبود و ترقی خواتین کو موصول ہونا شروع ہو گئی ہیں۔ جو رپورٹیں موصول ہوئی ہیں ان پر کارروائی شروع کر دی گئی ہے۔ قانون کے تقاضے پورے کرنے کے بعد ایسی غیر فعال تنظیموں کی رجسٹریشن منسوخ کر دی جائے گی۔

پنجاب یونیورسٹی کے ملازمین کو پراپرٹی ٹیکس کی رعایت

281۔ میاں معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت صوبہ کے ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کی ذاتی رہائش پر پراپرٹی ٹیکس عائد نہیں کرتی۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب یونیورسٹی کے ریٹائرڈ ملازمین کو بھی یہ سہولت دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو وجہ کیا ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں معراج دین)،

(الف) یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب کے ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کے صرف ایک ذاتی مکان پر یہ رعایت ہے۔

(ب) پراپرٹی ٹیکس قانون کی شق نمبر 4(gg) کے تحت یہ رعایت صرف گورنمنٹ پنجاب کے ریٹائرڈ ملازمین کے لیے ہے۔ اس زمرے میں یونیورسٹی کے ریٹائرڈ ملازمین شامل نہیں ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی ایک خود مختار ادارہ ہے۔

پنجاب گورنمنٹ کے ملازمین کے گریڈ تنخواہ اور اطلاقی سہولتیں خود مختار اداروں کے ملازمین کے گریڈ، تنخواہ اور اطلاقی سہولتوں سے کم تر ہیں۔ اسی بنیاد پر خود مختار اداروں کے ملازمین کے لیے پراپرٹی ٹیکس کی معافی زیر غور نہ ہے اور نہ ہی حکومت پنجاب ایسا ارادہ رکھتی ہے۔

عابدحسین کلرک کی ترقی

293-چودھری محمد اقبال، کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈائرکٹر آبکاری و محصولات' بہاول پور نے حکومت کی میرٹ پالیسی کو پس پشت ڈالتے ہوئے اور ڈویژن کے تمام سینئر سٹاف کو نظر انداز کرتے ہوئے جونیئر کلرک(عابدحسین) کو انسپکٹر آبکاری و محصولات کے عہدے پر ترقی دے دی ہے۔

(ب) اگر یہ درست ہے تو کیا حکومت مذکورہ آفیسر کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں معراج دین)۔

(الف) مسٹر عابد علی قاضی جونیئر کلرک (درست نام) جو کہ محکمانہ امتحان پاس شدہ تھا اس کے علاوہ سینیئر اہل کاروں میں سے کسی نے محکمانہ امتحان پاس نہ کیا تھا کہ کرنٹ چارج (عارضی طور پر) کی بنیاد پر زیر رول 10-B انسپکٹر آبکاری و محصولات بروئے آرڈر دفتر ہذا نمبری 3533-38/97-ESH مورخہ 4-9-97 تعینات کیا گیا تا کہ کارِ سرکار کی ادائیگی میں حرج نہ ہو۔ یہ بات درست نہ ہے کہ سینیئر اہل کاروں کو اس وقت نظر انداز کیا گیا تھا کیونکہ ان میں سے کسی نے بھی اس وقت تک محکمانہ امتحان پاس نہ کیا تھا۔

(ب) درج بالا حقائق کی روشنی میں آفیسر مذکورہ کے خلاف کارروائی کرنا مناسب نہ ہے۔

تبادلہ جات پر پابندی

295-چودھری محمد اقبال۔ کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہرقسم کے تبادلوں پر پابندی کے باوجود ڈائرکٹر' آبکاری و محصولات' بہاول پور نے ایک شخص جام محمد حیات جاوید کو پالیسی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بہاولپور سے رحیم یار خان ٹرانسفر کر دیا ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ آفیسر کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے' اگر نہیں تو وجہ کیا ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں معراج دین)۔

(الف) سیکرٹری ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ کی چٹھی بابت پوسٹنگ /ٹرانسفر پر مکمل پابندی دفتر ہذا میں مورخہ 22-9-97 کو موصول ہوئی (نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔) یہ بات درست نہ ہے کہ جام محمد حیات جاوید انسپیکٹر کو ضلع بہاول پور سے پابندی کے دوران رحیم یار خان تبادلہ کیا گیا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ اہل کار مذکور قبل ازیں رحیم یار خان میں تعینات تھا' اس کا صرف ہیڈ کوارٹر بروئے آرڈر دفتر ہذا نمبر 2876-78/97-ESTB مورخہ 30-07-97 ضلع بہاول پور میں ختم کیا گیا تھا (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔) بعد ازاں اس کی تحریری درخواست (نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔) موصول ہونے پر اس کا ہیڈ کوارٹر بروئے حکم دفتر ہذا نمبری 3698-3700/97-Estt مورخہ 18-9-97 (نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) منسوخ کیا گیا۔

(ب) مندرجہ بالا حالات کی روشنی میں افسر مذکورہ کے خلاف کارروائی کرنا مناسب نہ ہے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر، اب Call Attention Notice جناب سعید احمد خان منیس صاحب کا ہے۔

ٹریفک حادثے میں متوفی طالب علم کے ورثاء کی تلاش کیے بغیر اور جنازہ پڑھائے بغیر تدفین

جناب سعید احمد خان منیس، کیا وزیر اعلیٰ ازرہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 15۔ اکتوبر 1998ء کو فرید آباد کالونی نزد دستی پل ضلع ڈیرہ غازی خان کے ایک مقامی سکول کا طالب علم متوفی عنصر عباس رانا ولد فیض محمد ایک ٹریفک حادثے میں جاں بحق ہوا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اسی روز متوفی کے لواحقین کو تلاش کیے بغیر مقامی پولیس نے متوفی کو لاوارث قرار دے کر بغیر تجہیز و تکفین اور بغیر جنازہ پڑھائے بلدیہ کی ملی بھگت سے رات کی تاریکی میں دفن کر دیا جبکہ متوفی کی گمشدگی کی رپورٹ ضلع کے تمام پولیس سٹیشنوں میں درج تھی۔

(ج) پولیس اور بلدیہ کے افسران و اہل کاران نے غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے نعش

کی بے حرمتی کی۔ جس سے علاقہ کے عوام میں شدید اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ حکومت نے اس سلسلے میں بےحسی کا مظاہرہ کرنے والے سرکاری افسران اور اہل کارانکے خلاف کیا کارروائی کی ہے؟

جناب سپیکر، جی' راجا صاحب آپ اس کا جواب دیں گے۔

وزیر قانون(جناب محمد بشارت راجا):

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 15۔ اکتوبر 1998ء کو فرید آباد کالونی نزد دستی پل ضلع ڈیرہ غازی خان کے ایک مقامی سکول کا طالب علم متوفی عنصر عباس رانا ولد فیض محمد جو بعد میں شناخت ہوا ایک دوسرے لڑکے حنیف خان کے ساتھ ٹریفک حادثہ میں ہلاک ہوا تھا۔ جس پر مقدمہ نمبر 633/98 بجرم 427/279/320 ت پ درج ہوا۔ ملزم ٹرک ڈرائیور نور کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور ساتھ ٹرک نمبر PRT-3051 کو بھی قبضہ پولیس میں لیا گیا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ اسی روز مورخہ 15-10-98 کو 12 بجے دن ایکسیڈنٹ ہوا اور عنصر عباس متوفی جس کی نعش کی شناخت نہ ہوئی تھی۔ ڈاکٹری ملاحظے کے بعد 11 بجے رات عملہ بلدیہ کے بشیر احمد چیف سینٹری آفیسر اور عبدالحمید سینٹری انسپکٹر کے حوالے کی گئی۔ جنھوں نے متوفی عنصر عباس کو دفن کر دیا۔ تجہیز وتکفین کی ذمہ داری بلدیہ کے عملہ کی تھی۔ اس کے متعلق وہی جواب دے سکتے ہیں۔ جہاں تک متوفی کی گمشدگی کی رپورٹ کا تعلق ہے۔ یہ اسی روز ڈیرہ غازی خان کے کسی بھی تھانہ میں درج نہ کرائی گئی۔ بلکہ عنصر عباس کے ولد رانا فیض محمد نے مورخہ 20-10-98 کو تھانہ سول لائن میں رپورٹ نمبر 19 درج کرائی تھی۔

(ج) جہاں تک پولیس افسر فدا حسین اے ایس آئی تفتیشی افسر کا تعلق ہے۔ اس نے ضابطہ کی کارروائی مکمل کرتے ہوئے مقدمہ کا اندراج کیا۔ گردونواح کے لوگوں سے عنصر عباس متوفی کی نعش شناخت کے لیے کوشش کی۔ لیکن اس نے اس میں غفلت' لاپرواہی اور غیر ذمہ داری کا ارتکاب کرتے ہوئے اپنے فرائض منصبی احسن طریقے سے انجام نہ دیے۔ جس سے متوفی کے لواحقین کو سخت صدمہ پہنچا۔ جس کی پاداش میں فدا حسین اے ایس آئی کو محکمہ پولیس سے برخاست کرنے کی سزا دی گئی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، جی'

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں معزز وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انھوں

نے جو یہ بات فرمائی ہے کہ "اس کی تجہیز وتکفین بلدیہ کے ذمہ تھی اور اس کا جواب وہی دے سکتے ہیں۔" تو مجھے اس کی سمجھ نہیں آئی۔ میں نے سوال ان سے کیا ہے تو سوال کا جواب انھی کو دینا پڑے گا۔

جناب سپیکر! کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت گھناؤنا جرم ہے کہ ایک بچے کے لواحقین نے ٹیلی وژن پر، ریڈیو پر، پولیس سٹیشنوں اور تمام جگہوں پر اطلاع دی ہے اور وہ ان کے گھر سے چند گز کے فاصلے پر تھا۔ جناب سپیکر! میں یہ بھی بتا دوں کہ اس بچے کی قمیض پر ٹیلر کا نشان لگا ہوا تھا۔ وہ دکان بھی چند گز کے فاصلے پر واقع تھی تو پولیس نے یا کسی نے بھی اتنی مہربانی نہیں فرمائی کہ وہ وہاں تک جا کر اس کے گھر والوں سے یا کم از کم اس ٹیلر سے ہی یہ پوچھ لیتے کہ یہ نعش کس کی ہے۔ اس کا گھر بھی بالکل قریب تھا۔

جناب سپیکر، جی، راجا صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں دونوں باتوں کا جواب عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ وقوعہ مورخہ 15-10-98 کا ہے اور اس دوران پانچ دن تک بچے کے لواحقین بچے کو تلاش کرتے رہے ہیں اور 20 تاریخ کو جا کر انھوں نے رپورٹ درج کروائی ہے۔ اس لیے یہاں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ گھر والوں کو بھی اس بات کا یقین نہیں تھا کہ ان کا بچہ کسی ٹریفک کے حادثے کے نتیجہ میں ہلاک ہو چکا ہے۔ اس لیے وہ بھی تلاش کرتے رہے ہیں اور اس بات کا ثبوت بھی ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔ میں نے ریکارڈ چیک کیا ہے کہ کسی اخبار میں بھی آیا ہو یا انھوں نے اشتہار دیا ہو۔ آگے چل کر میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ یہاں پر بلدیہ کے حوالے سے جو بات ہوئی ہے۔ تو میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بلدیہ کا میں نے اس لیے کہا تھا کہ چونکہ ان کا یہ توجہ دلاؤ نوٹس بنیادی طور پر پولیس سے متعلقہ تھا تو اس لیے میں نے اس کا جواب دیا ہے۔ بلدیہ کے متعلق میں عرض کرتا ہوں کہ عبدالحمید سینٹری انسپکٹر کے خلاف محکمانہ کارروائی کر کے اس کو حیری ریٹائرمنٹ پر بھجوا دیا گیا ہے۔ چیف سینٹری انسپکٹر اور دیگر عملے کو شو کاز نوٹس مل چکے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ چند دنوں میں ان کی طرف سے جواب آنے پر اس کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر، راجا صاحب! ویسے مجموعی طور پر ان کا یہ سارا lack of coordination ہے کہ اتنا بڑا ایک واقعہ ہو گیا اور انھوں نے کسی سے پوچھا ہی نہیں اور اس کو دفنا دیا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! انھوں نے قطعی طور پر متعلقہ تھانے میں بھی رپٹ درج نہیں کروائی اور اب بھی انھوں نے جو رپٹ درج کروائی ہے وہ تھانہ سول لائنز میں کروائی ہے۔ جب کہ یہ وقوعہ تھانہ صدر کا ہے۔ انھوں نے اس تھانے میں رپٹ بھی درج نہیں کروائی۔ انھوں نے پانچ دن تک پولیس سے رابطہ بھی نہیں کیا۔

جناب سپیکر، نہیں، جنھوں نے پہلے ہی اس کو دفنا دیا۔ انھوں نے بھی کوشش نہیں کی کہ پتا کریں کہ اس کے لواحقین کون ہیں؟

وزیر قانون، اسی جرم کی سزا پر تو اس اے۔ ایس۔ آئی کو معطل کیا ہے۔ ہم نے اس کی جوڈیشل انکوائری بھی کروائی ہے۔

جناب سپیکر، انھوں نے پولیس سے یا سول ایڈمنسٹریشن سے کوئی رابطہ ہی نہیں کیا؟

وزیر قانون، اس اے۔ ایس۔ آئی کی یہی لاپرواہی تھی کہ اس کو لواحقین کے ساتھ رابطہ کرنا چاہیے تھا اور ان کو تلاش کرنا چاہیے تھا لیکن اس کی اسی کوتاہی کی بنیاد پر اس کو نوکری سے برخاست کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، تو اس کے خلاف ایکشن لیا گیا ہے؟

وزیر قانون، جی، اس کے خلاف ایکشن لیا جا چکا ہے۔

جناب سپیکر، جی، منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں اپنے اس سوال کا جواب بھی چاہوں گا جو میں نے یہ عرض کیا ہے کہ اس کو بغیر جنازہ پڑھائے دفن کیا گیا ہے، اس کے بارے میں آنریبل منسٹر صاحب کیا فرماتے ہیں؟ کیا اس پولیس کی اتنی ڈیوٹی بھی نہیں تھی؟ آخر وہ نعش جب ملی ہوگی تو اس کی نزدیکی پولیس سٹیشن پر اطلاع بھی دی گئی ہو گی۔

جناب سپیکر! کیا آپ مطمئن ہیں کہ صرف ایک اے۔ ایس۔ آئی کے خلاف کارروائی کر لینا ہی کافی ہے؟

جناب سپیکر، نہیں نہیں، اس میں ابھی انھوں نے بتایا ہے کہ اس ناجوازی کے ارتکاب میں جو جو لوگ ملوث تھے، ان میں سینٹری انسپکٹر اور محکمہ بلدیہ کے واقعے کے ذمہ دار ملازمین کا نوٹس لیا گیا ہے اور انھیں معطل کر دیا گیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! پھر اس کا مطلب تو یہی ہوا کہ واقعی بغیر نماز جنازہ پڑھائے اور بغیر کفن کے اس کو دفنا دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔ انھیں ذرا اس بات کا جواب دے لینے دیں کہ اس کا نماز جنازہ ہوا ہے یا نہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہاں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ آپ خود ایک بلدیاتی ادارے کے سربراہ رہے ہیں، چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل رہے ہیں۔ آپ یہ بات مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ ہر بلدیاتی ادارے کے بجٹ میں باقاعدہ ایک allocation ہوتی ہے۔ اس allocation کے تحت جن نعشوں کے ورثا نہیں ہوتے ان کی تجہیز وتکفین ہوتی ہے۔ لاوارث نعشوں کی تدفین کے لیے ہر بلدیاتی ادارے کے بجٹ میں ایک فنڈ رکھا جاتا ہے اور ہر بلدیاتی ادارے نے اس کے باقاعدہ اپنے ٹھیکے دار مقرر کیے ہوتے ہیں جن کو وہ سالانہ ٹھیکہ دیتے ہیں اور جس نعش کے ورثاء نہ ہوں وہ ان ٹھیکے داروں کو دی جاتی ہے۔ وہ اس کو دفن کرتے ہیں۔ باقاعدہ کفن پہناتے ہیں اور جنازہ بھی پڑھایا جاتا ہے۔ لیکن اس کیس میں چونکہ بلدیہ کے عملے نے یہ غفلت کی تھی کہ انھوں نے کسی کو مطلع نہیں کیا اور بجائے اس کے کہ کچھ دیر انتظار کرتے انھوں نے اس کو جلدی دفن کر دیا۔ اس لیے یہ کہہ دینا کہ بغیر کفن کے اور بغیر جنازے کے اس کو دفن کیا گیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات مناسب نہیں ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا۔۔۔

جناب سپیکر، آپ کا سوال تو آگے آ رہا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، نہیں، ضمنی سوال تو میں کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اس کے بارے میں میرے بھائی وزیر

قانون کو بھی تسلی نہیں ہے کہ اس کو کفن دیا گیا اور اس کا جنازہ پڑھایا گیا۔ وہ جلدی کی بات کر رہے ہیں کہ اس عجلت پر ان کو سزا دے دی گئی۔ لیکن جو اخباروں میں آیا' جو ہم نے سنا یا جو ہماری اطلاعات میں تھا کہ اس کو بغیر غسل دیے اور بغیر کفن دیے جلدی میں دفن کردیا گیا۔ آیا وزیر موصوف کو اس بات کی تسلی ہے کہ اس کا جنازہ بھی پڑھا گیا اور اس کو غسل بھی دیا گیا؟

جناب سپیکر، جی' راجا صاحب! آپ کے پاس یہ اطلاع ہے کہ اس کا جنازہ پڑھا گیا تھا یا نہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے جو گزارش کی ہے وہ اسی حوالے سے کی ہے کہ تمام بلدیاتی اداروں کا ایک طریقہ کار طے ہے۔ خواہ وہ دیہی علاقے کے ہوں یا شہری علاقے کے ہوں کہ وہاں پر لاوارث نعشوں کو دفنانے کا ایک طریقہ کار مقرر ہے اور یقینی طور پر وہ نعش بھی اسی طریقہ کار کے مطابق دفنائی گئی ہو گی۔ لیکن چونکہ یہاں پر میں نے یہ بھی گزارش کر دی ہے کہ بلدیاتی اداروں کے جن اہل کاروں سے کوتاہی ہوئی ہے ان کے خلاف بھی کارروائی کی جا چکی ہے اور ان کو میری ریٹائر بھی کیا گیا ہے۔ ان کو شو کاز نوٹس بھی دیے گئے ہیں۔ ایک کو معطل بھی کیا جا چکا ہے۔ تو اس سلسلے میں میرے پاس اس وقت جو رپورٹ موجود ہے' جو مجھے موصول ہوئی ہے اس میں کہیں بھی اس بات کا ذکر نہیں کہ جنازہ نہیں پڑھایا گیا۔ اس میں کہیں اس بات کا ذکر نہیں کہ بچے کو بغیر کفن کے دفن کیا گیا ہے۔ اس رپورٹ میں کہیں اس بات کا ذکر نہیں ہے۔

جناب سپیکر، نہیں' اس میں وہ پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ آیا آپ کے پاس اس کا کوئی definite جواب آیا ہے کہ اس کا جنازہ پڑھایا گیا تھا یا نہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں جو عرض کر رہا ہوں وہ یہ ہے کہ ان کے کال اٹینشن نوٹس میں اس بات کا ذکر تھا اور رپورٹ میں کہیں اس بات کو mention نہیں کیا گیا کہ اس کو بغیر کفن کے دفنایا گیا ہے اور یقینی طور پر ایسا نہیں کیا گیا ہو گا۔

جناب سپیکر، جنازہ پڑھایا گیا ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! پڑھایا گیا ہو گا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں اس بات کو چیلنج کرتا ہوں کہ بچے کا غسل' کفن اور جنازہ نہیں پڑھایا گیا۔ میں یہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا وزیر موصوف definite ہیں کہ یہ جو طریقہ کار ہے'

بحیثیت مسلمان کے انھوں نے اس کو اختیار کیا یا نہیں؟

جناب سپیکر، راجا صاحب! اس کو چیک کر کے کل بتا دیں۔

جناب سعید اکبر خان، اس کو چیک کر لیں۔ میں اس پر بضد نہیں ہوں۔

جناب سپیکر، جی' اس کو چیک کر لیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس میں باقاعدہ جوڈیشل انکوائری ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر، جوڈیشل انکوائری میں کیا ہے؟

وزیر قانون، جوڈیشل انکوائری میں پولیس کے اے۔ ایس۔ آئی کو موردِ الزام ٹھہرایا گیا تھا اور اس کے خلاف کارروائی ہو چکی ہے۔ بلدیہ کے جن ملازمین کو موردِ الزام ٹھہرایا گیا تھا ان کے خلاف بھی کارروائی ہو چکی ہے۔ میں اس جوڈیشل انکوائری کی کاپی بھی آپ کو فراہم کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں۔ اس میں آپ صرف یہ چیک کر کے کل بتا دیں کہ جنازہ پڑھایا گیا تھا یا نہیں؟

وزیر قانون، ٹھیک ہے۔ میں خاص طور پر اس بات کا جواب دوں گا۔

جناب سپیکر، جی' آپ خاص طور پر یہ چیز واضح کر دیں۔

وزیر قانون، ٹھیک ہے۔

جناب سعید اکبر خان، کل اس کا جواب آئے گا؟

جناب سپیکر، جی' آپ کے اس ضمنی سوال کا جواب وہ کل دیں گے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! وہ کل اس بات کو confirm کریں کہ آیا اس کا جنازہ پڑھایا گیا تھا یا نہیں؟

جناب سپیکر، جی' یہ ان شاء اللہ کل ہو گا۔ اگلا کال اٹینشن نوٹس جناب سعید اکبر خان صاحب کا ہے۔

زیر حراست ملزمان کی پولیس مقابلے میں ہلاکت

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میرا کال اٹینشن نوٹس ہے اور میں پوچھنا چاہتا ہوں کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 10 نومبر 1998ء کو صدر ڈویژن پولیس (لاہور) نے ایک ریٹائرڈ

ایس۔ پی کی بیوہ کے تین قاتلوں دلدار مسیح، افتخار مسیح اور نواز مسیح کو گرفتار کیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مورخہ 11 نومبر 1998ء کو رات 3 بجے کے قریب پولیس انھیں نشان دہی کے سلسلے میں لے جا رہی تھی کہ ڈبلیو زیڈ سٹوڈیوز ملتان چونگی کے قریب تینوں زیر حراست ملزمان کو روایتی پولیس مقابلے کے دوران موت کے گھاٹ اتار دیا۔

(ج) مذکورہ تینوں ملزمان کے خلاف درج کی گئی ایف۔ آئی۔ آر کا نمبر کیا ہے اور کیا گرفتار ملزمان کا ریمانڈ حاصل کیا گیا تھا؟ اگر ایسا ہے تو کس عدالت سے اور کتنے دنوں کے لیے حاصل کیا گیا تھا؟

جناب سپیکر: جی، راجا صاحب!

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہ کال اٹینشن نوٹس رات کو circulate ہوا ہے اور صبح ہی ہمیں موصول ہوا ہے۔ اس کا ابھی تک جواب نہیں آیا۔ اس کو pend فرما لیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس کو pending کر لیتے ہیں۔ کل کے لیے رکھ لیتے ہیں۔ اس کا جواب نہیں آیا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کو کل کے لیے رکھ لیں۔

جناب سعید اکبر خان: ٹھیک ہے۔ کل تو اس کے لیے دن نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، کل یہ دوبارہ آ جائے گا۔

جناب سعید اکبر خان: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: ایک تحریک استحقاق جناب انتصار حسین بھٹی صاحب کی ہے۔ ان کی طرف سے ایک گزارش آئی ہے کہ اس کو pending کر لیا جائے۔ اس کو پھر pending کر لیتے ہیں۔ 18 تاریخ تک کے لیے اس کو pending کیا جاتا ہے۔ اب ہم تحاریک التوائے کار take up کریں گے۔ اس سے پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر منیں صاحب۔

پوائنٹ آف آرڈر

حزب اختلاف کی تحاریک کو سپیکرز چیمبر میں مسترد کرنا

جناب سعید احمد خان منیں: جناب سپیکر! جب سے موجودہ ہاؤس معرض وجود میں آیا ہے تب سے میں متعدد بار یہ بات point out کر چکا ہوں کہ اکثر اوقات بلکہ بیشتر اوقات میری یا اپوزیشن کے

معزز اراکین کی طرف سے جو تحاریک استحقاق ہوتی ہیں یا تحاریک التوائے کار ہوتی ہیں ان کو چیمبر میں ہی kill کر دیا جاتا ہے اور one way or the other اس کو کسی رول کا سہارا لے کر یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ سپیکر صاحب نے اس کی consent withheld کر دی ہے۔

جناب سپیکر! ہم یہاں اس لیے اس ہاؤس میں آئے ہیں کہ تحاریک استحقاقات اور تحاریک التوائے کار جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کی ایک نہایت ہی اہم حیثیت رکھتے ہیں اور جتنے کسی ممبرز کے Privileges breach ہوتے ہیں یا adjournment motions جن میں صوبہ پنجاب میں وقوع پذیر ہونے والے اہم مسائل ہوتے ہیں ان کے بارے میں ہم صورت حال سامنے لاتے ہیں۔ میں آپ سے پھر عرض کروں گا اور پہلے بھی کرتا رہا ہوں کہ آپ کو چاہیے کہ آپ یہ معاملات ہاؤس میں لایا کریں، آپ سنا کریں اور ہمیں بولنے کی اجازت دیا کریں۔ اس کے بعد حکومت اس کا جواب دے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ وہ out of order ہے تو آپ اسے بےشک out of order قرار دے دیں۔ لیکن یہ جو چیمبر میں قتل عام ہے یہ روایات نہیں ہیں۔ جمہوری روایات اور اس ایوان کی یہ روایات رہی ہیں کہ ہر معاملہ کو ہاؤس میں لایا جاتا رہا ہے اور دونوں فریقین کی بات سن کر آپ اس کا بطور جج فیصلہ کرتے ہیں۔ اب ان تمام باتوں سے ایسا لگتا ہے کہ جیسے جج بھی آپ خود بنے ہوئے ہیں اور وکیل بھی آپ خود بنے ہوئے ہیں اور آپ حکومت کو protect کر رہے ہیں کہ ایسے ایشوز جو ہم ایوان کے سامنے لانا چاہتے ہیں چاہے وہ تحاریک استحقاق کے ذریعے لانا چاہتے ہیں یا تحاریک التوائے کار کے ذریعے لانا چاہتے ہیں ان کو withheld کر دیا جاتا ہے۔ You are the custodian of the House. آپ اس ہاؤس کے جج ہیں۔ جب تک آپ ہماری بات سنیں گے نہیں اور حکومت کا نقطہ نظر نہیں سنیں گے تو اس سے پہلے آپ کا فیصلہ دینا میں سمجھتا ہوں مناسب نہیں ہے۔ اس سے پہلے پچھلے سیشن میں اور اس سے پچھلے سیشن میں بھی ہم نے بارہا تحاریک استحقاق دی ہیں، تحاریک التوائے کار دی ہیں اور تمام withheld ہوتی رہی ہیں اور کئی دفعہ جب ہم نے پوائنٹ آؤٹ کیا تو آپ نے مہربانی فرمائی اور کہا کہ میں اسے ٹیک اپ کر لوں گا۔ لیکن پھر سیشن گزر جاتا ہے اور وہ ٹیک اپ نہیں ہوتیں۔ اب اس سیشن میں کئی ایسے اہم معاملات ہیں، گرین ٹریکٹر سکیم تھی، لوکل باڈیز کے الیکشن تھے، ڈویلپمنٹ فنڈز کی تقسیم تھی اور لاء اینڈ آرڈر پر ایسی تحاریک استحقاق تھیں جو کہ ہم لائے تھے لیکن ان کو withheld کر دیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! بزنس کس نے دینا ہے؟ بزنس تو

صرف ہاؤس نے دینا ہے اور زیادہ بزنس اپوزیشن نے دینا ہوتا ہے ۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ جتنی باتیں ہم نے تحاریک التوائے کار یا تحاریک استحقاق کے ذریعے بھیجی ہیں اور آپ سمجھتے ہیں کہ وہ چیمبر میں ہی kill ہونے والی ہیں اور آپ چاہتے ہیں کہ ہم بزنس میں نہ لائیں اور وہ زیر بحث نہ آئیں پھر ہمارا اس ہاؤس میں آنے کا کوئی مقصد نہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ بہت بڑی زیادتی ہے ۔ ہم جتنے یہاں colleagues بیٹھے ہیں، ہم نے بہت ہی محنت اور دل لگی سے اس پر غور کیا ہے اور آخر کار ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ آپ یا تو جج بن سکتے ہیں یا وکیل۔ لیکن آپ اس وقت دونوں چیزیں بنے ہوئے ہیں۔ جج بھی آپ خود ہیں اور وکیل بھی آپ خود ہیں ۔ میں اور میرے colleagues تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار کے withheld ہونے کے خلاف احتجاج کرتے ہیں اور ہم اس کے لیے token protest کے طور پر واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے اراکین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

وزیر قانون: جناب سپیکر! وہ protest lodge کرنا چاہتے تھے لیکن میں سرکاری بنچوں کی طرف سے ان کے کنڈکٹ کے خلاف protest lodge کرنا چاہتا تھا ۔ وہ اس لیے کہ اتنے سمجھ دار آدمی اور اتنے منجھے ہوئے اپوزیشن لیڈر نے جس طرح سپیکر کے کنڈکٹ کو criticise کیا ہے میں سمجھتا ہوں وہ ہر لحاظ سے قابل مذمت ہے ۔ یہ رولز کے بھی خلاف ہے اور آج تک آپ نے جس طرح اس ہاؤس کو چلایا ہے میں سمجھتا ہوں اس کی مثال نہیں ملتی ۔ جب کہ یہ ہاؤس گواہ ہے کہ اس سے پہلے ہاؤس کو کس طرح چلایا جاتا رہا ہے ۔ اپوزیشن ممبران کو بولنے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی ۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان کا یہ کنڈکٹ ہر لحاظ سے قابل مذمت ہے اور جو انھوں نے واک آؤٹ کیا ہے میں اس کی بھی مذمت کرتا ہوں اور پورے حکومتی بنچوں کی طرف سے اس بات کا اعادہ کرتا ہوں کہ آپ کا کنڈکٹ ہر لحاظ سے above board رہا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ above board رہے گا۔

جناب سپیکر، چلیں راجا صاحب! ان کو لے آئیں۔ جب وہ آ جائیں تو میں بات کروں گا ۔ ان کی جتنی بھی ایسی تحاریک استحقاق یا تحاریک التوائے کار میرے خیال میں اس قابل نہ ہوں کہ ہاؤس کے اندر

لائی جا سکیں اور رولز کے مطابق نہ ہوں اگر آپ موازنہ کریں تو حکومتی پارٹی کے اراکین کی زیادہ تحاریک میں نے چیمبر کے اندر kill کی ہیں۔ ان کی اگر ایک ایک کر کے بھی ہاؤس کے سامنے رکھ دوں تو وہ اس قابل ہی نہیں ہیں کہ ہاؤس کے اندر ان کو discuss کیا جائے ۔ کیونکہ رولز اس کی اجازت نہیں دیتے ۔ اب میرا خیال ہے کہ ان کو لے آئیں۔ ان کا ٹوکن پورا ہو گیا ہے ۔ میاں صاحب' چودھری ریاض صاحب اور شیخ صاحب' آپ بھی جائیں اور ان کو لے آئیں۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن اراکین ایوان میں واپس آ گئے)

جناب سپیکر، آنے والوں کا بھی شکریہ اور لانے والوں کا بھی۔

جناب سید اکبر خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میرے بھائی سید احمد خان منیس صاحب نے جو protest کیا ' آپ بھی ان بنچز پر رہے ہیں اور آپ بھی تحاریک استحقاق پیش کرتے رہے ہیں۔ کیا آپ نے ڈویلپمنٹ بجٹ نہ ملنے پر یہاں تحریک استحقاق نہیں دی تھی اور وہ اس ہاؤس میں discuss نہیں ہوئی تھی؟ اور اس کے بعد میرا خیال ہے کہ ایک دفعہ نہیں کوئی تین دفعہ تحاریک استحقاق اپوزیشن کے ایم پی ایز کو فنڈز نہ دینے پر آئیں اور اسی ہاؤس میں آپ بھی گواہ ہیں اور میں بھی گواہ ہوں وہ زیر بحث لائی گئیں۔ رانا اکرام ربانی صاحب نے اس کا جواب دیا اور اس کے بدلے میں پھر ڈویلپمنٹ فنڈز بھی ملے ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تمام کو ملے ہوں گے ۔ کچھ حضرات کو ضرور فنڈز ملے۔جناب سپیکر! یہ ایسی روایات ہیں کہ جن کو قائم رکھنا چاہیے ۔ پھر شاید آپ کے کام آئیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں ۔ روایات کی بات مجھے اچھی طرح یاد ہے ۔ رولنگز میرے سامنے ہیں۔ ذرا مجھے بات کرنے دیں' آپ بیٹھ جائیں۔ یہ ہاؤس کے لیے بھی ضروری ہے کہ اس طرف توجہ دے ۔ میاں صاحب ' سلہری صاحب ! اس طرف توجہ دیں۔ آج جس بات کے اوپر اپوزیشن لیڈر نے اعتراض کیا ہے اور احتجاج کیا ہے اور احتجاجاً ٹوکن واک آؤٹ کیا ہے اس کے بارے میں مسئلہ میں ہاؤس کے سامنے رکھنا ضروری سمجھتا ہوں۔ سپیکر کی ذات کو انھوں نے خوامخواہ involve کرنے کی کوشش کی ہے' اس حوالے سے کہ وہ انصاف نہیں کرتے۔ اب یہ بات ہاؤس کے سامنے ہے کہ یہ انصاف ہوا ہے یا نہیں۔ یہاں میرے پاس اس وقت سات کے قریب تحاریک التوائے کار موجود ہیں ۔ سات میں سے ان کی پانچ میں نے منظور کی ہیں اور دو حکومتی پارٹی کے ممبران کی منظور کی ہیں۔ یہ

آج کی بات ہے ۔ یہ آپ کے سامنے ہے ۔ اور جو ان کی تحاریک چیمبر کے اندر kill کی گئی ہیں اس کی تفصیل میں ان شاء اللہ پریس کو بھی دوں گا اور ہاؤس کو بھی دوں گا ۔ ان میں سے جو کثیر تعداد میں تحاریک kill کی گئی ہیں ان کے کیسز چونکہ عدالتوں کے اندر ہیں ' وہ subjudice matter سے تعلق رکھتی ہیں وہ ہاؤس میں آ نہیں سکتیں۔ اور جو ابھی سعید اکبر صاحب نے ذکر کیا ہے کہ ایک تحریک استحقاق کہ جس میں یہ کہا گیا تھا کہ اپوزیشن کو فنڈز نہیں دیے گئے تو اس پر پہلے رولنگز حنیف رامے صاحب کی موجود ہیں ' منظور موہل صاحب کی رولنگز موجود ہیں کہ یہ کوئی استحقاق نہیں بنتا۔ یہ کسی ممبر کا استحقاق نہیں ہے کہ وہ یہ کلیم کرے کہ میرے حلقے میں فنڈز نہیں دیے گئے اور آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ اس وقت جو معاملہ زیر بحث لایا گیا تھا اس کے بعد ہی آپ کے سپیکر اور ہاؤس کے سپیکر جناب حنیف رامے صاحب نے رولنگ دی تھی ۔ ان رولنگز کو ہی سامنے رکھ کر میں نے وہ تحاریک چیمبر کے اندر kill کی ہیں۔ اور چونکہ وہ privilege نہیں بنتا تھا اس لیے ہاؤس کے اندر ان کو ٹیک اپ نہیں کیا گیا۔ اسی طرح دوسری تحاریک کے بارے میں میں معاملہ ہاؤس کے سامنے بھی رکھوں گا اور پریس کو بھی دوں گا کہ یہ بات بالکل غلط طریقے سے کی گئی ہے اور ہاؤس کو اور پریس کو یہ بتایا گیا ہے کہ اپوزیشن کے ساتھ انصاف نہیں کیا جاتا۔ یہ بات قطعاً غلط ہے ۔ مجھے اس بات کا پورا احساس ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ میں انصاف کرتا رہا ہوں اور کرتا رہوں گا ۔ اور یہ پورے اعداد و شمار آپ کے سامنے ہیں۔ آج کی تحاریک التوائے کار کو ہی لے لیں ۔ باقی تحاریک کے بارے میں بھی ریکارڈ اکٹھا کر کے ہاؤس کے سامنے پیش کروں گا۔ آج کی بات ہے کہ سات تحاریک التوائے کار میں سے ان کی پانچ منظور کی ہیں جو کہ ہاؤس میں ٹیک اپ ہو رہی ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ جی چودھری اقبال صاحب!

وزیر آب پاشی (چودھری محمد اقبال)، جناب سپیکر! ہمارے لیڈر آف اپوزیشن بڑے مدبر آدمی ہیں اور بڑے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں ۔ اور سعید اکبر صاحب نے جو روایات کی بات کی ہے ۔ اس ہاؤس کی روایات رہی ہیں کہ سپیکر کے کنڈکٹ کو openly ہاؤس کے اندر اس طرح کبھی criticise نہیں کیا گیا اور نہ ہی کبھی اپوزیشن لیڈر اس طرح سے کرتے ہیں۔ میری آپ سے بڑی مودبانہ استدعا ہے کہ اس قسم کے الفاظ کہ "خود ہی آپ وکیل ہیں اور خود ہی آپ جج ہیں" آپ جانب داری کرتے ہیں

کارروائی سے حذف کیے جائیں اور "ڈکٹیٹر" کا لفظ استعمال کرنا میں سمجھتا ہوں کسی طرح بھی ان کی شان کے مطابق نہیں ہے اور آپ کی شان کے مطابق نہیں ہے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! میرے خیال میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف نہیں کرتے۔ یہ پریس میں جانے دیں اورخود لوگوں کو اور پریس کو بھی پتا چلنا چاہیے کہ یہ کہتے کیا ہیں اور عملی طور پر یہاں کیا ہو رہا ہے۔ کوئی ایسی بات نہیں۔ ان شاء اللہ باقی تحاریک کے بارے میں بھی میں پریس کو ریلیز کروں گا اور ڈیڑھ سال کی رپورٹ ریلیز کروں گا کہ کتنی تحاریک استحقاق اور التوائے کار ہم نے سپیکر چیمبر میں حکومتی پارٹی کے ممبران کی مسترد کی ہیں اور کتنی اپوزیشن کی' اور کیوں مسترد کی گئی ہیں' ان کی وجوہات بھی ریلیز کروں گا۔ کوئی ایسی بات نہیں۔ ہاؤس کو بالکل انصاف کے ساتھ چلایا جا رہا ہے بلکہ اسمبلی سیکرٹریٹ بھی انفرمیشن کے حوالے سے ان کی پوری پوری مدد کرتا ہے' ہر چیز ان کو مہیا کی جاتی ہے۔ سٹاف دیا گیا ہے۔ ان کے لیے کسی چیز میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک التوائے کار ٹیک اپ کرتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار جناب ارشد عمران سلہری صاحب کی طرف سے ہے۔

لاہور شہر میں مضر صحت پانی کے استعمال سے مہلک امراض کا پھیلنا

جناب ارشد عمران سلہری، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز "جنگ" مورخہ 13۔ اکتوبر 1998ء کو شائع ہونے والے اداریے کے مطابق لاہور شہر کی آبادی کا ایک قابل ذکر حصہ مضر پانی کے استعمال سے مہلک امراض کا شکار ہو رہا ہے بالخصوص معدہ جگر کے امراض اور یرقان نے ہر گلی محلے میں ڈیرے جما لیے ہیں۔ خصوصی طور پر پکی ٹھٹھی' رحمان پورہ اور ٹاؤن شپ میں پانی بہت گندا ہے اور بیماری عام ہیں۔ واسا میں موجود بدعنوان اور کرپٹ عناصر نے لوٹ مار کا بازار گرم کر کے شہریوں کو عذاب میں مبتلا کر رکھا ہے اور انہیں مضر صحت پانی فراہم کیا جاتا ہے۔ جب کہ دوسری طرف باقاعدہ بل وصول کیے جا رہے ہیں۔ اس سے لاہور کے شہریوں میں خصوصی طور پر تشویش پائی جاتی ہے۔ اور واسا کی کارکردگی کے خلاف شدید غم

غصہ پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر فوری طور پر اس مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، راجا صاحب! آپ اس کا جواب دیں گے۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! واسا شہریوں کو عالمی معیار کے مطابق پانی سپلائی کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں واسا 600 فٹ کی گہرائی سے پانی حاصل کر کے پائپوں کے ذریعے صارفین تک پہنچاتا ہے۔ اگر کہیں سے بھی پانی کے گندا ہونے کی اطلاع ملتی ہے تو واسا کے چیف کیمسٹ فوری طور پر پانی کے نمونے حاصل کرتے ہیں اور اسے لیبارٹری میں ٹیسٹ کر کے رپورٹ دیتے ہیں تاکہ پانی کا معیار برقرار رکھا جا سکے۔ جہاں تک پکی ٹھٹھی، رحمان پورہ اور ٹاؤن شپ کا تعلق ہے وہاں پانی معیار کے مطابق دیا جا رہا ہے۔ واسا کی ذمہ داری مین پائپوں تک ہوتی ہے۔ مین پائپوں سے صارفین اپنے ذاتی چھوٹے پائپوں کے ذریعے پانی لیتے ہیں جو بعض اوقات پرانے اور بوسیدہ ہونے کی وجہ سے زنگ آلود ہو جاتے ہیں اور لیک کرنے لگ جاتے ہیں جس کی وجہ سے پانی آلودہ ہو سکتا ہے۔ واسا اس سلسلے میں صارفین کو ہدایات دیتا رہتا ہے۔ اکثر اوقات صارفین کی ذاتی ٹینکیاں بھی آلودہ ہوتی ہیں۔ واسا صحت عامہ کے لیے پانی میں کلورین بھی استعمال کرتا ہے۔ جناب سپیکر! یہاں پر میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ یہ سروس لائنز ہیں اس کے لیے واسا ہر ماہ بل بھیجتا ہے اس پر تنبیہ کی جاتی ہے کہ اگر آپ کے پائپ بوسیدہ ہیں تو آپ ان کو تبدیل کرا لیں اور یہ شکایات انہی پائپوں کے بوسیدہ ہونے سے پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ معزز رکن کی شکایت کے بعد اور اس سے پہلے بھی واسا نے ایک طریق کار طے کر رکھا ہے کہ مختلف علاقوں سے پانی کے نمونے حاصل کیے جاتے ہیں اور کیمسٹ ان کا تجزیہ کرتا ہے اور اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ پانی معیار کے مطابق فراہم ہو رہا ہو۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ 29-10-98 کو رحمان پورہ سے نمونے لیے گئے جو معیار کے مطابق پائے گئے۔ 15-10-98 کو چوک پکی ٹھٹھی اور پکی ٹھٹھی کے تین مختلف ٹیوب ویلز سے نمونے حاصل کیے گئے جو معیار کے مطابق پائے گئے۔ اسی طرح 12-11-98 کو جو latest نمونے لیے گئے ہیں وہ ٹاؤن شپ سے بھی ہیں، پکی ٹھٹھی سے بھی ہیں اور رحمان پورہ سے بھی ہیں۔ وہ سارے معیار کے مطابق پائے گئے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود میں معزز

رکن کی تسلی کے لیے یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اگر کہیں بھی ان کے نوٹس میں یہ بات ہے کہ وہاں پر بوسیدہ پائپ ہیں یا واسا کی کسی کوتاہی کی وجہ سے وہاں پہ صاف پانی فراہم نہیں ہو رہا تو وہ مجھے حکم دیں ان شاء اللہ محکمہ کو ہدایت جاری کی جائے گی کہ وہ ان نقائص کو دُور کرے اور صاف پانی کی فراہمی کو یقینی بنائے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری اس استدعا اور اس یقین دہانی کے بعد کہ جو بھی وہ نقائص پوائنٹ آؤٹ کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ فوری طور پر محکمہ ان کو دور کرے گا' وہ اپنی تحریک التوائے کار کو مزید پریس نہیں فرمائیں گے ۔ شکریہ جناب سپیکر!

جناب سپیکر، جی سلہری صاحب!

جناب ارشد عمران سلہری، اس میں محترم وزیر قانون نے یہ تسلیم بھی کیا ہے کہ جہاں پہ پرانے اور بوسیدہ پائپ ہوتے ہیں وہاں سے گندا پانی لاہور کے شہریوں کو ملتا ہے یا مل رہا ہے ۔ یہاں ذکر پکی ٹھٹھی کا کیا گیا ہے ۔ تقریباً ایک سال سے میں محکمہ کو کہتا رہا کہ وہاں پہ لوگ بہت احتجاج کر رہے ہیں کہ وہاں پہ ان کو ٹیوب ویل کے ذریعے گندا پانی مل رہا ہے ۔ لیکن جب میں نے یہ تحریک التوائے کار جمع کرائی ہے تو اس کے بعد اس ٹیوب ویل کو انھوں نے بند کیا ہے ۔ جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ جیسا کہ منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ واسا وقتاً فوقتاً ان علاقوں میں جہاں کہ پانی کے پائپ بوسیدہ ہیں ان کو تبدیل کر رہا ہے یا کرتا رہتا ہے ۔ کم از کم میرے حلقے میں تو ایسی کوئی مثال نہیں ہے کہ جہاں انھوں نے پرانے یا بوسیدہ پائپوں کو تبدیل کیا ہو ۔ جب کہ ایک ٹیوب ویل لگتا ہے تو اس کی ہر لحاظ سے feasibility report بنائی جاتی ہے۔ تو محکمے کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ دیکھے کہ ہم ٹیوب ویل کو کہاں پہ نصب کرا رہے ہیں۔ اب لاہور کے اندر ایسے ٹیوب ویلز لگے ہیں جو کہ مین ڈرینز کے اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ان کے درمیان زیادہ سے زیادہ دس یا پندرہ فٹ کا فاصلہ ہے۔ شمع سنیما کا گندا نالہ جو کہ اختر رسول کے حلقہ میں ہے وہاں پہ دس فٹ کے فاصلے پر ٹیوب ویل لگا ہوا ہے ۔ جناب سپیکر! میری اس میں گزارش ہے کہ جہاں تک بوسیدہ پائپوں کا تعلق ہے تو اس کا محکمے کے پاس ریکارڈ ہے کہ وہ آج سے 35/40 سال پہلے ڈالے گئے تھے' ان کی تبدیلی انتہائی ضروری ہے ۔

جناب والا! دوسری بات یہ عرض کرنی ہے کہ لاہور میں اس وقت کہیں بھی ٹینکیوں

کا استعمال نہیں۔ ڈائرکٹ پائپوں کے ذریعے پانی دیا جا رہا ہے جس کی وجہ سے پائپوں کی ساری گندگی اور زنگ گھروں میں جا رہا ہے اور لوگ یہی پانی پی رہے ہیں۔ جب کروڑوں روپے کی لاگت سے وہاں پر ٹینکی بنائی گئی ہے تو پھر محکمہ اس کو استعمال کیوں نہیں کر رہا؟ میں نے پکی ٹھٹھی کا ذکر کیا ہے کہ وہاں ٹیوب ویل پر لاکھوں روپے خرچ آئے لیکن جب ٹیوب ویل نے کام شروع کیا تو اسی وقت عوام کی طرف سے شکایت آ گئی کہ اس کا پانی گندا ہے' پینے کے قابل نہیں ہے۔ میں نے بار بار ایکسین صاحب سے کہا لیکن کوئی ایکشن نہیں لیا گیا اور جب میں نے یہاں تحریک التوائے کار جمع کروائی تو پھر انھوں نے اس پمپ کو بند کر دیا۔ اب مجھے اس بات کا علم نہیں کہ انھوں نے یہ نمونے کہاں سے لیے ہیں' ویسے بھی یہ لیبارٹری سے جیسی چاہیں گے رپورٹ لے لیں گے۔ جناب سپیکر! میری اس میں صرف یہ گزارش ہے کہ وہ بوسیدہ اور گندے پائپ جو برس ہا برس سے لاہور کے شہریوں کو پانی مہیا کر رہے ہیں' ان میں leakage بھی ہے' سیوریج کا پانی بھی اس کے ساتھ ہے۔ تو محکمہ ان کا سروے کرے اور انھیں replace کروائے۔ باقی میں وزیر صاحب کو جہاں جہاں سے شکایات ہیں اس کی نشان دہی کر دوں گا۔ جناب والا! میرے حلقے میں hepatitus کے واقعات ہوئے ہیں جس کے بعد میں نے یہ تحریک التوائے کار دی ہے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! یہ صرف لاہور کا ہی مسئلہ نہیں بلکہ باقی کئی اضلاع میں بھی ایسی ہی شکایات ہیں۔ جیسا کہ سلہری صاحب نے نشان دہی کی ہے اور خود وزیر اعلیٰ صاحب بھی خاص طور پر اس میں دل چسپی لے رہے ہیں۔ تو میں کہوں گا کہ آپ اس معاملے کو ضرور take up کریں۔

وزیر قانون: جناب والا! آپ کی observation بالکل درست ہے لیکن میں معزز رکن کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ انھوں نے بیک وقت دو باتیں چھیڑ دی ہیں۔ ایک تو وہ سپلائی لائن کے متعلق بات کرتے ہیں کہ وہ پرانی ہو چکی ہیں' بوسیدہ ہیں لہذا ان کی replacement ضروری ہے۔ میں ان کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں اور ہم محکمے کو کہیں گے کہ وہ سروے کروائیں اور جو بوسیدہ لائن ہے اسے وسائل کے مطابق تبدیل کریں۔ لیکن انھوں نے دوسری بات یہ فرمائی ہے کہ source وہاں develop کر لیا گیا ہے جہاں پہ نزدیک کوئی ڈرینج یا ڈرین ہے اور ڈرین کا پانی source میں مکس ہو رہا ہے۔ جناب والا! اس بات سے میں اختلاف کروں گا۔ پانی میں بعد میں

leakage کی وجہ سے ملاوٹ تو ہوسکتی ہے یا کوئی گندگی شامل ہوسکتی ہے لیکن source پہ اس قسم کا واقعہ کم از کم نہیں ہو سکتا۔ بہرحال چونکہ سلہری صاحب نے نشان دہی فرمائی ہے لہذا ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی تحقیقات کروائی جائے گی۔

جناب سپیکر: آپ تحقیقات کروالیں۔ سلہری صاحب! آپ مطمئن ہیں؟

جناب ارشد عمران سلہری: جی ہاں۔

جناب سپیکر: تو آپ اس کو پریس نہیں کرتے لہذا یہ withdraw تصور کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار سعید اکبر خان صاحب کی ہے۔

وزیر آباد میں موٹر سائیکل سواروں کی دہشت گردی

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 15 ۔ اکتوبر 1998ء کو عام قومی اخبارات میں شہ سرخی کے ساتھ شائع ہوئی ہے کہ " وزیر آباد میں موٹر سائیکل سواروں نے اجلاس پر گولیاں برسائیں۔ 4 کونسلروں سمیت 5 افراد ہلاک اور 4 شدید زخمی"۔

واقعہ یوں ہے کہ دھونکل ٹاؤن کمیٹی کے بعض کونسلر 15 ۔ اکتوبر کو ٹیکنو کریٹ امیدواروں کی نامزدگی کے لیے مشورہ کرنے کے لیے سابق چیئرمین ٹاؤن کمیٹی دھونکل مہر اللہ جوایا کے ڈیرے کے ایک کمرے میں محو گفتگو تھے کہ اسی دوران دو موٹر سائیکلوں پر سوار چار افراد ڈیرے پر آئے اور جدید آتشیں اسلحہ سے کونسلروں پر اندھا دھند فائرنگ کر دی جس سے 4 کونسلر موقع پر جاں بحق ہو گئے جبکہ موقع پر موجود ایک معزز شخص بھی حملہ آوروں کی فائرنگ سے جاں بحق ہو گیا اور تین افراد شدید زخمی ہو گئے جن کی حالت تشویش ناک ہے دہشت گردی کے متذکرہ واقعے میں انتہائی قابل افسوس امر یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے موٹر سائیکل پر ڈبل سواری کی پابندی کے باوجود دہشت گرد دو موٹر سائیکلوں پر سوار تھے لیکن تعجب کی بات ہے کہ ضلعی انتظامیہ اور پولیس نے کہیں بھی ان کا نوٹس نہ لیا۔

جس سے صوبہ بھر کے عوام میں شدید خوف و ہراس اور عدم تحفظ کا احساس پیدا ہو رہا ہے

لہٰذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر مذکورہ واقع کو ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ نماز مغرب کا وقفہ کر لیا جائے کیونکہ اذان ہونے والی ہے۔ تو نماز کے لیے آدھے گھنٹے کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلے 5 بج کر 5 منٹ پر نماز مغرب کے لیے آدھے گھنٹے کا وقفہ کر دیا گیا)

(نماز مغرب کے وقفے کے بعد جناب سپیکر 5 بج کر 50 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، راجا صاحب تحریک التوائے کار پڑھی جا چکی ہے۔ آپ جواب دیں۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار مذکورہ بالا کا تعلق مقدمہ نمبر 447 مورخہ 98-10-4 بجرم 324/302/148/452/149 ت پ تھانہ صدر، وزیرآباد، ضلع گوجرانوالہ سے ہے۔ اصل واقعات مقدمہ اس طرح ہیں کہ مورخہ 98-10-14 کو لوکل باڈیز کی مخصوص نشستوں کے انتخابات کے سلسلے میں جو 98-10-15 کو ہونے تھے۔ لوکل کونسلر محمد نواز ولد اللہ جوایا کونسلر دھونکل کے گھر کونسلروں کی میٹنگ ہو رہی تھی۔ اس میٹنگ میں محمد نواز مدعی کے علاوہ محمود اختر کونسلر، محمد ریاض کونسلر، بونا مسیح کونسلر، ظفر اقبال امیدوار برائے لیبر سیٹ، اقبال کونسلر اور شہباز احمد موجود تھے۔ تقریباً ساڑھے سات بجے رات ملزمان وحید عرف کاکا، عارف و بابو نوید پسران منظور، منظور ولد غلام رسول، نعیم ریاض ولد ریاض مع دو نامعلوم ملزمان مسلح بائے کلاشنکوف وہاں پر پہنچ گئے اور شرکاء میٹنگ پر کلاشنکوفوں سے فائرنگ کر دی۔ جس کے نتیجہ میں محمد اسلم، محمد ریاض، شہباز احمد، ظفر اقبال اور محمود اختر موقع پر ہی ہلاک ہو گئے جب کہ بونا مسیح اور نصرت اقبال مضروب ہو گئے۔

بمطابق بیان محمد نواز مدعی وجہ عناد یہ ہے کہ وقوعہ ہذا سے پانچ چھ ماہ قبل نعیم ولد منظور جو کہ کافی مقدمات میں ملزم اشتہاری ہو کر مفرور تھا۔ پولیس مقابلہ میں مارا گیا۔ ملزمان مذکورہ بالا کو شک تھا کہ محمود اختر وغیرہ نے پولیس کو ملزم نعیم کی مخبری کی تھی۔ جس بناء پر وہ پولیس مقابلہ میں ہلاک ہو گیا تھا۔ علاوہ ازیں اس وقوعہ سے دو تین ماہ قبل محمد اسلم جو مدعی مقتول کی ایک عزیزہ کو ملزم وحید عرف کاکا اس کے والد منظور احمد اور چچا یعقوب نے اغوا کیا تھا۔ اس اغوا کی نسبت مذکوران کے خلاف فوج داری مقدمہ درج ہوا۔ جس کی پیروی محمود اختر اور محمد اسلم مقتولان کرتے تھے۔ ملزمان کو اس بات کا بھی رنج تھا۔ مدعی محمد نواز ولد اللہ جوایا ساکن دھونکل تھانہ صدر وزیرآباد کی تحریری

درخواست پر ملزمان کے خلاف مقدمہ مذکورہ درج رجسٹر ہوا۔ جس کی تفتیش منظور احمد ایس ایچ او تھانہ صدر وزیرآباد زیر نگرانی ڈی ایس پی حلقہ افسر وزیرآباد کر رہے ہیں۔ ملزمان کی گرفتاری کے لیے تمام تر وسائل بروئے کار لائے جا رہے ہیں اور ان شاء اللہ جلد مقدمہ میں ملوث ملزمان کو گرفتار کر لیا جائے گا۔

یہ درست نہ ہے کہ ملزمان جائے وقوعہ پر موٹر سائیکلوں پر سوار ہو کر آئے تھے بلکہ وہ پیدل موقع واردات پر پہنچے تھے۔ جہاں تک حکومت کی جانب سے موٹر سائیکل پر ڈبل سواری پر پابندی کرانے کا تعلق ہے۔ اس ضمن میں مقامی پولیس کی جانب سے قانون پر سختی سے عمل درآمد کروایا جا رہا ہے۔ ڈبل سواری پر پابندی کو یقینی بنانے کے لیے ضلع گوجرانوالہ میں مختلف مقامات پر پولیس ناکہ بندی کر کے سخت چیکنگ کرتی ہے اور ٹریفک پولیس کو بھی اس سلسلہ میں متحرک کیا گیا ہے۔ ضلعی پولیس کی اس سلسلے میں کارکردگی اور ڈبل سواری کے سلسلے میں کی جانے والی کارروائی کا اس امر سے جائزہ لیا جا سکتا ہے کہ ماہ جولائی 1998ء تا 31۔ اکتوبر 1998ء موٹر سائیکل پر ڈبل سواری کے سلسلے میں زیر دفعہ 188 ت پ 997 مقدمات درج ہوئے۔ مندرجہ بالا وضاحت کی روشنی میں تحریک ہذا قابل پذیرائی نہیں ہے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، جی' سعید اکبر خان صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، ان لواحقین کے لیے دعا ہے کہ ایک مہینہ ہوگیا ہے کہ ملزمان گرفتار نہیں ہوئے۔ میری اس حکومت کے لیے بھی دعا ہے کہ اللہ اس حکومت کو توفیق دے کہ جہاں اس طرح بھیانک طریقے سے چار چار پانچ پانچ آدمی ایک ہی جگہ پر قتل کر دیے جائیں اور ان کے ملزمان ابھی تک گرفتار نہیں ہوئے تو میری یہی خواہش بھی ہے اور ان لواحقین کے لیے ہم دردی بھی ہے اور ان کے لیے دعا بھی ہے کہ اس سے پہلے کہ کوئی اور آفت ان بے چاروں پر ٹوٹے' وہ ملزمان گرفتار ہو جائیں۔ ہمارا مقصد صرف یہی ہے کہ حکومت اس پر زیادہ توجہ دے اور کوشش کرے کہ ملزمان کو گرفتار کیا جائے۔

جناب سپیکر! آپ نے عموماً دیکھا ہے کہ جب اس طرح کے واقعات ہوتے ہیں اور ملزمان نہیں پکڑے جاتے تو پھر مدعیوں میں سے مقدمات کی جو بھی پیروی کر رہا ہوتا ہے تو وہ بھی قتل

ہو جاتا ہے تو میری یہی خواہش ہے کہ ملزمان کو گرفتار کیا جائے۔ اس لیے میں اسے press نہیں کرتا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسی تحریک التوائے کار کا جو جواب دیا گیا تھا۔ اس میں میں نے یہ گزارش کی ہے کہ اس سے پہلے اشتہاری ملزمان کی گرفتاری کا بھی ذکر ہے۔ اس لیے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ گوجرانوالہ کی مقامی پولیس اپنے فرض سے ناآشنا نہیں ہے۔ اس سے پہلے بھی انھوں نے اشتہاری ملزمان گرفتار کیے ہیں اور میں جناب کی اطلاع کے لیے اور معزز ایوان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت صوبے میں گوجرانوالہ ڈویژن میں proclaimed offenders سب سے زیادہ گرفتار ہوئے ہیں۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ پولیس کی کارکردگی وہاں پر بہتر ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس کو مزید بہتر بنانے کی کوشش کریں گے اور جس خدشے کا میرے بھائی نے ذکر کیا ہے کہ گرفتار نہیں ہوں گے۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ انھیں جلد گرفتار کیا جائے گا۔ شکریہ، جناب سپیکر!

جناب سپیکر، شکریہ، تو پھر یہ disposed of تصور کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار جناب سعید اکبر خان صاحب کی ہے۔

تھانہ حیدر آباد تحصیل منکیرہ، ضلع بھکر میں سابق کونسلر پر پولیس کا تشدد

جناب سعید اکبر خان، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 7۔ اکتوبر 1998ء کو عرس شاہ سید علی کے موقع پر فتح شیر چھینہ نامی شخص کا 1۔ غلام حسین 2۔ طفیل احمد 3۔ محمد اجمل 4۔ ذوالفقار 5۔ خضر سے جھگڑا ہو گیا ان پانچ افراد نے فتح شیر چھینہ کے بقول زدوکوب کیا۔ فتح شیر چھینہ نے اس واقعہ کی رپورٹ اسی دن تھانہ حیدر آباد تحصیل منکیرہ ضلع بھکر میں درج کروا دی۔ اس رپورٹ کی verification کے لیے پولیس ٹیم جو کہ غلام اکبر اے ایس آئی نذیر ہیڈ کانسٹیبل اور چار کانسٹیبلوں پر مشتمل نے موقع ملاحظہ کیا۔ 10 اکتوبر 1998ء کو موقع ملاحظہ کرنے کے بعد پولیس ٹیم جب واپس حیدرآباد شہر سے بازار میں پہنچی تو پولیس نے بازار میں

کھڑے ملک محمد انور سابق کونسلر یونین کونسل حیدرآباد پر اچانک شدید حملہ کیا۔ ننگا کر کے اتنا مارا کہ لہولہان کر دیا۔ سینکڑوں لوگ اس کے گواہ ہیں۔ پولیس شدید تشدد کرنے کے بعد ملک محمد انور کو تھانہ حیدرآباد لے گئی اور تین گھنٹے محبوس رکھنے کے بعد بےگناہ انورکو چھوڑ دیا اسی دن (10۔ اکتوبر 1998ء) کو ایف آئی آر درج کی گئی اور اس میں فتح شیر چھینہ مدعی کی طرف سے پانچ افراد کی بجائے 12 افراد کے خلاف زیر دفعہ 357/337 کے تحت مقدمہ نمبر 65 درج کیا گیا۔ مدعی نے پانچ افراد کے خلاف تو رپورٹ درج کروائی جب کہ اس میں پولیس نے اپنی طرف سے سات دیگر افراد کو ناصر حسین۔ ملازم حسین۔ محمد زمان۔ صفدر علی اور ملک محمد انور کو شامل کیا۔ اب یہ پولیس کی من مانی ہے۔ جس کو جب چاہتی جہاں چاہتی تشدد کا نشانہ بناتی اور زیادتی اور جبر کی انتہا یہ ہے کہ کسی مقدمہ میں کسی بھی شریف شہری کو ملوث کر کے اپنی ہوس اور وحشت کا نشانہ بنا لیتی ہے۔ تھانہ حیدرآباد تحصیل منکیرہ ضلع بھکر میں مقدمہ نمبر 65 جو مورخہ 10۔ اکتوبر 1998ء میں درج ہوا اس سے علاقے کے عوام میں شدید اضطراب اور بےچینی پائی جاتی ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ مسئلے کو فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، جی' راجا صاحب۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، جناب سپیکر! درخواست ہے کہ اس کو pending فرما لیا جائے۔ ابھی اس کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر، سعید اکبر خان صاحب! ابھی اس کا جواب نہیں آیا۔ اس لیے اسے pending کر لیتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں نے اس کو کم از کم بیس پچیس دن پہلے جمع کروایا تھا اور اس کی سرکولیشن بھی دس پندرہ دن پہلے مجھے مل چکی ہے۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لایا ہوں۔

جناب سپیکر، اس کو pending کرتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس سلسلے میں جو حلقہ افسر ہیں' میں نے ان کو بھی کل بلایا ہوا ہے۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! جس ایس ایچ او کا ذکر ہے اور جتنے متعلقہ لوگ ہیں۔ آپ انھیں بلا کر خود

معلومات حاصل کریں۔ اگلی تحریک التوائے کار سردار سعید انور صاحب کی ہے۔

چیچہ وطنی میں اوور ہیڈ برج کی تکمیل

سردار سعید انور، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ چیچہ وطنی میں سالہاسال سے اوور ہیڈ برج زیرتعمیر ہے۔ قائد محترم میاں نواز شریف صاحب نے اس کا سنگ بنیاد بھی رکھا تھا۔ ابھی تک وہ پل نامکمل حالت میں ہمارا مذاق اڑا رہا ہے۔ جس وجہ سے چیچہ وطنی اور گردونواح کے لوگوں میں اضطراب اور بےچینی پائی جا رہی ہے اس لیے استدعا ہے کہ اس مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، جی' راجہ صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! اوور ہیڈ برج چیچہ وطنی جس کی انتظامی منظوری 347.41 لاکھ روپے میں بذریعہ چٹھی نمبری SOH-1-C&W1-2091 مورخہ 7-3-91 ہوئی اور پھر اتنی ہی لاگت کے لیے چیف انجینئر جنوبی محکمہ شاہرات پنجاب نے بذریعہ چٹھی نمبری 174 P&G-3 مورخہ 09-02-91 کو فنی طور پر اس کو منظور کیا۔ مذکورہ پل کا کام جیمز کنسٹرکشن کمپنی لاہور کو مورخہ 13-02-91 کو 320.14 لاکھ روپے میں الاٹ کیا اور کام کا باقاعدہ آغاز کر دیا گیا جس کی مدت میعاد 2 سال رکھی گئی۔ اس منصوبے پر آنے والے اخراجات جو اس وقت تک وہاں پر خرچ ہو چکے ہیں اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ 1989-90ء میں 10 لاکھ روپیہ رکھا گیا تھا جس میں سے 1.41 ہزار روپے خرچ ہوئے۔ 1990-91ء میں 72.50 لاکھ روپیہ رکھا گیا تھا جس میں سے 60.60 لاکھ روپے خرچ ہوئے۔ اسی طرح 1997-98ء تک اس منصوبے کے لیے allocation رکھی جاتی رہی اور وہ خرچ ہوتی رہی۔ فنڈز کی کمی اور ٹھیکے دار کی سستی کی وجہ سے کام میں تاخیر ہوئی۔ ٹھیکے دار کو بار بار کام جلد از جلد مکمل کرنے کی یاد دہانی بھی کرائی گئی۔ چیف انجینئر (جنوبی) محکمہ شاہرات پنجاب کے حکم کے مطابق ٹھیکے دار کام کی مدت میں توسیع کر کے مدتِ میعاد کو 27-2-95 تک بڑھا دیا گیا۔ کام سست رفتاری سے جاری رہا لیکن مذکورہ مدت تک بھی مکمل نہ ہو سکا۔ پھر سپرنٹنڈنگ انجینئر ہائی وے سرکل ملتان نے مدتِ میعاد میں مزید توسیع کر کے 15-6-97 تک بڑھا دی۔ موقع پر کام شروع کیا گیا لیکن ٹھیکے دار کام کو

پھر بھی مکمل نہ کر سکا اور سپرنٹنڈنگ انجینئر ہائی وے سرکل ملتان نے بذریعہ چٹھی نمبری GB35-978-G1 مورخہ 7-8-97 کو اس کو ڈیفالٹر قرار دے دیا اور اس کے ساتھ کیا گیا معاہدہ بھی منسوخ کر دیا۔

جناب سپیکر! اس وقت اس کی موجودہ صورت یہ ہے کہ اس کا معاہدہ منسوخ ہو چکا ہے۔ حالیہ فنانشل ایئر میں اس کام کے لیے allocation نہیں ہے۔ ابھی محکمہ نے اس کی revised approval کے لیے لکھا ہوا ہے۔ جیسے ہی اس کی revised approval آئے گی تو اس پر دوبارہ کام شروع کیا جائے گا اور اس کے لیے خصوصی طور پر فنڈز بھی مانگے جائیں گے۔ یہ تو وہ پوزیشن ہے جو اس وقت موقعے پر موجود ہے۔ میں آپ کی خدمت میں اور آپ کے توسط سے معزز رکن کی خدمت میں بھی یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت کی اب بھی یہ خواہش ہے کہ اس کام کو چھ ماہ کے اندر اندر مکمل کیا جائے کیونکہ اس کا 70 فی صد کام مکمل ہو چکا ہے اور بقایا 30 فی صد کام رہتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ revised approval آتے ہی اس پر دوبارہ کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر، کیونکہ جو فنڈز لگ چکے ہیں اس طرح وہ بھی ضائع ہو جائیں گے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں اتفاق کرتا ہوں۔ اس لیے اس بات کی جلد سے جلد کوشش کی جائے گی کہ revised approval حاصل کی جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جی، سردار سعید انور صاحب!

سردار سعید انور، جناب سپیکر! تین چار سال گزر گئے ہیں اس پل پر ابھی تک کوئی کام نہیں ہوا۔ یہ 1993ء سے پہلے جہاں کھڑا تھا وہیں پر کھڑا ہے۔ بہرحال اگر جناب منسٹر صاحب یہ وعدہ فرماتے ہیں کہ چھ ماہ میں مکمل ہو جائے گا تو میں press نہیں کروں گا۔ لیکن یہ وعدہ فرمائیں کہ چھ ماہ میں یہ کام مکمل ہو جائے گا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! محکمے نے جو جواب لکھ کر دیا ہے وہ میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ اسی کی بنیاد پر منسٹر سی اینڈ ڈبلیو بھی یہاں پر موجود ہیں وہ بھی سن رہے ہیں۔

"کیس administrative approval جاری کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔ کیس پہلے ہی submit ہو چکا ہے جس کی منظوری کے بعد دوبارہ ٹھیکے داروں سے ٹینڈر طلب کیے جائیں گے۔ فنڈز

مکمل طور پر دست یاب ہوئے تو یہ منصوبہ چھ ماہ کی مدت میں مکمل کر کے ٹریفک کے لیے کھول دیا جائے گا۔"

جناب سپیکر! اس میں سب سے بڑا question mark فنڈز کی فراہمی کا ہے۔ اگر فنڈز فراہم ہوں تو پھر یہ منصوبہ چھ مہینے میں مکمل ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر، لیکن آپ کوشش کریں گے تاکہ جو 70 فی صد کام ہو چکا ہے وہ بھی ضائع نہ ہو۔

وزیر قانون، ان شاء اللہ۔

سردار سعید انور، جناب سپیکر! یہ پھر ہمیں محکمے کے گورکھ دھندوں میں ڈال دیا گیا ہے۔ اس چیز پر چھوٹے علاقوں میں احساس کمتری پایا جا رہا ہے کہ وہاں گورنمنٹ کی طرف سے توجہ نہیں دی جا رہی۔ اتنا عرصہ ہو گیا ہے کہ وہ پل ابھی تک مکمل نہیں ہوا اور اس کی وہاں انتہائی اہم ضرورت ہے۔ قائد محترم نے اس کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جیسے جناب منسٹر نے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ وہ اسے چھ ماہ میں مکمل کروا دیں گے یا تو یہ اعلان فرمائیں کہ چھ ماہ میں مکمل کریں گے۔ یہ تو کوئی بات نہیں کہ محکمہ نے منظوری کے لیے لکھا ہے۔ پھر تو محکمانہ گورکھ دھندہ ہے۔ وہ ہوگا' نہیں ہوگا' نہ سہی۔

جناب سپیکر، نہیں' وہ ایک چیز تو کہہ رہے ہیں ناں کہ چھ ماہ میں مکمل کرا دیا جائے گا بشرطیکہ اس کے فنڈز مل جائیں۔

سردار سعید انور، جناب سپیکر! فنڈز ہم نے تو نہیں دینے' وہ تو انھوں نے دینے ہیں۔

جناب سپیکر، جی' وہ یہی کوشش کریں گے۔ جی' راجا صاحب! اس میں کوئی اور چیز ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! administrative approval تو فوری طور پر لے لی جائے گی۔ لیکن میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی اور معزز رکن نے بھی سنا ہوگا کہ اس میں بڑا question mark یہ ہے کہ اگر فنڈز دست یاب ہوئے' تو یہ بھی میں عرض کرنا چاہتا ہوں' میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے' معزز رکن بھی سن رہے ہیں اور آپ کی طرف سے بھی حکم ہے تو ان شاء اللہ تعالیٰ کوشش کریں گے کہ اس کے لیے جلد از جلد زیادہ سے زیادہ فنڈز حاصل کیے جائیں۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ ویسے بھی اس کو دیکھا جائے کہ اگر 70 فی صد کام مکمل ہو چکا ہے تو باقی کا

اگر نہ کیا جائے تو وہ بھی پیسے ضائع ہو جائیں گے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! ہم فنڈز حاصل کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر، جی' اگلی تحریک التوائے کار نمبر 5 جناب سعید اکبر خان صاحب کی ہے۔

ٹاؤن کمیٹی کلور کوٹ کی انتظامیہ کا شہریوں سے ناجائز چندہ وصول کرنا

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ٹاؤن کمیٹی کلور کوٹ' تحصیل کلور کوٹ' ضلع بھکر میں ٹاؤن کمیٹی کلور کوٹ کے زیر اہتمام اکتوبر 1998ء کے آخری اور نومبر 1998ء کے ابتدائی ایام میں ایک میلے کا انعقاد کیا گیا۔ اس موقع پر ٹاؤن کمیٹی کلور کوٹ نے چندہ کے نام پر جگا ٹیکس اکٹھا کرنے کے لیے جدید طریقہ اختیار کیا۔ مذکورہ ٹاؤن کمیٹی کے کرتا دھرتا نے رسیدوں کے ہزاروں پیکٹ چھپوائے۔ ہر پیکٹ میں ایک سو رسیدیں ہیں۔ تحصیل کلور کوٹ کے پٹواری سے لے کر اسسٹنٹ کمشنر تک تمام سرکاری عملہ دفتروں میں آنے والے ہر سائل کو زبردستی یہ رسیدیں بیچ رہے ہیں۔ پولیس والے روڈ بلاک کر کے یہ غنڈہ ٹیکس وصول کر کے عوام کے دلوں میں خوف و ہراس پھیلا رہے ہیں۔ مزید برآں یہ رسیدیں بلا نمبر ہیں۔ ٹاؤن کمیٹی کلور کوٹ کے افسران اور اہل کاران اور تحصیل کلور کوٹ کے دیگر حکام بالا کا دن دیہاڑے یہ منظم مکروہ دھندہ عوام کے لیے شدید بے چینی کا باعث ہے۔ علاقے کے عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ مسئلے کو فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، جی' سردار صاحب!

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)، جناب سپیکر! اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ تحریک التوائے کار کے موصول ہونے پر جناب ڈپٹی کمشنر بھکر سے حقائق کے بارے میں رپورٹ طلب کی گئی۔ انھوں نے رپورٹ دی ہے کہ یہ میلہ مقامی ایم۔ پی۔ اے جناب نجیب اللہ خان نے منعقد کروایا تھا۔ میلہ ہذا کے لیے کوئی بھی رقم متعلقہ ریونیو سٹاف یا بلدیہ کی طرف سے موصول یا جمع نہیں کی گئی۔ لہٰذا ڈپٹی کمشنر بھکر کی رپورٹ کے مطابق فاضل رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے اٹھائی گئی یہ تحریک التوائے کار حقائق پر مبنی نہ ہے۔ میں آپ کی وساطت سے فاضل رکن کو درخواست کروں گا کہ اس پر

press نہ کریں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں اپنے بزرگ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ کی جو بات سمجھا ہوں وہ یہ ہے کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ یہ collection محکمہ ریونیو نے نہیں کی۔ میں اس بات کو اس ہاؤس میں چیلنج کرتا ہوں کہ یہ collection پولیس نے، پٹواری نے، گرداور نے، نائب تحصیل دار نے، تحصیل دار نے اور اسسٹنٹ کمشنر نے کی ہے اور ظلم کی حد یہ ہے کہ جو آدمی زرعی بنک میں قرضے کی پاس بک بنوانے کے لیے گیا ہے، جس نے خود قرضہ لینا ہے تو اس سے بھی پٹواری نے بھی پیسے لیے، گرداور نے بھی پیسے لیے اور تحصیل دار نے بھی پیسے لیے۔ انھوں نے یہ ساری collection کی۔ پھر ہمیشہ جب بھی اس طرح کے کام ہوتے ہیں تو اس پر جتنی بھی books چھپوائی جاتی ہیں ان پر سیریل نمبر دیا جاتا ہے تاکہ کل کو حساب کتاب ہو سکے۔

جناب سپیکر: یہ آپ نے وہاں کی رسید پکڑی ہوئی ہے؟

جناب سعید اکبر خان: جی، یہ وہ رسید ہے جو انھوں نے تقسیم کی ہے۔ یہ میں آپ کو پیش کر دیتا ہوں۔ جناب سپیکر! collections ہوتی رہتی ہیں۔ ہمیشہ ریکارڈ کے لیے books کا سیریل نمبر ہوتا ہے، ٹکٹس کا سیریل نمبر ہوتا ہے، صرف اس لیے کہ کل کو اگر کوئی اعتراض کرے یا کوئی آڈٹ کی بات کرے کہ یہ خرچ کہاں ہوا ہے اور کتنی collection ہوئی ہے تو ہم books دے دیں کہ اتنی books سے اتنی رسیدیں کاٹی گئی ہیں اور اس میں اتنی collection ہوئی ہے۔ جناب سپیکر نہ تو اس پر کوئی سیریل نمبر ہے، نہ اس پر کوئی ٹکٹ نمبر ہے۔ یہ صرف اس لیے ہے کہ کل کو پتا نہ چل سکے کہ total collection کیا ہے۔ جناب سپیکر! سردار صاحب کو جو رپورٹ فیلڈ سے یا ڈی۔سی کی طرف سے آئی وہ انھوں نے پڑھ کر سنا دی۔ یہ خود انکوائری کروا لیں۔ پٹواری سے لے کر اسسٹنٹ کمشنر تک نے یہ وصولی کی ہے، اور یہ لاکھوں میں وصولی ہوئی ہے۔ میں خود لاہور سے جا رہا تھا، میں نے ٹریفک رکی ہوئی دیکھی ہے اور یہ ٹکٹیں دے کر سو روپے کی بجائے کوئی پولیس افسر تین سو روپے لے رہا تھا، کوئی پولیس افسر دو سو روپے لے رہا تھا۔ کوئی سو روپے لے رہا تھا جو ہائی وے پر ٹریفک جا رہی تھی اس نے نہ یہ میلہ دیکھنا تھا اور نہ ان کا اس میلے سے کوئی تعلق تھا ان سے بھی یہ جگاہ ٹیکس لیا گیا۔ جو کاشت کار پاس بک بنوانے جاتا ہے جو قرضہ لینے جاتا ہے اس

کے پاس اتنے پیسے نہیں ہوتے اگر اس سے بھی ہزار ہزار روپیہ لے لیا جاتے اور اس میں یہ ہوا کہ پٹواری نے اپنے طور پر لیا، گرداور نے اپنے طور پر لیا، نائب تحصیل دار نے اپنے طور پر لیا، تحصیل دار نے اپنے طور پر لیا وہاں ہر آدمی کے پاس books تھیں اور وہ اس کی collection کرتے رہے۔ تو جناب، میرا اعتراض یہ ہے کہ اگر collection کی ہے تو اس کا حساب رکھنا چاہیے، کیونکہ اگر آپ کسی بھی آدمی سے پیسے لیتے ہیں------ میری اطلاع کے مطابق اس پر ٹوٹل خرچہ میرے خیال میں ایک لاکھ سے اوپر نہیں۔ مارکیٹ کمیٹی کلور کوٹ کو لکھا گیا کہ آپ اڑھائی لاکھ روپیہ دیں، ٹاؤن کمیٹی کو کہا گیا کہ آپ اس کے اخراجات کا بندوبست کریں تو جناب یہ ٹکٹیں بھی فروخت کی گئیں۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! فاضل رکن نے جو ٹکٹ نمونے کے طور پر پیش کیا ہے اس کا تو میرے خیال میں آپ نے خود ملاحظہ فرمایا ہے یہ تو کہیں سے بھی کوئی بھی چھپوا سکتا ہے اس پر کسی ذمہ دار افسر کے دستخط نہیں ہیں، کسی منتظم کا نام نہیں ہے، کس کی طرف سے یہ ٹکٹ بیچا گیا اس کا کوئی حوالہ نہیں۔ جیسا کہ فاضل رکن خود فرما رہے ہیں ان کے تو وہاں پر مقامی طور پر الیکشن ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ نجیب اللہ خان کو بدنام کرنے کے لیے کسی نے یہ ٹکٹ چھپوا لیے۔ ان پر الزام لگانے کی خاطر یہ ٹکٹ چھپوا لیے ورنہ میرے پاس تحریری رپورٹ ہے میں ان کی زبانی یقین دہانی پر اسمبلی میں ایسا بیان نہیں دے سکتا۔ کلور کوٹ کے اے سی کا تحریری بیان موجود ہے، تحصیل دار اور سی او ٹاؤن کمیٹی کلور کا تحریری بیان موجود ہے۔ جناب سپیکر! اس قسم کے چھوٹے میلے ہم دیہاتوں میں کروایا کرتے ہیں اور یہ جو نیزہ بازی، محافل، قوالی وغیرہ وغیرہ ہوا کرتی ہیں یہ مقامی طور پر ہوا کرتی ہیں اس میں انتظامیہ کا کوئی عمل دخل نہیں۔ اس ٹکٹ کے حوالے سے میں نہیں سمجھتا کہ یہ ثبوت ہے۔ اس پر کسی کے دستخط نہیں، کسی انتظامیہ کا حوالہ نہیں۔ کسی میلے کی انتظامیہ کا بھی حوالہ نہیں تو یہ کہیں سے بھی چھپوایا جا سکتا ہے یہ کوئی ایسا ٹھوس ثبوت نہیں ہے کہ جسے irrefutable proof کہا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جی۔ سعید اکبر خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا--------

جناب سپیکر، سعید اکبر خان صاحب' ایک چیز جو آپ نے ابھی mention کی ہے کہ میں نے یہ لکھ کر دی تھی کہ دس ہزار نہیں بلکہ ہزاروں پیکٹ چھپوائے مگر آپ نے دس ہزار ہی لکھ کر دیا تھا۔

جناب سعید اکبر خان، میں نے کہا ہے کہ یہ ہمارے آفس کی clerical mistake ہے ------

جناب سپیکر، نہیں۔ یہ آپ کی تحریر ہے۔

جناب سعید اکبر خان، میں نے کہا تھا کہ clerical mistake ہے شاید یہ mistake مجھ سے ہی ہوگئی ہوگی۔

جناب سپیکر، یعنی یہ اسمبلی کی طرف سے نہیں ہے۔

جناب سعید اکبر خان، میں نے کہا ہے کہ یہ clerical mistake ہے اور شاید یہ مجھ سے ہی ہوگئی ہوگی۔

جناب سپیکر! ایک تو میں نے اس بات کو آپ کے سامنے چیلنج کیا ہے کہ یہ ٹکٹیں ایڈمنسٹریشن نے بیچی ہیں ۔ میں اس کو own کرتا ہوں اور سردار صاحب جس موصوف کا نام لے رہے ہیں مجھے یقین ہے کہ وہ بھی ہاؤس میں اس سے انکار نہیں کرے گا کہ یہ ٹکٹیں نہیں بیچی گئیں۔ مجھے اس پر کوئی زور دینے کی بات نہیں کہ اگر یہ وقوعہ وہاں نہ ہوا ہو اور میں ایک ذمہ دار آدمی ہوں اور میں اس ہاؤس میں اتنا بڑا چیلنج کر کے یہ بات کر رہا ہوں کہ یہ ٹکٹیں چھپیں تقسیم ہوئیں' ان سے پیسے وصول کیے گئے اور زبردستی وصول کیے گئے ' جو Management Committee ہے وہ بھی ٹاؤن کمیٹی کا عملہ ہے ' انھوں نے بھی ٹکٹیں بیچیں۔ مجھے سب سے زیادہ دکھ یہ ہے کہ پہلی دفعہ پولیس نے بھی ٹکٹیں بیچی ہیں کہ جو ایف ۔ آئی۔ آر درج کروانے گیا اس کو بھی ایک ٹکٹ دے دیا گیا ہے۔ سردار صاحب نے فرمایا کہ اس پر کوئی نمبر نہیں' اسی کو تو میں چیلنج کر رہا ہوں کہ اس طرح کا بوگس کام کیا گیا ہے کہ کل کو اس کا کوئی ثبوت نہ ملے اور اس کا کوئی حساب نہ لیا جائے لیکن میں اس بات کو اس ہاؤس میں accept کرنے کے لیے تیار ہوں کہ آپ اس کو کسی بھی ادارے سے enquire کروا لیں؛ اگر یہ بات غلط ثابت ہو جائے تو آپ جو بھی تجویز کریں گے تو میں اس کو accept کرنے کے لیے تیار ہوں۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ میں اپنی طرف سے بڑھا کر یہ بات کر رہا ہوں مجھے اس بات کی ضرورت کیا ہے؟ جناب سپیکر! وہاں اگر لوگ میرے

پاس نہ آتے اور میں خود اپنی آنکھوں سے نہ دیکھتا تو پھر مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں اس فلور آف ہاؤس پر جھوٹ بولوں؟ اور ڈی۔سی صاحب نے ایک اے ۔ سی اور تحصیل دار کی رپورٹ لی ہو گی میں نے ڈی سی سے ٹیلی فون پر خود بات کی ' میں نے ایس ۔ پی سے خود بات کی کہ تمہارا عملہ کیا کر رہا ہے' یہ کیوں لوگوں سے اس طرح کی collection کر رہے ہیں پھر آپ کو حساب رکھنا چاہیے ' میلے پر آپ اگر کوئی خرچ کر رہے ہوں تو اس کا کوئی نہ کوئی حساب ہونا چاہیے۔ آپ ضرور اس کا حساب کتاب رکھیں ۔ جب میرے نوٹس میں یہ books آئیں تو ان پر نہ کوئی سیریل نمبر ہے نہ books پر ہے اور نہ ہی ٹکٹس پر ہے۔ اس سے مجھے یہ خدشہ ہوا کہ شاید یہ میلے کے لیے نہیں ہیں یہ کسی اور مقصد کے لیے ہیں۔ اگر میں یہ کام کرواتا ہوں یا خان صاحب کرواتے ہیں تو ہمیں تو زیادہ احتیاط کرنی چاہیے کہ کل کو ہمیں کوئی ووٹر بھی پوچھ سکتا ہے کہ آپ نے یہ پیسہ لیا ۔ اگر الزام لگ جائے کہ آپ نے دو لاکھ خورد برد کیا تو میں اس کو حساب دینے کو تیار رہوں کہ جناب اتنی ٹکٹیں بکی تھیں ان کا یہ حساب ہے کوئی بھی آ کے آڈٹ کر سکتا ہے ہمارے اوپر الزام نہ لگے۔ ہمیں تو زیادہ محتاط ہونا چاہیے اور میں یہاں یہ بھی کہنے کو تیار ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب اخباروں میں اور دوسرے ذرائع سے روزانہ اس بات کی تاکید کرتے ہیں کہ اس طرح کی کوئی بات نہ کی جائے جس سے حکومت کے کسی نمائندے پر الزام لگے ۔ جناب میں الزام نہیں لگا رہا لیکن کل کو کوئی اگر پوچھے کہ آپ نے کتنی ٹکٹیں بیچیں ' آپ نے کتنے پیکٹ چھپوائے تو اس کا کون حساب دے گا؟

جناب سپیکر، سردار صاحب! اس میں دیکھنے والی بات یہ ہے کہ سعید اکبر خان صاحب نے نہ ہی اپنی تحریک التوائے کار میں ہمارے معزز رکن کا ذکر کیا ہے کہ یہ شاید انھوں نے کیا ہے اور انھوں نے تو انتظامیہ اور پولیس کے بارے میں لکھ کر جو دیا ہے اور ان کی جو دوسری باتیں ہیں ان میں چونکہ ہمارے ایم۔پی۔اے صاحب کا ذکر ہوا تو اس حوالے سے انھوں نے پھر اس کا جواب دیا۔ لیکن سردار صاحب' ایک چیز دیکھنے والی ہے ۔ سعید اکبر خان صاحب معزز رکن ہیں اور وہ اتنے وثوق کے ساتھ بات کہہ رہے ہیں اور انھوں نے خود اپنی آنکھوں سے یہ واقعہ دیکھا ہے اور یہ بھی دیکھنے والی چیز ہے کہ اس انتظامیہ نے کس سے approval لی۔ اگر انھوں نے اس طرح سے زبردستی لوگوں سے پیسے وصول کیے تو وہ کس کی approval سے لیے اور کیا وہ legally یہ کر سکتے تھے

کہ وہ زبردستی لوگوں سے پیسے وصول کریں اور پھر یہ اتنا بڑا واقعہ ہے کہ وہاں پر ایک میلے کا انعقاد کیا گیا تو یہ بات چھپی ہوئی نہیں رہ سکتی۔ میرا خیال ہے کہ اسے مزید probe کرنے کی ضرورت ہے کہ اس طرح اگر لوگوں کے ساتھ کیا جائے تو یہ کوئی اچھی بات نہیں۔ اس سے حکومت کی بدنامی کا بھی پہلو نکلتا ہے۔ اگر انھوں نے ایسا کیا تو ان کے خلاف ضرور کوئی ایکشن لینا چاہیے اور اس سے پہلے انکوائری مکمل کرنی چاہیے ۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! آپ کی observations میرے لیے نہایت ہی اہم ہیں یہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ انھوں نے اپنی تحریک التوائے کار میں ایم۔پی۔اے کا ذکر نہیں کیا' انھوں نے صرف میلے اور انتظامیہ کا ذکر کیا ہے ۔ انتظامیہ یعنی ڈی۔سی اور اے سی کی طرف سے جواب میں لکھا ہے کہ یہ ہمارا انتظام نہیں تھا' یہ ایک پرائیویٹ انتظام تھا اور یہ نجیب اللہ خان صاحب کا انتظام تھا جو اس علاقے کے ایم۔پی۔اے ہیں ۔ فاضل رکن نے بھی یہ remark کیا ہے کہ میرے خیال میں نجیب اللہ خان صاحب بھی اس سے انکار نہیں کریں گے۔ آج وہ اس وقت ہاؤس میں حاضر نہیں ہیں لہذا فاضل محرک اور میں پہلے آپس میں بیٹھ کر اسے دیکھ لیں۔ اگر وہ واقعی تسلیم کر لیتے ہیں کہ اس میں انتظامیہ نے ٹکٹیں بیچی ہیں یا جبراً پیسے وصول کیے ہیں جیسے فاضل محرک کہہ رہے ہیں تو پھر تو یہ حکومت کے نوٹس میں ضرور لایا جائے گا اور ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی کہ غلط جواب کیوں دیا گیا اور پھر جیسے کہ فاضل محرک فرما رہے ہیں کہ اگر یہ رقم جمع کی گئی ---

جناب سپیکر، اس بات کا نوٹس ضرور لینا چاہیے کہ اسمبلی کو صحیح جواب آنا چاہیے ۔

وزیر خزانہ، جی ۔ بالکل۔ آپ نے بجا فرمایا ہے۔

جناب سپیکر، یہ آپ کی بھی ذمہ داری ہے اور میری بھی اور پورے ہاؤس کی ذمہ داری اس لحاظ سے بنتی ہے کہ اس میں سب کی بدنامی ہے اگر وہ ہاؤس سے انفرمیشن چھپاتے ہیں یا غلط انفرمیشن دیتے ہیں۔

وزیر خزانہ، جیسے فاضل محرک نے کہا ہے اور جن کا حوالہ ڈی سی اور اے سی دے رہے ہیں وہ بھی یہ تسلیم کر جاتے ہیں کہ اس طرح سے رقم جمع کی گئی ہے تو پھر تو ان کے خلاف بڑا سخت ایکشن لینا چاہیے۔ میں آپ کو اس کا یقین دلاتا ہوں۔

جناب سعید اکبر خان، میں نے جناب ایم پی اے صاحب پر الزام نہیں لگایا اور نہ میں نے اس پہ کوئی بات کی ہے ۔ میں نے تو انتظامیہ کی بات کی ہے ۔ میں نے یہ کہا ہے کہ شاید نجیب اللہ خان صاحب بھی ہاؤس میں آ کر اس بات سے انکار نہ کریں کہ یہ collection ہوئی ہے ۔ لیکن آپ کسی ادارے سے انکوائری کروا لیں ، کوئی ایک بندہ نہیں۔ یہ پوری تحصیل کی بات ہے اور پورے ضلع کی بات ہے۔ وہاں سے یہ collection ہوئی ہے ۔ collection کتنی ہوئی ہے؟ یہ قابل اعتراض ہے۔ اس کے بارے میں میں نے اپنے خدشات کا اظہار کر دیا ہے ۔یہ صرف ایک دن کی بات نہیں ہے ۔ پورا ہفتہ جو میلہ لگا رہا ہے اور اس کی collection ہوتی رہی اس میں کیسے کوئی deny کر سکتا ہے کہ یہ collection نہیں ہوئی؟ میں نے تو یہ کہا کہ اگر ایم پی اے صاحب سے بھی honestly پوچھا جائے تو وہ بھی کہے گا کہ collection ہوئی ہے ۔

جناب سپیکر، سردار صاحب یہی کہہ رہے ہیں کہ اس کی انکوائری کرتے ہیں۔

حاجی محمد نواز کلیار، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں اپنے معزز رکن سے استدعا کرنی چاہوں گا اور اس معزز ایوان کے سامنے یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ یہ کہتے ہیں کہ زبردستی لیا گیا ہے ۔ یہاں پہ تو زبردستی کوئی دو آنے نہیں لے سکتا ہزاروں روپے کیسے جمع کیے جا سکتے ہیں۔ یہ صرف اور صرف مخالفت برائے مخالفت ہے ۔وہاں کلورکوٹ میں جو بھی contribution ہوئی وہ اپنے طور پر کی گئی ۔ میں ان کو ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ وہ ایسے لوگ نہیں ہیں لیکن موصوف یہ کہتے ہیں کہ زبردستی collection ہوئی ہے ۔

جناب سپیکر، کون ایسے لوگ نہیں ہیں؟ انھوں نے تو پولیس کی بات کی ہے ۔

حاجی محمد نواز کلیار ، انھوں نے کہا ہے کہ زبردستی اکٹھے کیے ہیں ۔ I am insisting on this point. میں ان کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر کسی نے زبردستی لیا ہو تو اس کی سزا کا میں مستوجب ہوں۔

جناب سپیکر، کلیار صاحب تشریف رکھیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

جناب سعید اکبر خان، محکمہ مال کے افسروں نے زبردستی لیے ۔ جب میں زرعی بنک کی پاس بک بنوانے جاؤں گا اور مجھے قرضے کی شدید ضرورت بھی ہے تو جب پٹواری مجھ سے سو روپے مانگے گا'

آیا میں خوشدلی سے دوں گا؟ میں زبردستی دوں گا۔ میں نے ایم پی اے کا نہیں کہا کہ انھوں نے زبردستی لیا ہے میں نے تو ایڈمنسٹریشن کی بات کی ہے کہ انھوں نے زبردستی لیا ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے سعید اکبر صاحب! اس میں سردار صاحب نے یہ on floor of the House بات کہی ہے کہ وہ اس کی مکمل انکوائری کریں گے اور آپ کو اس انکوائری میں involve بھی رکھیں گے اور ان شاء اللہ اس کی صحیح صورت حال سامنے آئے گی۔ کیا آپ اس کو پریس نہیں کرتے؟

جناب سعید اکبر خان، اس کو pending کر دیں یا جیسے سردار صاحب کی مرضی ہو۔

وزیر خزانہ، pending کرنے سے بھی ان کی یہی مراد ہوگی کہ میں ذاتی طور پر اس کی تحقیق کروں۔

جناب سپیکر، اس کو pending کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ disposed of تصور ہوئی۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ پہلے رپورٹس lay ہوں گی۔ اس کے بعد legislation ہوگی۔ انجینئر ظفر اقبال صاحب!

مجالس قائمہ کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

انجینئر ظفر اقبال، میں چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی برائے لوکل باڈیز مندرجہ ذیل مسودات قانون کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

1 مسودہ قانون (چوتھی ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1998ء
مسودہ قانون نمبر 11 بابت 1998ء

2۔ مسودہ قانون (پانچویں ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1998ء

3۔ مسودہ قانون (چھٹی ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1998ء

4۔ مسودہ قانون (آٹھویں ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1998ء

5۔ مسودہ قانون (نویں ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1998ء

6۔ مسودہ قانون (دسویں ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1998ء

جناب سپیکر، یہ رپورٹیں پیش ہوئیں۔ اس کے بعد ارشد عمران سلہری صاحب رپورٹ پیش کریں

گے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔ مسودہ قانون فاطمہ جناح یونیورسٹی برائے خواتین راولپنڈی مصدرہ 1998ء، مسودہ قانون نمبر 12 بابت 1998ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، رپورٹ پیش ہوئی ۔ اگلی رپورٹ جناب ندیم کامران صاحب کی طرف سے ہے ۔

جناب ندیم کامران ، میں مسودہ قانون ترمیم قیام امن عامہ پنجاب مصدرہ 1998ء، مسودہ قانون نمبر 14 بابت 1998ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔

میں مسودہ قانون تحفظ دوکانیں و ادارہ جات پنجاب مصدرہ 1998ء، مسودہ قانون نمبر 20 بابت 1998ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، رپورٹ پیش ہوئی ۔ اگلی رپورٹ حاجی محمد نواز خان کلیار صاحب کی طرف سے ہے ۔

حاجی محمد نواز خان کلیار ، میں مسودہ قانون (ترمیم) ماہی پروری پنجاب مصدرہ 1998ء، مسودہ قانون نمبر 19 بابت 1998ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت و جنگلات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، رپورٹ پیش ہوئی ۔ اگلی رپورٹ میاں عبدالستار صاحب کی طرف سے ہے ۔

میاں عبدالستار ، میں مسودہ قانون (دوسری ترمیم) ترقیاتی ادارہ لاہور مصدرہ 1998ء، مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 1998ء ، کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعمیر مکانات عملی و ماحولیاتی منصوبہ بندی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔

جناب سپیکر، رپورٹس پیش ہوئیں۔

مسودہ قانون، ادارہ جات طب و صحت، پنجاب، مصدرہ 1998ء

(-----جاری)

MR SPEAKER: Now, we take up the legislation.

The Punjab Medical and Health Institutions Bill, 1998 had been taken into consideration in the last session. Second reading of the Bill was started and Clause 2 of the Bill was passed. Now we resume Clause by Clause consideration of the Bill from Clause 3 onwards. Clause 3 of the Bill is under consideration. An amendment has been received in it from:-

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais;
2. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo,
3. Sardar Rafiq Haider Leghari;
4. Pir Shujaat Hasnain Qureshi,
5. Syed Masood Alam Shah,
6. Mr Mansoor Ahmad Khan;
7. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti;
8. Mr Saeed Akbar Khan;
9. Mr Ikramullah Khan Niazi;
10. Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi.

Mr Saeed Ahmnad Khan Manais may move the amendment.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I move.-

"That for para (b) of Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, the following be substituted":-

"(b) to perform such other functions relating to health of

the masses and improvement of the institutions as are assigned by the Government."

MR SPEAKER: The amendment moved is:-

"That for para (b) of Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, the following be substituted":-

"(b) to perform such other functions relating to health of the masses and improvement of the institutions as are assigned by the Government "

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ جی منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس: شکریہ' جناب سپیکر! جناب والا! یہ بل جو کہ حکومت نے متعارف کروایا تھا اور اس کو "The Punjab Medical and Health Institutions Bill 1998" کا نام دیا۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان کو اس کی مختصراً back ground بتاؤں گا تاکہ میرے محترم دوست جان سکیں کہ یہ بل کیا ہے اور کس مقصد کے لیے پیش کیا گیا۔ جناب والا! یہ ایک بل لایا گیا ہے جس میں میڈیکل اداروں کو اٹانومی دی جانی مقصود ہے۔ اس سے پہلے میں اور میرے رفقاء کار اس پر اپنے خدشات کا اظہار کر چکے ہیں کہ دراصل یہ اٹانومی نہیں بلکہ پرائیویٹائزیشن کی طرف پہلا قدم ہے۔ جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ جب بھی کسی نظام حکومت کے اداروں کو کھوکھلا کیا گیا تو وہ قومیں تباہ ہوئیں۔ اور اس کی مثال میں نے روس جیسی ایک سپر پاور کی دی تھی جنھوں نے adventurism کیا اور آج وہ بھیک مانگنے پر مجبور ہیں۔ حکومت پنجاب بھی اسی طریقے سے یہ اٹانومی دینا چاہتی ہے۔ پہلے میں spell out کر چکا ہوں' اب مناسب نہیں سمجھتا کہ ان تمام باتوں کو دہراؤں۔ یہ جو اٹانومی دی جا رہی ہے اس کو میں first step towards privatization اس لیے کہتا ہوں کہ کچھ ہی عرصے بعد یہ کہہ دیا جائے گا کہ اٹانومی ناکام

ہو گئی ہے' لہٰذا اسے پرائیویٹائز کر دیا جائے۔ گویا کہ یہ ایک net practice کی جا رہی ہے اور اس کا جو ultimate goal ہے ' حکومت اس سے جو کچھ achieve کرنا چاہتی ہے وہ ان کی پرائیویٹائزیشن ہے۔ اس بارے میں ہمارے خدشات یہ ہیں کہ حکم ران اور ان کے چہیتے ان اداروں کو خریدنے کے لیے نظریں لگائے بیٹھے ہیں۔ میں اس کو اس طرح پیش کرنا چاہوں گا کہ جناب والا! ایک شخص کوئی کاروبار کرتا ہے اور جب وہ دیکھتا ہے کہ اس کاروبار میں منافع نہیں ہے تو وہ دوسرے کاروبار میں switch over کرتا ہے۔ آج کل منافع بخش کاروبار صحت کے ادارے ہیں۔ کیونکہ جناب والا! آج مسائل اتنے زیادہ ہو گئے ہیں' مہنگائی اور بے روزگاری بہت زیادہ ہے' دہشت گردی سے لوگ مر رہے ہیں' لوگوں کو تحفظ نہیں مل رہا' ساری قوم ذہنی تفکرات میں گھری ہوئی ہے۔ جب ذہنی تفکرات زیادہ ہوں گے تو پھر لامحالہ وہ بیمار ہوں گے۔ اس کے علاوہ لوگوں کو پینے کے لیے صحیح اور صاف و شفاف پانی مہیا نہیں کیا جا رہا۔ اگر میں exaggerate نہیں کر رہا تو میرا اندازہ ہے کہ آبادی کا تقریباً 60 فی صد جو پانی استعمال کر رہا ہے اسے drinking water نہیں کہا جا سکتا' وہ قابل استعمال نہیں ہے اور یہ گندا پانی پینے سے بیماریاں بڑھ رہی ہیں۔ لہٰذا ان بیماریوں کے دور میں ہسپتالوں کا کاروبار ہی منافع بخش ہے۔ جب اثاثوں کے نام پر انھیں پرائیویٹائز کیا جائے گا اور چند لوگ جو ابھی سے ہی للچائی ہوئی نظروں سے انھیں دیکھ رہے ہیں وہ ان کو خرید لیں گے اور اس طرح انھیں ایک بنا بنایا سسٹم مل جائے گا۔ اسی لیے ہمارے خدشات ہیں کہ یہ اثاثوں جلد ناکام ہو جائے گی اور بعد میں ان کو پرائیویٹائز کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! اس میں حکومت نے تجویز کیا ہے کہ:

"to perform such other functions as are assigned to it by the Government."

جب کہ ہم نے جو ترمیم دی ہے اس میں یہ کہا ہے کہ:

"to perform such other functions relating to health of the masses and improvemmt of the institutions as are assigned by the Government."

جناب والا! یہ ترمیم دینے کا مقصد صرف یہ ہے کہ قانون سازی ہمیشہ definite ہونی چاہیے'

اس میں کوئی vague قانون سازی کا عنصر نہیں پایا جانا چاہیے۔ حکومت نے جو تجویز کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ایک vague لائن دی گئی ہے اور ہم نے اپنی ترمیم میں اسے elaborate کر دیا ہے کہ:

"..... relating to health of the masses and improvement of the institutions as are assigned by the Government."

اس میں ہم حکومت کو test نہیں کر رہے لیکن یہ کہہ رہے کہ آپ اسے elaborate کر دیں' اسے clarify کر دیں۔ جناب والا! یہ تمام معزز اراکین لاکھوں افراد کے ووٹوں سے منتخب ہو کر آئے ہیں اور ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ جب بھی ہم کوئی قانون سازی کریں تو وہ بہت ہی definite انداز میں' فول پروف انداز میں کی جائے۔ کیونکہ یہ آنے والے وقتوں کے لیے' پڑھنے والوں' سننے والوں اور اس پر عمل درآمد کرنے کے لیے ایک history ہوگی۔ اگر ہم اسے صحیح طریقے سے نہیں بنائیں گے تو پھر ہمارا یہاں آنے' اکٹھا ہونے اور بحث کرنے کا مقصد پورا نہیں ہوگا۔ جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ Chief Executive پر چیک رکھنا ہوگا اور اس کی تمام تر powers مفاد عامہ میں استعمال ہونی چاہییں اور ان کو اس قانون کے تحت اس بات کا تابع بنانا چاہیے۔ کہ وہ اپنی تمام تر صلاحیتیں عوام اور ادارے کی بھلائی کے لیے استعمال کریں۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ Government friendly amendment ہے۔ میں ہمیشہ پہلے بھی آپ کی وساطت سے معزز وزیر قانون اور معزز ممبران اسمبلی کو یہ گزارش کرتا رہا ہوں کہ جو friendly amendments ہیں جن سے آپ کو نقصان نہیں بلکہ فائدہ ہے' ان کو منظور کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ صرف یہی بات کہ اگر یہ ترمیم اپوزیشن کی جانب سے آئی ہے تو اسے ضرور oppose کرنا ہے میرے خیال میں Opposition for the sake of opposition مناسب نہیں ہے۔ جناب والا! میں آج بھی آپ کی وساطت سے معزز وزیر قانون سے عرض کروں گا کہ یہ ترمیم ان کے بھی مفاد میں ہے' اس لیے اسے منظور کریں۔ معزز وزیر قانون کے ساتھ ساتھ میں معزز وزیر صحت سے بھی عرض کروں گا کہ یہ ایک ایسی ترمیم ہے جو آپ کی نیک نامی کا باعث بنے گی' اس لیے گزارش ہے کہ اسے منظور کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جی شکریہ منیس صاحب! راجہ صاحب! اس کا جواب آپ دیں گے یا وزیر صحت دیں گے؟

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! ابھی میں نے بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر، میں سمجھا کہ آپ سیٹ پر جا کر سمجھ آئے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں نے وہیں سمجھانے کی بڑی کوشش کی ہے، لیکن مجھ سے سمجھ نہیں پائے اس لیے میں اب آپ کی وساطت سے سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! اس قانون سازی کو شروع ہوئے کافی عرصہ ہوا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک نہایت ہی اہم قانون سازی ہے چونکہ یہ ایک نیا step ہے اور ایک نیا تجربہ ہے۔ کیونکہ یہ ملک اور یہ صوبہ ہمیشہ تجربہ گاہ ہی رہا ہے جو حکمران بھی آئے، انھوں نے تجربے کیے لیکن آج تک کسی تجربے نے بھی بہتر نتائج نہیں دیئے جس وجہ سے اس ملک اور اس صوبے کے باسیوں کی حالت خراب سے خراب تر ہوتی گئی۔ اگر اب حکومت کوئی اقدام بھی اٹھائے تو اس ملک اور اس صوبے میں بسنے والوں کے دل میں پہلے دن سے ہی خدشات شروع ہو جاتے ہیں کہ اس میں نیک نیتی ہے یا بد نیتی ہے۔ جناب سپیکر! اس قانون سازی کی ذریعے ہسپتالوں کو خود مختار کیا جا رہا ہے یا autonomy دی جا رہی ہے اللہ کرے یہ کامیاب ہو لیکن ہماری جو تجاویز تھیں ہم نے پہلے بھی گزارش کی اور اس پر بحث ہوتی آ رہی ہے اور ہم اپنی ترامیم میں ان خدشات کا اظہار کرتے آ رہے ہیں۔ جو ہمارا فرض ہے وہ ہم پورا کرتے ہیں اور وہ تمام خدشات جو ہم نے کل face کرنے ہیں اس ہاؤس میں ان کا اظہار کر رہے ہیں۔ جناب والا! میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ اس ملک یا اس صوبے میں جب بھی قانون سازی ہوئی اور جب اس میں discretion رکھ دی جاتی ہے تو وہ اس قانون سازی کا حلیہ بگاڑ دیتی ہے۔ ہمیں قانون سازی کرتے ہوئے یہ سوچنا چاہیے کہ جو بھی قانون سازی ہو رہی ہے اس کو definite کیا جائے اس میں کسی کو discretion نہ دی جائے تاکہ وہ اس قانون سازی کے ذریعے اپنی مرضی استعمال نہ کر سکے۔ اس وقت سعید احمد خان صاحب نے جو ترمیم پیش کی ہے اس میں بھی ہم نے اسی خدشے کا اظہار کیا ہے اور ہم اس کو definite کرنا چاہتے تھے کہ:

"to perform such other functions relating to health of the

masses and improvement of the institutions as are assigned by the Government."

ہم چاہتے ہیں کہ حکومت اس کو جو بھی اختیارات دے اور ان کا جو بنیادی function ہے، ہم اس کو اس قانون سازی میں mention کر دیں کیونکہ یہ ہیلتھ انسٹی ٹیوشن ہیں اور ان میں health care کے بارے میں function ہونے ہیں۔ اس لیے اس قانون سازی میں کوئی بات بھی چھپی ہوئی نہیں رکھنی چاہیے، بلکہ واضح کرنا چاہیے کہ حکومت ان کو اختیارات ہی وہی دے گی اور وہ اسی بارے میں بات کرے۔ میرے بھائی ضرور یہ کہیں گے کہ انھوں نے ابھی یہ خدشہ کیسے ظاہر کیا، جب کہ یہ ہے ہی ہیلتھ کی بات اور اس میں اور کیسے function آئیں گے؟ اس گورنمنٹ کی یہ سوچ بہتر ہے اور ہیلتھ انسٹی ٹیوشن کو خود مختاری دینے کے پس منظر میں ان کے کوئی اچھے پروگرام ہیں۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ کل کوئی دوسری حکومت آئے اور وہ غلط بھی کر سکتی ہے۔ اس لیے ایسی definite قانون سازی ہونی چاہیے جس میں کسی آنے والے یا موجودہ کو اپنی من مرضی کا اختیار ہی نہ ہو کہ وہ کوئی اور کام لے سکیں۔ اس لیے ہم نے یہ تجویز کیا کہ ہیلتھ کے بارے میں ان کو جو بھی اختیارات دینے ہیں، ان کے لیے definite اور clear cut قانون سازی ہونی چاہیے، تاکہ اسے پڑھ کر ہر آدمی یہی سوچے اور سمجھے کہ چونکہ یہ ہیلتھ کے بارے میں تھی اس لیے حکومت نے انھیں ہیلتھ کے بارے میں ہی اختیارات دیئے ہیں۔ جناب والا! ہمارا یہی خدشہ ہے جسے واضح کرنا چاہتے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے اس ہاؤس میں دوبارہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جہاں بھی discretionary powers آئیں، چاہے وہ آدمی جتنی بھی بہتر نیت کا تھا اس سے discretionary powers کو غلط استعمال کروایا گیا یا اس نے جان بوجھ کر کیا۔ تو میری گزارش ہے کہ ہماری اس ترمیم کو قبول کیا جائے۔ اسے تعصب کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہیے بلکہ اسے کھلے دل سے consider کریں اور اسے منظور کریں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی وٹو صاحب!

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، جناب والا! یہ بڑی اہمیت کا حامل بل ہے اور پہلے بھی ہاؤس میں اس پر بحث ہو چکی ہے۔ ہم نے پہلے بھی اپنے خدشات کا اظہار کیا تھا اور اب بھی یہی بتانا چاہ رہے ہیں کہ حکومت میڈیکل انسٹی ٹیوشنز کو جو خود مختاری دے رہی ہے اس سے بہتری کی

کوئی توقع نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے ایجوکیشنل انسٹی ٹیوشنز کو خود مختاری دی گئی اور انھیں خود مختار ادارے کے طور پر چلانے کا تجربہ کیا گیا لیکن ہم نے دیکھا کہ اس سے ان اداروں میں کوئی بہتری نہیں آئی۔ اب میڈیکل انسٹی ٹیوشنز کو خود مختاری دی جا رہی ہے اور ان اداروں پر سے گورنمنٹ کا check ختم کیا جا رہا ہے جو ان اداروں اور اس صوبے کے عوام کے مفاد میں قطعاً نہیں ہے۔ جناب والا! لوگوں کو میڈیکل کیئر اور ہیلتھ کیئر مہیا کرنا حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے اور اس چیز کو بطور کاروبار نہیں لینا چاہیے' بلکہ ایک ذمہ داری کے طور پر لینا چاہیے۔ ہمارے ملک کے مسائل آپ کے سامنے ہیں کہ لوگوں کی پریشانیوں میں بے پناہ اضافہ ہو رہا ہے اور ہمارے ڈاکٹر یا تو ویسے ہی capable نہیں ہیں اور جو ڈاکٹر capable ہیں وہ پرائیویٹ پریکٹس کرنے میں مصروف ہیں اور مریضوں پر کوئی توجہ نہیں دیتے اور ڈاکٹروں کی اکثریت ایسی ہے جو مرض کی تشخیص ہی نہیں کر سکتی۔ کچھ عرصہ قبل ایک ادارے نے ایک سروے conduct کیا اور انھوں نے مریضوں کی جو ہسٹری بتائی تو دس میں سے چھ ڈاکٹر مرض کی تشخیص میں ناکام رہے۔ جناب سپیکر! ہماری اس سلسلے میں گزارش صرف یہ ہے کہ اس بل کو مبہم نہ رکھا جائے اور اس کو واضح بنایا جائے۔ میں یہ سمجھنے سے بھی قاصر ہوں کہ اگر ہماری اس ترمیم کو قبول کرلیا جائے تو اس میں حرج کیا ہے؟ جناب سپیکر! اس میں تو ہم نے صرف اتنا کہا ہے کہ گورنمنٹ کی ہدایات پر صرف عمل کرنے کی بجائے،

> To perform such other functions relating to health of the masses and improvement of the institutions as are assigned by the Government.

اگر ان کا مقصد اداروں کی بہتری ہے تو کیوں نہیں اس ترمیم کو منظور کیا جاتا اور کیوں نہیں اس کو بل کا حصہ بنایا جاتا۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ راجہ صاحب۔

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)، بہت بہت شکریہ۔ میں حیران ہوں کہ آج پھر پرائیویٹائزیشن کی بات ہوئی whereas over and over اس بات کا قائد حزب اختلاف کی ٹیم کو reaffirm کروایا گیا۔ یہ پرائیویٹائزیشن کی بات کرتے ہیں میں یہ وضاحت کردوں کہ ہماری حکومت کوئی اتحادی حکومت نہیں

اور نہ ہمیں اس سلسلے میں کوئی بہانہ چاہیے۔ اگر ہم نے پرائیویلائزیشن کرنی بھی ہوتی تو ہم پرائیویلائز ہی کرتے۔ Why should we look for these excuses? I do not understand that مگر وہ چونکہ قائد حزب اختلاف ہیں ان کا حق ہے۔ بارہا اگر یہ ایسی بات کرنا چاہتے ہیں تو ان کی مرضی ہے مگر اس ایوان کے فلور پر یہ یقین دلاتا ہوں اور آپ کے توسط سے سارے ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ گورنمنٹ کی یہ intention نہیں ہے۔

جناب سعید اکبرخان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا میری یہ گزارش ہے کہ راجہ صاحب میرے بھائی ہیں ان کو آپ اجازت فرمائیں کہ یہ انگریزی میں بات کر لیں تاکہ شاید کسی کی سمجھ میں آ جائے۔

وزیرصحت ، جناب والا! میں نے اگر انگریزی میں بات کرنی ہو تو میں آپ سے براہ راست گزارش کر سکتا ہوں اور آپ یقیناً مجھے اس کی اجازت بھی دیں گے۔

جناب سپیکر، یہ ان کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

وزیرصحت ، شکریہ۔ جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف یا اپوزیشن بنچوں کی سوچ اور بصیرت کو میں question نہیں کر رہا۔ مگر آج اس وقت ابھی ایک کلاز کی بات ہو رہی ہےاور یہ اس کی خود مختاری پر بات کر رہے ہیں۔ میں وہ کلاز پڑھ ہی دیتا ہوں' اس کے بعد آپ خود فیصلہ فرما دیں،

Clause 3: "(b) to perform such other functions as are assigned to it by the Government

ان کی جو اس میں ترمیم آئی ہے وہ یہ ہے اور یہ فرماتے ہیں

"(b) to perform such other functions relating to health of the masses and improvement of the institutions as are assigned by the Government.

جناب والا! ہم تو حکومت کی involvement کو کم کر رہے ہیں' لیکن یہ کم کرنے کی بجائے گورنمنٹ کی ادارے میں اتھارٹی کو restrict کر رہے ہیں۔ ہم تو ان کو کلی اختیار دے رہے ہیں کہ وہ اپنے ادارے کے متعلق جو فیصلے بہتر سمجھتے ہیں وہ کریں۔ اپنی پالیسی بنائیں اپنے ادارے

میں وہ خود بااختیار ہوں۔ مگر یہ اس ترمیم کے ساتھ ان کو پابند کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ ان کی اس ترمیم کو مسترد کیا جائے۔

MR SPEAKER: Thank you. The amendment moved and the question is:

That for para (b) of Clause 3 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Health, the following be substituted:-

> "(b) to perform such other functions relating to health of the masses and improvement of the institutions as are assigned by the Government."

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The question is:

That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKR: Now, clause 5 of the Bill is under consideration. Five amendments have been received in it. The first amendment is from:

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais;
2. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo,
3. Sardar Rafiq Haider Leghari;
4. Pir Shujaat Hasnain Qureshi;

5. Syed Masood Alam Shah;

6. Mr Mansoor Ahmad Khan;

7. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti;

8. Mr Saeed Akbar Khan,

9. Mr Ikram Ullah Khan Niazi,

10. Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi.

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I move:

> That in para (a) of sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Health, for the word "Chairman", the word "Member" be substituted.

MR SPEAKER: The amendment moved is :

> That in para (a) of sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Health, for the word "Chairman", the word "Member" be substituted.

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

جناب سپیکر، سعید احمد خان منیس صاحب! آپ پہلے اس پر بولیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جی ہاں' جناب سپیکر! حکومت نے اس کلاز میں جو تجویز کیا ہے وہ معزز ممبران کی خدمت میں آپ کی وساطت سے پڑھ دیتا ہوں۔ سب کلاز اے میں لکھا ہے کہ،

> "The Management Committee of a Medical Institution shall comprise the following. .."

اس میں چیف ایگزیکٹیو کو چیئرمین کہا گیا ہے اور ہم نے جو تجویز کیا ہے اس میں ہم نے کہا ہے کہ چیئرمین کی بجائے چیف ایگزیکٹیو کو بھی ممبر ہونا چاہیے۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ادارے کی مینجمنٹ کمیٹی کا سربراہ ادارے کے چیف ایگزیکٹیو سے سپریم ہونا چاہیے۔ تاکہ جو

بھی میٹنگیں ہوں اور ان میں تمام لوگ جو شامل ہوں وہ ایک ایسے شخص کے نیچے کام کریں جو چیف ایگزیکٹو سے بھی superior ہوں۔ چیف ایگزیکٹو اگر خود اس کا چیئرمین ہوگا تو جناب سپیکر میں سمجھتا ہوں کہ ممبر پورے طریقے سے اپنی کارکردگی' اپنی تجاویز contribution بہتر طور پر نہیں کر سکیں گے۔ اگر چیف ایگزیکٹو اس کا ممبر ہوگا اور اس سے superior شخص اس کا چیئرمین ہوگا تو پھر کھل کر اس پر بات بھی ہو سکے گی اور کمیٹی کے ممبران اپنی آزادانہ رائے بھی دے سکیں گے۔ اور یہ بھی بتا سکیں گے کہ کہاں خرابیاں ہیں اور کہاں بہتری ہے اور زیادہ اچھے انداز میں اپنا کردار ادا کر سکیں گے۔ انھیں کوئی reservations نہیں ہوں گی کوئی ڈر اور خوف نہیں ہوگا کہ ان کا اپنا چیف ایگزیکٹو چونکہ چیئرمین ہے' وہ ان کے خلاف ایکشن بھی لے سکتا ہے۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ چیف ایگزیکٹو اگر چیئر کرے گا تو اس سے مینجمنٹ کے بنیادی اصولوں کی بھی نفی ہوگی۔ میں جناب سپیکر اس میں یہی تجویز کرتا ہوں کہ کھل کر بات کرنے کی اجازت دینے کے لیے اور ایک ایسا ماحول پیدا کرنے کے لیے جہاں تمام ممبرز اپنی free will پر بات کر سکیں تو جو چیف ایگزیکٹو ہے اس کو بجائے چیئرمین کے اس کا ممبر ہونا چاہیے۔ اور چیئرمین اس سے بھی کوئی superior آدمی کو بنا دیا جائے چاہے وہ منسٹر ہیلتھ ہوں۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے منسٹر ہیلتھ اور اراکین اسمبلی کو یہ گزارش کروں گا کہ چیف ایگزیکٹو کو ایک ممبر ہی رہنے دیں۔ اگر منسٹر ہیلتھ خود اس کو ہیڈ کریں تو probably وہ زیادہ appropriate ہوگا۔ لہٰذا گزارش ہے کہ میری اس ترمیم کو منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر: سعید اکبر خان صاحب اور منظم صاحب تو نہیں بولیں گے۔ ٹھیک ہے راجہ صاحب! آپ جواب دیں۔

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور): جناب والا! میں مشکور ہوں کہ مجھ پر قائد حزب اختلاف نے اتنا اعتماد کیا۔ مگر ہم تو پورے پنجاب میں autonomy دینے جا رہے ہیں۔ میں تو پھر سارا دن ان ہسپتالوں کی چیئرمینی ہی کرتا رہوں گا۔ اور انسانی خدمت خلق کے کام جوں کے توں رہ جائیں گے۔ جناب والا! اس بارے میں میری گزارش ہے کہ چیف ایگزیکٹو کنٹریکٹ پر ہے اور Chief Executive is accountable. اور اس کی جو پرفارمنس ہے It is linked with accountability انھوں نے

ساتھ یہ ترمیم بھی نہیں دی کہ اگر چیف ایگزیکٹو نہ ہو تو کون ہو؟ یہ تو ہاؤس کے فلور پر کھڑے ہوکر انھوں نے کمال مہربانی فرمائی اور کہہ رہے ہیں کہ ہیلتھ منسٹر چیئرمین ہو۔ مگر انھوں نے کوئی ایسی ترمیم تجویز نہیں کی جس میں یہ suggest کریں کہ Who should be the Chairman? اور پھر یہ بات کہ چیف ایگزیکٹو ان کے انسٹی ٹیوشن مینجمنٹ کمیٹی خلاف کارروائی کر سکتا ہے یہ بات صحیح نہیں ہے۔

Actually in a way he might be the Chairman but Chief Executive is accountable infront of the Management Committee.

تو اس کے سارے ایکشن وہیں سے approve ہوتے ہیں' کمیٹی approve کرتی ہے اور چیف ایگزیکٹو کو ہی اس کا چیئرمین ہونا چاہیے۔ میں گزارش کروں گا کہ کلاز 5 میں جو یہ ترمیم آئی ہے یہautonomy کے لیے اور ہسپتال کے لیے صحیح نہیں ہے' مہربانی فرما کر اسے مسترد کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ جی۔

MR SPEAKER: Now, the amendment moved and the question is:-

"That for para (a) of sub clause (1) of Clause 5 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Health, for the word "Chairman", the word "Member" be substituted.

(The motion was lost)

MR SPEAKER: Second amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan, Maulana Manzoor Ahmad Chinioti, Mr Saeed Akbar Khan, Mr Ikramullah Khan Niazi, Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi.

Mr Saeed Akbar Khan may move the amendment.

MR SAEED AHMED KHAN MANAIS: Sir, I move:-

"That in Para (c) of sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Health, the words "and he alone shall have the right of vote as Member", appearing at the end, be deleted."

MR SPEAKER: The amendment moved is:-

"That in Para (c) of sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Health, the words "and he alone shall have the right of vote as Member", appearing at the end, be deleted."

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

جناب سپیکر، جی وزیر قانون اپوز کرتے ہیں۔ پہلے سعید اکبر خان صاحب بات کریں گے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! جو حکومت کی لیجسلیشن میں کلاز سی ہے میں اسے پڑھ کر سنا دیتا ہوں کہ حکومت کیا چاہتی ہے،

In case more than one Medical Superintendents are members the senior most Superintendent shall act as Secretary and alone shall have the right of vote as member.

جناب والا! اس لیجسلیشن میں گورنمنٹ چاہ رہی ہے کہ ایم ایس جسے ہم میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کہتے ہیں اگر وہ کسی ہسپتال میں ایک ہوا تو اس کا تو جھگڑا ہی نہیں ہے۔ اگر کہیں پر وہ ایک سے زیادہ ہوں گے تو وہ ممبر ہوں گے۔ اور وہ اس میں یہ بھی فرما رہے ہیں کہ جو سینئر میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ہے وہ ممبر بھی ہوگا اور سیکرٹری بھی ہوگا۔ جو دوسرا اس سے جونیئر ہے وہ صرف ممبر ہوگا۔ لیکن اس کمیٹی میں اس کو ووٹ دینے کا حق نہیں ہوگا۔ جناب والا! میری سمجھ سے یہ بالا تر

ہے کہ اس بے چارے کو ممبر بھی بناتے ہیں پھر اس کو بات کرنے کا اور ووٹ دینے کا کوئی اختیار بھی نہیں دیتے۔ پھر اس کو اس کمیٹی میں بٹھانے یا بلانے کا کیا کوئی جواز ہے؟ جناب والا! آپ نے کئی دفعہ شہروں یا دیہاتوں میں دیکھا ہوگا جب تانگہ چل رہا ہوتا ہے تو ایک گھوڑا اس تانگے کو کھینچ رہا ہوتا ہے دوسرا بے گناہ اس کے ساتھ بندھا ہوتا ہے اور وہ اس کو سارا دن دوڑاتے ہیں۔ جس کا کوئی function نہیں ہوتا۔ یا تو اس کو سزا کے طور پر باندھتے ہیں یا اس کو کچھ سکھانے کے لیے باندھتے ہیں۔ لیکن اس بے چارے کا کوئی function نہیں ہوتا' سوائے اس کے کہ وہ سارا دن بھاگتا رہے۔ یہاں بھی حکومت وہی function اس جونیئر میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کو دے رہی ہے کہ وہ اجلاس میں آئے بیٹھا رہے چائے کا کپ پیئے' اٹھے اور چلا جائے۔ اس میں ہم نے جو ترمیم دی ہے ہم نے یہ کہا ہے کہ اگر ایک سے زیادہ میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ہیں تو جو سینیر ہے اس کو آپ سیکرٹری بنا دیں۔ لیکن دوسرے کو ووٹ کا حق بھی دے دیں۔ تاکہ میٹنگ میں اس کی کوئی بات ہو' کوئی تجویز ہو' تو اس کو کوئی اہمیت ملے۔ کیوں کہ اس کو ووٹ کا حق ہوگا اور جب بات کرے گا تو اس کی بات کو کوئی وزن دیا جائے گا۔ جب اس کے پاس ووٹ کی پاور نہیں ہوگی کوئی اختیار ہی نہیں ہوگا اور اس کو آپ نے ممبر بھی بنایا ہوگا تو جب کسی بات پر ووٹنگ ہوگی تو وہ منہ لٹکائے بیٹھا رہے گا۔ یا تو پھر یہ کہیں کہ جو سینیئر ہے وہی ممبر ہونا چاہیے۔ دوسرے کو پھر بلانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ جب حکومت اس کی اہمیت اور اس کی اہلیت کو سمجھتی ہے کہ اس کو اس کمیٹی کا ممبر ہونا چاہیے تو پھر definitely اس کے پاس کوئی پاور ہونی چاہیے۔ جونیئر لوگ بھی کافی ذہین ہو سکتے ہیں۔ کئی دفعہ ثابت ہوا ہے کہ جونیئر سینیر سے ذہین بھی ہوتا ہے۔ جناب والا! میری بھی یہی گزارش ہے کہ جب آپ ایک آدمی کو اس کمیٹی یا ایگزیکٹو باڈی میں ممبر شپ دے رہے ہیں تو پھر اس سے اس ممبرشپ کا استعمال بھی لیں۔ اس کا کوئی وزن بنائیں' اس کی تجویز کی اہمیت تب ہی بنے گی جب وہ اس کمیٹی کا باقاعدہ voted power member ہوگا۔ اس کو باندھ بھی دیا ہے اور اس کو ممبر شپ بھی دے دی ہے۔ پوچھا نہیں کہ کیوں دی ہے' کوئی پتا نہیں۔ ووٹ کی پاور نہیں ہے۔ جب آپ کو اس پر اعتماد ہی نہیں ہے اور آپ سمجھتے ہیں کہ یہ جونیئر ہے اور یہ ہے ہی بے وقوف تو اس کو ممبر ہی نہ بنائیں۔ اور اس کو میڈیکل انسٹی ٹیوشن میں ویسے ہی کرسی دے دیں اور وہ بیٹھا رہے۔ میری اس میں گزارش اور تجویز ہے کہ ہم نے جو ترمیم دی ہے اس کو reconsider

کر کے منظور کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: سعید منیس صاحب بات کریں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! میں اس ترمیم میں کچھ باتیں add کرنا چاہوں گا۔ گو کہ مجھے اس بات کا بھی احساس ہے کہ بائیں جانب بیٹھے میرے معزز دوست، جن کو کبھی بھی قانون سازی سے کوئی لگاؤ نہیں اور ہم یہاں صرف خانہ پری کے لیے آتے ہیں۔ میں چند باتیں ان کے گوش گزار کرنا چاہوں گا کہ ہمارا یہ ترمیم دینے کا مقصد بھی جمہوری انداز کو اجاگر کرنا ہے کہ اگر آپ نے اس میں دو ایم ایس رکھے ہیں تو وہ واقعی ایسی بات ہوگی کہ ان میں جو سینئر سپرنٹنڈنٹ ہے، اس کو تو آپ سیکرٹری کا عہدہ دے دیں، وہ اس میں کام کرے گا، جو دوسرا ایم ایس ہے کیا آپ اس کو بطور سینئر سپرنٹنڈنٹ کے ریڈر بٹھائیں گے یا اسے بطور اسسٹنٹ بٹھائیں گے؟ میں سمجھتا ہوں کہ یا تو اس کو آپ شامل ہی نہ کرتے اور اگر آپ نے اس کو شامل کیا ہے تو پھر اس کو بیٹھنے دیں، اس کو اپنے جمہوری حق کو استعمال کرنے دیں۔ وہ اس میں contribution بھی کر سکتا ہے اور اس کو اپنے ووٹ کا حق بھی دینا چاہیے اور میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت، جو اپنے آپ کو ایک جمہوری حکومت بھی کہتی ہے، اس کو یہ غیر جمہوری کام ویسے بھی زیب نہیں دیتا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ استحصال کی کیٹیگری میں آتا ہے اور اسی طریقے سے جیسے کچھ باقی طبقوں کا استحصال کیا جا رہا ہے۔ جیسے جناب سپیکر! گھوسٹ سکولوں کے ٹیچرز، جن کو ناجائز طور پہ فارغ کیا جا رہا تھا انھوں نے ایک پرامن جلوس نکالا اور ان کو مارا پیٹا گیا اور اسی طریقے سے، چاہے وہ مزدور طبقہ ہو، چاہے وہ تاجر طبقہ ہو، افسران ہوں اور میں آپ کو افسران کی بات اس طرح تھوڑی سی elaborate کرتا ہوں کہ افسران victimization کا شکار ہو رہے ہیں کہ کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جو ڈیڑھ پونے دو سال سے معطل ہیں اور وہ political victimization کے نتیجے میں معطل ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ جمہوری حکومت کو استحصال زیب نہیں دیتا اور پھر صرف یہ نہیں کہ افسران ہوں بلکہ چھوٹے طبقے کے ملازمین کو بھی استحصال کی نذر کیا جا رہا ہے اور پھر تھڑے پہ روزی کمانے والوں پہ بھی لاٹھیاں برسائی جاتی ہیں اور میں جس کی مثال دوں جیسے پچھلے دنوں برانڈرتھ روڈ پہ ناجائز تجاوزات ہٹائی گئیں اور لوگوں نے retaliate کیا تو ان پر بھی لاٹھیاں برسیں اور جناب سپیکر! اسی طریقے سے پچھلے

اجلاس میں سپاہ صحابہ کا ایک پرامن جلوس نکلا اور اس پر بھی لاٹھیاں برسائی گئیں اور اس پر آنسو گیس کے شیل اور ان کو مسجد کے اندر جا کر گرفتار کیا گیا اور پھر جب یہاں یہ پوائنٹ اٹھایا گیا اور اسی سلسلے میں اٹھایا گیا تھا تو معزز وزیر قانون نے یہ کہا کہ ان سے لاٹھیاں برآمد ہوئی تھیں اس لیے ان کو گرفتار کیا گیا حالانکہ جناب سپیکر! وہ لاٹھیاں نہیں تھیں۔

جناب سپیکر، آپ ترمیم کی طرف ذرا زیادہ توجہ دیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب! میں استحصال کی بات کر رہا ہوں۔ میں جمہوری اور غیر جمہوری نظریات کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں، آپ ترمیم کی طرف ذرا توجہ دیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں اس پر irrelevant بالکل نہیں ہوں بہرحال آپ کی جو observation ہے-----

جناب سپیکر، میں نے آپ کی توجہ دلائی ہے کہ آپ ذرا relevant ہو جائیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں relevant ہوتا ہوں۔ تو حالانکہ یہ وہ سوئیاں تھیں جن پہ جھنڈے لگے ہوئے تھے۔

جناب سپیکر! اس وقت معزز ایوان کسی طریقے سے بھی اس موڈ میں نہیں ہے کہ وہ قانون سازی کرے کیوں کہ-----

جناب سپیکر، قانون سازی کے لیے بیٹھے ہیں لیکن جب آپ irrelevant ہوتے ہیں تو پھر آپ کی توجہ اس طرف دلانی ضروری ہوتی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں بات کر رہا ہوں کہ دوسرے ایم ایس کو بھی ووٹ کا حق دیا جائے تو جب میں یہ بات کروں گا تو کیا میں جمہوریت کی بات نہیں کروں گا اور جب میں جمہوریت کی بات کروں گا تو اگر جمہوریت میں استحصال ہو رہا ہو تو کیا میں اس کی مثالیں نہیں دوں گا۔

جناب سپیکر، جی، جی شکریہ۔ آپ ترمیم کی طرف آئیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ غور سے سنیں گے تو آپ کو

احساس ہو گا۔۔۔۔

جناب سپیکر: سب غور سے سن رہے ہیں۔ غور سے سننے کے بعد ہی آپ کو کہا ہے کہ ذرا ترمیم کی طرف آئیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ حکومت، جمہوریت کی دعوے دار ہے تو اس بے چارے دوسرے ایم ایس کو بھی ووٹ کا حق دیں اور اس طریقے سے بالکل نہیں کہنا چاہیے۔ یہاں تو جمہوری اداروں کا یہ حال ہے کہ یہ کہا جاتا ہے کہ سینٹ تو ایک direct elected forum ہی نہیں ہے تو میں یہ مثالیں اس لیے دے رہا ہوں کہ جہاں جمہوریت کی بات آتی ہے، جہاں استحصال کی بات آتی ہے تو وہاں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جو آخری الفاظ ہیں کہ

.. ... and he alone shall have the right of vote as member.

ان کو delete کر دیا جائے تاکہ دوسرے میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کو بھی حق دیا جائے کہ وہ اپنی suggestions and observations contribute بھی کرے اور پھر جب ووٹ دینے کا وقت ہو تو وہ اس میں ووٹ بھی استعمال کر سکے اور وہ اس میں صرف ایک spectator کے طور پر نہ بیٹھا ہو۔ جناب سپیکر! یہ بہت ہی relevant ترمیم ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک پھر Government friendly amendment ہے۔ میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر صحت صاحب سے استدعا کروں گا کہ وہ اس کو ضرور تسلیم کریں اور میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر وہ اس کو تسلیم کر لیں گے تو ان کو میرے خیال میں کوئی کچھ نہیں کہے گا۔

جناب سپیکر: جی، راجا صاحب۔

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور): جناب والا! کلاز 5 سب کلاز 1 پیرا "سی" میں اپوزیشن بنچز نے یہ فرمایا ہے کہ سارے ایم ایسز کو ووٹ کرنے کا حق ہونا چاہیے۔ ان کی بات صحیح ہے کہ میٹنگ میں تمام ایم ایس صاحبان آئیں گے تاکہ اپنے ہسپتال کے مسائل کمیٹی کے سامنے لا سکیں لیکن ووٹ کا حق ایک سینئر ایم ایس کو اس لیے ہوگا کہ اگر دونوں ایم ایسز کو ووٹ کا حق دے دیا جائے تو گورنمنٹ آفیشلز کی ووٹ بڑھ جائیں گے اور نان آفیشلز کے ووٹ کی تعداد کم ہو جائے گی جو کہ اس آرڈیننس کی روح کے خلاف ہے۔ جس میں کمیونٹی کو empower کیے جانے کی بات کی جا رہی ہے۔ تو میری

گزارش ہوگی کہ کلاز 5 سب کلاز 1 پیرا "سی" میں ان کی ترمیم کو مسترد کیا جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in para (c) of sub-clause (1) of Clause-5 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Health, the words "and he alone shall have the right of vote as Member", appearing at the end be deleted".

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The third amendment is from:

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais;
2. Mr Moazam Jahanzab Ahmad Khan Wattoo;
3. Sardar Rafique Haider Laghari;
4. Pir Shujaat Hasnain Qureshi;
5. Syed Masood Alam Shah;
6. Mr Mansoor Ahmad Khan;
7. Maulana Manzoor Ahmad Chanioti,
8. Mr Saeed Akbar Khan;
9. Mr Ikram-ul-Allah Khan Niazi;
10. Sahabzada Muhammad Usman Khan Abbasi.

یہ ترمیم کون پیش کرے گا؟ ---- جی وٹو صاحب۔

MR MOAZAM JAHANZAIB AHMAD KAHN WATTOO: I move :

That for para (d) of sub-clause (1) of Clause-5 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Health, the following shall be substituted:

"(d) Five non-official members shall be appointed by the

Government."

MR SPEAKER: The amendment moved is -

That for para (d) of the sub-clause (1) of Clause-5 of the Bill as recommended by Standing Committee on the Health, the following be substituted:

"(d) Five non-official members shall be appointed by the Government".

MINISTER FOR LAW: I Oppose it.

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب اپوز کرتے ہیں۔ تو وٹو صاحب! آپ پہلے بولیں گے؟

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو: جی۔

جناب سپیکر! یہ جو ترمیم ہم نے پیش کی ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اس مینجمنٹ کمیٹی میں جو نان آفیشل ممبر ہوں گے اس بل میں ہے کہ،

"Five non-official members proposed by the members listed at (a),(b) and (c) and approved by the Government,"

جناب سپیکر! اس میں میرا مقصد یہ ہے کہ گورنمنٹ ان نان آفیشل ممبرز کو کیوں appoint نہیں کرتی؟ چیف ایگزیکٹو اور ایم ایس کی صوابدید پر کیوں اس کو رکھا جاتا ہے؟ ہم نے یہ پہلے ہی دیکھا ہے کہ ہمارے معاشرے میں اقربا پروری کا سلسلہ بڑے زور و شور سے جاری ہے اور من پسند لوگوں کو آگے لایا جاتا ہے۔ تو کیوں نہ اس کو clear کیا جائے کہ اگر گورنمنٹ نے ہی اس کی approval دینی ہے تو اس میں ایم ایس یا چیف ایگزیکٹو کی recommendations کو کیوں سامنے رکھا جا رہا ہے اور کیوں نہ گورنمنٹ ہی اس کو direct approve کرے؟ شکریہ۔

جناب سپیکر، جی سعید اکبر خان صاحب۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! ہم نے جو ترامیم تجویز کی ہیں۔ اس میں ہم نے یہ گزارش کی ہے کہ،

"Five non official members shall be appointed by the Government."

اور گورنمنٹ جو چاہتی ہے۔ اس میں انھوں نے کہا ہے کہ،

"Five non official members proposed by the members listed at (a),(b)&(c) and approved by the Government"

اس میں ظاہر آ دیکھا جائے تو تھوڑا سا فرق نظر آتا ہے۔

جناب سپیکر! جمہوریت میں صرف یہ بات ہے کہ کسی کو کلی اختیارات نہیں دیے جاتے اس پر چیک اینڈ بیلنس رکھا جاتا ہے۔ اس میں ہمارا خدشہ ہے کہ non official members بھی اگر چیف ایگزیکٹو نے propose کرنے ہیں تو یقیناً وہ اپنے من پسند اور اپنی مرضی سے بندے propose کرے گا اور اپنی خواہش کے مطابق non official members propose کرے گا اور اس کے proposed members کو ہی گورنمنٹ نے approve کرنا ہے۔ جب بھی وہ کمیٹی جس کے وہ ممبر ہوں گے۔ اس میں جب وہ بیٹھیں گے تو چیف ایگزیکٹو کا ان پر کافی اثر ہوگا اور وہ اس کے احسان مند ہوں گے کہ اس آدمی نے ہمیں اس کمیٹی میں propose کیا اور ہمیں اس کمیٹی کا ممبر بنایا۔ اس طرح وہ اپنی ذاتی رائے کا اظہار اور کسی معاملے میں بہتر تنقید نہیں کر سکیں گے۔ ان پر چیف ایگزیکٹو کا اثر رہے گا۔ کیونکہ اس کو پہلے ہی بااختیار بنایا جا رہا ہے اور وہ بااختیار ہے۔ گورنمنٹ اس پر بضد ہے کہ اس کو زیادہ بااختیار ہونا چاہیے۔ ہمیں اس پر اعتراض نہیں ہے۔ لیکن جناب سپیکر! جو کمیٹی ہو اس میں اس ادارے کی تمام آرگنائزیشنز کو ادارے کی بہتر کارکردگی کو چیک کرنا ہے۔ اس نے چیف ایگزیکٹو کی activities اور کارکردگی کو چیک کرنا ہے اور اس پر بحث کرنا ہے۔

جناب سپیکر! اگر گورنمنٹ خود اپنی طرف سے آدمی نامزد کرے گی اور کسی کی تجویز کے بغیر کرے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ان کی کارکردگی اس ادارے کے لیے زیادہ بہتر ہوگی اور وہ اس طرح چیف ایگزیکٹو کے دباؤ میں نہیں ہوں گے۔ وہ اس کو اپنی رائے دیں گے اور وہ یہ سمجھیں گے کہ ہم گورنمنٹ کی طرف سے نمائندگی کر رہے ہیں اور ہم نے ان کی کارکردگی کو چیک کرنا ہے۔ جس طرح میرے بھائی وزیرصحت صاحب فرما رہے تھے کہ ہم اس جونیئر میڈیکل سپرنٹنڈنٹ

کو ووٹ کا حق اس لیے نہیں دے رہے کیونکہ ہمارے جو non official members ہیں۔ اس سے ان کے ووٹ بڑھ جاتے ہیں۔ جب ان کو اس چیز کا خدشہ ہے کہ ووٹ کا بیلنس رہے تو ان کو یہ خدشہ نہیں ہے کہ جب چیف ایگزیکٹو اپنی مرضی سے propose ہی وہی بندے کرے گا۔ وہ خود ہی ان کو oblige کرے گا اور نام بھیجنے سے پہلے ان کو کہے گا کہ میں آپ پر مہربانی کر رہا ہوں اور میں اپنی کمیٹی میں آپ کو ممبر propose کر رہا ہوں تو اس وقت بھی ان کی کارکردگی خراب ہو سکتی ہے اور وہ شاید اپنے ضمیر کے مطابق ووٹ نہ دے سکیں یا کسی بھی موضوع پر کھل کر اپنی رائے نہ دے سکیں اور اس سے اختلاف نہ کر سکیں۔ ہماری جو منشاء ہے کہ کمیٹی کے جو non official members ہیں۔ اگر گورنمنٹ خود ان کو نامزد کرے تو ان کی بہتر کارکردگی سے اور ان کے بااختیار ہونے سے اور کسی کے اثر سے بچانے سے وہ وہاں پر اپنی زیادہ بہتر کارکردگی دکھا سکیں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر یہ non official members گورنمنٹ تجویز کرے۔ گورنمنٹ اور اتھارٹیز کی جو بہتری چاہتی ہے تو وہ اس طریقہ سے زیادہ بہتر ہو سکتی ہے۔ چہ جائیکہ سارے اختیارات اور اتھارٹی چیزیں ایک بندے کے حوالے کر دی جائیں اور وہ جو من میں آئے اور جو چاہے کرتا رہے۔

جناب سپیکر! آپ نے دیکھا ہے کہ جہاں بھی اختیارات کی بہتات ہوئی ہے' وہاں خرابیاں ہیں۔ اس میں اچھائیاں نہیں آئیں۔ جمہوری نظام کو آج کیوں زیادہ اپنایا جا رہا اور کیوں اس کو بہتر نظام حکومت کہا جا رہا ہے۔ اس لیے کہ اس میں چیک اینڈ بیلنس ہے۔ ہم نے اس ہاؤس میں قائد ایوان کو منتخب کیا۔ اسی ہاؤس کا اختیار ہے کہ اس سے اختیارات واپس لے لے۔ یہ جمہوری نظام کی ایک خوبی ہے کہ اس کے ساتھ چیک اینڈ بیلنس ہے۔ یہ نہیں ہے کہ سارے اختیارات ایک ہی بندے کو دے دو اور پھر آگے جو بھی اقدام کرتے ہیں وہ اسی پر چھوڑتے جاؤ تاکہ آئندہ اس کو کوئی پوچھنے والا نہ ہو۔ یہ کمیٹی اسی لیے بنائی جا رہی ہے کہ جس ادارے کو بھی انھوں نے خودمختاری دینی ہے اس کی کارکردگی بہتر رہے۔ اس کے رزلٹ پہلے سے بہتر آئیں' اور جو اس میں خرابیاں ہیں وہ ختم ہوں اور دوبارہ جنم نہ لیں۔

جناب سپیکر! جتنا ان کا اسی ادارے کے اندر چیک رہے گا تو وہ زیادہ بہتر کارکردگی دکھا سکتے ہیں اور ان کو یہ پتا ہوگا کہ جس دن کمیٹی کی میٹنگ ہوئی تو اس میں جو non official member گورنمنٹ نے نامزد کیے ہیں' وہ بھی بیٹھے ہیں تو وہ ہم سے جو بات زیر بحث ہے اس پر

پوچھ گچھ کریں گے۔ اس طرح تو پھر ایسے ہی ہے کہ ایک ہی گھر کو سارا ادارہ دے دیا جائے' وہی ان کا بزرگ بن گیا اور باقی تمام اس کے نیچے کام کریں گے۔ اگر وہ خرابی بھی کر رہا ہے تو کوئی بندہ سوچے گا ہی نہیں کہ وہ اسے پوائنٹ آؤٹ کرے۔

جناب سپیکر! تو میری اس پر یہ reservations تھیں کہ اگر گورنمنٹ اپنی طرف سے non official members نامزد کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ادارے کی کارکردگی جو گورنمنٹ چاہتی ہے کہ بہتر ہو' اس سے زیادہ بہتر ہوگی اور اس میں زیادہ improvement آئے گی۔ اور اس میں عام آدمی کو وہ زیادہ سہولت مہیا کریں گے۔ اسی لیے میری یہ درخواست ہے کہ اس ترمیم کو قبول کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جی' منیس صاحب آپ اس پر بولیں گے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جی۔ جناب سپیکر! اس ترمیم میں جو حکومت کی طرف سے تجویز کیا گیا ہے۔ اس میں ہے کہ:

"Five non official members proposed by the members listed at (a),(b)&(c) and approved by the Government"

جناب سپیکر! جیسا کہ کہتے ہیں کہ اندھا ریوڑیاں بانٹتا ہے تو بار بار اپنوں کو ہی بانٹتا ہے تو یہ ترمیم میں نے معزز وزیر صحت کی خدمت میں اصلاح کے لیے دی ہیں۔ کیونکہ یہ بھی چشمہ لگاتے ہیں اور مستقل چشمہ لگاتے ہیں۔

وزیر صحت، آپ بھی لگاتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں تو صرف پڑھنے کے لیے لگاتا ہوں۔

جناب سپیکر! تو حکومت کے مسودے کے مطابق چیف ایگزیکٹو کو ہی اس کا چیئرمین بنایا ہے اور اس کے ساتھ جو باقی دو ممبرز (b)-Dean/ Principal of Medical Institute concerned. اور (c)-Medical Superintendent of the Hospital concerned. ہیں - یہ ایک تجویز گورنمنٹ کو بھیجیں گے اور پھر گورنمنٹ نے اسے approve کرنا ہے۔ جناب سپیکر! میری اس میں گزارش یہ ہے کہ اگر گورنمنٹ نے ہی approve کرنا ہے تو اس میں چیک اینڈ

بیلنس رکھنا بہت ضروری ہے کہ اگر گورنمنٹ خود ہی اسے approve کرنا چاہتی ہے تو پھر nomination کر دے۔ بجائے اس کے کہ وہ چیف ایگزیکٹو کا اور جو (b)&(c) پر ہیں ان کا مشورہ لیں تو پھر گورنمنٹ directly ان کو nominate کر دے۔

جناب سپیکر! میں اس لیے یہ کہوں گا اور میں آپ کو مثال دیتا ہوں کہ اس میں چیک اینڈ بیلنس رہے گا۔ اس میں آنریبل منسٹر صاحب فرماتے ہیں کہ یہ چیف ایگزیکٹو کو all powerful بنانا چاہتے ہیں اور انھوں نے بنا دیا ہے۔ میں پھر ان کو وہ بات یاد دلانا چاہتا ہوں کہ سابقہ چیف ایگزیکٹو جناح ہسپتال نے ایک پروفیسر کو ٹرانسفر کیا۔ اپنے ہسپتال سے باہر نکالا اور پھر گورنمنٹ نے بڑی کوشش کی کہ وہ ان کو وہیں رہنے دے۔ جناب سپیکر! میرے خیال میں یہ آپ کے علم میں بھی ہو گا اور معزز ہاؤس کے علم میں بھی ہو گا' خاص طور پر وزیر قانون اور وزیر صحت کے علم میں بھی ہو گا کہ اس پروفیسر کو جب تبدیل کیا گیا تو پھر گورنمنٹ نے چاہا کہ وہ آدمی وہیں رہے۔ لیکن اس چیف ایگزیکٹو کو اتنا powerful بنا دیا گیا تھا کہ اس نے اس کو وہاں رکھنے سے انکار کر دیا۔ حتیٰ کہ نوبت یہاں تک آئی کہ اس کو استعفیٰ دینا پڑا اور استعفیٰ دینے کے نتیجے میں پھر وہ لمبی چوڑی ایک داستان ہے جس کو میں یہاں سنا کر معزز ہاؤس میں بدمزگی پیدا کرنا نہیں چاہتا کہ وہ ایک ایسی شخصیت کے بیٹے کے بارے میں ہے کہ پھر گورنمنٹ کو بڑا مجبور ہو کر اور چیف ایگزیکٹو کے آگے گھٹنے ٹیک کر اس پروفیسر کو ایک دوسرے انسٹی ٹیوشن میں کھپانا پڑا اور اس چیف ایگزیکٹو نے حکومت کا کہنا نہ مانا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر اس کو all powerful بنانا ہے تو کم از کم آپ اتنے checks and balances رکھیں کہ جہاں گورنمنٹ اپنی کوئی بات منوانا چاہے تو وہ اپنی بات کو منوا لے۔ پھر ایسے واقعات جیسے سابقہ چیف ایگزیکٹو جناح ہسپتال نے کیا۔ اس کے بعد اس سے مستعفی ہونا پڑا۔ اس سے استعفیٰ واپس لے کر پھر اس کو وہاں سے بھیج دیا گیا۔ یہ سارے اسی چیز کے نتائج ہیں جو کہ ایک غلط لیجسلیشن کے نتیجے میں ہوئے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے آنریبل منسٹر ہیلتھ سے یہ عرض کروں گا کہ اس ترمیم کو لانے میں کوئی حرج نہیں۔ یہ گورنمنٹ کے اپنے مضبوط ہونے کی بات ہے۔ گورنمنٹ خود نامزد کرے۔ چیف ایگزیکٹو اور باقی جو دو صاحبان ہیں' ڈین ہے یا میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ہے وہ چیف ایگزیکٹو کے رحم و کرم پر نہ رہیں۔ جناب سپیکر! میں استدعا کروں گا کہ اس ترمیم کو منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی، راجہ صاحب!

وزیرصحت ، جناب والا! میں مشکور ہوں کہ ہمارے دوست بار بار ہماری اصلاح کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مگر یہ اس بات کو بھول رہے ہیں کہ ہم نے ہسپتالوں کو autonomy دی ہے اور ہسپتالوں میں جن انسٹی ٹیوشنز کو autonomy دی ہے ان میں ہم گورنمنٹ کی involvement کو minimise کر رہے ہیں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ گورنمنٹ directly appoint کرے۔ ہم گورنمنٹ کی involvement کو minimise کر رہے ہیں۔ وہ تو پھر سابقہ روایات ہو جائیں گی۔ پھر تو autonomy لانے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ اگر یہی بات کرنی تھی کہ گورنمنٹ نے وہاں لوگ appoint کرنے تھے تو پھر autonomy کی کیا ضرورت تھی۔ ہم انہی سابقہ روایات کو رہنے دیتے کہ جن میں غریبوں کا کوئی پرسان حال نہیں۔ ان کا کوئی حال پوچھنے والا نہیں۔ پھر تو ان کا وہی حال رہتا۔ پھر انھوں نے میری عینک کی بات کی۔ اس لیے میں آپ کے توسط سے ان کو ایک گزارش کروں گا کہ یہ دور کی عینک لگائیں۔ کیوں کہ دور کی عینک لگانے سے آدمی ناک سے آگے تک دیکھ سکتا ہے۔ صرف پڑھنے کی لگانے سے تو پھر ناک تک ہی دیکھ سکتا ہے۔ اگر دور تک دیکھے تو autonomy کے معادات کو بھی سمجھ سکے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ یہ accountability کی بار بار بات کرتے ہیں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ چیف ایگزیکٹو appoint کرتا ہے۔ چیف ایگزیکٹو تو صرف recommend کرتا ہے۔ وہ اکیلا appoint نہیں کرتا۔ اس میں انسٹی ٹیوشن کا پرنسپل ہوتا ہے۔ ہسپتال کا ایم۔ ایس ہوتا ہے اور چیف ایگزیکٹو ہوتا ہے۔ تینوں نام recommend کرتے ہیں۔ پھر اس میں منظوری گورنمنٹ دیتی ہے۔ میں نے پہلے بھی گزارش کی کہ ہم اس میں گورنمنٹ کی involvement minimise کرتے ہیں۔ یہ چیف ایگزیکٹو کی accountability کی بات کر رہے ہیں۔ تو یہ بات کہیں بھی سابقہ روایات میں نہیں ہے جو ہم نے اس دفعہ autonomy دینے کے بعد accountability کا طریق کار شروع کیا ہے۔ یہ پہلی دفعہ ان کا تین مہینے کے بعد مینجمنٹ آڈٹ ہوگا۔ پہلی دفعہ ان کا تین مہینے کے بعد میڈیکل آڈٹ ہوگا۔ پہلی دفعہ ان کا تین مہینے کے بعد فنانشل آڈٹ ہوگا۔ پھر گورنمنٹ کے محکمہ میں سے لوگ جا کر ان کا آڈٹ نہیں کریں گے بلکہ وہ تھرڈ پارٹی آڈٹ ہوگا۔ تو accountability کا جو طریقہ ہے وہ تو پہلے سے بھی زیادہ سخت کر دیا گیا ہے۔ میری

آپ سے گزارش ہوگی کہ اس economy کو کامیاب بنانے کے لیے، اس سارے آئیڈیا کو تقویت دینے کے لیے جو انھوں نے کلاز 5، سب کلاز (1) پیراڈی میں ترمیم کی تجویز دی ہے اس کو مسترد کیا جائے۔

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔

MR SPEAKER:- The amendment moved and the question is:-

That for para (d) of sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Health, the following be subsituted:-

"(d) Five non-official members shall be appointed by the Government."

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The fourth amendment is from:

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais,
2. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo,
3. Sardar Rafiq Haider Leghari,
4. Pir Shujaat Hasnain Qureshi,
5. Syed Masood Alam Shah;
6. Mr Mansoor Ahmad Khan;
7. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti,
8. Mr Saeed Akbar Khan;
9. Mr Ikram Ullah Khan Niazi,
10. Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi

Would it be moved by Mr Saeed Ahmad Khan Manais or Mr Saeed

Akbar Khan?

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I move the amendment:-

> That in sub clause (3) of Clause 5 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Health, the words "or defect in the constitution of the Management Committee", appearing at the end, be deleted.

MR SPEAKER: The amendment moved is:

> That in sub clause (3) of Clause 5 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Health, the words "or defect in the constitution of the Management Committee", appearing at the end, be deleted.

MINISTER FOR LAW: I Oppose it.

جناب سپیکر، جی' لاءمنسٹر صاحب اسے oppose کرتے ہیں۔ پھر منیس صاحب! آپ اس کے اوپر بات کریں گے؟

جناب سعید احمد خان منیس: جی' میں بات کروں گا۔

جناب سپیکر، جی' فرمائیے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اس ترمیم کو لانے کا ہمارا بنیادی مقصد ہے کہ گورنمنٹ نے جو نمبر(3) پر propose کیا ہے اس میں انھوں نے کہا ہے کہ

> "No act or proceeding of the Management Committee shall be invalid merely on the ground of the existence of any vacancy or defect in the constitution of the Management Committee".

ہم یہ بات کہنا چاہ رہے ہیں کہ یہ جو defect in the constitution of the Management Committee ہے اس کو delete کر دیا جائے۔ آپ خود اس بات کا اندازہ لگائیں

کہ یہ sentence غیر ضروری طور پر لایا جا رہا ہے۔ اب بنیادی طور پر جب ایک آدمی ممبر بننے کے لیے qualify نہیں کرتا اور وہ اسے اس کمیٹی میں شامل کر دیتے ہیں تو یہ چاہ رہے ہیں کہ جتنے غلط Acts انھوں نے کیے ہوں تو وہ بھی invalid declare نہ ہوں۔ اگر سپیکر بننے کے لیے یا چیف منسٹر بننے کے لیے بنیادی قابلیت ایم۔ پی۔ اے ہے تو جب تک وہ ایم۔ پی۔ اے qualify نہیں کرے گا تو تب تک وہ نہ ہی سپیکر بن سکتا ہے' نہ ہی وہ چیف منسٹر بن سکتا ہے اور نہ ہی وہ منسٹر بن سکتا ہے---

جناب سپیکر، نہ ہی وہ اپوزیشن لیڈر بن سکتا ہے۔ (قہقہے)

جناب سعید احمد خان منیس، جی' نہ ہی وہ اپوزیشن لیڈر بن سکتا ہے۔ آپ نے بجا فرمایا۔

"No Act or proceeding of the Management Committee shall be invalid merely on the ground of the existence of any vacancy".

یہاں تک تو بات ٹھیک ہے۔ لیکن آگے ہے کہ،

or defect in the constitution of the Management Committee

اب جب اس میں constitution ہی صحیح نہیں ہو گی تو پھر اس کے Acts کو صحیح قرار دینا میں سمجھتا ہوں کہ یہ تو انصاف کے منافی کام ہو گا۔ اس لیے ہم یہ ترمیم لا رہے ہیں۔ میں آنریبل لاءمنسٹر اور آنریبل منسٹر ہیلتھ دونوں سے گزارش کروں گا کہ آپ ایک ایسی چیز کو قانونی شکل دے رہے ہیں جو کہ انصاف کے تقاضے پورے نہیں کرتی۔ اگر منسٹر ہیلتھ کی بریفنگ صرف سیکرٹری ہیلتھ نے کر دی ہے اور ان کے باقی سٹاف نے کر دی ہے اور انھوں نے اپنا mind apply نہیں کیا تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ اگر ہم ایک صحیح بات point out کر رہے ہیں تو اس کو مان لیں اور اگر آنریبل لاءمنسٹر صاحب اپنے باقی کاموں کی دیکھ بھال کی وجہ سے خود اس بات کو نہیں دیکھ سکے اور ان کے ایڈیشنل سیکرٹری ان کو نہیں بتا سکے کیونکہ زیادہ کام ایڈیشنل سیکرٹری کرتے ہیں' لاء میں سیکرٹری بہت کم کام کرتے ہیں' تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایک غلط کام ان سے ہو گیا ہے اور ہم صحیح بات point out کر رہے ہیں تو اس کو accept کرنے میں کوئی حرج نہیں ۔ اور جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ جمہوریت کے عین مطابق ہو گا۔ جمہوری طریقہ بھی یہی ہے کہ اگر آپ نے ایک غلط کام کر ہی لیا ہے اور ہم آپ کو بتا رہے ہیں کہ آپ نے غلط کام کیا ہے کہ جو بندہ

constitution of the Committee میں qualify نہیں کرتا تو آپ اس کے Acts کو کس طریقہ سے صحیح کرنا چاہتے ہیں؟ میں آپ سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ آپ بھی اس بات کے لیے اپنے ذہن پر زور دیں کہ اگر ایک بندہ اس کمیٹی کے لیے qualify کرتا ہی نہیں ہے اور وہ اس کی constitution میں شامل ہو جائے اور اس نے جو Acts کیے ہیں چاہے وہ کوئی بڑا defect ہو تو اس کے Acts بڑے صحیح ہوں گے ۔ جناب والا! آخر ہم لوگ یہاں بیٹھے ہیں اور ہم قانون سازی کر رہے ہیں ہمارے دوسرے معزز اراکین بیٹھے ہیں اور وزیر قانون صاحب بہت ہی معزز ہیں یہ لاء گریجوایٹ ہیں اور ان کے ساتھ ہمارے محترم بھائی چودھری محمد اقبال صاحب بیٹھے ہیں وہ بھی لاء گریجوایٹ ہیں اور I don't know whether Minister for Health is graduate or not but I am not. لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آپ خود دیکھیں کہ کل کو دنیا کیا کہے گی، لوگ کیا کہیں گے ۔ ہماری قانون سازی کے بارے میں کل جب اخبارات میں پڑھیں گے اور دیکھیں گے تو وہ کیا کہیں گے کہ انھوں نے کیا یہی mind apply کیا تھا اور یہ لوگ صرف الاؤنسز لینے کی خاطر وہاں جا کر بیٹھ جاتے ہیں اور جہاں گورنمنٹ اشارہ کرتی ہے وہاں ہاتھ کھڑا کر دیتے ہیں ، گورنمنٹ اشارہ کرتی ہے تو ہاں کہہ دیتے ہیں اور اگر گورنمنٹ اشارہ کرتی ہے تو نہ کہہ دیتے ہیں؟ جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ اگر کسی صحیح بات کو ہم نے point out کر دیا ہے تو اس کو فراخدلی کے ساتھ accept کرنا چاہیے اور میں آپ سے استدعا کروں گا کہ ہماری یہ امنڈمنٹ بہت ہی valid ہے اور اس کو accept کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

وزیر صحت: جناب والا! میں مشکور ہوں کہ فاضل لیڈر آف دی اپوزیشن بار بار ہماری اصلاح کیے جا رہے ہیں اور آج تو انھوں نے کمال کی اصلاح کی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ آپ کا ایم۔پی۔اے ہونا ضروری ہے کہ آپ سپیکر بن سکیں اور پھر آپ کے لیے ایم۔پی۔اے ہونا ضروری ہے کہ آپ چیف منسٹر بن سکیں۔ آپ کے لیے ایم۔پی۔اے ہونا ضروری ہے کہ آپ منسٹر بن سکیں اور آپ کو انھوں نے کہا کہ آپ کے لیے ایم۔پی۔اے ہونا ضروری ہے کہ آپ سپیکر بن سکیں۔ لیکن جناب والا! ان کے لیے ضروری نہیں ہے ۔ پچھلے دور میں ماشاء اللہ یہ elected بھی نہیں تھے اور یہ سینئر منسٹر کی

پوسٹ enjoy کر رہے ہے ----

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! اگر کر رہے ہیں تو ان کو پتا نہیں ہے کہ آپ کی حکومت میں کتنے unelected لوگ listed ہیں ' کتنے pay rolls پر ہیں' آپ کو تو یہ بھی نہیں پتا کہ کتنے unelected لوگ جو لاہور سے تعلق رکھتے ہیں یا لاہور کے باہر سے تعلق رکھتے ہیں گو کہ میں ان کا نام نہیں لینا چاہتا اگر آپ یہی بات کہنا چاہتے ہیں میں جو بات کہہ رہا ہوں-----

جناب سپیکر، نہیں۔ وہ ہاؤس اور ایم۔پی۔اے کے حوالے سے بات ہو رہی تھی -- وہ ایم۔پی۔اے کے حوالے سے بات کر رہے تھے۔ آپ نے جو مثال دی تھی وہ اس حوالے سے بات کر رہے تھے --

جناب سعید احمد خان منیس، لیکن ان کی یہ بات بھی تو غلط تھی میں تو اس وقت ایک سپیشل اسسٹنٹ تھا اور بہت سے unelected لوگ سپیشل اسسٹنٹ ہیں اور وہ ایسے ہیں کہ جن کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں کم از کم میرا سیاست سے تو تعلق ہے۔

جناب سپیکر، ہاں۔ آپ کم از کم پہلے تو ایم۔پی۔اے رہے ہیں -

وزیرصحت، جناب والا! میرے فاضل لیڈر آف دی اپوزیشن ویسے ہی offend ہو گئے ہیں ' یہ تو ویسے ہی باتوں میں سے بات نکلی تھی اور میں نے بھی light سی بات کر دی وہ تو شام سے باتیں کیے جا رہے ہیں وہ تو ویسے ہی offend ہو گئے ان کا بیول تو ماشاء اللہ سینئر منسٹر کا تھا ' نام سپیشل اسسٹنٹ کا تھا' میں نے تو ویسے ہی light سی بات کی تھی اور یہ محسوس کر گئے ۔ اگر ان کی دل آزاری ہوئی ہے تو میں معذرت خواہ ہوں یہ تو ویسے ہی محسوس کر گئے ۔ یہاں پر ممبرز کی qualification کی بات ہوئی I am sure کہ آج تک ہم نے جو چیف ایگزیکٹو appoint کیے ہیں ان کی qualification کے حوالے سے It cannot be questioned. They were all qualified for their job. جو آفیشل ممبرز ہیں ان میں سے M.Sc qualified ہیں ' ان میں Principal of the Institution is also qualified to. تو Non-Officials میں سے یا پرائیویٹ سیکٹر سے جو لوگ ہوتے ہیں کیا پتا کہ ان کے لیے کون سی qualification کی بات کر رہے ہیں۔ وہ ایسے

لوگ ہوتے ہیں جن کی سوسائٹی میں عزت ہوتی ہے اور جو ساروں کے لیے acceptable ہوتے ہیں تو I am sure that they are qualified too. تو جناب Statutory provision of the law is to help the Insitutute to run smoothly. اگر پوسٹ vacant ہو جائے تو It cannot run smoothly. تو میری آپ سے گزارش ہو گی کہ کلاز۔ 5 سب کلاز 3 میں جو انھوں نے امنڈمنٹ کی ہے وہ کسی حوالے سے بھی اس انسٹی ٹیوٹ کو strengthen کرنے کی بات نہیں ہے تو اس کو مسترد کیا جائے۔

MR SPEAKER: Thank you. The amendment moved and the question is .

> "That in sub-clause (3) of Clause-5 of the Bill, as recommended by Standing Committee on the Health, the words "or defects in the constitution of the Management Committee" appearing at the end, be deleted. "

(The motion was lost).

MR SPEAKER: The next amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmed Khan Wattoo, Sardar Rafiq Haider Khan Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan, Maulana Manzoor Ahmad Chinioti, Mr Saeed Akbar Khan, Mr Ikramullah Khan Niazi and Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi.

Who will move the amendment?

MR SAEED AKBAR KHAN: Sir, I move the amendment:-

> That after sub-clause (3) of Clause-5 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Health, the following new sub-clause (4) be added :-
>
> "(4) There shall be an Executive Committee, comprising of the

following members:-

1.	Chief Executive	Chairman
2.	Dean/Principal of Medical Insitutution concerned.	Member
3.	Medical Superintendent	Member
4.	Director Finance	Member

The Committee shall be responsible to run day to day business"

MR SPEAKER: The amendment moved is.-

"That after sub-clause (3) of Clause-5 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Health, the following new sub-clause (4) be added :-

"(4) There shall be an Executive Committee, comprising of the following members:-

1.	Chief Executive	Chairman
2.	Dean/Principal of Medical Insitutution concerned.	Member
3.	Medical Superintendent	Member
4.	Director Finance	Member

The Committee shall be responsible to run day to day business."

MINISTER FOR LAW: I oppose it, Sir.

جناب سپیکر: اب سب سے پہلے سعید اکبر خان صاحب اپنا اظہار خیال فرمائیں گے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اس صوبے میں پہلے بھی اس طرح کے ادارے ہیں اور ان

کے بورڈ آف گورنرز بھی مقرر کیے ہوتے ہیں سال میں ایک دفعہ یا دو دفعہ اس بورڈ آف گورنرز کی میٹنگز ہوتی ہیں ۔ ہم نے اس امنڈمنٹ کو پیش کرنے کی ضرورت اس لیے محسوس کی کہ جب اس انسٹی ٹیوشن کو اعانوی ملے گی تو ایک ایسی ایگزیکٹو کمیٹی وہاں تشکیل دے دی جائے جو اس کے مسائل functions میں وہ assist کرتی رہے کیونکہ جو پہلی کمیٹی ہے اس میں کافی non-official members ہوں گے ' اس میں دوسرے ممبر ہوں گے اور non-official members کی اپنی بھی مصروفیات ہوں گی تو شاید وہ اس طرح regular meet نہ کر سکیں اور انسٹی ٹیوشن کے مسائل میں یا اس کے فنکشن میں کوئی رکاوٹ آئے اور اس کو بہتر چلانے کے لیے وہ کوشش بھی کریں تو شاید وہ regularly meet نہ کر سکیں تو اس انسٹی ٹیوشن کی کارکردگی کو بہتر طریقے چلانے کے لیے ہم نے یہ تجویز کیا ہے کہ وہاں ایک ایگزیکٹو کمیٹی بنا دی جائے جو ان آدمیوں پر مشتمل ہو اور ان کے day to day problems اور functions کو دور کرنے کے لیے اور ان کو بہتر کرنے کے لیے اور ان کو improve کرنے کے لیے اور انسٹی ٹیوشن کی کارکردگی کو بہتر کرنے کے لیے ان کی day to day meetings ہو سکتی ہیں اور ان کو کوئی problems نہیں ہوتیں کیونکہ وہ اسی انسٹی ٹیوشن میں یہ تمام لوگ کام کر رہے ہوتے ہیں اور ان کو اگر کوئی problem ہے یا کوئی ایسا ایشو ہے جس پر فوری decision لینا ہے تو یہ کمیٹی کی وہاں بیٹھ کر میٹنگ کریں اور problems کو بہتر انداز میں مشورہ کر کے حل کر سکیں چہ جائیکہ وہ جو larger scale پر کمیٹی ہے اس کو کال کریں اور اگر اس کا کئی دفعہ کورم پورا نہ ہو سکے اور کئی اس کے ممبران اپنے کسی ذاتی کام میں مصروف ہوں اور وہ مسئلہ جو فوری حل کرنے والا ہے وہ فوری حل نہ ہو سکے اور اس کی وجہ سے اس انسٹی ٹیوشن کو کوئی نقصان ہو۔ اس طرح کی اعانوی کسی اور انسٹی ٹیوشن کو ملی ہوئی ہے اور اس میں ایگزیکٹو کمیٹی بنائی ہوئی ہیں تاکہ وہ day to day اپنے problems کو اور اپنے کام کو دیکھیں اور وہ فیصلہ کریں اور اس کی کارکردگی کو بہتر کریں' اسی لیے ہم نے یہ ایک امنڈمنٹ پیش کی ہے کہ جس انسٹی ٹیوشن کو آپ اعانوی دے رہے ہیں اس کے functions کو بہتر کرنے کے لیے وہ روز meet کر سکتی ہے کئی دفعہ ایسے انسٹی ٹیوشن میں ایسے ایسے مسائل آ جاتے ہیں جن کا ایک گھنٹے میں کوئی decision لینا ہوتا ہے تو اس بارے میں decision لینے کے لیے یہ ایگزیکٹو بہتر ہوگی ۔ اور جیسا کہ ہم نے پہلی گزارش کی ہے کہ اگر

ایک ایک آدمی جو چیف ایگزیکٹو ہے کو اس decision کی power ہوگی تو اس میں اور قباحت ہوگی تو اس کے لیے اگر اس طرح کی کمیٹی ہوگی تو اس میں زیادہ آدمیوں کی مشاورت ہوگی مزید اس وقت جو بھی problem ہوگا تو شاید اس انسٹی ٹیوشن کے لیے وہ بہتر ہو ۔ اسی لیے ہم نے یہ امنڈمنٹ پیش کی ہے اور جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس کو منظور فرمایا جائے ۔ شکریہ ۔

جناب سپیکر، جی' راجہ صاحب۔

وزیر صحت: جناب والا! اس کی کلاز ۔ 8 میں ہم نے پہلے ہی رکھ دیا ہوا ہے کہ،

The Management Committee may constitute such committees as it may deem necessary for giving effect to the provisions of this Act.

یہ تو پہلے ہی Institution Management Committee کو اختیار ہے کہ وہ جتنی مرضی اس قسم کی کمیٹیز بنائیں ۔ تو جناب والا! یہ کلاز 8 میں بھی ہے اس لیے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے اس امنڈمنٹ کو مسترد کیا جائے۔

Mr SPEAKER: Thank you. The amendment moved and the question is:

"That after sub-clause(3) of clause(5) of the Bill, as recommended by Standing Committee on Health, the following new sub-clause -4 be added .-

"(4) There shall be an Executive Committee, comprising of the following members:-

1. Chief Executive	Chairman
2. Dean/Principal of Medical Insitutution concerned.	Member
3. Medical Superintendent	Member
4 Director Finance	Member

The Committee shall be responsible to run day to day business."

(The motion was lost).

MR SPEAKER: The question is:-

"That Clause-5 of the Bill do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

CLAUSE - 6

MR SPEAKER: Now, we take up clause-6. The clause-6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That clause-6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried).

جناب سپیکر، اب اجلاس کل صبح ساڑھے نو بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس)

منگل' 17۔ نومبر 1998ء

(سہ شنبہ' 27۔ رجب المرجب 1419ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 10 بجے زیر صدارت جناب سپیکر چودھری پرویز الٰہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ①

سورۃ بنی اسرائیل آیت 1

وہ (ذات) پاک ہے جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد الحرام (یعنی خانہ کعبہ) سے مسجد اقصٰے (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم اُسے اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھائیں بے شک وہ سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے ٥

وما علینا الا البلاغ٥

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ امور ملازمت و انتظام عمومی)

جناب سپیکر، وقفۂ سوالات شروع ہوتا ہے۔ پہلا سوال رانا ثناء اللہ خان صاحب کا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، سوال نمبر 252۔

پولیس ملازمین کے خلاف انٹی کرپشن مقدمات کی تفصیل

*252۔رانا ثناء اللہ خان، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) محکمہ پولیس کے سب انسپکٹر اور اس سے اوپر رینک کے کتنے افسران کے خلاف عرصہ سال 1992ء تا ماہ اپریل1997ء کے دوران انکوائری کے بعد محکمہ انٹی کرپشن میں مقدمات درج ہوئے۔

(ب) جن افسران کے خلاف مقدمات درج ہوئے ان کے خلاف کیا محکمانہ کارروائی کی گئی اور اگر نہیں تو وجہ کیا ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) جنوری 1992ء سے لے کر اپریل 1997ء تک انکوائری مکمل کرنے کے بعد محکمہ پولیس کے سب انسپکٹر اور اس سے اوپر رینک کے افسران کے خلاف912 مقدمات درج رجسٹر ہوئے۔

(ب) جیسا کہ حصہ (الف) کے جواب میں مذکور ہے۔ اب تک انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ نے 912 افسران کے خلاف مقدمات درج کیے جن میں سے 134 افسران کے خلاف محکمانہ کارروائی کی سفارش کی گئی۔اس سلسلے میں ہر درج شدہ کیس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال بھی رانا ثناء اللہ خان صاحب کا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، سوال نمبر 254۔

محکمہ انٹی کرپشن کی کارکردگی کی تفصیل

*254۔رانا ثناء اللہ خان، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) محکمہ انٹی کرپشن فیصل آباد ریجن میں گزشتہ پانچ سال جنوری1992ء سے آج تک کل کتنی انکوائریاں ہوئیں۔ تاریخ حکم انکوائری مع تاریخ جس پر انکوائری مکمل ہوئی۔ انکوائری آفیسر

کا نام مع حتمی نتیجہ مکمل تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) محکمہ انٹی کرپشن فیصل آباد ریجن نے جنوری 1992ء تا جنوری 1997ء کرپشن کی اطلاع پر کل کتنے ریڈ کیے۔ کتنے کامیاب اور کتنے ناکام ہوئے۔ ملزم کے کوائف مع متعلقہ سرکاری محکمہ کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے۔

(ج) محکمہ انٹی کرپشن فیصل آباد ریجن نے جنوری 1992ء سے جنوری 1997ء تک کتنی انکوائریوں میں محکمانہ کارروائی برخلاف ملزم کی سفارش کی اور پھر اس سفارش پر متعلقہ محکمے نے کیا کارروئی کی اور کتنے کیسوں میں جوڈیشل ایکشن کی سفارش کی' کتنے کیسوں میں جوڈیشل ایکشن کی متعلقہ اتھارٹی سے اجازت ملی اور کتنے میں refuse ہوئی۔ ہر کیس کی علیحدہ علیحدہ تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) محکمہ انٹی کرپشن فیصل آباد ریجن میں گزشتہ پانچ سال از جنوری 1992ء تا جنوری 1997ء کل 5447 انکوائریاں ہوئیں۔ سال وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ انٹی کرپشن فیصل آباد ریجن نے جنوری 1992ء تا جنوری 1997ء پیشگی اطلاع پر کل 294 ریڈ کیے۔ 281 ریڈ کامیاب ہوئے اور 13 ریڈ ناکام ہوئے۔ ملزمان کے کوائف اور محکمہ جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) انٹی کرپشن رولز 1985ء کے مطابق انکوائری مکمل کرنے کے بعد اس پر دو ایکشن ہو سکتے ہیں،

1۔ انکوائری مکمل کرنے کے بعد اگر الزمات ثابت ہو جائیں تو پرچہ درج کر دیا جاتا ہے۔

2۔ اگر الزمات ثابت نہ ہوں تو ان کو داخل دفتر کر دیا جاتا ہے۔

تاہم انکوائری مکمل کرنے کے بعد اگر معمولی محکمانہ نوعیت کے الزامات لگائے گئے ہوں تو ان کو محکمے کی مجاز اتھارٹی کے نوٹس میں لایا جاتا ہے' تاہم ایسی درخواستوں کو ان کے محکموں کو اپنی سطح پر مناسب کارروائی کے لیے ارسال کر دیا جاتا ہے۔ بہر کیف ایسی سفارشات پر عمل درآمد محکمے کی اپنی صوابدید پر ہے۔ اس عرصے میں ان درخواستوں کی

تعداد 1059 ہے۔ جنوری 1992ء تا جنوری 1997ء کے دوران 830 مقدمات میں جوڈیشل ایکشن کیٹیگرائز کی اور ان میں سے 42 مقدمات میں متعلقہ کمشنر صاحب نے سینکشن refuse کر دی۔اس طرح 788 مقدمات میں جوڈیشل ایکشن کی منظوری ملی۔ جملہ مقدمات 830 کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! اس میں' میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ دو سوالات 252 اور 254 گزشتہ اجلاس سے پہلے سے چلے آ رہے ہیں۔ ان کے یہ جوابات جو اس وقت طبع ہوئے ہیں یہ سابقہ جواب ہی ہیں۔ لیکن ان میں جو updated position ہے اس کی کاپی میں نے معزز رکن کو بھی فراہم کر دی ہے ۔ لیکن ان دونوں سوالات کے سلسلے میں میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جو محکمے کی طرف سے ان کے جوابات آئے ہیں وہ بڑی تفصیل کے ساتھ جواب دیے گئے ہیں اور یہ ساری فائلیں صرف ان دو سوالات سے متعلقہ ہیں۔ لیکن اس کے باوجود محرک جو انفرمیشن حاصل کرنا چاہتے تھے وہ یہ ہے کہ محکمہ انٹی کرپشن ابتدائی کارروائی یا تفتیش کے بعد جو کسی محکمے سے متعلق ہوتی ہے ایکشن لینے کے لیے اس محکمے کو لکھتی ہے کہ فلاں افسر کے خلاف یہ جرم ثابت ہو چکا ہے اس کے خلاف کارروائی کی جائے۔ اس بارے میں محرک نے پوچھا تھا کہ کیا کارروائی ہوئی ہے یا کیا نتیجہ نکلا ہے؟ وہ سینکڑوں کی تعداد میں ایسے کیسز ہیں ۔ اس کا ہمارے پاس کوئی ریکارڈ اس وقت موجود نہیں اور نہ ہی محکمہ انٹی کرپشن میں ایسا میکنزم موجود ہے کہ ہم اس کا follow up کرتے ہوں یا اس کا جواب ہمارے پاس آتا ہو ۔ معزز رکن کی خدمت میں محکمہ انٹی کرپشن نے بھی عرض کیا ہے اور میں نے بھی عرض کیا ہے کہ اس کا ہمارے پاس ریکارڈ موجود نہیں ہے اور اگر ہم اس وقت ریکارڈ اکٹھا کرنا شروع کریں تو سینکڑوں کی تعداد میں مقدمات ہیں جن کا ریکارڈ ہمیں اکٹھا کرنا پڑے گا۔ اس کے لیے میں نے معزز رکن کی خدمت میں عرض کیا ہے اور محکمے کو میں نے کہا ہے کہ ہم ایڈیشنل چیف سیکرٹری کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنا رہے ہیں جو یہ mechanism devise کرے گی کہ جو مقدمات کے فیصلے محکمہ جات کو بھیج دیے جاتے ہیں ان پر کیا ایکشن لیا جاتا ہے ۔ ان کے follow up کے لیے کیا طریق کار وضع کیا جائے ۔ اس سلسلے میں' میں معزز رکن کی خدمت میں بھی یہ عرض کروں گا کہ اگر وہ چاہیں گے تو وہ ان کو بھی associate کر لیں گے۔

جناب سپیکر، ویسے یہ بڑی کارآمد چیز ہے ۔ اکثر یہ ہوتا ہے کہ کیس محکموں کو بھیج دیا جاتا ہے کہ محکمانہ کارروائی کی جائے لیکن بعد میں ان پر کوئی ایکشن نہیں ہوتا ۔ رانا صاحب اس پہ آپ کیا فرماتے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! ان سوالات کے جوابات میں محکمے نے جو تفصیلات پیش کی ہیں اس سے یہ معلوم ہوا ہے کہ 912 مقدمات پر جوڈیشل انکوائری کر کے مختلف محکموں کو کارروائی کے لیے بھیجے ہیں ۔ ان 912 مقدمات میں سے صرف 5 مقدمات میں ملزموں کو سزا ہوئی ۔ یعنی 1992ء سے لے کر 1998ء تک جب کہ معاشرہ کرپشن کے ہاتھوں یرغمال بنا ہوا ہے اور کسی کرپٹ آدمی کو سزا دینے کی شرح ایک سال میں ایک ہے ۔ یہ جو اتنی ناقص کارکردگی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جیسے میرے بھائی نے فرمایا ہے کہ اس کے بارے میں کوئی mechanism موجود ہی نہیں۔ کوئی پوچھنے والا ہی نہیں کہ یہ مقدمہ درج ہوا' کسی آدمی نے کرپشن کی ہے اور وہ ثابت ہو گئی ہے۔ primafacie انکوائری میں اس کے خلاف ثبوت آ گیا ہے ۔ اس کے خلاف کوئی محکمانہ کارروائی ہو یا عدالت میں کیس جائے تو اس کو follow up کرے ۔ اگر اس قسم کا mechanism بنانے کے لیے کوئی کمیٹی تشکیل دیتے ہیں تو اچھی بات ہے اور میرا بھی مقصد یہی تھا کہ اس خلا کی اور اس خلا کی نشان دہی ہو اور اس کے بارے میں حکومت کوئی صحیح طریق کار اختیار کرے تاکہ اس طریقے سے جو ہو رہا ہے کہ ایک سال میں صرف ایک آدمی کو سزا ہو رہی ہے پچھلے پانچ چھ سال سے یہ معمول ہے۔ اس میں جہاں تک انھوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس میں associate ہوں تو میں ان کے لیے تیار ہوں لیکن کمیٹی کو اس بارے میں باقاعدہ ریفرنس جانا چاہیے اور اس کی مدت کا تعین ہونا چاہیے۔ چونکہ اس قسم کی کمیٹیاں سالہا سال چلتی رہتی ہیں اور ان کا کوئی نتیجہ سامنے نہیں آتا۔ اس کے لیے کوئی specific period ہو اور اور اس میں ایک specific reference ہو ۔ اگر وہ کمیٹی اس نتیجے پر پہنچے کہ ہمارے متعلقہ انٹی کرپشن قوانین میں کوئی flaw ہے ۔ تو اس کے مطابق کارروائی کرے ۔ اصل flaw ہمارے ان قوانین میں ہے اور اس سلسلے میں قانون سازی ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر، ہو سکتا ہے کہ اس میں کئی چیزیں ایسی سامنے آ جائیں کہ جو کمی قانون میں ہے ہمیں کی ضرورت پڑ جائے کہ کوئی نیا قانون وضع کریں جس سے یہ loopholes ختم ہو سکیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! مناسب یہ ہوگا کہ معزز رکن کو بھی اس کمیٹی میں رکھتے ہیں ۔ میں خود اس کمیٹی میں شامل ہو جاتا ہوں ' ایڈیشنل چیف سیکرٹری ہوں گے ' سیکرٹری قانون ہوں گے ۔ ہم چار پانچ ہوں گے ۔

جناب سپیکر، تو پھر یہ دونوں سوالات dispose of ہوئے ۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ایس اے حمید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! میں نے ایک سوال دیا تھا اور پچھلے اجلاس میں اس کا جواب بھی آیا تھا کہ ڈی ایس پی لیول کے 425 افسران میں سے 285 کے خلاف محکمانہ کارروائی ہو رہی تھی اور تقریباً 72/80 فی صد ڈی ایس پی لیول کے لوگوں کے خلاف محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے یا مقدمات قائم ہو چکے تھے۔ جناب سپیکر! آپ نے جو کچھ ابھی فرمایا یہ بہت ضروری ہے۔ خاص طور پر ہمارے E&D رولز بہت ہی soft قسم کے ہیں' ان میں کسی ملازم کو سزا دینے کا طریق کار بہت لمبا ہے اور اس طویل طریق کار کی وجہ سے ان کو کوئی سزا نہیں ہو پاتی۔ تو میں چاہوں گا کہ ایک کمیٹی بنے اور اس کے دائرۂ کار میں E&D رولز کو بھی رکھا جائے' کیونکہ جب تک accountability کا عمل شروع نہیں ہوتا' آپ اچھی governance نہیں لا سکتے۔

جناب سپیکر: ایس۔ اے۔ حمید صاحب! آپ کی بات ٹھیک ہے۔ راجا صاحب! آپ اس حوالے سے بھی دیکھ لیجیے۔ اب اگلے سوال پر چلتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں آپ اور معزز ممبران کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سبھی لوگ' ممبران اسمبلی' سیاست دان' تمام معاشرہ اسی بات پر پریشان ہے کہ کرپشن کسی طور سے ختم نہیں ہو رہی۔ اس کتابچے میں 912 مقدمات ہیں۔ یہ سب لوگ جو آج سے پانچ سال پہلے سب انسپکٹر یا انسپکٹر تھے سبھی کے سبھی آج کل ڈی ایس پی یا ایس پی رینک پر فائز ہیں۔ آپ کسی کا بھی نام لیں وہ اس کتابچے میں سے نکل آئے گا۔

جناب سپیکر: آپ کی بات ٹھیک ہے۔ اگلا سوال چودھری زاہد محمود گورایہ صاحب کا ہے' وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال بھی چودھری زاہد محمو دگورایہ صاحب کا ہے۔ اس سے اگلا سوال میاں عبدالستار

صاحب کا ہے' وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ اس کے بعد میاں انتصارحسین بھٹی صاحب کا سوال ہے' تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید غاور علی شاہ صاحب کا ہے' موجود نہیں ہیں' اگلا سوال بھی ڈاکٹر سید غاور علی شاہ صاحب کا ہے۔ آگے چودھری زاہد نذیر صاحب کا سوال ہے' تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال بھی چودھری زاہد نذیر صاحب کا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: چودھری زاہد نذیر کے ایماء پر سوال نمبر 1755 دریافت کیا۔

سپرنٹنڈنگ انجینئر کے خلاف انکوائری

*1755۔چودھری زاہد نذیر، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسٹر محمد سلیم چیمہ سپرنٹنڈنگ انجینئر لوئر چناب کینال (ویسٹ) سرکل کے خلاف سنگین الزامات کی چھان بین کی انکوائری ایڈیشنل ڈائرکٹر انسداد رشوت ستانی فیصل آباد کے پاس زیر کارروائی ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو یہ انکوائری کس تاریخ سے زیر کارروائی ہے' اب یہ انکوائری کس مرحلہ میں ہے اور کب تک مکمل ہو جائے گی؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ محمد سلیم چیمہ سپرنٹنڈنگ انجینئر لوئر چناب کینال (ویسٹ) سرکل کے خلاف سنگین الزامات کے تحت ایڈیشنل ڈائرکٹر انسداد رشوت ستانی فیصل آباد میں دو مختلف شکایات کی انکوائیریز چل رہی ہیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1۔ مسٹر اعجاز احمد فاروقی درخواست دہندہ کی درخواست پر مذکورہ آفیسر کے خلاف انکوائری نمبر E-506/98 بذریعہ محمد اسلم خان نیازی اسسٹنٹ ڈائرکٹر (تفتیش) آفس ایڈیشنل ڈائرکٹر انسداد رشوت ستانی فیصل آباد ہو رہی ہے۔

شکایت کنندہ نے مذکورہ آفیسر کے خلاف جو الزامات عائد کئے ہیں ان سے متعلق مختصر تفصیل حسب ذیل ہے۔

(i) سرکاری کوٹھی و کوارٹرز پرائیویٹ اشخاص کو کرائے پر اٹھانا اور یہ رقم سرکاری خزانے میں جمع کروانے کی بجائے خود ہضم کرنا۔

(ii) ناجائز ذرائع سے کوٹھی تعمیر کرنا۔

(iii) بندی حسن راجباہ کی کھدائی وغیرہ کے سلسلے میں کھدائی کا کام شروع ہونے سے پہلے پانچ لاکھ روپے رشوت لے کر پچاس لاکھ روپے ٹھیکے دار کو ادائیگی۔

2۔ محمد عابد عمران درخواست دہندہ کی درخواست پر مذکورہ آفیسر ہی کے خلاف انکوائری نمبر E-27/98 بذریعہ حاجی ریاض طارق اسسٹنٹ ڈائرکٹر (تفتیش) آفس ایڈیشنل ڈائرکٹر انسداد رشوت ستانی فیصل آباد ہو رہی ہے۔

شکایت کنندہ نے مذکورہ افسر کے خلاف نہر بھوآنہ کی برجی نمبر 33/34 کے نزدیک نہر کے بائیں جانب ایک فرضی ناکہ ظاہر کر کے 15% کمیشن حاصل کر کے فنڈز جاری کر دیے اور متعلقہ XEN اور SDO سے فرضی بل بنا کر ٹھیکے دار کو ادائیگی کر دی اور سرکاری خزانے کو نقصان پہنچایا۔

اس کے علاوہ مقدمہ نمبر 90/98 مورخہ 2-6-98 جرم 161/162 ت۔پ PCA5(2)47 تھانہ ACE فیصل آباد ریجن میں مذکورہ آفیسر کے خلاف درج رجسٹر ہوا ہے۔

یہ مقدمہ بذریعہ ریڈ درج ہوا جس کے دوران مبلغ سات ہزار روپے کی رقم نائب قاصد سے برآمد ہوئی جو کہ اس نے S.E مذکورہ کے نام پر ٹھیکے دار سے وصول کی تھی۔

(ب) 1۔ مذکورہ بالا انکوائری نمبر 1 مورخہ 17-6-98 کو تفتیشی آفیسر کو تفویض ہوئی ہے۔ بیانات فریقین قریباً تحریر کئے جا چکے ہیں۔ کچھ ریکارڈ ابھی تک دست یاب نہیں ہو سکا ہے۔ آئندہ قریباً 15 یوم میں ٹیکنیکل رپورٹ (بعد از ملاحظہ موقعہ) مرتب کر کے تکمیل انکوائری ہو جائے گی۔

2۔ مذکورہ بالا انکوائری نمبر 2 مورخہ 2-7-98 کو تفتیشی آفیسر کو تفویض ہوئی ہے۔ محکمہ سے ریکارڈ طلب کیا گیا ہے اور کچھ دست یاب نہ ہوا ہے۔ آئندہ قریباً ایک ماہ میں انکوائری مکمل ہونے کی توقع ہے۔

مزید یہ کہ مقدمہ نمبر 90/98 میں مذکورہ آفیسر نے حاضر ہو کر اپنا بیان قلم بند کروا دیا ہے اور مزید تفتیش مقدمہ جاری ہے۔ آئندہ ایک ماہ میں فائنل رپورٹ مرتب ہونے کی توقع ہے۔

جناب سپیکر! جو جواب میں نے ابھی پڑھا ہے یہ اس وقت کا ہے جب یہ جواب دیا گیا تھا اب latest position یہ ہے کہ انکوائری مکمل ہو چکی ہے' ملزم مذکورہ guilty پایا گیا اور اس کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ مذکورہ ملزم جس کا ذکر وزیر قانون نے فرمایا ہے' ان کے خلاف اب تک کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! انکوائری رپورٹ آ چکی ہے اور اس رپورٹ کی روشنی میں ان کے خلاف پرچہ درج کیا جا رہا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ جب ایک ملزم کے خلاف مقدمہ درج ہوتا ہے' اس کے خلاف انکوائری ہوتی ہے تو اس وقت وہ ایس ایچ او تھا لیکن تین چار سال بعد وہ ڈی ایس پی بن کر وہاں پر آ جاتا ہے تو پھر اس مقدمے میں کون گواہی دے گا' کون اس میں مدعی ٹھہرے گا؟

جناب سپیکر: آپ کا خیال ہے کہ وہ اسی جگہ پر تعینات ہو جاتا ہے جہاں سے اس کے خلاف پرچہ درج ہوتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: بالکل ایسا ہی ہے۔ اس کتابچے میں جو انھوں نے پیش کیا ہے ایسی مثالیں موجود ہیں۔ ایک ملزم وہاں پر سب انسپکٹر تھا' اس کے خلاف کسی نے درخواست دی کہ اس نے رشوت لی ہے۔ اب انکوائری ہو کر' مقدمہ process ہو کر فائنل سٹیج پر یعنی عدالت میں آ گیا ہے اور وہ ملزم وہیں پر جا کر ڈی ایس پی لگا ہوا ہے۔ تو اب اس کے خلاف کون گواہی دے گا' کون اس کے خلاف مدعی ٹھہرے گا؟ وزیر موصوف مجھے بتائیں کہ جواب میں مذکور اس ایس ای کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے؟ محکمے اور حکومت نے کیا کارروائی کی ہے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! انکوائری مکمل ہوئی ہے' جرم ثابت ہوا ہے۔ لہذا ان کے خلاف مقدمہ درج کیا جائے گا' ملزم کو گرفتار کیا جائے گا اور عدالت میں چالان پیش کیا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! کب گرفتار کیا جائے گا؟ آئندہ پانچ سال بعد؟ جب تک وہ ان لوگوں

دوستوں نے اس کے خلاف شکایت کی ہے مجبور نہ کر دے کہ وہ سو روپے کے اشٹام پر بیان حلفی لکھ کر دیں کہ یہ آدمی بے گناہ ہے؟ اگر وہ آدمی ابھی تک نوکری کر رہا ہے تو وہ لوگ جنھوں نے اس کے خلاف شکایت کی ہے وہ اسی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں اور انھیں محکمہ نہر میں روز کام پڑتے ہوں گے اور یہ ایس ای عہدے کا آدمی ہے لہذا ان پر اثر انداز ہوتا ہوگا۔ اگر انھوں نے آج تک اس کے خلاف کوئی محکمانہ کارروائی نہیں کی' اسے محکمے سے باہر نہیں نکالا تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ ایک مہینے میں سارے گواہ اور سارے مدعی سو سو روپے کے اسٹام پر بیان لے کر آئیں گے کہ جناب' یہ آدمی بے گناہ ہے' ہم سے غلطی ہو گئی ہے' ہم نے غلط فہمی میں اس کے خلاف شکایت کی ہے۔ تو یہ فرمائیں کہ محکمے نے' حکومت نے اس کے خلاف کیا کارروائی کی ہے؟ آیا اسے محکمے سے نکالا گیا ہے یا نہیں؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! مجھ سے جو سوال کیا گیا تھا وہ انسداد رشوت ستانی کے حوالے سے تھا اور اس انکوائری کے حوالے سے تھا جو محکمہ انسداد رشوت ستانی کے پاس pending ہے۔ میں نے اس انکوائری کے حوالے سے یہ گزارش کی ہے کہ انکوائری مکمل ہو چکی ہے' مقدمہ درج کیا جا رہا ہے اور ملزم کو گرفتار کیا جائے گا۔ میں latest position بتا رہا ہوں' کیونکہ آج صبح یہاں حاضر ہونے سے پہلے ڈائرکٹر انٹی کرپشن سے میں نے بریفنگ لی۔ انھوں نے کہا کہ ہم پرچہ درج کر رہے ہیں اور ملزم کو ان شاء اللہ گرفتار کیا جائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! انٹی کرپشن کے رولز میں بھی یہ درج ہے کہ جب کسی آفیسر کے خلاف مقدمہ درج ہوتا ہے تو باقاعدہ اس کے محکمے کو اس کے خلاف E&D رولز کے تحت کارروائی کرنے کے لیے لکھا جاتا ہے۔ اور یہ بات بھی انٹی کرپشن کے ریکارڈ کا حصہ ہے کہ جب وہ کسی کو لکھتے ہیں کہ اس کے خلاف کارروائی کی جائے تو انھیں واپس جواب آتا ہے کہ اس کے خلاف یہ کارروائی ہوئی ہے۔ یہ جواب بھی ساتھ ہونا چاہیے اور پھر ایڈمنسٹریٹو ڈیپارٹمنٹ بھی انھی کے پاس ہے۔ اب دیکھیں کہ اتنے allegations ہیں جو انھوں نے کہا ہے کہ prove ہوتے ہیں۔ پہلے بھی ایک مقدمہ درج تھا اس کے بعد دوسرا ہوا ہے پھر تیسرا ہوا ہے۔ تو کیا اس کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی ہے یا نہیں یا وہ آدمی وہیں پر بیٹھا ہے جہاں پہلے تھا؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی انفرمیشن تو کوئی مشکل بات نہیں۔ ان کے پاس انفرمیشن ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ اس کے خلاف کارروائی ہوئی ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں معزز رکن سے کلی طور پر اتفاق کرتا ہوں کہ جب پرچہ درج ہوگا تو پھر اس کے محکمے کو لکھیں گے کہ ہم اس کے خلاف یہ کارروائی کر رہے ہیں۔ لیکن میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ابھی انکوائری مکمل ہوئی ہے پرچہ درج ہونا ہے۔ تو پرچہ درج ہونے کے بعد شاید اسے محکمے سے معطل بھی کیا جائے اور جب وہ گرفتار ہوگا تو ضابطے کی ساری کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اسی بات کو لے لیں۔ وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ میں نے تو یہ کہا ہے کہ ابھی انکوائری مکمل ہوئی ہے جب مکمل ہو گی پرچہ درج ہو گا پھر وہ معطل ہوگا اور سارا کچھ ہوگا۔ لیکن ان کے جواب میں درج ہے کہ اس کے علاوہ مقدمہ نمبر 90/98 مورخہ 2/6/98 جرم 162, 161 ت پ PCA5(247) تھانہ Anti Corruption Establishment فیصل آباد ریجن میں مذکورہ افسر کے خلاف درج رجسٹرڈ ہوا ہے۔ یہ مقدمہ جو آج سے چھ ماہ پہلے درج ہوا تھا کیا اس میں وہ معطل ہوا ہے یا کوئی اور کارروائی ہوئی ہے؟

جناب سپیکر، جی راجا صاحب! اس پر کوئی کارروائی ہوئی ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ مجھ سے متعلق انٹی کرپشن کے حوالے سے بات تھی کہ انٹی کرپشن میں جو انکوائریز ہو رہی ہیں۔ میں نے وہ جواب دیا ہے۔ لیکن مجھ سے پوچھا گیا ہے کہ محکمہ نے کیا کارروائی کی ہے تو میں نے پہلے ابتدا میں بھی گزارش ہے کہ اس کا follow up action ہمارے پاس نہیں ہوتا۔ جیسے میں نے ابتدا میں کمیٹی بنانے کی بات کی تھی کہ محکمہ جو کارروائی کرتا ہے اس کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لیے ہمیں کوئی mechanism devise کرنا پڑے گا۔ وہ انفرمیشن ہمارے پاس نہیں ہوتی۔ اگر نیا سوال دیا جائے تو اس کی معلومات لے کر میں گزارش کر دوں گا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ رانا صاحب! وہی پہلے والی بات ہے کہ محکمے نے جو ایکشن لینا ہے ان کے پاس فوری طور پر اس کی رپورٹ مشکل ہو گی۔ آپ کے پہلے دو سوال بھی بالکل اسی طرح کے ہیں جس میں کمیٹی کا اعلان کیا گیا جس میں آپ بھی ہوں گے۔ واقعی ان کے پاس ایسا کوئی سسٹم نہیں کہ وہ ایک آفیسر کو monitor کریں کہ اس کے محکمے میں اس کے خلاف کیا ایکشن ہوا ہے؟

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! جب کسی آفیسر کے خلاف محکمہ انٹی کرپشن میں کوئی شکایت آتی ہے یا اس کے خلاف کوئی ایکشن ہوتا ہے لیکن جب وہ آدمی وہیں پر اپنے انھی اختیارات کے ساتھ اور انھی سہولیات کے ساتھ موجود رہتا ہے تو پھر fair investigation یا fair trial کا معاملہ ویسے ہی ختم ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر، جب آپ بیٹھیں گے تو اس میٹنگ میں لاءمنسٹر صاحب ہوں اور لاء سیکرٹری بھی ہوں گے۔ تو یہ دیکھنے والی بات ہے کہ کہیں قانون کے اندر کوئی ایسا flaw ہے یا loophole ہے جس کا وہ فائدہ اٹھا رہا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، وہ درست ہے۔ لیکن اس وقت میری گزارش ہے کہ یہ ہاؤس اور معزز ممبران کے لیے ضروری ہے کہ جب انھوں نے واضح طور پر admit کیا ہے کہ اس آدمی کے خلاف یہ یہ الزامات ثابت ہو چکے ہیں۔ اس کے خلاف 02-06-98 کو ایک مقدمہ درج ہو چکا ہے۔ جناب والا! وقفہ سوالات کا مقصد یہی ہے کہ سوالات کے ذریعے حکومت کی کارکردگی کو پرکھا جائے۔ جب کسی چیز کی نشان دہی ہوتی ہے اور اگر اس پر کوئی ایکشن سامنے نہیں آتا تو پھر یہی ہوگا کہ سوالات آ رہے ہیں لیکن محرک موجود نہیں ہیں پھر وہ وقت بھی آئے گا کہ سوالات ہی نہیں ہوں گے۔ محرک کے ساتھ سوالات بھی غائب ہو جائیں گے۔ جب انھوں نے ہاؤس میں اتنی بڑی بات admit کی ہے کہ یہ آدمی کرپٹ ہے اور اس کے خلاف یہ کچھ ثابت ہو چکا ہے تو انھیں بتانا چاہیے کہ حکومت نے اس کے خلاف یہ یہ کارروائی کی ہے اور گورنمنٹ کی منشا ہے کہ کرپشن ختم ہو اور کرپٹ لوگوں کے خلاف ایکشن ہو۔ لیکن یہ بات تو درمیان میں رہ جاتی ہے کہ سب کچھ ثابت ہو گیا ہے لیکن ہوا کیا ہے؟ اب وہ اور محکمہ بتائے گا۔ آپ Chair کر رہے ہیں اور سارے ڈیپارٹمنٹ یہاں پر بیٹھے ہیں تو آپ اس کا جواب لے کر دیں۔اس سے بڑا برا تاثر پھیل سکتا ہے۔

جناب سپیکر، راجا صاحب! اس کو pend کر لیں تاکہ latest information آ جائے؟

وزیر قانون، جی؟

جناب سپیکر، صرف اس حوالے سے کہ اس کے اپنے محکمے نے کیا ایکشن لیا ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ انکوائری مکمل ہو چکی ہے۔ اگر آپ حکم دیتے ہیں تو اس کے خلاف جو پرچہ درج کیا جائے گا اس کی نقل ایوان میں پیش کر دوں گا اور محکمہ اس کے

خلاف جو کارروائی کرے گا اس کی رپورٹ میں بھی ایوان میں پیش کردوں گا۔ اس میں کوئی امر مانع نہیں ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، کب تک پیش کریں گے؟

وزیر قانون، کارروائی مکمل ہونے کے بعد رپورٹ پیش کرنی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، ایک مقدمہ 2/6/98 کا درج ہے۔ اس پر کیا کارروائی ہوئی ہے؟

جناب سپیکر، وزیر قانون کارروائی کے متعلق ہاؤس کو inform کریں گے۔ اگلا سوال ملک غلام شبیر جوئیہ صاحب کا ہے۔

ملک ممتاز احمد بھچر، سوال نمبر 1788 ملک غلام شبیر جوئیہ کے ایما پر دریافت کرتا ہوں۔

تحصیل پپلاں کے لیے سول جج اور ایڈیشنل سیشن جج کی اسامی تخلیق کرنے کے لیے اقدامات

*1788۔ملک غلام شبیر جوئیہ۔ کیا وزیر امور ملازمت و انتظام عمومی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پپلاں ٹاؤن کو تحصیل کا درجہ ملے کافی عرصہ گزر چکا ہے۔ مگر ابھی تک اس تحصیل میں سول جج اور ایڈیشنل سیشن جج کی کوئی اسامی create نہیں کی گئی۔ جس کی وجہ سے اس تحصیل کے عوام کو اپنے مقدمات کے سلسلہ میں ضلع میانوالی میں جانا پڑتا ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس تحصیل میں سول جج اور ایڈیشنل سیشن جج کی اسامی create کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) درست ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے سول جج صاحبان کی 100 اور ایڈیشنل سیشن جج صاحبان کی 50 اسامیاں مہیا کر دی ہیں۔ لہذا پپلاں تحصیل کی طرح باقی جگہوں پر بھی جوڈیشل افسران کی کمی پوری

ہو جائے گی نیز ہائی کورٹ اس معاملے سے پوری طرح آگاہ ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال بھی حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے لیکن وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال جناب سعید اکبر خان صاحب کا ہے!

جناب سعید اکبر خان، سوال نمبر 1889۔

لاہور میں سرکاری کوارٹر میرٹ پر الاٹ کرنے کے لئے اقدامات

*1889۔جناب سعید اکبر خان۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ پالیسی برائے الاٹ منٹ سرکاری مکانات لاہور میں میرٹ کے ساتھ ساتھ وزیر اعلیٰ کا کوٹہ اور Parent Scheme بھی برقرار رکھی گئی ہے۔ جس سے حق دار سرکاری ملازمین کی حق تلفی ہو رہی ہے اور کئی ملازمین دس دس سال سروس کرنے کے باوجود سرکاری رہائش حاصل کرنے سے محروم ہیں جب کہ بعض ملازمین ذاتی اثر و رسوخ سے مذکورہ بالا سکیموں کی آڑ میں فوراً کوارٹرز الاٹ کرا لیتے ہیں۔

(ب) اس سلسلہ میں موجودہ الاٹ منٹ پالیسی سرکاری مکانات کے اجراء کے بعد میرٹ اور دیگر کوٹہ جات کے سلسلہ میں الاٹ شدہ سرکاری مکانات کی تفصیل نیز ان کے الاٹیوں کی باری نمبران کی تفصیل کیٹیگری وائز علیحدہ علیحدہ کیا ہے؟

(ج) کیا حکومت اس سلسلے میں باقی تمام کوٹہ اور Parent Scheme کی بجائے صرف میرٹ پر الاٹ منٹ کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ الاٹمنٹ پالیسی میں جناب وزیر اعلیٰ کا کوٹہ مخصوص ہے۔ Parent Scheme موجودہ پالیسی میں دو کمروں کے سینئر کوارٹروں تک برقرار رکھی گئی ہے تاکہ کم آمدنی والے سرکاری ملازمین کی مدد ہو سکے۔ اسٹیٹ آفس میں تمام الاٹمنٹس موجودہ پالیسی کے تحت صرف میرٹ پر کی جاتی ہیں اور اس میں کسی کے اثر و رسوخ کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ تمام ملازمین کو گھر ان کی میرٹ لسٹ پر باری آنے پر الاٹ کر دیا جاتا ہے جس

کا بنیادی اصول پہلے آؤ پہلے پاؤ ہے۔

(ب) 1۔ میرٹ پر الاٹ شدہ مکانات کی تفصیل پرچم "الف" ایوان کی میز پر موجود ہے۔

2۔ hardship پر الاٹ شدہ مکانات کی تفصیل ایوان کی میز پر موجود ہے۔

3۔ Parent Scheme کے تحت الاٹ شدہ مکانات کی تفصیل ایوان کی میز پر موجود ہے۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر سردار حسن اختر موکل کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

(ج) جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ Parent Scheme چھوٹے ملازمین کے لیے رکھی گئی ہے جن کا استحقاق صرف دو کمروں کے سینیئر کوارٹر تک ہے۔ ہارڈ شپ کوٹہ کے لیے بنائی گئی کمیٹی بڑے غور و خوض کے بعد انتہائی مجبور اور مستحق سرکاری ملازمین کو کوارٹر الاٹ کرتی ہے۔ ان کی تعداد بہت محدود ہے۔ مندرجہ بالا دونوں سکیموں کو ختم کرنا مناسب نہ ہو گا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! کیا وزیر موصوف یہ بتانا چاہیں گے کہ آج تک وزیر اعلیٰ کے ڈائریکٹو پر out of turn کسی کو سرکاری کوارٹر / گھر الاٹ نہیں کیا گیا؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے یہ گزارش کی ہے کہ خصوصی طور پر کوئی الاٹ منٹ نہیں کی جاتی' بلکہ صرف میرٹ اور میرٹ کی بنیاد پر کوارٹر الاٹ کیے جاتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! جز (ب) میں پالیسی کی کچھ وضاحت کی گئی ہے اور جواب میں بتایا گیا ہے کہ hardship کی بنیاد پر 14 کوارٹر الاٹ کیے گئے۔ کیا وزیر موصوف بتانا پسند فرمائیں گے کہ hardship سے کیا مراد ہے؟ اور اس میں انتہائی مجبور اور مستحق سرکاری ملازمین کو شامل کرنے کا کیا criteria ہے؟ اور کیا دوسرے طریقے سے اپنی مرضی کے ملازمین کو نوازنے کے لیے طریقہ ایجاد نہیں کیا گیا؟

وزیر قانون، جناب والا! معزز رکن نے یہ سوال فرمایا تھا کہ hardship cases سے مراد کیا ہے اور اس کی آڑ میں صوابدیدی اختیارات استعمال کر کے کہیں کسی کو نوازنے کی پالیسی پر عمل پیرا تو نہیں ہوئے؟

جناب سعید اکبر خان ، جناب والا! میں یہاں پر اس میں ایک اور اضافہ کردوں۔ میں نے یہ بھی پوچھا ہے کہ hardship cases کا کیا criteria ہے' اس میں کس قسم کے لوگوں کو ہارڈ شپ میں

لایا جاتا ہے۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! hardship cases وہ ہوتے ہیں کوئی افسر اگر سروس میں ہو اور وہ کسی ناگہانی حادثے کا شکار ہو جائے۔ مثال کے طور پر ابھی کچھ عرصہ قبل ہمارے ڈپٹی کمشنر راولپنڈی ایک ٹریفک کے حادثے میں ہلاک ہو گئے' ان کی بیوی کو رہائش الاٹ کی گئی ہے۔ اس طرح اور ملازمین جو دوران نوکری شہید ہو جاتے ہیں اور ان کے بچے اگر چھوٹے ہوتے ہیں یا بیوگان کا کوئی سہارا نہیں ہوتا تو یہ hardship cases اس قسم کے ہوتے ہیں۔ یا اسی طرح اگر انتہائی شدید بیماری میں ان کو کوئی جگہ نہ ملے تو اس صورت میں ان کو الاٹ منٹ کی جاتی ہے۔ میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ انکیسز کی سکروٹنی بھی کی جا سکتی ہے اور یہ لسٹ جو ہم نے اس معزز ایوان میں پیش کی ہے اگر آپ اس میں سے ایک ایک کیس کو دیکھیں تو آپ خود دیکھیں گے کہ وہ انتہائی مستحق لوگ تھے جن کو ہارڈ شپ کیسز کے تحت accommodate کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس پالیسی کی آڑ میں کسی کو accommodate نہیں کیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال بھی جناب سعید اکبر خان کا ہے۔

جناب سعید اکبر خان: سوال نمبر 1983۔

مسٹر ارشاد احمد محرر کو بلا باری کوارٹر کی الاٹمنٹ

*1983 جناب سعید اکبر خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ سروسز' انتظام عمومی و اطلاعات پنجاب کے تحت لاہور میں تعینات سرکاری ملازموں کو کوارٹروں کی الاٹ منٹ کے لئے رجسٹریشن کرتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مسٹر ارشاد احمد' محرر صغیر' کو 10 فروری 1987ء کو two room junior کے لئے رجسٹریشن نمبر 37/N-S کے تحت رجسٹرڈ کیا گیا اور موجودہ الاٹ منٹ پالیسی کے تحت اسے سیریل نمبر 100 برائے مذکورہ بالا کیٹیگری رجسٹرڈ کیا گیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سے بعد میں رجسٹریشن کرانے والوں کو الاٹ منٹ کر دی گئی؟ اگر ایسا ہے تو ان کی تفصیل بتائی جائے۔

(د) کیا حکومت اہل کار مذکور کی الاٹ منٹ میں محرومی کی تلافی کر کے اسے بلا باری سرکاری

رہائش الاٹ کرنے کو تیار ہے؟ اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) اس حد تک درست ہے کہ یہ محکمہ لاہور ہائی کورٹ، پنجاب اسمبلی اور پنجاب سول سیکرٹریٹ میں تعینات سرکاری ملازمین کے کوارٹروں کی الاٹ منٹ کے لیے رجسٹریشن کرتا ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ محکمہ کوارٹروں کی الاٹ منٹ میرٹ پر "پہلے آئیے پہلے پائیے کے اصول کے تحت کرتا ہے۔ مذکورہ اہل کار کے بعد رجسٹرڈ شدہ کسی بھی اہل کار کو باری کوارٹر الاٹ نہیں کیا گیا ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ مذکورہ اہل کار کو اس کی باری سے محروم رکھا گیا ہے۔ باری آنے پر مذکورہ اہل کار کو سرکاری کوارٹر الاٹ کر دیا جائے گا۔ حکومت کوارٹروں کی الاٹ منٹ میں سختی سے میرٹ پالیسی پر عمل پیرا ہے اور بلا باری مذکورہ اہل کار کو سرکاری کوارٹر الاٹ نہیں کیا جا سکتا۔ جس کیٹگری میں مذکورہ اہل کار سیریل نمبر 100 میں رجسٹرڈ ہے۔ اس کیٹگری میں تا حال 23 کوارٹر میرٹ پر الاٹ کیے گئے ہیں۔ آخری سرکاری ملازم جس کو اس کیٹگری میں گھر الاٹ کیا گیا ہے وہ مورخہ 01-04-80 سے سرکاری گھر الاٹ منٹ کے لیے رجسٹرڈ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وقفہ سوال ختم ہوتا ہے۔ کچھ ایسے سوالات بھی تھے -----

وزیر قانون، بقیہ کوئی سوال نہیں رہتا، لسٹ ختم ہو گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب کچھ سوالات ایسے ہیں جو معزز اراکین آج حاضر نہیں ہوئے تھے اگر آپ ان کو lay نہیں کریں گے تو وہ pending ہو جائیں گے؟

وزیر قانون، جناب والا سارے exhaust ہو گئے ہیں جو محرک موجود نہیں تھے وہ ٹیک اپ نہیں ہوئے۔ بہر حال بقیہ سوالات کے جوابات میں ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

عدالتی افسران کے لئے عمارات

*746۔چودھری زاہد محمود گورایہ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) اس وقت صوبے میں سیشن جج، ایڈیشنل سیشن جج، سول جج، جوڈیشل مجسٹریٹ اور دیگر عدالتی افسران کی ضلع وار تعداد کیا ہے۔

(ب) جز (الف) بالا میں مذکورہ افسران کے لئے ضلع وار کتنی رہائش گاہیں مختص ہیں۔

(ج) کیا حکومت مذکورہ عدالتی افسران کے لئے عدالتی عمارات ضرورت کے مطابق مہیا کرنے کے لئے اقدامات کر رہی ہے اگر کر رہی ہے تو کیا اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؛

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) تفصیل ایوان کی میز رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس وقت صوبے میں عدالتی افسران کے لئے عدالتی عمارات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

* ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحبان کے لئے	31
* ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحبان کے لئے	85
* سول جج صاحبان کے لئے	280

* عدالتی افسران کی تعداد کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کے لئے عدالتی عمارات بنانے کی تجویز زیر غور ہے۔

مقدمات کی تعداد

*749۔چودھری زاہد محمود گورایہ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اس وقت صوبے میں کل کتنے انتظامی مجسٹریٹ کام کر رہے ہیں اور ان کی عدالتوں میں کتنے مقدمات زیر سماعت ہیں۔ تفصیل ضلع وار فراہم کی جائے۔

(ب) اس وقت صوبے میں کل کتنے جوڈیشل مجسٹریٹ کی اسامیاں ہیں ان میں سے کتنی خالی ہیں اور جوڈیشل مجسٹریٹ کی عدالتوں میں کتنے مقدمات زیر سماعت ہیں ضلع وار تفصیل

ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) اس وقت صوبے میں انتظامی مجسٹریٹوں کی منظور شدہ اسامیوں 403 اور عارضی اسامیوں کی تعداد 27 ہے۔ ان کی عدالتوں میں کل 31530 مقدمات زیر سماعت ہیں۔ جن کی ضلع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ ہائی کورٹ سے متعلق ہے۔

سرکاری گاڑی جلنے کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی

*1506۔میاں عبدالستار(PP-234)، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دسمبر 1997ء میں ایس اینڈ جی اے ڈی کی ملکیت کرولا کار جل گئی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کار وحدت کالونی کوارٹر نمبر K-32 میں رہائش پذیر ڈرائیور یونین کے صدر غلام مصطفیٰ بٹ کے دروازے پر جلی تھی۔ کیا اس کی ایف۔آئی۔آر درج ہوئی ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا کار جلنے کے اس واقعہ کے ذمے داران کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے؟ اگر نہیں کی گئی تو اس کی وجہ کیا ہے؟ نیز LOB-66 نمبر کی ہجارو گاڑی جو S&GAD کی ملکیت ہے۔ اس وقت کس آفیسر کے استعمال میں ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) یہ درست نہیں ہے۔

(ب) یہ بھی درست نہیں ہے۔

(ج) چونکہ اس قسم کا کوئی واقعہ رونما نہیں ہوا لہذا کارروائی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ ہجارو ایل۔او۔بی-66 ٹرانسپورٹ پول میں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹریوں کو ٹی۔اے، ڈی۔اے الاؤنسز کی ادائیگی کی تفصیلات

*1592۔میاں انتصار حسین بھٹی، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

پارلیمانی سیکرٹریز کو 13-10-97 سے 20-4-98 تک TA/DA اور دیگر الاؤنسز کی مد میں کتنی رقم کی ادائیگی کی جا چکی ہے۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا):

عرصہ 13-10-97 تا 20-4-98 کے دوران کل 22 پارلیمانی سیکرٹریوں، پنجاب کو ٹی۔اے/ڈی۔اے اور دیگر الاؤنسز کی مد میں مندرجہ ذیل رقوم ادا کی جا چکی ہیں۔

1۔ ٹی۔اے/ڈی۔اے	1,64,700/- روپے
2۔ اسمبلی سیشن الاؤنس	4,66,400/- روپے
3۔ کیش الاؤنس	40,000/- روپے
4۔ ضیافتی الاؤنس	3,15,084/- روپے
5۔ ٹیلیفون الاؤنس	7,72,090/- روپے
6۔ دفتری اخراجات الاؤنس	5,79,106/- روپے
7۔ پٹرول الاؤنس	11,58,190/- روپے
8۔ ہاؤس رینٹ الاؤنس	11,58,190/- روپے
کل میزان	46,53,760/- روپے

ان رقوم کی ادائیگی کی تفصیل ایوان کی میز پر موجود ضمیمہ "الف" پر ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

نئی سرکاری رہائش گاہوں کی تعمیر

*1655۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 1980ء سے لے کر آج تک لاہور میں گریڈ ایک سے پندرہ اور گریڈ سولہ سے اوپر تک گریڈ کے ملازمین کی رہائش کے لئے کتنے مکان، فلیٹ اور کوارٹر تعمیر ہوئے اور کس کس جگہ کتنی لاگت سے تعمیر ہوئے اور یہ رہائش گاہیں کن کن کو الاٹ ہوئیں۔

(ب) 1980ء سے آج تک تعمیر کردہ رہائش گاہیں گریڈ ایک تا پندرہ اور سولہ تا 22 کا آپس میں تناسب میں کیا ہے۔ کیا یہ رہائش گاہیں ملازمین کے تناسب سے تعمیر ہوئی تھیں۔ اگر نہیں

تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔ نیز اس وقت لاہور میں گریڈ ایک سے پندرہ تک کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں اور حکومت گریڈ 15 تک کے ملازمین کی رہائش کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) سرکاری ملازمین کو گھروں کی الاٹ منٹ کا استحقاق درج ذیل ہے۔

قسم مکان	استحقاق/ گریڈ
سنگل روم	1-4
دو کمروں کے جونیئر کوارٹر	5-8
دو کمروں کے سینئر کوارٹر	9-13
تین چار کمروں کے کوارٹر	14-17
سی۔ ٹائپ	18
بی۔ٹائپ	19
اے۔ٹائپ	20 اور اس سے اوپر

قواعد کے مطابق گریڈ چودہ سے سترہ تک کے ملازمین کو ایک ہی طرح کا گھر الاٹ کیا جاتا ہے۔ سال 1980ء سے لے کر آج تک گریڈ ایک سے 17 تک کے ملازمین کے لئے 484 گھر تعمیر کئے گئے جن پر 1221.7 لاکھ روپے لاگت آئی۔ گریڈ 18 سے اوپر تک ملازمین کے لئے 442 گھر تعمیر ہوئے۔ جس پر 1894.55 لاکھ روپے لاگت آئی۔ ان رہائش گاہوں کی تفصیل اور الاٹیوں کے نام کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 1980ء کے بعد گریڈ ایک تا سترہ کے ملازمین کے لئے 484 رہائش گاہیں تعمیر ہوئیں اور گریڈ 18 سے 22 کے لئے 442 رہائش گاہیں تعمیر ہوئیں۔ یہ رہائش گاہیں ملازمین کے تناسب سے نہ ہیں۔ گریڈ 18 سے اوپر کے ملازمین کے لئے اس وقت سرکاری رہائش گاہیں کافی کم تھیں اس لئے ان کا تناسب کچھ زیادہ ہے۔ رہائش گاہیں ملازمین کے تناسب سے تعمیر نہ ہونے کی وجہ وسائل کی کمی ہے۔ گریڈ ایک تا پندرہ کے وہ ملازمین جن کو محکمہ

سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن کے پول سے گھر الاٹ ہو سکتے ہیں ان کی تعداد 4643 ہے اس وقت گریڈ 1 تا 15 کے ملازمین کے لئے کوئی نئی رہائشی کالونی/ سکیم زیر تعمیر نہ ہے۔

استحقاق کے مطابق سرکاری رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ

*1656۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گریڈ ایک سے پندرہ تک کے ملازمین کی رہائش کے لئے اس وقت لاہور میں کتنی رہائش گاہیں کس کس جگہ واقع ہیں۔

(ب) گریڈ ایک سے پندرہ تک کے ملازمین کی کتنی رہائش گاہیں اس وقت گریڈ 16 اور اس سے اوپر کے ملازمین کو الاٹ شدہ ہیں۔ ان ملازمین کے نام اور رہائش کا کوارٹر نمبر کیا ہے۔ نیز ان کو الاٹ کرنے کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) اس وقت کتنی ایسی رہائش گاہیں ہیں جو گریڈ 16 اور اس سے اوپر کے ملازمین کے لئے ہیں۔ مگر یہ الاٹ گریڈ 15 یا اس سے کم گریڈ کے ملازمین کو ہیں۔

(د) حکومت ان ملازمین کی الاٹ منٹ' جن کو استحقاق سے کم درجہ کی رہائش گاہیں الاٹ ہیں' کو منسوخ کر کے استحقاق رکھنے والے ملازمین کو دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا):

(الف) گریڈ ایک سے پندرہ تک کے ملازمین کو مختلف قسم کے گھر الاٹ کئے جاتے ہیں جو مختلف جگہوں پر واقع ہیں۔ گریڈ ایک تا پندرہ کے ملازمین کی سرکاری رہائش گاہوں کی تفصیل اور ان ملازمین کا استحقاق درج ذیل ہے:۔

قسم رہائش گاہ	تعداد	استحقاق	کس جگہ واقع ہیں
سنگل روم کوارٹر	289	گریڈ 1 تا 4	وحدت کالونی' چوبرجی' اسمبلی ہال
دو کمروں کا جونیئر کوارٹر	956	گریڈ 5 تا 8	وحدت کالونی' چوبرجی' جوہر ٹاؤن' علامہ اقبال ٹاؤن

دو کمروں کا سینئر کوارٹر	848	گریڈ 9 تا 13	وحدت کالونی، چوبرجی، جوہر ٹاؤن، پونچھ ہاؤس
3،4 کمرے کا کوارٹر	692	گریڈ 14 تا 17	غزالی، جی۔او۔آر TV، جوہر ٹاؤن
	2765		وحدت کالونی، پونچھ ہاؤس، چوبرجی

(ب) گریڈ 14، 15، 16 اور 17 کے ملازمین کو ایک ہی قسم کے گھر الاٹ کئے جاتے ہیں کیونکہ گریڈ 14 تا 17 کے ملازمین کا استحقاق تین چار کمروں کی کیٹیگری ہے۔ اس طرح گریڈ 14 کی رہائش گاہ گریڈ 15، 16 اور 17 کے ملازمین کو بھی قانون کے مطابق الاٹ کی جاتی ہیں۔ ریکارڈ کے مطابق گریڈ 1 سے 15 تک کے ملازمین کی کوئی رہائش گاہ گریڈ 18 یا اس سے اوپر کے گریڈ کے ملازم کو الاٹ نہ ہے۔

(ج) اس وقت گریڈ 15 یا اس سے کم گریڈ کے ملازمین کے پاس ایسی کل 41 رہائش گاہیں ہیں جو گریڈ 18 یا اس سے زیادہ گریڈ کے ملازمین کے لئے ہیں۔

(د) ایک سرکاری ملازم کو ضابطے کے مطابق اس کے استحقاق سے کم درجہ کی رہائش گاہ الاٹ کی جا سکتی ہے۔ زیادہ تر سرکاری ملازمین ترقی پا جانے کے بعد بھی پچھلے الاٹ شدہ نچلے درجے کے گھر میں رہنے کو ترجیح دیتے ہیں جو مروجہ قانون اور ضابطے کے منافی نہ ہے۔ لہذا حکومت ان ملازمین کی الاٹمنٹ منسوخ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی جو استحقاق سے کم درجہ کے گھروں میں رہائش پذیر ہیں۔

مسٹر محمد سلیم چیمہ سپرنٹنڈنگ انجینئر کے خلاف انکوائری کی تفصیل

*1727۔چودھری زاہد نذیر، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسٹر محمد سلیم چیمہ سپرنٹنڈنگ انجینئر لوئر چناب کینال ویسٹ سرکل فیصل آباد کے خلاف وزیراعلیٰ معائنہ ٹیم عرصہ دو سال سے انکوائری کر رہی ہے۔

(ب) یہ انکوائری کس تاریخ سے شروع ہوئی اور اب یہ کس مرحلے میں ہے اور اس کی تکمیل میں

تاخیر کی وجہ کیا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس وقت مسٹر محمد سلیم چیمہ بطور ایکسیئن چک بندی ڈویژن لاہور میں تعینات تھے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ابھی انکوائری کا فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ محمد سلیم چیمہ کو ایکسیئن سے سپرنٹنڈنگ انجینئر بناکر قادر آباد لنک سرکل فاروق آباد جیسے ایک عظیم پراجیکٹ سرکل میں تعینات کر دیا گیا۔ اس کی وجوہات کیا تھیں۔

(ہ) اگر وزیراعلیٰ معائنہ ٹیم کی انکوائری کے مطابق مسٹر محمد سلیم چیمہ کو اس انکوائری میں مجرم قرار دیا گیا ہے تو کیا حکومت اس افسر کے خلاف کارروائی عمل میں لانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم کو مذکورہ انکوائری 24 مئی 1997ء کو موصول ہوئی تھی۔ اس لئے یہ درست نہ ہے کہ مذکورہ انکوائری وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم عرصہ دو سال سے کر رہی ہے۔

(ب) وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم کو مذکورہ انکوائری 24 مئی 1997ء کو موصول ہوئی تھی اور یہ مکمل ہو چکی ہے۔

(ج) جی ہاں۔ یہ درست ہے۔

(د) جب محمد سلیم چیمہ ایکسیئن کو اس کے اپنے ہی سکیل میں 12 نومبر 1995ء کو بطور سپرنٹنڈنگ انجینئر قادر آباد لنک سرکل فاروق آباد تعینات کیا گیا اس وقت مذکورہ انکوائری ابتدائی تحقیقی مراحل میں تھی۔ ان کے خلاف ای اینڈ ڈی رولز کے تحت باقاعدہ انکوائری مئی 1997ء میں شروع کی گئی۔ لہذا جب محمد سلیم چیمہ کو ایس۔ای لگایا گیا تھا اس وقت باقاعدہ انکوائری کا فیصلہ نہیں ہوا تھا کیونکہ باقاعدہ انکوائری شروع ہی نہیں ہوئی تھی۔

(ہ) مذکورہ آفیسر مسٹر محمد سلیم چیمہ کو انضباطی کارروائی کے نتیجہ میں سزا دے دی گئی ہے۔ حکومت قانون اور انصاف کے تمام تقاضے پورے کر رہی ہے۔

سرکاری خزانے سے خورد برد کی تفصیل

*1797۔حاجی مقصود احمد بٹ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسٹر اقبال احمد بوسن سابقہ ڈی۔سی شیخوپورہ نے 21-3-97 کو مراسلہ نمبری PA/183 کے ذریعہ مسٹر احمد نسیم ڈائرکٹر انٹی کرپشن کو مبینہ طور پر ضلع کونسل شیخوپورہ کے دو کروڑ روپے خورد برد کرنے والے سرکاری افسران کے خلاف مقدمہ درج کرنے کے لئے کہا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سابقہ ڈی۔سی شیخوپورہ کے مذکورہ بالا مراسلہ پر تھانہ ACE لاہور ریجن لاہور میں ضلع کونسل شیخوپورہ کے فنڈز میں خورد برد کرنے کے الزام میں افسران مسٹر پرویز ایس۔ڈی۔او اور مسٹر ارشاد اللہ خان ایس۔ڈی۔او وغیرہ کے خلاف مورخہ 03-04-1997 کو مقدمہ درج ہوا۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو اب تک اس مقدمے کی تفتیش میں کیا پیش رفت ہوئی ہے۔ کس کس آفیسر پر کیا کیا فرد جرم عائد کی گئی نیز کیا ان افسران سے سرکاری خزانے سے خوردبرد کی جانے والی رقم کی وصولی ہوئی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے

(ج) اس مقدمے کی ابتدائی انکوائری اور تفتیش کے دوران بادی النظر میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ڈپٹی کمشنر شیخوپورہ مسٹر اقبال احمد بوسن کی جانب سے مقدمہ درج کرنے کی استدعا حقائق پر مبنی ہے۔ جس میں شفقت حسین نعمی ڈی۔سی سابقہ طارق سعید سابقہ ڈسٹرکٹ انجینئر امتیاز احمد' چیف آفیسر' پرویز SDO' ارشاد اللہ خان SDO' مسٹر صبا ڈسٹرکٹ انجینئر' شاہد جاوید سب انجینئر ایم لطیف اختر سب انجنیئر' ارشاد بھٹی سب انجینئر' اسلم ندیم سب انجینئر شیخ محمد جاوید اکاؤنٹس آفیسر میسرز واک ٹریڈرز' عابدحسین ولد شیر محمد ساجد محمود ٹھیکیداران ملوث پائے گئے ہیں۔ مگر اس مقدمہ کی تفتیش میں مزید پیش رفت اس لئے نہ

ہو سکی ہے کہ مزمان نے عدالت عالیہ میں تین رٹ پٹیشن وقتاً فوقتاً دائر کر کے کارروائی مقدمہ میں stay حاصل کر لیا ہوا ہے۔ رٹ پٹیشن ذیل ہیں۔

1۔ رٹ پٹیشن 23381/97 اس رٹ پٹیشن پر عدالت مجاز نے اپنا فیصلہ مورخہ 17-10-97 کو صادر فرمایا اور مقدمہ کی تفتیش stay کرا دی۔

2۔ رٹ پٹیشن نمبر 2688/98 اس رٹ پٹیشن پر عدالت مجاز نے اپنا فیصلہ مورخہ 16-2-98 کو صادر فرمایا اور مقدمہ کی تفتیش stay کر دی۔

3۔ رٹ پٹیشن 3311/98 اس رٹ پٹیشن پر عدالت مجاز نے اپنا فیصلہ مورخہ 24-2-98 کو صادر فرمایا اور مقدمہ کی تفتیش stay کرا دی۔

(نقولات فیصلہ عدالت عالیہ بطور تتمہ جات "الف" "ب" "ج" کے تحت ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔) متذکرہ بالا رٹ پٹیشن میں تفتیش مقدمہ stay ہونے کی بناء پر مزید پیش رفت نہ ہو سکی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم تحریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر کل میرے ایک Call Attention Notice کا جواب اور ایک سوال کا جواب معزز وزیر قانون نے آج دینے کے لیے کہا تھا۔ چونکہ میں سمجھتا ہوں کہ وقفۂ سوالات کے بعد عمومی طور پر Call Attention Notice ٹیک اپ ہوتا ہے اگر وہ اس کا جواب دے دیں تو مناسب ہو گا۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرا بھی اسی سے متعلقہ ہے۔ کل میرا Call Attention Notice پڑھا گیا تھا جواب موصول نہیں ہوا تھا۔ سپیکر صاحب نے فرمایا تھا کہ کل اس کو ٹیک اپ کر لیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی پتا کر لیتے ہیں۔ وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! کل اجلاس سے فارغ ہوتے ہی میری ڈی آئی جی ڈیرہ غازی خان اور کمشنر ڈیرہ غازی خان سے بھی بات ہو گئی تھی اور آج صبح تک مجھے فیکس موصول نہیں ہوئی تھی۔ اب بھی

ایڈیشنل سیکرٹری ہوم میرے آفس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ جوں ہی فیکس موصول ہوگی میں معزز قائد حزب اختلاف کی خدمت میں ------

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کو کل تک کے لیے مؤخر کر دیں؛

وزیر قانون ، جناب والا! ہماری طرف سے اس میں کوئی delay نہیں۔ جیسے ہی فیکس آتی ہے میں جناب کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کو کل تک کے لیے مؤخر کر دیتے ہیں۔ جناب سعید اکبر خان صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 3 ہے۔ یہ کل move ہو گئی تھی۔

تھانہ حیدر آباد تحصیل منکیرہ ضلع بھکر میں سابق کونسلر پر پولیس کا تشدد

--------(جاری)

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، تحریک التوائے کار مندرجہ بالا کا تعلق مقدمہ نمبر 65 مورخہ 10-10-98 بجرم 337/357/148/149/ ت پ تھانہ حیدرآباد ضلع بھکر سے ہے۔ جس کے حقائق درج ذیل ہیں۔ مورخہ 7-10-98 کو فتح شیر مدعی نے مضروبی حالت میں تھانہ حیدرآباد تحصیل منکیرہ ضلع بھکر پولیس کو اپنا بیان تحریر کروایا۔ قریباً ایک بجے رات محمد رمضان ولد احمد یار، محمد رمضان ولد اللہ ڈوایا گواہان تھیڈ کامن کے سامنے کھڑے تھے کہ غلام حسین وغیرہ چھ ملزمان نامزد اور دو نا معلوم اشخاص آ گئے جنھوں نے اسے مضروب کیا۔ وجہ عناد یہ تھی کہ وقوعہ سے تین گھنٹے قبل فتح شیر مدعی کی غلام حسین وغیرہ سے کالم گلوچ ہوئی تھی۔ مضروب فتح شیر کو سول ہسپتال بھجوایا گیا۔ دریافت رپورٹ غلام اکبر اے ایس آئی نے کی۔ دوران تفتیش فتح شیر مدعی نے غلام حسین وغیرہ چھ نامزد ملزمان کے علاوہ بارہ ملزمان محمد انور وغیرہ کو بھی ملوث کیا۔ تفتیش سے واقعات مقدمہ ہذا قانونی طور پر جرم دست اندازی پائے گئے۔ جس پر مقدمہ درج بالا رجسٹر کیا گیا۔ دوران تفتیش محمد انور، محمد اسلم، غلام صدیق کو شامل تفتیش کیا گیا جنھوں نے اپنی ٹھوس صفائی پیش کی۔ جس پر محمد انور ذوالفقار، طفیل، محمد اجمل خضر، محمد اسلم اور غلام صدیق کو اس وجہ سے بے گناہ قرار دیا گیا کہ وہ وقوعہ ہذا میں شامل نہ تھے۔ جب کہ محمد فیروز ناصر حسین ملازم حسین محمد زمان اور صفدر گناہ گار پائے گئے۔ جبکہ محمد شاہد وغیرہ

6 افراد ابھی تک شامل تفتیش نہ ہوئے ہیں۔ تحریک التوائے کار میں جو الزامات بر خلاف پولیس ملازمین تھانہ حیدرآباد عائد کیے گئے ہیں کہ محمد انور کونسلر کو سر بازار مارا پیٹا گیا اور تشدد کرنے کے بعد اسے تھانے لے جایا گیا۔ مدعی نے مبینہ طور پر پانچ افراد کے خلاف مقدمہ درج کرایا۔ جبکہ پولیس نے اپنی طرف سے ناصر حسین وغیرہ سات افراد کو شامل تفتیش کر لیا گیا۔ یہ الزامات درست نہ ہیں کہ محمد انور کونسلر و دیگران کو مقدمہ کی تفتیش میں شامل کیا گیا تھا' اسے بازار میں تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ جہاں تک محمد انور سات افراد وغیرہ کو مقدمہ میں ملوث کرنے کا تعلق ہے مدعی نے اپنے تتمہ بیان میں محمد انور وغیرہ سات افراد کو بھی ملوث کیا تھا۔ مورخہ 17-10-98 کو محمد انور ولد اللہ دتہ سابق کونسلر حیدر آباد ایس پی بھکر کو تحریری درخواست گزاری ۔ جس میں اس نے غلام اکبر اے ایس آئی دیگر ملازمین کے خلاف الزامات عائد کیے کہ انھوں نے سر بازار اسے تشدد کا نشانہ بنایا اور تھانہ لے جا کر محبوس کر دیا ۔ محمد انور کی درخواست برائے انکوائری راجہ محمد فیاض ڈی ایس پی ہیڈ کوارٹر بھکر کو بھجوائی گئی انھوں نے ہر دو فریقین کو طلب کر کے انکوائری کی ۔ بعد انکوائری اپنی رپورٹ بھجوائی جس کے مطابق محمد انور سابقہ کونسلر نے خود اپنے لگائے گئے الزامات کی تردید کی کہ اس نے محض مقدمہ میں ملوث ہونے کی وجہ سے درخواست دی تھی ۔ مندرجہ بالا حالات سے عیاں ہے کہ تحریک التوائے کار میں لگائے گئے الزامات میں کوئی صداقت نہ ہے ۔

جناب سپیکر! یہاں پر میں یہ وضاحت کر دوں کہ میں نے متعلقہ ڈی ایس پی جنھوں نے اس درخواست کی تفتیش کی تھی ان کو بلایا اور انھوں نے نے مجھے دو نقول دی ہیں ۔ جو کہ ایک محمد انور کا بیان ہے اور دوسرا ذوالفقار کا بیان ہے جنھوں نے اپنے تحریری بیان میں انکوائری کے دوران اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ ان پر کسی قسم کا کوئی تشدد نہیں کیا گیا۔لیکن اس کے باوجود کل معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کی تھی کہ وہ ڈی ایس پی یہاں پر موجود ہوں گے' معزز رکن کی موجودگی میں ان سے مزید حقائق معلوم کیے جائیں گے ۔ اور میں اسے اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ معزز رکن کی تسلی کروائی جائے۔ اگر کہیں پولیس کی زیادتی ثابت ہوئی تو ان شاء اللہ تعالیٰ ملزمان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ ڈی ایس پی اس وقت بھی موجود ہیں میں معزز رکن کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ دس منٹ مجھے دیں ان کی موجودگی میں تمام حقائق کی تصدیق کی جا سکتی ہے۔ اگر تحریک التوائے کار کے دوران ان کا فرمانا درست ہوا تو میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ ان شاء

اللہ تعالیٰ ضابطے کی کارروائی کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب! آپ مطمئن ہیں؟

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! میں راجا صاحب کا مشکور ہوں کہ انھوں نے بڑی مہربانی فرمائی اور اس کی انکوائری کرائی۔ جو بات میں نے کی کہ اس آدمی کو وہاں مارا گیا ہے۔ میں یہ ثابت کروں گا کہ اس کے ساتھ تشدد ہوا اور بھرے بازار میں ہوا اور اس بات کے سینکڑوں لوگ گواہ ہیں۔ اگر راجا صاحب مناسب سمجھیں تو میری بات پر یقین فرماتے ہوئے اس ڈی ایس پی کی انکوائری کروائیں اور یہاں سے کسی بھی دیانت دار افسر کو وہاں پر انکوائری کے لیے بھیج دیں۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ میری یہ بات غلط نہیں ہے۔ میں راجا صاحب کی اس بات سے مطمئن ہوں کہ انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ میں دونوں فریقین کی باتیں سن کر اس کے بعد اس پر فیصلہ کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ تو فرما رہے ہیں کہ آپ بھی بے شک پاس بیٹھ جائیں۔

جناب سعید اکبر خان: میں اسی لیے اس پر زور نہیں دیتا کیوں کہ انھوں نے یہ اپنے ذمہ لے لیا ہے اور مجھے یقین ہے وہ ہمیشہ ایم پی اے کی بات کو سپورٹ کرتے ہیں اور میری بھی صحیح بات کو وہ سپورٹ کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو اس کو آپ پریس نہیں کرتے۔ اگلی تحریک سعید احمد خان منیس صاحب کی ہے۔ منیس صاحب! آپ کا کال اٹینشن نوٹس بھی غالباً اسی سلسلے میں ہے۔ پھر چونکہ وہ پہلے ہی پیش ہے تو اس کو اسی پر رہنے دیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، ٹھیک ہے اس کو take up نہ کریں۔ کل چونکہ کال اٹینشن نوٹس کے سلسلے میں سوال وجواب ہونے ہیں تو کل یہ ہو جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ٹھیک ہے مہربانی۔ نمبر 7۔ جناب سعید اکبر خان صاحب!

وحدت کالونی لاہور میں مضر صحت پانی کی فراہمی

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ وحدت کالونی میں واقع فلیٹ بلاک ایف ای 149 میں رہائش پذیر سرکاری ملازم اور ان کے اہل خانہ کو

پینے کا صاف پانی میسر نہ ہے۔ جو پانی سپلائی کیا جا رہا ہے وہ حفظان صحت کے اصولوں کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا پینے کے پانی میں کیڑے مکوڑے پائے جاتے ہیں اکثر اوقات پانی بدبو دار آتا ہے۔ پانی کی ٹینکیوں کی تعمیر سے لے کر اب تک صفائی نہیں ہوئی اور سلٹ جمی ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سیوریج بھی بند پڑے ہیں۔ جس کی وجہ سے شدید تعفن اور بدبو پھیل چکی ہے۔ اس کی وجہ سے خاص طور پر بچوں میں متعدی بیماریاں پھیلنے کا خدشہ پیدا ہوگیا ہے۔ جب کہ رہائشیوں کے لیے شدید مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ اہل علاقہ اور بالخصوص وہاں کے رہائشیوں میں شدید پریشانی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی راجا صاحب۔

وزیر قانون (جناب بشارت راجا)، جناب والا! تحریک التوائے کار میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایف ای فلیٹس کے مکینوں کی طرف سے پینے والے پانی کے بارے میں محکمہ ہذا کو پہلے کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی ہے۔ جو محکمہ نے جواب دیا ہے کہ اس سے پہلے ایف ای فلیٹس کے مکینوں کی طرف سے ہمیں کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔ ایف ای فلیٹس نمبر 1 تا 24 وحدت روڈ پر تعمیر شدہ ہیں جب کہ 25 تا 48 وحدت کالونی کے عقب میں کلفٹن کالونی کے نزد واقع ہیں۔ پینے والے پانی کی جو ٹینکیاں کالونی میں موجود ہیں وہ تقریباً ہر چھ ماہ بعد صاف کی جاتی ہیں۔ لہذا یہ درست نہ ہے کہ ٹینکیاں تعمیر ہونے کے بعد کبھی بھی صاف نہ کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ پینے والے پانی میں کوئی خرابی نہ ہے۔ جہاں تک سیوریج پائپ کا تعلق ہے یہ شکایت درست تھی مگر پچھلے ماہ میں مین سیوریج لائن کے ٹوٹنے کی وجہ سے شکایت پیدا ہوئی تھی۔ لہذا تقریباً سو فٹ بارہ انچ قطر کا نیا پائپ تبدیل کر دیا گیا ہے اور تمام مین ہول صاف کر دیئے گئے ہیں۔ لہذا اب الاٹیوں کی یہ شکایت دور ہو چکی ہے لیکن اس کے باوجود یہ ایک انسانی مسئلہ ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں آپ کے توسط سے معزز رکن کو اور اس ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کے باوجود محکمے کو ہدایت جاری کی جائے گی کہ وہ اس سلسلے میں مزید کارروائی کریں اور مکینوں کی جائز شکایات کو دور کریں۔ شکریہ' جناب والا!

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میرے نوٹس میں یہ بات آئی تھی اور میں اس کو ہاؤس میں لے آیا ہوں۔ کیونکہ یہ عام آدمیوں کے بارے میں بات تھی۔ خاص طور پر پینے کے پانی کے متعلق شکایت

تھی۔ راجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ میں اس کا پہلے بھی نوٹس لے چکا ہوں۔ اور آئندہ بھی انھوں نے حکم صادر فرمایا ہے کہ اس طرح کی کوئی شکایت ہے تو اس کا ازالہ کیا جائے گا۔ ہمارا مقصد یہی ہوتا ہے کہ عام آدمیوں کو اگر کوئی ایسی تکلیف ہے جس سے ان کی صحت پر برا اثر پڑتا ہو تو وہ یہاں حکومت کے نوٹس میں لائیں۔ اور حکومت اس کا نوٹس لے اور اس کا ازالہ کرے۔ لاہنسٹر صاحب نے یہ یقین دہانی کروائی ہے کہ وہ پہلے بھی اس پر ایکشن لے چکے ہیں اور آئندہ کے لیے بھی انھوں نے ہدایت جاری کی ہے۔ اس بناء پر میں اس کو پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر، سر!

جناب ڈپٹی سپیکر، جی خواجہ صاحب۔

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! میرے بھائی فاضل رکن نے بڑا اچھا سوال پیش کیا ہے کہ لوگوں کو پینے کا صاف پانی نہیں مل رہا۔ نہ صرف اس علاقے میں بلکہ پنجاب کے بعض دور دراز علاقوں میں بھی، ابھی تک اس کی شکایت ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جب لوگوں کو پینے کا صاف پانی نہیں مل سکتا تو ہم ان کو اور کیا دے سکتے ہیں؛ وزیر قانون نے جو بات کی ہے، انھوں نے بس جو رپورٹ آئی پڑھ کر سنا دی۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب بھر میں لوگوں کو جو تکالیف ہیں ان کا ازالہ انھوں نے نہیں کیا۔ میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ اس قسم کی کوئی رولنگ دیں، آپ اس قسم کا کوئی فیصلہ دیں کہ جو متعلقہ محکمہ ہے وہ پورے پنجاب میں سروے کرے اور جہاں پر لوگ پینے کے پانی سے اس طرح محروم ہیں، جوان بچیاں جوان عورتیں ہماری بہنیں کئی کئی میل تک اپنے گھروں کے لیے پانی لینے کے لیے اور اپنی پیاس بجھانے کے لیے آتی ہیں۔ آج پاکستان کو بنے ہوئے پچاس سال ہوگئے ہیں بلکہ ایک سال اوپر ہوگیا ہے۔ جناب والا! اگر لوگوں کو اس ملک میں پینے کا صاف پانی بھی نہیں ملتا جس کے لیے لاکھوں انسانوں نے قربانیاں دیں تو ہم ان کو کیا دے سکتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس لیے میں آپ سے درد دل کے ساتھ یہ درخواست کروں گا کہ باتوں سے اس مسئلے کو ٹالنا نہیں چاہیے بلکہ حکومت کو اس میں کوئی مضبوط قدم اٹھانا چاہیے۔ اور کسی شاعر نے کہا کہ،

تمام عمر سہاروں پہ آس رہتی ہے
تمام عمر سہارے فریب دیتے ہیں

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! یقین کریں کہ انھوں نے کسی پارٹی یا حکومت کو خوش کرنے کے لیے یا اس پر تنقید کرنے کے لیے یا کسی کے حق میں یہ بات نہیں کی۔ انھوں نے وہ بات کی ہے جو عام آدمی کی تکلیف کی بات ہے۔ اس میں انھوں نے کسی کو سپورٹ یا اپوز نہیں کیا۔ یقین کریں کہ آپ بھی تو اسی صوبے کے رہنے والے ہیں۔ اب ہمارے پرانے ضلع میانوالی میں تحصیل عیسیٰ خیل میں کافی ایسی جگہیں ہیں جہاں پینے کا صاف پانی نہیں ملتا۔ انھوں نے راہ نمائی فرمائی ہے ان لوگوں کی جو پانی کے بغیر دور دراز کے علاقوں میں رہتے ہیں۔ پانی ایسی نعمت ہے کہ اس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا جس طرح انسان ہوا کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ سعید اکبر خان صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، تو میں یہی کہتا ہوں کہ خواجہ ریاض محمود صاحب نے میری بات کو سپورٹ کیا اس لحاظ سے کہ یہ ایک عام آدمی کی بات تھی۔ میں اس پر ان کا شکرگزار ہوں۔ اور میں چاہوں گا کہ لاءمنسٹر اور ڈیپارٹمنٹ کو ضرور ہدایت جائے گی اور وہ ضرور اس پر اقدامات کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شکریہ۔ سلہری صاحب! آپ بھی اسی بات پر بولنا چاہتے ہیں؟

جناب ارشد عمران سلہری، جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تو dispose of ہو چکی ہے اور انھوں نے جواب بھی دے دیا ہے۔ یہ آپ کے حلقہ کے متعلق ضرور تھی۔ لیکن سردار سعید اکبر خان بھکر سے آکر پیش کر رہے ہیں۔ آپ اپنے حلقے میں اچھے باخبر ہیں۔ سلہری صاحب! آپ کے حلقے کی بات ہے اور وہ بھکر سے آ رہی ہے یہ آپ کیا کرتے ہیں؟ آپ جواب سے مطمئن نہیں ہیں یا سوال سے؟

جناب ارشد عمران سلہری، میرے بھائی وزراء نے کہہ دیا ہے کہ یہ dispose of ہو چکی ہے۔ لیکن مجھے جواب سے اختلاف ہے کہ وہاں پر بخاری مارکیٹ میں وحدت کالونی میں ایک ٹیوب ویل لگا ہے۔ کل منسٹر صاحب سے میں نے بات کی ہے۔ اس کا پانی پینے کے قابل نہیں۔ اس کالونی کو بنے پچاس سال ہو گئے ہیں' آج سے پچاس سال پہلے پینے کے پانی کی جو پائپ لائن ڈالی گئی' وہ ناکارہ ہو چکی ہے۔ یہ

درست بات ہے کہ۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ٹھیک ہے۔ لاءمنسٹر صاحب اس بات پہ توجہ دیں۔ متعلقہ محکمے کو فرمائیں کہ یہ پتا کریں۔ علاقے کے ایم پی اے صاحب کو بھی ساتھ ملالیں تاکہ بات سامنے آجائے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ ایک تحریک التوا کار ایک specific معاملے کے متعلق تھی' اس کا میں نے جواب دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' وہ تو dispose of ہو گئی۔

وزیر قانون، میں نے اس کا جواب دیا۔ اب ایک اور کسی ٹیوب ویل کی بات یہاں پر چھیڑ دی جائے یا خواجہ صاحب پورے پنجاب کی بات لے کر بیٹھ جائیں۔ تو غیر متعلقہ بات کرنے سے مقصد کوئی نہیں ہے۔ یہ dispose of ہو چکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ تو dispose of ہو چکی ہے۔ جی ساہی صاحب۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)، جناب! اس بارے میں میری گزارش یہ ہے کہ جیسا کہ سلہری صاحب نے فرمایا کہ پانی کے بارے میں کل ان کی میرے ساتھ بات ہوئی تھی تو تحریک التوائے کار وحدت کالونی کے پانی کے بارے میں تھی۔ وحدت کالونی کے واٹر سپلائی سسٹم کی میرا محکمہ دیکھ بھال کرتا ہے لیکن خواجہ صاحب نے جو پورے پنجاب کی بات کی' یہ محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ڈیل کرتا ہے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خواجہ صاحب نے تو ویسے ہی باتیں کر دیں۔ چونکہ وہ کھلی کچہری لگاتے ہیں وہ دیکھتے ہیں کہ ان کے احکامات کا کیا حشر ہوتا ہے' اس لیے انھوں نے یہ باتیں کر دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، میری دوسری گزارش یہ ہے کہ سلہری صاحب نے جو بات کی ہے یہ بالکل درست ہے کہ وحدت کالونی کی واٹر سپلائی سکیم کا پائپ آج سے تقریباً 25/30 سال پہلے کا ہے اور وہ زنگ آلود ہو چکا ہے۔ میرے محکمے نے دو دفعہ اس کا اسٹیمیٹ بنا کر سیکرٹری آئی اینڈ سی کو بھیجا کہ اس کو اے ڈی پی میں شامل کریں۔ یہ تقریباً کوئی 57 لاکھ روپے کی سکیم بنتی تھی اور دونوں دفعہ وہاں سے انکار ہوا اور یہ سکیم اے ڈی پی میں شامل نہیں ہو سکی۔ یہ سکیم جب بھی اے ڈی پی میں شامل ہوگی اسی وقت ان شاء اللہ تعالیٰ یہ پائپ تبدیل کر دیا جائے گا۔ رہا سیور کا مسئلہ تو جیسے راجا

صاحب نے فرما دیا ہے کہ وہ سیور ہم نے درست کر دیا ہے اگر ٹینکی کی صفائی وغیرہ، جو میرے بھائی نے فرمایا، اگر اس میں کوئی کمی بیشی ہے، ویسے تو ہم ہر چھ ماہ کے بعد ٹینکیوں کی صفائی کرتے ہیں، اگر مزید صفائی درکار ہے تو ان شاء اللہ ہم ایک ہفتے تک اس کی صفائی کرا دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی، شکریہ۔ تحریک التوا نمبر 8 جناب سعید احمد خان منیس صاحب کی ہے۔

سردار محمد سرفراز، جناب! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی سردار صاحب۔

سردار محمد سرفراز، میری درخواست یہ ہے کہ پانی کا ذکر ہو رہا ہے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب! یہ بات تو ختم ہو گئی۔ dispose of ہو گئی۔ میں نے تو اگلا نمبر بول دیا ہے۔

سردار محمد سرفراز، بہرحال میں نے یہ عرض کرنی تھی کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ ہمارے علاقے میں سب سے زیادہ تکلیف ہے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اس کے لیے کوئی نئی تحریک لے آئیے یا ان سے بیٹھ کے بات کر لیجیے۔ جناب سعید احمد خان منیس صاحب۔

پنجاب میں ڈی اے پی کھاد کی قلت

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت گندم میں خود کفیل ہونے کے دعوے تو دھوم دھام سے کر رہی ہے لیکن یہ دھوکا اور فریب کے علاوہ کچھ نہیں۔ گندم کی فصل کا یہ جزو ڈی اے پی کھاد ہے جس کی مارکیٹ میں شدید کمی ہے۔ کاشت کار دہری پریشانی میں مبتلا ہیں۔ پہلی تو یہ کہ گندم کی کاشت شروع ہے اور ڈی اے پی کھاد نایاب ہے اور دوسری یہ کہ اگر کہیں سے بلیک میں ملتی بھی ہے تو جعلی ہوتی ہے۔ گندم کی کاشت کا وقت گزر رہا ہے۔ کاشت کار کو صرف سبز باغ دکھائے جا رہے ہیں۔ ڈی اے پی کھاد کی شدید کمی کی وجہ سے پورے بھر کے عوام بالعموم اور کاشت کاروں میں بالخصوص شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ صاحب اختیار لوگوں کی توجہ بار بار اس گمبھیر مسئلے کی طرف مبذول کروائی گئی لیکن یہ

مسئلہ سلجھنے کی بجائے الجھتا جا رہا ہے۔ کاشت کاروں میں شدید پریشانی پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی معطل کر کے اس پہ فوری بحث کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' لاءمنسٹر صاحب۔ یا ایگریکلچر منسٹر صاحب؟

وزیر زراعت(چودھری محمد اقبال) ، جناب سپیکر! I am sorry to say کہ اس کا جواب موصول نہیں ہو سکا۔ یہ ہمیں آج ہی ملی ہے تو آپ اس کو کل تک کے لیے پینڈنگ کرلیں۔ کل میں اس بارے میں بڑی تفصیل کے ساتھ عرض کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کو کل تک کے لیے پینڈنگ کرلیں؟

جناب سعید احمد خان منیس، جی' مجھے اس پر اعتراض تو نہیں ہے لیکن یہ اتنی اہمیت کی حامل ہے کہ میرے خیال میں معزز وزیر صاحب کو تو خود پتا ہونا چاہیے تھا۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' ان کو تو پتا ہوگا' وہ ذرا ان لوگوں کا پوائنٹ آف ویو سننا چاہتے ہیں جو اس کے ذمے دار ہیں۔ تو کل تک کے لیے پینڈنگ کر لیتے ہیں۔ چلیں ٹھیک ہے۔ چودھری اقبال صاحب! یہ پہلی بار سننے میں آ رہا ہے اور وہ فرما رہے ہیں کہ منسٹر صاحب کو خود بھی پتا ہونا چاہیے۔ پتا تو آپ کو ہے۔۔۔۔

وزیر زراعت، جناب والا! پتا تو مجھے سارا ہے۔ میں کوئی پیرس سے آیا ہوں؟ جناب والا! میں خود زمین دار ہوں۔ مجھے سارا پتا ہے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' انھوں نے سمجھا تھا کہ آج آپ جس حلیے میں آئے ہیں شاید پیرس سے ہی آئے ہیں۔

وزیر زراعت، نہیں جناب! ایسی کوئی بات نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، چلیں ٹھیک ہے جی' اتنا ریلیف دے دینا چاہیے کیوں کہ یہ صرف اسمبلی بزنس کے وزیر زراعت ہیں تو شاید ان کو نہ پتا ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی نہیں۔ ان کو پتا ہے آپ فکر نہ کریں اور یہ کہنے کی بات نہیں ہے۔ یہ بڑا اہم ایشو ہے۔ آج بھی اخبار میں آیا ہے آپ نے صبح پڑھا ہوگا کہ ڈی اے پی کھاد ویسے بھی ڈیڑھ دو سو روپیہ مہنگی بک رہی ہے۔ مہنگی بھی بکے اور وہ خالص بھی نہ ہو تو وہ اس ملک کی معیشت کے

ساتھ بہت زیادتی ہے۔ اس کو کل تک کے لیے ہم پینڈنگ کرتے ہیں۔ اگلی تحریک نمبر 9 بھی جناب سعید احمد خان منیس صاحب کی ہے۔

میو ہسپتال لاہور کے بچہ وارڈ میں سہولیات کا فقدان

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میو ہسپتال لاہور کے بچہ وارڈ میں سالانہ 90 ہزار بچے علاج معالجہ کی غرض سے آتے ہیں اور تقریباً 30/35 مریض بچوں کو روزانہ وارڈ میں داخل کیا جاتا ہے مگر قابل افسوس امر ہے کہ اتنے بڑے ہسپتال میں چیسٹ انفیکشن، نمونیا اور سانس کی دیگر بیماریوں میں مبتلا بچوں کے علاج کے لیے وہاں پر روشن دان موجود نہ ہیں جو کہ سانس کی تکلیف میں مبتلا بچوں کے لیے انتہائی ضروری ہے مگر روشن دانوں کی سہولت نہ ہونے کی وجہ سے ہزاروں ننھے منھے پھول بن کھلے مرجھا جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ بچہ وارڈ کی عمارت انتہائی بوسیدہ ہو چکی ہے جس سے کسی بھی لمحے کوئی بڑا سانحہ پیش آ سکتا ہے۔ ایک ایک بیڈ پر 4/4,5/5 بچوں/ مریضوں کا بیک وقت علاج کیا جا رہا ہے حتیٰ کہ خطرے کی حالت میں مبتلا بچوں کا بھی وہاں پر ہی علاج کیا جا رہا ہے۔ ایمبو بیگز بچوں کی ماؤں کے ہاتھوں میں دے دیے جاتے ہیں جو خود ہی بچوں کی منہ پر لگا کر انھیں آکسیجن مہیا کرتی ہیں۔ سفارشی اور بااثر خاندان کے بچوں کی صحیح دیکھ بھال کی جاتی ہے جب کہ غریب اور بے سہارا خاندان سے تعلق رکھنے والے بچے بنچ پر لیٹے ڈاکٹر کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔ بچہ وارڈ میں مریض بچوں کو درپیش مسائل کے بارے میں مورخہ 12 نومبر 1998ء کو "دی نیوز" نے اس شہ سرخی کے ساتھ اشاعت کی ہے

Child patients face miserable plight at Mayo Hospital.

مذکورہ خبر کی تفسیر پر پروفیسر آف پیڈیاٹرکس خود فرما رہے ہیں کہ بچہ وارڈ میں زیادہ تر سامان ناقابل استعمال ہو چکا ہے۔ روشن دان موجود نہ ہونے کی وجہ سے بچوں کا مناسب علاج نہیں ہو پا رہا۔ وارڈ کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ حکومت کو فنڈز اور روشن دان مہیا کرنے کے لیے متعدد بار لکھا ہے مگر تاحال کوئی عمل درآمد نہ ہوا ہے۔ "دی نیوز" میں بچہ وارڈ کی ناقص کارکردگی، ضروری سامان کی عدم دستیابی اور طبی سہولتوں کا فقدان کی تفصیل شائع ہونے سے حکومت کے اس دعوے کی قلعی

کھل گئی ہے کہ ہم نے شہریوں کو علاج معالجے کی سہولتیں بہم پہنچانے کا عزم کر رکھا ہے مگر حقیقت اس کے برعکس ہے۔ جس سے صوبے بھر کے عوام اور بالخصوص مریض بچوں کی لواحقین میں پریشانی' بے چینی اور اضطراب پایا جانے لگا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی وزیر صحت صاحب۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار رات کو بڑی دیر میں موصول ہوئی ہے تو میں آپ کے توسط سے قائد حزب اختلاف سے گزارش کروں گا کہ مجھے کل کا دن دے دیں' میں پرسوں ان شاء اللہ ان کو سارا تفصیلاً جواب دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کل تک کے لیے؟

وزیر صحت، جناب! پرسوں تک۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ اسے پرسوں تک کے لیے پینڈنگ کر دیتے ہیں۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

رکن اسمبلی کا حلف

جناب ڈپٹی سپیکر، ملک محمد اسلم اعوان صاحب ہمارے نئے منتخب ممبر ہیں۔ وہ یہاں تشریف لائیں اور حلف لیں۔

(اس مرحلے پر ملک محمد اسلم اعوان' منتخب رکن' حلقہ نمبر پی پی 172 لودھراں'
سے جناب ڈپٹی سپیکر نے حلف لیا)

وزیر آب پاشی (چودھری محمد اقبال)۔ جناب سپیکر! ملک محمد اسلم اعوان کے منتخب ہو کر اس ہاؤس میں آنے پر میں ان کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ یہ ہمارے پرانے ساتھی ملک طیب اعوان صاحب کے صاحب زادے ہیں اور محترم بڑے بھائی ملک طیب اعوان صاحب نے جو روایات اس ہاؤس کے اندر چھوڑی ہیں اور جس طریقے سے ان کا ہمارے ساتھ ساتھ رہا ہے۔ وہ نہایت ہی قابل ستائش ہے۔ اس طرح یہ رشتے کے اعتبار سے ہمارے بھتیجے ہیں۔ میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے بہت مبارک باد اپنی طرف سے اور اپنے تمام ساتھیوں کی طرف سے ان کو پیش کرتا ہوں اور انھیں یہ

بھی گزارش کروں گا کہ یہ اپنے والد محترم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اسی طرح اپنی پارٹی کا اور ساتھیوں کا احترام کریں گے اور جو روایت ان کے والد نے چھوڑی ہے اسے برقرار رکھیں گے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں بھی ملک محمد اسلم اعوان کو صوبائی اسمبلی کا رکن منتخب ہونے اور آج حلف اٹھانے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ میرے تو یہ ویسے بھی ہمسائے بھی ہیں اور ہمارے پرانے ساتھی طیب خان اعوان صاحب مرحوم (اللہ تعالیٰ انھیں جنت میں جگہ عطا فرمائے) کے فرزند ارجمند ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی ہاؤس میں جو contributions تھیں۔ وہ بھی ماشاء اللہ بہت اچھی تھیں اور ہر دور میں جب بھی وہ منتخب ہو کر آئے انھوں نے یہاں contribute کیا اور بہت اچھے طریقے سے کیا۔ میں یہ چاہوں گا اور میری خواہش ہے بلکہ میں ان سے درخواست کروں گا کہ یہ بھی اپنے والد محترم کی ان روایات کو قائم رکھتے ہوئے اپنی contributions انھی کے انداز میں، جس انداز سے وہ ایک کاشت کار، ایک بھائی اور ایک پارٹی کے معزز رکن کے ناتے کیا کرتے تھے۔ یہ ان روایات کو قائم رکھیں گے اور ان کو آگے بڑھائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، شکریہ۔ اصل میں ملک صاحب پنجاب اسمبلی میں بڑا سرمایہ تھے۔ مجھے یاد آتا ہے کہ چودھری اقبال صاحب کی بیٹی کی شادی پر میں بہاولپور گیا تو رات ملک صاحب میرے پاس کمرے میں آئے اور جیسے ان کا خاص انداز تھا، بڑے پیار سے ملنے کے بعد کہنے لگے، آپ صبح لودھراں میرے پاس آئیں۔ تو میں نے بتایا کہ ملک صاحب، میرے بڑے بھائی بہت زیادہ بیمار ہیں، مجھے واپس جانا پڑے گا۔ اتفاق کی بات ہے کہ چند لمحوں کے بعد فون بھی چلا گیا کہ واپس آ جاؤ۔ تو مجھے ان کی ایک بات یاد ہے کہ وہ مجھے کہنے لگے کہ بھائی مجھے لگتا یوں ہے کہ آج کے بعد شاید ہم نہ مل سکیں۔ یہ آپ کے بھتیجے ہیں، ان کا خیال رکھنا۔ میں بڑا حیران ہوا اور میں نے کہا کہ ملک صاحب، آپ کیا بات کر رہے ہیں؟ مجھے اکیلے میں کہتے ہیں کہ سردار صاحب پتا نہیں مجھے یوں لگ رہا ہے کہ جیسے میں آپ کو آخری بار مل رہا ہوں۔ تو یہ اتفاق ہے کہ اس کے بعد وہ مجھے نہیں مل سکے۔

ہم آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں اور توقع رکھتے ہیں کہ آپ اپنے والد محترم کی ان خوبیوں کو

مزید جلاء بخشیں گے کہ جن کے وہ حامل تھے۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون، امتناع تمباکو نوشی، پنجاب مصدرہ 1998ء کا پیش کیا جانا

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ جناب ایس اے حمید مسودہ قانون پیش کرنے کی اجازت کے لیے اپنی تحریک پیش کریں گے۔

جناب ایس اے حمید: شکریہ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"مسودہ قانون امتناع تمباکو نوشی پنجاب مصدرہ 1998ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

"مسودہ قانون امتناع تمباکو نوشی پنجاب مصدرہ 1998ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ،

"مسودہ قانون امتناع تمباکو نوشی پنجاب مصدرہ 1998ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے"۔

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ایس اے حمید، مسودہ قانون پیش کریں۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! میں،

"مسودہ قانون امتناع تمباکو نوشی پنجاب مصدرہ 1998ء" پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مسودہ قانون امتناع تمباکو نوشی پنجاب مصدرہ 1998ء پیش کر دیا گیا ہے۔ یہ مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔ جو اپنی رپورٹ 31 دسمبر 1998ء کو ایوان میں پیش کرے گی۔

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

لاہور تا گوجرانوالہ اور کھاریاں تا راولپنڈی ہائی وے کی ہنگامی بنیاد پر مرمت

جناب ڈپٹی سپیکر، اب مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں ہیں۔ پہلی قرارداد جناب ایس اے حمید صاحب کی ہے۔ وہ پیش کریں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر!

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ ٹریفک کی سہولت کے لیے لاہور تا گوجرانوالہ اور کھاریاں تا راولپنڈی ہائی وے ہنگامی بنیاد پر مرمت کی جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ ٹریفک کی سہولت کے لیے لاہور تا گوجرانوالہ اور کھاریاں تا راولپنڈی ہائی وے ہنگامی بنیاد پر مرمت کی جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ ٹریفک کی سہولت کے لیے لاہور تا گوجرانوالہ اور کھاریاں تا راولپنڈی ہائی وے ہنگامی بنیاد پر مرمت کی جائے"۔

(قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلی قرار داد مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، حاجی غلام رسول خان شادی خیل، حاجی محمود خان کھچی، چودھری محمد صفدر شاکر، سید ذی شان الہیٰ شاہ، چودھری سعید اقبال، چودھری لیاقت علی خان، سید مسعود عالم شاہ،

جناب سعید اکبر خان، سردار رفیق حیدر لغاری، راجہ محمد خالد خان، حاجی محمد نواز خان کلیار، الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، ملک ممتاز احمد خان بھچر، پیر احمد شاہ کھگہ، ملک محمد حنیف اعوان، حاجی امداد حسین، سردار محمد امان اللہ خان دریشک، دیوان عظمت سید محمد چشتی، میاں عبدالستار، ملک رشید احمد خان، جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، ملک سرفراز حسین کھوکھر، رانا ثناء اللہ خان، جناب سعید احمد چودھری، خواجہ محمد اسلام، جناب ایس اے حمید، چودھری نذیر احمد، حاجی محمد شریف، چودھری سلطان محمود گوندل، سید علی عباس بخاری، جناب منیر احمد ملک، ملک ذوالقرنین ڈوگر، ملک غلام مرتضیٰ بیتلا، جناب سعید احمد خان منیس، میاں عبدالحمید، جناب طارق جاوید المعروف طارق حاکم علی، جناب عثمان ابراہیم، جناب ضیاء الدین چودھری، جناب سعیدالحق ڈوگر، حاجی محمد اشرف کلیار، جناب عبدالرحمن گجر، الحاج سردار غلام احمد خان گاڈی، جناب تصور علی خان، مہر محمد نواز خان بھروانہ، حاجی مہر محمد حیات جپہ، حاجی عبدالرزاق، جناب عبدالرؤف مغل، رانا غلام قادر خان المعروف منے خان، ملک احمد علی اولکھ، حاجی احمد نواز ترگڑ، حاجی غلام ربانی، انجینئر ظفر اقبال ملک، حاجی غلام صابر انصاری، جناب اقبال احمد خان ایڈووکیٹ، مہر اللہ دیوایا تھنڈ، حاجی مقصود احمد بٹ، چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب محمد افضل خان، سردار منصب علی ڈوگر، حاجی ملک عمر فاروق، جناب عامر سلطان چیمہ، سردار محمد سرفراز خان، سردار طفیل احمد خان، جناب محمد اکرم چودھری، رائے حسن نواز خان اور سردار سعید انور اراکین اسمبلی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی یا دیگر کوئی محرک اسے پیش کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! وہ یہاں تشریف نہیں رکھتے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اسے move کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

ربوہ شہر کے نام کی تبدیلی

جناب سعید احمد خان منیس،

"اس ایوان کی رائے ہے کہ ربوہ شہر کا نام تبدیل کر کے کاغذات مال کے مطابق چک ڈھگیاں یا کوئی اور نام رکھا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ،

اس ایوان کی رائے ہے کہ ربوہ شہر کا نام تبدیل کر کے کاغذات مال کے مطابق چک ڈھگیاں یا کوئی اور نام رکھا جائے۔"

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)، جناب سپیکر! میں اس بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ oppose کرتے ہیں؟

وزیر مال، نہیں' میں اسے oppose نہیں کرتا' بلکہ اس سلسلے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یا تو منسٹر صاحب اس کو oppose کریں یا اس کے ساتھ agree کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ میں ان سے بات کرتا ہوں۔ جی' منسٹر صاحب! یا تو آپ oppose کریں' یا خاموش رہیں' یا وہ بات کریں گے تو ان کی بات کا آپ جواب دے دیں۔ کیونکہ اگر آپ اس کو oppose نہیں کریں گے تو پھر اس پر بحث نہیں ہو گی۔

وزیر مال، جناب سپیکر! میں oppose نہیں کرتا۔ لیکن میں اس میں اپنی رائے دینا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' رائے کی تو کوئی provision نہیں۔ یا تو آپ oppose کر لیں اور پھر اس میں اپنی رائے دے دیں۔ صرف رائے کی کوئی provision نہیں۔

وزیر مال، نہیں' میں oppose نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پھر اس کا ساتھ دیں۔

آوازیں، آپ oppose کریں یا بیٹھ جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' تشریف رکھیں۔

وزیر مال، نہیں' میں oppose نہیں کرتا اور نہ ہی میں oppose کرنے کے حق میں ہوں' کیوں کہ یہ ماضی میں بھی آتا رہا ہے' وقفہ سوالات میں بھی آتا رہا ہے۔ قرار داد کی صورت میں بھی یہ بات آتی رہی ہے۔ اس کی جو back ground تھی وہ میں کہنا چاہتا تھا۔ میں oppose کرنے کے حق میں نہیں ہوں۔ اگر ممبران کی اکثریت یہ چاہتی ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ریونیو منسٹر صاحب! اس کے تو رولز دو اور دو چار کے ہیں۔ ایک قرار داد پیش

ہوئی۔ اگر تو اس کو کوئی منسٹر یا کوئی رکن oppose نہیں کرے گا تو وہ اس پر اپنی رائے نہیں دے سکتا۔ اس کا مطلب ہے کہ جب سوال ہو گا تو اس پر "ہاں" یا "نہ" کا پھر پتا چل جائے گا۔ اب چونکہ یہ رولز کے تحت نہیں ہے' اس لیے میرے خیال میں آپ نہ ہی رائے دیں۔

یہ قرار داد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"اس ایوان کی رائے ہے کہ ربوہ شہر کا نام تبدیل کر کے کاغذات مال کے مطابق چک ڈھگیاں یا کوئی اور نام رکھا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی)

وزیر مال: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر کہنا چاہتا ہوں کہ قرار داد تو منظور ہو چکی ہے۔ میں اس میں تھوڑی سی' amendment کہہ لیں یا تجویز کہہ لیں وہ عرض کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، منظور ہونے کے بعد؟

وزیر مال، جی ہاں۔

آوازیں: اب بات ختم ہو گئی ہے۔

وزیر مال: بات ہو چکی ہے۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، اچھا' ان کو ایک بات کرنے دیں۔ وہ قرار داد تو منظور ہو گئی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ آپ جو حکم فرمائیں گے وہ سر آنکھوں پر۔ لیکن آپ ہمیشہ یہ رولنگ دیتے ہیں کہ جو مسئلہ اس وقت زیر بحث نہیں ہے اس پر بات نہیں ہو سکتی۔ تو یہ مسئلہ اس وقت زیر بحث نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مجھے سننے تو دیں کہ وہ کیا کہتے ہیں؟

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! یہ جو بات کرنا چاہتے تھے یہ amendment لے آتے اور کہتے کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس طرح یہ amend کر لیں۔ ہم اس کو منظور کر لیتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب! وہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔ مجھے سننے تو دیں کہ وہ کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

جناب سعید اکبر خان، وہ کہہ رہے ہیں کہ میں اسی واقعے کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مجھے سننے تو دیں۔ اگر وہ valid نہیں ہو گا تو وہ rule out ہو جائے گا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! اصل بات یہ ہے کہ اندر سے یہ اس کو oppose کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ہاؤس کو face نہیں کر سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب! اگر پوائنٹ آف آرڈر valid نہ ہوا تو ہم اس کو rule out کر دیں گے۔ سننے تو دیں، شاید کوئی اور بات کرنا چاہتے ہوں؛ جی، ریونیو منسٹر صاحب! آپ کیا بات کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر مال، جناب سپیکر! میں ریفرنس نہیں دینا چاہتا کہ میں کیا بات کرنا چاہتا ہوں یا oppose الحمد للہ میں مسلمان ہوں اور ایسی بات نہیں۔ لیکن جو حقائق ہیں میں ان کی بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر یہ کہنا چاہتا تھا کہ اس کے نئے نام کے لیے ایک کمیٹی بنا دی جائے، جیسا کہ ایک قرار داد منظور ہو چکی ہے اور سارے ہاؤس نے اس کو متفقہ طور پر منظور کیا ہے اور ظاہر ہے کہ حکومت بھی سب کی رائے کا احترام کرتی ہے۔ اس کے نام کو تجویز کرنے کے لیے ایک کمیٹی بنا دیں۔ربوہ کا نام تبدیل کرنے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دے دی جائے تاکہ وہ نیا نام تجویز کر سکے۔ کیوں کہ چک ڈھگیاں بھی کوئی اتنا اچھا نام نہیں ہے۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے اور قرار داد میں بھی کہا گیا ہے کہ چک ڈھگیاں یا کوئی اور نام۔ تو اس طرح ایک کمیٹی تشکیل دے دی جائے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، ایک منٹ ذرا سردار صاحب کی بات سن لیں۔ جی، سردار صاحب!

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! اس قرار داد میں ایک نام تو تجویز شدہ ہے۔ محرک نے یہ بھی گزارش کی ہے کہ کوئی اور نام۔ ہمیں منسٹر ریونیو پر پورا اعتماد ہے۔ یہ محکمے کی طرف سے یا اپنے طور پر اس کا جو بھی نام تجویز کریں گے ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس میں کمیٹی بنانے کی تو کوئی ضرورت ہی نہیں۔ ہمیں انھی پر یقین ہے کہ یہ اس کا جو بھی نام تجویز کریں گے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ محکمہ جو بھی نام تجویز کر دے۔ ایک تو نام پہلے ہی تجویز ہو چکا ہے کہ محکمہ مال میں یہ اس کا پرانا نام تھا۔ پھر اس کو تبدیل کیا گیا۔ اب جو بھی نام محکمہ یا شوکت داؤد صاحب تجویز کریں گے ہمیں اس پر کوئی اعتراض ہی نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس میں چونکہ انھوں نے یہ provision رکھی ہے کہ یہ نام یا کوئی اور۔

جناب سعید اکبر خان، اس میں میرا نام ہے۔ اس قرار داد میں جہاں sign ہیں اس میں میرا نام ہے۔ میں اپنی طرف سے یہ کہتا ہوں کہ ہمیں کمیٹی بنانے کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاؤس سے یہ پوچھ لیتے ہیں۔ کیا ہاؤس اس بات پر متفق ہے جیسے سردار صاحب نے کہا ہے کہ محکمہ کوئی اور اس سے اچھا نام اس کی نظر میں ہو وہ رکھنا چاہے تو ان کو اجازت ہے؟

چودھری محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس کا نام مصطفیٰ آباد رکھا جائے تاکہ آپ اور ہم اور یہ اسمبلی روز محشر کو ان کے دربار میں سرخرو ہوسکیں۔ اس سے اچھا نام اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' ایس اے حمید صاحب! کیا فرماتے ہیں؟

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! اس قرارداد کے متن میں واضح سکوپ موجود ہے کہ یہ نام یا کوئی اور نام رکھا جائے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ چونکہ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب اس کے main mover ہیں وہ ساتھ بیٹھیں اور دو چار اور آدمی لے کر اس کا نام رکھ دیں گے۔ یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ مصطفیٰ آباد بڑا خوبصورت نام ہے اس پر کسی کو اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بات یہ ہے کہ کافی سارے محرکین میں سے ایک محرک نے یہ بات کہی کہ چونکہ اس میں سکوپ موجود ہے اور ہم یہ بات ریونیو منسٹر اور محکمے پر چھوڑتے ہیں کہ اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے زیادہ اور کوئی خوبصورت نام ہے وہ اس کو تجویز کر کے رکھ لیں گے۔ تو کیا ہاؤس کا اس سلسلے میں اتفاق ہے کہ یہ ریونیو منسٹر اور محکمے سے کہہ دیا جائے؟

جناب ایس۔ اے حمید، جناب والا! یہ ریزولیوشن ایوان کی پراپرٹی ہے' یہ منسٹر کی پراپرٹی نہیں ہے یہ ڈیپارٹمنٹ کی پراپرٹی نہیں ہے۔

ڈپٹی سپیکر، میں نے جو بات کی ہے وہ محرکین میں سے ایک نے کی ہے۔

جناب ایس۔اے۔ حمید، جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔ اس میں یہ تو ہو سکتا ہے کہ آپ محرکین میں سے ایک کمیٹی بنائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ کمیٹی کو چھوڑیں جی۔ اس میں کمیٹی بنانے کی ضرورت ہی نہیں۔ شیخ

صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں۔ جو دوست اس میں زیادہ interested ہیں وہ وزیر مال کے پاس چلے جائیں اور وہ اس کا نام تجویز کر لیں۔

جناب ایس۔اے۔حمید: ٹھیک ہے جی۔ ہم ان کے ساتھ میٹنگ کر کے اس کا نام رکھ لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کمیٹی کی کیا ضرورت ہے؟ اس کا مطلب ہے کہ آپ اس کو delay کریں گے' اس پر اتنے زیادہ اخراجات اٹھیں گے۔ اس کا کیا فائدہ ہو گا؟

جناب محمد افضل خان: جناب سپیکر! اس مسئلے میں میری رائے یہ ہے کہ ایک۔۔۔۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب سپیکر! میرے خیال میں اس کا نام مصطفیٰ آباد رکھ دیا جائے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں ہاؤس سے پوچھ کر یہ بات کر رہا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ ذرا غور فرمائیے میں نے ہاؤس سے یہ سوال تین بار کیا ہے جس میں شیخ صاحب نے ایک بات کی جس کا میں نے یہی حل نکالا ہے کہ محرکین میں سے جو دوست دل چسپی رکھتے ہیں وہ وزیر مال کے ساتھ بیٹھ جائیں اور وہ جو خوبصورت نام تجویز کریں گے اس کو مان لیا جائے۔ ہاؤس نے اس کی اجازت دے دی ہے۔

جناب محمد افضل خان: جناب والا! اس سلسلے میں میری رائے یہ ہے کہ ایک علاقے کا نام رکھا جا رہا ہے تو اس علاقے کے نمائندے اور۔۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! سب بیٹھیں۔ میں نے تو دعوت عام دی ہے کہ جو دوست اس میں دلچسپی رکھتے ہیں وہ ریونیو منسٹر کے ساتھ بیٹھ جائیں اور اس کا نام تجویز کر لیں۔

اگلی قرارداد ملک ریاض صاحب کی ہے۔ ملک ریاض صاحب۔۔۔۔۔۔(ایوان میں موجود نہ تھے)۔

اگلی قرارداد مولوی محمد سلطان عالم انصاری صاحب کی ہے۔۔۔۔(ایوان میں موجود نہ تھے)۔

آج کی کارروائی مکمل ہوئی۔ ہاؤس کل صبح ساڑھے نو بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس)

بدھ' 18۔ نومبر 1998ء

(چہار شنبہ' 28۔ رجب المرجب 1419ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 10 بجے زیر صدارت جناب سپیکر چودھری پرویز الٰہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ
لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۝ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَ
يُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۝
وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

سورۃ بنی اسرائیل آیات 8 تا 10

امید ہے کہ تمہارا پروردگار تم پر رحم کرے اور اگر تم پھر وہی (حرکتیں) کرو گے تو ہم بھی وہی (پہلا سلوک) کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لیے قید خانہ بنا رکھا ہے ٥ یہ قرآن وہ رستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور مومنوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ اُن کے لیے اجر عظیم ہے ٥ اور یہ بھی (بتاتا ہے) کہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اُن کے لیے ہم نے دکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے ٥

وما علینا الا البلاغ٥

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ جنگلات و ماہی پروری)

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے آج محکمہ جنگلات و ماہی پروری کے محکمے کے سوالات ہیں۔ پہلا سوال جناب شاہد محمود بٹ صاحب کا ہے ۔جی بٹ صاحب۔

جناب شاہد محمود بٹ: سوال نمبر 1648۔

گوجرانوالہ ڈویژن میں فش فارمنگ کے لیے فراہم کردہ قرضہ جات کی تفصیل

*1648۔**جناب شاہد محمود بٹ:** کیا وزیر جنگلات و ماہی پروری ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 1993ء سے آج تک گوجرانوالہ ڈویژن میں فش فارم کے لیے کن کن افراد نے کتنا کتنا قرضہ حاصل کیا ہے۔

(ب) محکمہ ماہی پروری کے علاوہ اور کون سے محکمہ جات نے کن کن افراد کو فش فارمز کے لیے قرضہ دیا ہوا ہے۔ نیز گوجرانوالہ ڈویژن میں جن افراد نے فش فارم کے لیے جن محکمہ جات سے قرضہ حاصل کیا ہے کیا وہ اس قرضے کی ادائیگی اقساط میں شیڈول کے مطابق ادا کر رہے ہیں۔

(ج) محکمہ ماہی پروری لحمیات کی کمی پر قابو پانے کے لیے اور فش فارم کے فروغ اور عام لوگوں کے لیے کورسز کروانے کا ارادہ رکھتا ہے اگر ہے تو کب تک؟

وزیر جنگلات و ماہی پروری (ملک سلیم اقبال):

(الف) فش فارمنگ کے لیے محکمہ ماہی پروری پنجاب کوئی قرضہ وغیرہ نہیں دیتا۔

(ب) فش فارمنگ کے لیے زرعی ترقیاتی بنک و سمال انڈسٹریز کارپوریشن وغیرہ قرضہ جات دیتے ہیں۔ ان اداروں کی طرف سے اب تک دیئے گئے قرضہ جات کی تفصیل محکمہ ماہی پروری کے پاس نہ ہے۔

(ج) محکمہ ماہی پروری فش فارمنگ کے فروغ کے لیے مچھلی کے کاشت کاروں کے تربیتی کورسز کا انعقاد محکمہ کے زیر انتظام چلنے والے تینوں تربیتی مراکز لاہور، راولپنڈی اور بہاول پور سے باقاعدگی سے کر رہا ہے۔ ہر سہ ماہی میں ایک ٹریننگ کورس کروایا جاتا ہے جو کہ ایک

ہفتہ کا ہوتا ہے۔ کورس کے انعقاد سے قبل اس کی قومی اخبارات میں باقاعدہ تشہیر کی جاتی ہے تا کہ زیادہ سے زیادہ ماہی پرور حضرات کی شرکت کو یقینی بنایا جائے۔ اگلا تربیتی کورس ان شاء اللہ جولائی سے ستمبر 1998ء کی سہ ماہی میں ہو گا۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 1997ء سے لے کر جون 1998ء تک جن فش فارمرز نے ٹریننگ لی ہے ان کے نام بتائے جائیں اور کیا ان لوگوں نے ٹریننگ لینے کے بعد پروٹین کی کمی کو پورا کرنے کے لیے کوئی فش فارمز بنائے ہیں اور کیا محکمے نے جا کر physically verify کیا ہے کہ انھوں نے واقعی بنائے ہیں؟

جناب سپیکر، آپ اپنے سوال کو علیحدہ علیحدہ کر دیں۔ آپ نے ایک ہی سوال میں تین سوال کیے ہیں۔ آپ باری باری تین ضمنی سوال کر لیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر، تو آپ پہلے کون سا سوال پوچھنا چاہیں گے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ جون 1997ء سے جون 1998ء تک جو چار سہ ماہیاں بنتی ہیں ان کے دوران کتنے افراد نے ٹریننگ لی اور ان کے نام بتائے جائیں؟

جناب سپیکر، جی۔ کتنے فش فارمرز نے ٹریننگ لی۔

وزیر جنگلات و ماہی پروری، جناب والا! میرے پاس ناموں کی لسٹ تو نہیں ہے اور نہ ہی انھوں نے اپنے main question میں ناموں کی فہرست پوچھی ہے۔ انھوں نے صرف یہی پوچھا ہے کہ کیا آپ اس قسم کے کورسز کا انعقاد کرتے ہیں یا نہیں کرتے؟ تو ہم ان کا انعقاد کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، نام کا بتانا تو واقعی مشکل ہے۔ لیکن کیا کوئی جنرل سی تعداد آپ کے علم میں ہے۔

وزیر جنگلات و ماہی پروری، جناب والا! 1997ء سے 1998ء تک کوئی 1150 افراد کو ٹریننگ دی جا چکی ہے۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ fresh question کا تعین کرنا جناب سپیکر کا کام ہے یا وزیر صاحب کا؟

جناب سپیکر، نہیں۔ وہ تو سپیکر ہی نے کرنا ہوتا ہے۔ لیکن اس کی درخواست تو کی جا سکتی ہے۔ جی بٹ صاحب۔ اس کی تعداد آ گئی ہے اور نام کے لیے تو واقعی fresh question کی ضرورت ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جن 1150 افراد نے ٹریننگ لی ہے کیا ان میں سے کسی کے نام بتائے جا سکتے ہیں جنھوں نے فش فارم بنائے ہوں اور محکمے نے جا کر ان کی physically مدد کی ہو؟ ان 1150 آدمیوں نے جو ٹریننگ لی ہے' تو ٹریننگ کا مقصد یہی ہے کہ جو ہمارا main object پروٹین کا ہے وہ پورا ہو اور اس کے لیے فش فارم بنائے جائیں کیا ان لوگوں میں سے کسی نے فش فارم بنائے ہیں اور کیا محکمے نے کوئی visit کیا ہے؟

وزیر جنگلات و ماہی پروری، فش فارمز پر باقاعدگی سے visit کیا جاتا ہے۔ ان کو اس ٹریننگ کے علاوہ بھی تکنیکی معاونت دی جاتی ہے۔ ان کے فارم پر پہنچ کر ان کی زمین کا تجزیہ کیا جاتا ہے' مٹی کا تجزیہ کیا جاتا ہے اور یہ بھی تعین کیا جاتا ہے کہ ایسی جگہ پر فش فارم نہ بنایا جائے جہاں زمین دریا بُرد ہو سکتی ہو۔ ہمارا محکمہ ہمہ وقت فارمرز کی دہلیز پر موجود رہتا ہے۔

جناب سپیکر، جی بٹ صاحب!

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میں نے یہ پوچھا ہے کہ جو محکمے نے فزیکل visit کیے ہیں ان کا کوئی tentative programme بتایا جائے کہ ان تاریخوں پر محکمے نے فلاں فلاں لوگوں کے فش فارمز پر visits اور ان کو فش فارم بنانے میں مدد دی ہے۔ یہ تو ایک روٹین کی بات ہے کہ محکمہ اس کی پروموشن کے لیے یہ کام کرتا ہے۔ محکمہ ان کو ٹریننگ دیتا ہے۔

جناب سپیکر، آپ اس کا طریق کار پوچھنا چاہتے ہیں کہ مہینے میں کتنی دفعہ visit ہوتا ہے یا کوئی ایسے رولز بنے ہوئے ہیں کہ انھوں نے اتنے وقفے کے بعد وہاں جا کر چیک کرنا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، یہ صرف لاہور سنٹر سے جو ٹریننگ لے کر گئے ہیں ان کے فش فارمز کو کتنی دفعہ visit کیا گیا ہے۔

وزیر جنگلات و ماہی پروری، ایسے کوئی رولز نہیں کہ ایک مہینے میں محکمے کے لیے فش فارم کا اتنی دفعہ visit کرنا ضروری ہوتا ہے۔ بعض اوقات فارمر خود محکمے کے دفتر میں آ جاتا ہے اور جو ضروری بات وہ پوچھنی چاہے وہ وہاں پہ بتا دی جاتی ہے۔ محکمہ کو ہدایات ہیں کہ فارمرز کو وقتاً فوقتاً visit کر کے

ان کی جو بھی تکالیف ہوں یا جو بھی انھیں technical knowhow چاہیے وہ ان تک پہنچائی جائے۔

جناب سپیکر، یہی وہ کہہ رہے ہیں کہ کیا محکمے کی طرف سے کوئی ایسی بات ہے کہ وہ جا کر چیک کرتے ہیں یا visit کرتے ہیں؟

وزیر جنگلات و ماہی پروری، لسٹ تو میں ان کو مہیا کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر، وہ لاہور ڈویژن کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔

وزیر جنگلات و ماہی پروری، سوال گوجرانوالہ ڈویژن کے بارے میں ہے۔

جناب سپیکر، انھوں نے تین سنٹرز کے حوالے سے پوچھا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، میں سوال دہرا دیتا ہوں۔ انھوں نے تین تربیتی مراکز لاہور، گوجرانوالہ اور بہاول پور لکھے ہیں جو کہ ٹریننگ دے رہے ہیں۔ میں ان تینوں میں سے ایک کی بات کرتا ہوں کہ مجھے لاہور کے تربیتی مرکز سے جن لوگوں نے فارمز کے لیے ٹریننگ لی ہے کسی افسر کا نام بتا دیا جائے اور کسی ایک تور کے بارے میں بتا دیا جائے کہ اس نے موقع پر جا کر انسپکشن کی ہے۔ ٹریننگ لینے کا مقصد تو کلیئر ہو جائے۔

وزیر جنگلات و ماہی پروری، جناب والا! ہر ماہ ہمارا اسسٹنٹ ڈائرکٹر فشریز جو کہ ضلع کا سربراہ ہوتا ہے وہ visit کرتا رہتا ہے اور ایک نام انھوں نے عباس کاظم کا پوچھا ہے۔ حال ہی میں ڈی جی نے خود جا کر اس فارم کا معائنہ کیا ہے۔

جناب سپیکر، انھوں نے نام نہیں پوچھا۔ انھوں نے تو یہ پوچھا ہے کہ لاہور ڈویژن میں کوئی ایک نام بتا دیں کہ جس افسر نے کسی ایک فش فارم کو visit کیا ہو؟

جناب شاہد محمود بٹ، میرا سوال پوچھنے کا مقصد بھی یہ ہے کہ ہماری حکومت ہر چیز پر کنٹرول کرنے کے لیے محنت کر رہی ہے۔ اب فش فارم کے بارے میں پوچھنے کا میرا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ ہم گوشت کی اتنی زیادہ مہنگائی کو کنٹرول کریں۔ فش فارمر کو پروموٹ کریں تاکہ ہماری پروٹین کی کمی پوری ہو۔ یہ white meat ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارا فشریز کا اتنا بڑا محکمہ ہے لیکن اس کے افسروں نے اپنے دفتروں سے نکل کر کتنی دفعہ ان فش فارمرز کو کہ جنھوں نے ٹریننگ لی ہے، عملی طور پر visit کیا ہے۔ کوئی دو تین چار جگہیں بتا دیں کہ ان فارمز پر یہ گئے ہیں اور ان لوگوں نے کہ

بتا دیں۔ اور پانچ فارمز کے نام بتا دیں کہ جن کو ان کے محکمہ کے افسروں نے visit کیا ہے۔

وزیر جنگلات و ماہی پروری، جناب! میں ان کو پانچ نام بھی بتا دوں گا، اگر یہ اجلاس کے بعد میرے پاس تشریف لے آئیں۔ میرے پاس اس وقت لسٹ موجود نہیں کہ کن کن فارمز پہ کس کس نے visit کیا ہے۔ ڈی جی نے کاظم عباس کا فارم خود اس مہینے کی سات تاریخ کو visit کیا ہے۔

جناب سپیکر: یہ کاظم عباس فارم کہاں ہے؟

وزیر جنگلات و ماہی پروری: یہ لاہور میں ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! میرا ضمنی سوال ہے۔ پہلے تو میں یہ عرض کروں گا کہ ملک صاحب میرے نہایت ہی محترم بزرگ ہیں۔ میں نے فش فارم بنایا ہوا ہے۔ پچھلے ڈیڑھ سال سے محکمے کے کسی افسر نے visit نہیں کیا۔ میں نے کئی دفعہ کہا بھی ہے۔ یہ جو تربیتی کورس کراتے ہیں ان کے بارے میں میں پوچھنا چاہوں گا کہ ان تربیتی مراکز میں فارمرز کو کیا تربیت دی جاتی ہے؟

جناب سپیکر، منسٹر صاحب! آپ مختصراً بتا دیں کہ ان میں کیا تربیت دی جاتی ہے۔

وزیر جنگلات و ماہی پروری: جناب سپیکر! ان مراکز میں ان کو یہ تربیت دی جاتی ہے کہ جس زمین پر وہ فارم بنانا چاہتے ہیں پہلے اس مٹی کا ریسرچ انسٹی ٹیوٹ مناواں سے تجزیہ کرائیں۔ اس کے بعد ان کو یہ ٹریننگ دی جاتی ہے کہ ایسی جگہ پہ فارم نہ بنائیں کہ جو زمین دریا کے قریب ہو اور دریا بُرد ہوسکتی ہو اور فلڈ سے ان کی فصل خراب ہوسکتی ہو۔ ان کو یہ تربیت بھی دی جاتی ہے کہ وہاں پر ان کو فیڈ کیسے دی جاتی ہے اور کس کس وقت میں دی جاتی ہے۔ ان کو یہ بھی تربیت دی جاتی ہے کہ فش فارم کو بچانے کے لیے کیا کیا تدابیر کی جا سکتی ہیں؟

جناب سپیکر: اب دوسرا سوال کیا ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ آج سے پہلے جو بھی کورس ہوا ہے اس میں کل کتنے آدمیوں نے شرکت کی؟

وزیر جنگلات و ماہی پروری، جناب سپیکر! جس کورس کا انعقاد محکمہ نے کیا ہے یہ بالکل مفت ہوتا ہے۔ کسی سے کوئی فیس نہیں لی جاتی اور بذریعہ اشتہار یہ دعوت دی جاتی ہے کہ جو بھی فارمر آئے وہ ٹریننگ لے سکتا ہے۔ اس وقت پوری تعداد کی فہرست میرے پاس نہیں۔

جناب سپیکر، اندازاً کسی ایک کورس کے بارے میں کہ وہاں اتنے فارمرز نے ٹریننگ لی۔

وزیر جنگلات و ماہی پروری، جناب سپیکر! کسی وقت سو آدمی آ جاتے ہیں' کسی وقت پچاس آدمی آ جاتے ہیں' تین بھی آ جاتے ہیں۔ ہم اس بات کو بھی یقینی بناتے ہیں کہ دو تین بھی ہوں تو ان کو بھی ٹریننگ دی جائے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میرا پوچھنے کا مقصد یہ تھا کہ کتنے لوگ کتنی دل چسپی لیتے ہیں۔ اور جو ورک شاپس ہوتی ہیں ان میں ٹکٹ نہیں ہوتا۔ جو بھی ورک شاپس ہوتی ہیں وہ for the sake of knowledge ہوتی ہیں۔ جو بھی محکمہ بندوبست کرتا ہے وہ لوگوں کو پروموٹ کرتا ہے کہ یہاں آئیں اور فش فارمز کے بارے میں علم حاصل کریں۔ اور میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا وزیر موصوف نے اس تربیتی کورس میں کبھی خود حصہ لیا؟

وزیر جنگلات و ماہی پروری: میں نے تربیتی کورس میں حصہ نہیں لیا۔ لیکن میں نے فارمرز کے ایک کنونشن اور ورک شاپ میں شرکت کی ہے۔

جناب سعید اکبر خان: حصہ لینے سے میری مراد یہ ہے کہ جب وزیر صاحب وہاں تشریف لے جائیں گے تو اس ورک شاپ کی اہمیت بڑھے گی اور اس کی کارکردگی بہتر ہوگی۔ اسسٹنٹ ڈائرکٹر کی بجائے جب محکمے کا ڈی جی' سیکرٹری یا وزیر صاحب خود جائیں گے تو پھر اس ورک شاپ کا مرتبہ بڑھ جائے گا اور اس تربیتی کورس میں لوگ محنت سے تربیت دیں گے' لوگوں کی زیادہ بہتر تربیت ہوگی۔ اگر یہ خود بھی تربیت لیں' میں بھی تربیت لوں تو اچھی بات ہے' اس میں کوئی حرج نہیں۔ ان کے وہاں جانے سے اس ورک شاپ کی اہمیت بڑھے گی اور انھیں علم ہوگا کہ وزیر صاحب بھی تشریف لاتے ہیں اور پھر جن لوگوں نے تربیت لینی ہے وہ بھی اس کو اہمیت دیں گے۔ اس طرح لوگ وہاں وزیر صاحب سے مل کر اپنے مسائل بیان کر سکیں گے' اپنی گزارشات پیش کر سکیں گے۔ ویسے اگر وزیر صاحب تشریف ہی نہیں لے گئے تو پھر کارکردگی کا اندازہ آپ لگا سکتے ہیں۔

وزیر جنگلات و ماہی پروری: میں نے کورس میں شرکت نہیں کی لیکن ورک شاپس میں نے attend کی ہیں' پورا پورا دن کی ہیں' فارمرز کی تکالیف اور ڈیمانڈز کو سنا ہے اور ان کی تکالیف کو دور کرنے کے لیے اپنے محکمے کو ہدایات بھی جاری کی ہیں۔

سردار محمد سرفراز: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: سردار محمد سرفراز صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سردار محمد سرفراز: جناب سپیکر! میں آپ کا بڑا مشکور ہوں۔ بات فشریز پہ ہو رہی تھی' میرا بھی ایک چھوٹا سا فش فارم ہے۔ محکمہ فشریز والے زمین داروں کی بہت زیادہ مدد کرتے ہیں۔ جب بھی کوئی آدمی کسی مسئلے کے سلسلے میں ڈویژنل ہیڈکوارٹر پہ تشریف لے جاتا ہے تو محکمے والے بڑی شفقت اور مہربانی سے پیش آتے ہیں۔ اگر کسی کو بچے چاہییں تو وہ مہیا کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس کی پرورش کے طریقے' زمین کے انتخاب کے بارے میں ہمیشہ مہربانی کرتے ہیں اور بڑے اچھے انداز میں تعاون کر رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ میرے بھائی سعید اکبر خان صاحب نے وہاں جانے کی تکلیف گوارا ہی نہیں کی ہوگی' اسی لیے شکایت کر رہے ہیں۔ اگر وہاں تشریف لے جاتے تو انھیں شکایت نہ ہوتی۔ کیونکہ میرا مشاہدہ یہ ہے کہ جو بھی ان کے پاس گیا ہے انھوں نے پورا تعاون کیا ہے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! شکریہ۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! سردار صاحب میرے محترم ہیں۔ سردار صاحب سمجھ دار آدمی ہیں' ان کا فش فارمنگ کا مین بزنس ہے اور اگر یہ یہاں ہاؤس میں اس محکمے کے بارے میں اس طرح کے الفاظ فرمائیں گے تو پھر لازماً محکمے والے ان کی مزید تابع داری کریں گے۔ مجھے علم ہے کہ تابع داری کیسے کروائی جاتی ہے۔ سردار صاحب پرانے سیاست دان اور سمجھ دار آدمی ہیں اسی وجہ سے انھوں نے یہ بات کی ہے۔

جناب سپیکر: سعید اکبر صاحب! اگر کوئی اچھا کام کر رہا ہے تو اس کی تعریف بھی ہونی چاہیے۔ اگلا سوال بھی شاہد محمود بٹ صاحب کا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ: سوال نمبر 1649۔

گوجرانوالہ ڈویژن میں محکمہ جنگلات کے ملازمین کی تفصیل
اور پارک بنانے کے لیے اقدامات

*1649۔جناب شاہد محمود بٹ: کیا وزیر جنگلات و ماہی پروری ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گوجرانوالہ ڈویژن میں محکمہ جنگلات کے کتنے چیف کنزرویٹر' کنزرویٹر ڈی ایف او' ایس ڈی ایف او' رینج آفیسر اور بلاک آفیسر ہیں ان کی تعداد' نام عرصہ تعیناتی' پتا جات اور کتنے سال سے اس ڈویژن میں تعینات ہیں' مکمل تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) کیا محکمہ جنگلات ایندھن پر قابو پانے کے لیے اور زمین کے کٹاؤ سے بچاؤ کے لیے اور ماحولیات کے لیے جنگلات لگانے کو تیار ہے۔

(ج) کیا حکومت گوجرانوالہ ڈویژن میں کوئی پارک بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ارادہ رکھتی ہے تو اس سلسلے میں کیا پیش رفت ہوئی ہے اور کیا منصوبہ بندی ہو رہی ہے؟

وزیر جنگلات و ماہی پروری (ملک سلیم اقبال)۔

(الف) سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ گوجرانوالہ سول ڈویژن کے بارے میں پوچھا گیا ہے۔ گوجرانوالہ سول ڈویژن میں تین فارسٹ ڈویژن ہیں،

1۔ گوجرانوالہ فارسٹ ڈویژن

2۔ گجرات فارسٹ ڈویژن

3۔ سیالکوٹ فارسٹ ڈویژن

ہر فارسٹ ڈویژن کا انچارج ڈویژنل فارسٹ آفیسر ہے۔ مختلف فارسٹ ڈویژنوں کے متعلقہ سٹاف کے بارے میں کوائف حسب ذیل ہیں،

<u>گوجرانوالہ فارسٹ ڈویژن</u>

نمبر شمار	پوسٹ مع تعداد	نام	عرصہ تعیناتی	پتا جات ڈویژن	کتنے سال سے تعینات ہیں۔
1۔	چیف کنزرویٹر آف فارسٹس	—	—	—	گوجرانوالہ ڈویژن میں کوئی چیف کنزرویٹر یا

کنزرویٹر تعینات

نہیں۔

2۔	کنزرویٹر آف فارسٹس	—	—	—	—	—
3۔	ڈی۔ایف۔او (ایک)	خضر حیات	1/98	ڈی۔ایف۔او گوجرانوالہ	6 ماہ	
4۔	ایس۔ڈی۔ایف۔او(ایک)	ریحان احمد	1/98	ایس۔ڈی۔ایف او، گوجرانوالہ	6 ماہ	
5۔	آر۔ایف۔او (دو)	محمد نذیر حسین	3/98	آر۔ایف۔او گوجرانوالہ	3 ماہ	
		محمد نواز	7/94	۔ایضاً۔	4 سال	

نمبر شمار	پوسٹ بمعہ تعداد	نام	عرصہ تعیناتی	چناجات ڈویژن	کتنے سال سے تعینات ہیں۔
6۔	بلاک آفیسر (بارہ)	1۔ محمد جمیل	5/98	بلاک آفیسر گوجرانوالہ	ڈیڑھ سال
		2۔ محمد صادق	2/98	۔ایضاً۔	4 ماہ
		3۔ محمد بشیر	1/98	۔ایضاً۔	5 ماہ
		4۔ عنایت اللہ	6/98	۔ایضاً۔	1 ماہ
		5۔ محمد اشفاق	7/94	۔ایضاً۔	4 سال
		6۔ دلاور حسین	—	۔ایضاً۔	—
		7۔ محمد یونس	5/97	۔ایضاً۔	ایک سال
		8۔ محمد اکرم	7/94	۔ایضاً۔	چار سال
		9۔ محمد عارف	6/98	۔ایضاً۔	ایک ماہ
		10۔ محمد ریاض	11/88	۔ایضاً۔	دس سال
		11۔ عباس علی	2/98	۔ایضاً۔	4 ماہ
		12۔ محمد اعظم	12/96	۔ایضاً۔	ڈیڑھ سال

<u>گجرات فارسٹ ڈویژن</u>

1۔ چیف کنزرویٹر آف فارسٹس	—	—	—	—
2۔ کنزرویٹر آف فارسٹس	—	—	—	—

3۔	ڈی۔ایف۔او (ایک)	سید اعجاز حسین شیرازی	1/97	ڈی۔ایف۔او گجرات	ایک سال 5 ماہ
4۔	ایس۔ڈی۔ایف۔او (ایک)	محمد صدیق ڈوگر	5/97	ایس۔ڈی۔ایف۔او ڈفر	ایک سال
5۔	رینج فارسٹ آفیسر (چار)	1۔ محمد سلیم	7/94	رینج آفیسر پائیڑیانوالی	20 سال
		2۔ لیاقت حیات	7/97	۔ایفآ۔ پھالیہ	20 سال
		3۔ احمد خان شاد	10/97	۔ایفآ۔ کھاریاں	3 سال
		4۔ محمد نواز	2/98	۔ایفآ۔ ملک وال	30 سال
6۔	بلاک آفیسرز (اٹھارہ)	1۔ محمد خان	3/97	بلاک آفیسر قادر آباد	30 سال
		2۔ مختار احمد	2/97	بلاک آفیسر منڈی	15 سال
		3۔ محمد آصف	7/97	بلاک آفیسر ملک وال	4 سال
		4۔ ارشد اقبال	3/97	۔ایفآ۔ پائیڑیانوالی	4 سال
		5۔ سکندر حیات	4/97	۔ایفآ۔ ڈفر I	6 سال
		6۔ رشید احمد	3/97	۔ایفآ۔ پھالیہ	38 سال
		7۔ آفتاب احمد	6/97	۔ایفآ۔III	38 سال
		8۔ شاہد حسین	9/97	۔ایفآ۔ اسد اللہ پور	6 سال
		9۔ فرخ الحسن	7/97	۔ایفآ۔ ڈفر II	5 سال
		10۔ شکیل احمد	3/98	۔ایفآ۔ سپیشل ڈیوٹی	6 سال
		11۔ غلام احمد	7/97	۔ایفآ۔ جلیانوالی	6 سال
		12۔ محمد اسلم	10/97	۔ایفآ۔ گجرات	20 سال
		13۔ بشیر احمد	2/98	۔ایفآ۔ ڈفر IV	27 سال
		14۔ نذیر احمد	7/97	۔ایفآ۔ جوکالیاں	21 سال
		15۔ منظور حسین	3/98	۔ایفآ۔ کنجاہ شادیوال	36 سال
		16۔ انار خان	7/97	۔ایفآ۔ پھکوال	24 سال
		17۔ محمد شفیع	5/98	۔ایفآ۔ کھاریاں کوٹلہ	30 سال
		18۔ مختار احمد	5/98	۔ایفآ۔ سپیشل ڈیوٹی	28 سال

سیالکوٹ فارسٹ ڈویژن

1۔	چیف کنزرویٹر آف فارسٹس	—	—	—	—
2۔	کنزرویٹر آف فارسٹس	—	—	—	—
3۔	ڈی۔ایف۔او (ایک)	عبیدالرحمان شیخ	1/98	ڈی۔ایف۔او سیالکوٹ	6 ماہ
4۔	ایس۔ڈی۔ایف۔او(دو)	1۔ محمد رفیق بھلی	6/97	ایف۔ڈی۔ایف۔او سیالکوٹ	ایک سال
		2۔ نسیم اقبال بٹ	6/97	۔ایضاً۔	ایک سال
5۔	رینج فارسٹ آفیسرز (تین)	1۔ محمد سرور بٹ	9/97	رینج فارسٹ آفیسر پسرور	۔ایضاً۔
		2۔ محمد صدیق	8/97	۔ایضاً۔ نارووال	۔ایضاً۔
		3۔ شبیر حسین	7/97	۔ایضاً۔ ڈسکہ	۔ایضاً۔
6۔	بلاک آفیسرز(17)	1۔ ظفر محمود	3/96	بلاک آفیسر کلاس وار	8 سال
		2۔ اعتزاز حسن	3/96	۔ایضاً۔ پسرور	3 سال
		3۔ جاوید انور	3/97	۔ایضاً۔ شکر گڑھ	11 سال
		4۔ عبدالحمید	3/97	۔ایضاً۔ چونڈا	21 سال
		5۔ بشیر احمد	5/95	۔ایضاً۔ ڈسکہ	3 سال
		6۔ غلام نبی	7/97	۔ایضاً۔ سٹرا پنڈ	36 سال
		7۔ محمد حیات	2/97	۔ایضاً۔ سمبڑیال	19 سال
		8۔ عبدالحمید	3/97	۔ایضاً۔ پسرور	22 سال
		9۔ محمد انور	5/97	۔ایضاً۔ بھمبال	38 سال
		10۔ عبدالغفور	1/93	۔ایضاً۔ نارووال	5 سال
		11۔ مزمل حسین شاہ	8/97	۔ایضاً۔ ظفر وال	9 سال
		12۔ محمد ارشد	2/97	۔ایضاً۔ جاسکے	15 سال
		13۔ سعید اختر	12/97	۔ایضاً۔ تگوال	20 سال
		14۔ محمد یعقوب	10/97	۔ایضاً۔ کوٹ نینواں	3 سال
		15۔ شبیر حسین شاہ	8/98	۔ایضاً۔ سیالکوٹ	3 سال
		16۔ محمد ایوب	4/98	۔ایضاً۔	4 ماہ

17۔ محمد یوسف 8/97 ۔ایضاً۔ کومی 1 سال

(ب) مطلوبہ فنڈز مہیا ہونے پر محکمہ جنگلات سوختنی لکڑی اگانے، زمین کو بردگی سے بچانے اور ماحولیات کے لیے شجرکاری کے ہر منصوبے پر کام کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار ہے۔

(ج) گوجرانوالہ سول ڈویژن میں فی الحال حکومت کوئی پارک بنانے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! جواب میں لکھا ہوا ہے کہ گوجرانوالہ ڈویژن میں چیف کنزرویٹر یا کنزرویٹر تعینات نہیں ہے۔ تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آیا گوجرانوالہ ڈویژن میں چیف کنزرویٹر یا کنزرویٹر کی کوئی اسامی ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو پھر وہاں پہ ابھی تک کسی آدمی کو تعینات کیوں نہیں کیا گیا؟

وزیر جنگلات و ماہی پروری: جناب والا! چیف کنزرویٹر کی اسامی گوجرانوالہ ڈویژن میں نہیں ہے۔ پنجاب میں صرف تین سدرن، ناردرن اور سنٹرل زون ہیں۔ یہاں پہ چیف کنزرویٹر ہوتے ہیں، کسی ڈویژن میں علیحدہ کوئی چیف کنزرویٹر نہیں ہوتا۔

جناب شاہد محمود بٹ: میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ حکومت کی پالیسی کے مطابق ایک سرکاری آفیسر ایک جگہ پر کتنے سال تعینات رہ سکتا ہے؟ اور محکمے کی طرف سے جواب میں یہ جو فہرست دی گئی ہے اس کے مطابق کئی لوگ عرصہ تیس تیس سال سے ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں، ایسا کیوں ہے؟

وزیر جنگلات و ماہی پروری: جناب والا! حکومت کی پالیسی کے مطابق ایک آفیسر کا ایک ہی جگہ پر عرصہ تعیناتی تین سال ہے لیکن جس طرف میرے بھائی نشان دہی کر رہے ہیں، جواب میں جو تیس تیس سال کا عرصہ تعیناتی دیا گیا ہے وہ بلاک آفیسرز کا ہے۔ جناب والا! بلاک آفیسر کا کیڈر صرف ایک ڈویژن کے لیے متعین ہوتا ہے۔ یعنی کبھی وہ سیالکوٹ میں تعینات ہوتا ہے، کبھی نارووال میں، اور یہ سب ملا کر اس کا عرصہ تعیناتی بیس تیس سال بنتا ہے۔ ایک ضلع میں تیس بیس سال کسی کا عرصہ تعیناتی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا مطلب ہے کہ ایک ضلع میں 20 یا 30 سال تک کوئی آدمی تعینات نہیں رہا۔ لیکن چونکہ اس کی تعیناتی ایک ہی ڈویژن کے لیے ہے اس لیے ڈویژن کے کسی بھی ضلع میں مختلف اوقات

میں اس کی ٹرانسفر/پوسٹنگ ہوتی رہتی ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے اپنے جواب کے جز (ج) میں کہا ہے کہ "گوجرانوالہ سول ڈویژن میں فی الحال حکومت کوئی پارک بنانے کا ارادہ نہیں رکھتی۔" میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ گوجرانوالہ میں حکومت پارک کیوں نہیں بنانا چاہتی؟

وزیر جنگلات و ماہی پروری: جناب والا! سعید اکبر خان صاحب کس قسم کا پارک پوچھ رہے ہیں؟ کار پارک، فارسٹ پارک، وائلڈ لائف پارک یا سائیکل پارک؟

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! میں تو اس پارک کے بارے میں پوچھ رہا ہوں جو کہ موصوف نے سوال میں بتایا ہے۔ اگر وزیر صاحب تمام پارکوں کی تفصیل بتا دیں تو مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں۔ جناب سپیکر! انھوں نے اپنے جواب میں جس پارک کی نفی فرمائی ہے میں اسی پارک کے لیے عرض کر رہا ہوں کہ یہ پارک گوجرانوالہ میں کیوں نہیں بن سکتا؟

وزیر جنگلات و ماہی پروری: وہاں پر کوئی پارک نہیں۔ صرف وزیر آباد کے قریب ایک پارک گاؤں "ڈھونکل" میں ہے جو کہ آٹھ ایکڑ رقبہ پر مشتمل ہے۔ چونکہ فنڈز کی کمی ہے، اس لیے فی الحال وہاں پر کوئی پارک بنانے کا پروگرام نہیں ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! میں نے اپنے سوال کے جز (ب) میں پوچھا تھا کہ "کیا زمین کے کٹاؤ کو روکنے اور آلودگی کو ختم کرنے کے لیے محکمہ اس علاقے میں جنگلات لگانا چاہتا ہے؟"

جناب سپیکر: شاہد محمود بٹ صاحب! آگے ایک سوال ملک ممتاز احمد بھچر صاحب کا آ رہا ہے، اس حوالے سے وہاں جواب آ جائے گا۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب والا! یہ بہت اہم ہے میں ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں کہ اب آپ جرمنی کی بات دیکھ لیں۔ ان کا یہ پیغام ہے کہ اگر خدانخواستہ ہمارے ملک کی اکانومی تباہ بھی ہو جائے تو ہمارے پاس اتنا فارسٹ ہے کہ ہم تین سال تک فارسٹ بیچ کر اپنا گزارہ کر سکتے ہیں۔ ہمارا ملک زرعی ہے اور درخت لگانا ویسے بھی صدقہ جاریہ ہے۔ محکمہ جنگلات بہت بڑا محکمہ ہے اور ہمارے پاس اتنی زیادہ خالی زمین پڑی ہے۔ ہماری زمین تباہ ہو رہی ہے۔ کیا ان پر درخت لگانے کے لیے ان کے پاس فنڈز نہیں ہیں؟ اور یہ اپنی proposals کیوں نہیں بناتے کہ زیادہ سے زیادہ جنگلات لگائیں اور ملک

میں جو ایندھن کی کمی آ رہی ہے---

جناب سپیکر، بٹ صاحب! یہ تو ایک تقریر ہو گئی۔ آپ اسے مختصر کرتے ہوئے سوال کی شکل میں ایک چیز پوچھ لیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ جنگلات soil erosion کو ختم کرنے کے لیے کیا اقدامات کر رہا ہے؟ اور اس سال کی کارکردگی بتائیں کہ انھوں نے کیا کیا ہے؟

جناب سپیکر، بٹ صاحب! آگے بالکل یہی سوال ہے' اس لیے میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اگلا سوال ملک ممتاز احمد بھچر صاحب کا ہے۔

ملک ممتاز احمد بھچر، سوال نمبر 1715۔

کاشت کاروں کو درختوں کی فروخت میں سہولیات کی فراہمی

*1715۔ملک ممتاز احمد بھچر، کیا وزیر جنگلات و ماہی پروری ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ درختوں کی فروخت میں کاشت کاروں کو بہت مشکلات پیش آ رہی ہیں' لوگ کم داموں سے ان کو خرید رہے ہیں۔

(ب) اگر ایسا ہے تو کیا محکمہ اس ضمن میں کاشت کاروں کو سہولیات مہیا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے' اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

جناب سپیکر، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے گا۔

وزیر جنگلات و ماہی پروری (ملک سلیم اقبال)،

(الف) گزشتہ دس برسوں میں محکمہ جنگلات کی راہ نمائی اور تکنیکی امداد کی روشنی میں پرائیویٹ زمینوں پر پنجاب بھر میں خوب شجرکاری ہوئی ہے۔ اب یہ پودے درخت بن چکے ہیں اور فروخت کے قابل ہیں۔ اپنے مخصوص حالات کے مطابق کہیں کہیں شجرکاروں کو اپنے درخت فوری اور مہنگے بیچنے میں مشکل پیش آ سکتی ہے۔ لیکن دیگر زرعی فصلوں کی طرح درخت بھی فارم کی پیداوار ہیں' اس لیے اس کی فروخت بھی فارمر کا اپنا کاروبار ہے۔ محکمے کے پاس کوئی ایسی خصوصی اطلاعات نہ ہیں کہ کسان اپنا مال کس بھاؤ بیچ رہے ہیں۔ تاہم منڈیوں سے لکڑی کے بھاؤ معلوم کر کے محکمہ کسانوں تک پہنچانے کا بندوبست کرتا ہے۔ ایک ماہوار

نیوز لیٹر "شجرکار" تمام ضرورت مند کسانوں کو بھیجا جاتا ہے۔ جس میں کسان کی ضرورت کی جملہ اطلاعات ہوتی ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ قابل فروخت درختوں کی مقدار جوں جوں بڑھتی جائے گی، لکڑی کی مارکیٹ میں استحکام آ جائے گا اور سب شجرکار اس سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔ علاوہ ازیں محکمہ جنگلات نے سات اہم شہروں لاہور، سیالکوٹ، گجرات، جہلم، ملتان، چنیوٹ اور بھلوال میں کسانوں اور صنعت کاروں کی مشترکہ ورک شاپس بھی منعقد کروائی ہیں۔ جن کی دعوت عام بذریعہ اخبار تھی اور اس میں درختوں کی فروخت ہی میں سہولت پیدا کرنے پر غور و خوض کیا گیا۔

(ب) یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ مارکیٹ میں شجرکار کی لکڑی کی کیا قیمت پڑ رہی ہے، کیونکہ صوبہ پنجاب میں مجموعی طور پر لکڑی ضرورت سے کم ہے، اس لیے دوسرے صوبوں سے بھی لکڑی آتی ہے۔ اس لیے لکڑی کی مارکیٹنگ کو فی الحال کوئی خطرہ نہیں۔ تاہم مستقبل کا انتظام کرنے کے لیے محکمہ جنگلات میں ایک مارکیٹنگ ونگ قائم کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ورلڈ بنک کے تعاون سے ایک خصوصی مشیر (consultant) بھی مقرر کیا گیا ہے اور سفارشات مرتب ہو رہی ہیں۔ ان سفارشات کی روشنی میں آئندہ طریق کار کا تعین کیا جائے گا۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟

ملک ممتاز احمد بھچر، جناب والا! وزیر موصوف نے یہ جواب دیا ہے اور بقول ان کے ان درختوں کو لگے ہوئے دس سال ہو گئے ہیں اور یہ پورے درخت بن چکے ہیں لیکن ان کی مارکیٹنگ کا کوئی بندوبست نہیں۔ کسان کو بے حد تکلیف ہو رہی ہے۔ تو کیا وزیر موصوف اس ضمن میں کسی اقدام کا ذکر فرمائیں گے؟

جناب سپیکر: تاکہ صحیح اور مناسب قیمت مل سکے؟ جی ملک صاحب!

وزیر جنگلات: جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ ان کی مارکیٹنگ انڈسٹری پر منحصر ہے۔ اس وقت ہم کسانوں کو ترغیب دے کر ان سے بھی درخت لگوا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کے لیے ایک فکس ڈیپازٹ ہے۔ جس وقت بھی Pulp Industry لگ جائے گی تو ان کی اقتصادی حالت بہت بہتر ہو جائے گی۔ لیکن ہم نے زمین دار کی سہولت کے لیے اس لکڑی کی مارکیٹنگ کے لیے ایک علیحدہ سیل

قائم کر دیا ہے جو ریسرچ کر رہا ہے اور زمین داروں کو بہتر مارکیٹ معلوم کرنے کے لیے knowhow بہم پہنچائی جائے گی۔

جناب سپیکر، آپ نے ورلڈ بنک سے ایک مشیر بھی لیا ہے۔

وزیر جنگلات: جی ہاں۔

ملک ممتاز احمد بھچر، جناب والا! یہ درست ہے کہ جس طرح کاشت کار گندم کاشت کرتا ہے تو حکومت اس سے خریدتی ہے۔ تو اس ضمن میں وزیر موصوف جو فرما رہے ہیں کہ ہم نے سیل بنا دیا ہے اس سے تو کاشت کاروں کی کوئی اشک شوئی نہیں ہوتی۔ کیا وہ سیل خرید کرے گا؟ اب درخت mature ہو چکے ہیں ان کا maturity period سات اور دس سال ہوتا ہے۔ اتنی قیمتی زمینیں ہیں جہاں درخت کھڑے ہیں لیکن ان کو کوئی خریدنے والا نہیں۔ لہٰذا اس ضمن میں ضروری اقدامات کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر، ملک صاحب! وہ یہ پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ آپ نے مارکیٹنگ کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے محکمے میں جو سیل بنایا ہے۔ اس بارے میں مختصر بتا دیں کہ وہ سیل کیا کرے گا اور ورلڈ بنک کا جو کنسلٹنٹ ہے اس کے ذمے کیا کام ہوگا اور وہ اس کی مارکیٹنگ کس طرح بہتر کرے گا؟

وزیر جنگلات، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے بتانا چاہوں گا کہ ابھی تک ان کی سفارشات مرتب ہو رہی ہیں۔ ابھی تک ان کی سفارشات ہمارے پاس نہیں پہنچیں جو ہم زمین دار تک پہنچا سکیں۔ ان شاءاللہ عنقریب ہم ایک ورک شاپ منعقد کر رہے ہیں جس میں زمین داروں اور کنسلٹنٹ کے ساتھ one to one بیٹھ کر اس بات کا تعین کیا جائے گا۔

جناب سپیکر، ان کا مقصد یہ ہے کہ اگر آپ ایک طرف یہ حوصلہ افزائی کرتے ہیں کہ زمین دار زیادہ سے زیادہ درخت لگائیں تو ظاہر ہے پھر وہ بھی یہ چاہیں گے کہ ہمیں قیمت بھی اچھی ملے اور مارکیٹنگ اچھی ہو۔ بھچر صاحب! میرے خیال میں آپ اس حوالے سے پوچھنا چاہ رہے ہیں؟

ملک ممتاز احمد بھچر، گجرات یا منڈی بہاؤالدین میں ایک فیکٹری بن رہی تھی اس کے متعلق وزیر صاحب بتا سکیں گے کہ وہ کس stage پر ہے؟

جناب سپیکر، پہلے ہی گجرات میں ایک ووڈ ورکس سنٹر چل رہا ہے۔ کیا کوئی اور بھی بنا رہے ہیں؟

وزیر جنگلات، ایک پیپر مل جو بہت پرانے زمانے سے بن رہی ہے لیکن ابھی تک مکمل نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر، جی ہاں' Farooqi Pulp Paper میرے خیال میں وہ ایک دو ماہ کے اندر چل رہی ہے۔

وزیر جنگلات، جناب والا! جس طرح کسان کو اس فصل کی فکر ہے کہ ان کو مارکیٹنگ کا مسئلہ ہوگا۔ محکمے کو بھی اس کی بڑی تشویش ہے کہ جب کسان ایک اتنی بڑی انوسٹمنٹ کر رہا ہے تو اس کے لیے مارکیٹ پیدا کرنا بھی حکومت کا فرض بنتا ہے۔ اس لیے ہم نے یہ سیل بنایا ہے اور ورلڈ بنک سے ایک کنسلٹنٹ بھی مقرر کیا گیا ہے۔ یوکلپٹس کا درخت سات آٹھ سال بعد mature ہوتا ہے۔ انھوں نے جو گندم کی فصل کا تذکرہ کیا ہے' یہ فصل چھ سات ماہ بعد تیار ہو جاتی ہے۔ لیکن اس پر سات سال لگتے ہیں۔ اس لیے ہماری کوشش ہے کہ مارکیٹ پر جو سفارشات ہوں گی ہم کسان کی پوری مدد کریں گے کہ انھیں مارکیٹ مہیا ہو سکے۔

پیر الحاج ذوالفقار علی چشتی، جناب والا! کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ ان دس سالوں میں پرائیویٹ سیکٹر میں کتنے درخت لگائے گئے اور سرکاری سیکٹر میں کتنے لگائے گئے اور کتنے کامیاب ہوئے؟

جناب سپیکر، اس کے لیے تو نیا سوال چاہیے۔

پیر الحاج ذوالفقار علی چشتی، جناب والا! میرا دوسرا ضمنی سوال ہے کہ جو پرانی سڑکات اور نہروں پر کافی عرصے سے درخت موجود ہیں اور اب وہ اپنی افادیت کھو رہے ہیں۔ اگر ان کو فروخت نہ کیا گیا تو وہ ختم ہو جائیں گے۔ کیا حکومت یہ ارادہ رکھتی ہے کہ ان کو فروخت کر دیا جائے اور نئے درخت لگائے جائیں؟

وزیر جنگلات، جناب والا! ان کا سوال بڑا حقیقت پسندانہ ہے۔ واقعی وہاں پر کئی درخت جو سوکھے اور مُردہ ہیں۔ ہم نے حکومت سے رابطہ کر کے یہ گزارش کی ہے کہ ہمیں cutting,selling اور کیرج کے لیے رقم مہیا کی جائے تاکہ ہم انھیں فروخت کر کے رقم حاصل کر سکیں۔ وہ process شروع ہو چکا ہے اور ہم نے اتنے درخت کاٹنے ہیں جتنے دوبارہ لگا سکیں۔ اگر ایک ہی دفعہ سب درخت کاٹ دیے جائیں تو پورا جنگل ختم ہو جائے گا جب تک فیزز میں اس کی re-generation نہیں ہوگی تو آپ کا فارسٹ قائم نہیں رہ سکتا۔ ہم حکومت سے یہ استدعا کر چکے ہیں اور حکومت ہمیں اس کے لیے پیسہ مہیا کر رہی

ہے۔ جس وقت ہمارے پاس یہ رقم آ جائے گی تو اس پروگرام کے تحت درختوں کی کٹائی بھی ہوگی اور re-generation بھی ہو گی۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! ویسے تو کافی سوال آئے لیکن کوئی خاص جواب نہیں آئے۔ جواب میں ہے "تاہم منڈیوں سے لکڑی کے بھاؤ معلوم کر کے محکمہ کسانوں تک پہنچانے کا بندوبست کرتا ہے"۔ تو وہ کس لیول کا افسر ہے جو یہ کام سرانجام دیتا ہے؟

جناب سپیکر، سوال دہرا دیجیے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! یہاں سوال کے جواب میں ہے، "تاہم منڈیوں سے لکڑی کے بھاؤ معلوم کر کے محکمہ کسانوں تک پہنچانے کا بندوبست کرتا ہے"۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کون سا افسر ہے یا کس لیول کا افسر ہے جو یہ کام سرانجام دیتا ہے؟

جناب سپیکر، سعید اکبر صاحب یہ پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ جو افسر جو منڈیوں سے معلومات حاصل کر کے کسانوں تک پہنچائے گا۔ اس کا کیا عہدہ ہے؟

وزیر جنگلات ،جناب والا! یہ کنزرویٹو لیول کا افسر ہوتا ہے اور اسے ناظم پیلسٹی کہتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! یہ کہا گیا ہے کہ ایک ماہوار نیوز لیٹر تمام ضرورت مند کسانوں کو بھجوایا جاتا ہے۔ پچھلے ماہ جن کسانوں کو نیوز لیٹر بھجوایا گیا تھا کیا وزیر موصوف ان میں سے کسی ایک کسان کا نام بتا سکتے ہیں؟

جناب سپیکر، آپ تو ڈاک والا کام ان سے پوچھ رہے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، یہ بات نہیں ہے۔ اگر میں یہ کہہ دوں کہ یہ نیوز لیٹر جاری نہیں کیا جاتا۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں اور محکمے کی کارکردگی سے اپنے آپ کو مطمئن کرنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ نیوز لیٹر بھیجا جاتا ہے تو یقیناً کسی ایڈریس پر ہی بھیجا جاتا ہوگا۔ مجھے بھیجا جاتا ہے یا آپ کے پاس کوئی ایڈریس تو ہوگا۔ پورے پنجاب میں سے کسی ایک کسان کا نام بتا دیں جسے پچھلے ماہ نیوز لیٹر بھیجا گیا ہو۔

جناب سپیکر، سوال پوچھنے کا مقصد یہ ہے کہ ممبر موصوف کو اس بات پر شک ہے کہ محکمے کی

طرف سے ایسا کوئی لیٹر جاری نہیں کیا جا رہا لیکن یہ سوال بنتا نہیں ہے۔

جناب سعید اکبر خان، ان کا جواب آپ پڑھ لیں۔اس کی وجہ سے یہ سوال پیدا ہوا ہے۔

جناب سپیکر، اس طرح سے کوئی نام بتانا تو مشکل ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں پڑھ دیتا ہوں۔ اس میں لکھا ہے: "ایک ماہ وار نیوز لیٹر "شجر کار" تمام ضرورت مند کسانوں کو بھیجا جاتا ہے۔ (ایک تو مجھے یہ نہیں پتا کہ ضرورت مند کسان کون سے ہیں)۔ جس میں کسان کی ضرورت کی جملہ اطلاعات ہوتی ہیں"۔ جب یہ نیوز لیٹر کاشت کار کو بھیجتے ہیں۔ اس کے دو طریقے ہیں۔ یا تو یہ پمفلٹ ویسے ہی ہیلی کاپٹر پر distribute کر دیا جاتا ہے اور گاؤں میں جاتا ہے اور ہر آدمی اسے پکڑ لیتا ہے۔ یا پھر کسی ایڈریس پر بھیجا جاتا ہے ۔ جب کسی ایڈریس پر بھیجا جاتا ہوگا تو لازمی بات ہے کہ وہ کسی نام پر ہی بھیجا جاتا ہوگا' گمنام لیٹر کی تو ویسے رولز میں کوئی حیثیت نہیں۔

جناب سپیکر، آپ کے پاس کوئی ایسا نام ہے ۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! یہ ہاؤس کو مطمئن کریں کہ واقعی ہم نیوز لیٹر بھیجتے ہیں۔

جناب سپیکر ، ملک صاحب اس میں ایک چیز ہے کہ اگر آپ کے جواب میں یہ بات آئی ہے کہ ایک ماہ وار نیوز لیٹر شجر کار کے نام سے جاتا ہے ۔ وہ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ واقعی اس پر عمل ہو رہا ہے یا نہیں؟

وزیر جنگلات ، جناب والا! میں اپنے فاضل دوست کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ نیوز لیٹر باقاعدگی سے جاتے ہیں اور ہم اس بات کا بھی یقین دلاتے ہیں کہ یہ نیوز لیٹر کسانوں تک پہنچتے ہیں۔ اگر میرے دوست اس کی تفصیل دیکھنا چاہتے ہیں تو اس کی لسٹ بھی انھیں مہیا کی جا سکتی ہے۔ مجھ سے یہ مل لیں' میں ان کو اس کی لسٹ مہیا کر دوں گا اور اس کی تصدیق بھی وہ خود کر لیں۔ اس میں سے ایک نام تو مجھے یاد ہے' کرنل کانجو ہیں جو چنیوٹ کے رہنے والے ہیں۔ ان کو بھی لیٹر ہمیشہ جاتا ہے۔ وہ بڑے اچھے زمیندار ہیں ۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال بھی جناب ملک ممتاز احمد بھچر کا ہے۔

ملک ممتاز احمد بھچر، سوال نمبر 1716۔

ضلع میانوالی میں لکڑی کی چوری کرنے والوں کے خلاف کارروائی

*1716۔ملک ممتاز احمد بھچر، کیا وزیر جنگلات و ماہی پروری ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) حکومت لکڑی چوری کی وارداتوں کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات کررہی ہے۔

(ب) ضلع میانوالی میں گزشتہ پانچ سال کے دوران لکڑی چوری کے کتنے کیس پکڑے گئے اور ان کے خلاف کیا کارروائی ہوئی؟ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر جنگلات و ماہی پروری (ملک سلیم اقبال)،

(الف) محکمہ جنگلات پنجاب درختوں کی چوری روکنے کے لیے حسب ذیل اقدامات کر رہا ہے۔

ملزمان کے خلاف فارسٹ ایکٹ 1927ء کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ فارسٹ ایکٹ دفعہ نمبر 68 کے تحت جو ملزم جرمانہ و قیمت بھی ادا کرنے پر رضا مند ہو اس سے جرمانہ شیڈول کے تحت وصول کر کے رسید جاری کر دی جاتی ہے اور رقم داخل خزانہ کرائی جاتی ہے۔ جو ملزم عوضانہ و قیمت مال ادا کرنے سے انکاری ہو جائے اس کا مجاز سرسری سماعت کی عدالت میں چالان کیا جاتا ہے اور عدالت میں اسے جرمانہ کیا جاتا ہے۔ زیادہ مالیت کے درختوں کی چوری کی صورت میں کیس پولیس کو بھی بھیجے جاتے ہیں۔ تفتیش کرنے کے بعد ملزمان کا چالان عدالت میں باقاعدہ سماعت کے لیے بھیجا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ سرکل، زون اور صوبائی سطح پر ریڈ پارٹیاں تشکیل دی گئی ہیں جو مخبری ہونے پر موقع پر پہنچ کر قانونی کارروائی عمل میں لاتی ہیں۔

(ب) ضلع میانوالی میں گزشتہ پانچ مالی سالوں کے دوران یعنی 1-7-93 سے 30-6-98 تک، درختوں کی چوری کے مندرجہ ذیل کیس ہوئے ہیں،

1۔ تعداد کیس چوری شدہ لکڑی	1352	45,59,099/- روپے
2۔ تعداد کیس وصول شدہ جرمانہ بمعہ مالیت وغیرہ	490	11,96,829/- روپے
3۔ تعداد کیس جو عدالت میں بھیجے گئے بمع جرمانہ و مالیت وغیرہ	835	29,10,020/- روپے
4۔ تعداد کیس پرچہ پولیس بمع جرمانہ مالیت وغیرہ	27	4,52,250/- روپے

پولیس کیسوں میں سے بعض عدالت میں زیر سماعت ہیں اور بقایا زیر تفتیش پولیس ہیں۔

ملک ممتاز احمد بھچر، جناب والا! یہ تو اقدامات چوری کے بعد کے بارے میں تھے۔ چوری کو روکنے کے

لیے محکمہ کیا اقدامات کر رہا ہے؟

وزیر جنگلات ، جناب سپیکر! حقیقت تو یہ ہے جس سے ہمیں بالکل انحراف نہیں کرنا چاہیے کہ جنگلات کا کل رقبہ 28 لاکھ ایکڑ کے قریب ہے اور اس کے لیے عملہ تقریباً 6500 ہے جس میں منسٹریل سٹاف بھی شامل ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت پنجاب میں جو جنگلات موجود ہیں' وہ ان لوگوں کی ہی بدولت ہے جو اس کی دیکھ بھال کرتے ہیں ۔ میں اس بات کو بھی زیادہ defend نہیں کرنا چاہتا کہ چوری نہیں ہوتی۔ چوری ہوتی ہے۔ اس کو روکنے کے لیے میں نے مختلف چھاپہ مار پارٹیاں تشکیل دے دی ہیں ۔ اخبارات میں ٹیلی فون نمبرز دے دیے ہیں کہ اگر کسی کو یہ شکایت ہو یا کسی کے علم میں بھی یہ بات آئی ہو کہ فلاں علاقے میں چوری ہو رہی ہے فوری طور پر ہمیں اطلاع دیں اور ہم فوری طور پر اس پر ایکشن لیں گے۔ ہم نے ایکشن لیا ہے۔ کئی لکڑی چور پکڑے ہیں' کئی لوگوں کو جیل بھجوایا ہے اور کئی لوگوں سے compensation بھی لی ہے' کئی لوگوں پر جرمانے کیے ہیں ۔جہاں تک ہماری بساط کا تعلق ہے جو میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ جو سٹاف ہمارے پاس موجود ہے وہ ناکافی ہے۔ پابندیوں کی وجہ سے ہم تنی بھرتی بھی نہیں کر سکے۔ اس مجبوری کے عالم میں جو کچھ بھی ہم سے ہو سکتا ہے ہم کوشش کر رہے ہیں اور کریں گے۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے ۔ اگلا سوال حاجی امداد حسین صاحب کا ہے' اس کا ابھی جواب نہیں آیا۔ ہم پھر آگے چلتے ہیں' سردار سعید انور صاحب۔

سردار سعید انور، نمبر سوال نمبر 2023۔

کمالیہ میں وائلڈ لائف پارک کی توسیع

*2023۔ سردار سعید انور، کیا وزیر جنگلات و ماہی پروری ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کمالیہ میں وائلڈ لائف پارک بنایا گیا ہے۔

(ب) پارک میں کتنے جانور ہیں۔

(ج) کیا پارک کی مزید توسیع کے لئے منصوبہ زیر غور ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات و ماہی پروری (ملک سلیم اقبال)،

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ کمالیہ میں وائلڈ لائف پارک بنایا گیا ہے۔

(ب) پارک میں اس وقت کل انتر جانور اور پرندے موجود ہیں۔ جن میں تیس مختلف اقسام کے چوپائے اور اور انتالیس اقسام کے مختلف پرندے موجود ہیں۔

(ج) پارک کی توسیع کے لیے فی الحال کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے' کیونکہ پارک کا یہ منصوبہ مکمل ہو چکا ہے۔

سردار سعید انور، جناب والا! پارک میں کل کتنے جانور رکھنے کی گنجائش ہے۔ اگر گنجائش ہے تو اس کو پر کرنے کا کوئی منصوبہ زیر غور ہے؟

وزیر جنگلات، پارک میں اس وقت انتر جانور اور پرندے ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں' وہ جواب تو آ گیا ہے وہ یہ پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ اس پارک میں مزید کتنے جانور رکھنے کی گنجائش ہے؟ پارک کتنا بڑا ہے؟

وزیر جنگلات، جناب پارک اتنا بڑا نہیں ہے' بہت چھوٹا ہے اور اس کی توسیع کا منصوبہ بھی اس لیے پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا' کیونکہ اس کے ارد گرد پرائیویٹ زمین ہے حکومت کی زمین نہیں ہے۔ اس کی توسیع کے لیے پیسہ بھی چاہیے اور زمین بھی چاہیے۔

جناب سپیکر، اس کا مطلب ہے کہ جتنی گنجائش ہے اس کے حساب سے آپ نے جانور اور پرندے رکھے ہوئے ہیں۔

وزیر جنگلات، جناب والا! جو بھی گنجائش ہے ہم آہستہ آہستہ اس کو fill کریں گے۔

سردار سعید انور، جناب والا! انتر جانور والی تو بات ٹھیک ہے اور چڑیاں وغیرہ ملا کر انتر بن جاتے ہیں۔

جناب سپیکر، چڑیاں جانوروں میں نہیں آتیں۔

سردار سعید انور، جناب کافی پنجرے اب بھی خالی ہیں۔ ملک صاحب کو شاید محکمے کی طرف سے معلومات نہیں دی گئیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ وہاں پر کتنے جانور رکھنے کی مزید گنجائش ہے؟ میرے خیال کے مطابق وہاں پر پندرہ سے بیس پنجرے ابھی تک خالی ہیں۔

وزیر جنگلات، یہ درست فرما رہے ہیں' بیس جانور اور بیس پرندے مزید رکھنے کی گنجائش ہے۔

سردار سعید انور، جناب والا! جانوار رکھنے کی گنجائش تو ہے۔ اب یہ خالی پڑے رہیں گے یا ان میں جانور

رکھیں گے؟

وزیر جنگلات، جی ہاں' ارادہ رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر، فنڈز کے ملنے پر۔ بٹ صاحب آپ کچھ فرمانا چاہتے تھے؟

جناب شاہد محمود بٹ: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کتنے wild life وزیر موصوف نے خود چیک کیے ہیں؟

وزیر جنگلات، جناب والا! میں نے ذاتی طور پر کافی wild life box چیک کیے ہیں۔ بہاول پور تک تو میں گیا ہوں۔ لال سہانرا گیا ہوں' میں نے کافی جگہوں پر یہ چیک کیے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، سعید اکبر خان صاحب کا ضمنی سوال ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! یہ جو وائلڈ لائف پارک بنایا گیا ہے اس کا کل بجٹ کیا تھا؟

جناب سپیکر، یہ کمالیہ والے وائلڈ لائف پارک کی بات کر رہے ہیں؟

جناب سعید اکبر خان: جی۔

وزیر جنگلات و ماہی پروری، جناب والا! اس کا کل رقبہ 14 ایکڑ 6 کنال ہے اور اس پر آمدن 2 لاکھ 57 ہزار ہے۔ اور اتنا ہی خرچ ہے۔

جناب سپیکر، سوالات بھی ختم ہوتے ہیں اور وقفہ سوالات بھی ختم ہوتا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس (قائد حزب اختلاف)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! عمر کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے میں on record appreciation لانا چاہتا ہوں کہ انھوں نے کوشش کی ہے کہ وہ ایوان کو اپنے جوابات سے مطمئن کریں۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، سعید اکبر خان صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! مجھے اعتراض ہے کہ جو بات قائد حزب اختلاف نے کی ہے۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ وزیر جنگلات کے عمر کے تقاضے کی مطابق۔ سر یہ چیز قابل اعتراض ہے' کیوں کہ وہ اتنی بڑی عمر کے آدمی نہیں ہیں کہ ان کی عمر کا خیال رکھا جائے۔

جناب سپیکر، ان کی عمر کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جائے۔

جناب سعید اکبر خان، ان کی عمر کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جائے' یہ بات قابل اعتراض ہے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

ٹریفک حادثے میں متوفی طالب علم کے ورثاء کی تلاش کیے بغیر اور جنازہ پڑھائے بغیر تدفین

(----------جاری)

جناب سپیکر، اب Call Attention Notice کو لیتے ہیں۔ یہ آج کے لیے ایک سوال pending ہوا تھا۔ اور یہ نوٹس جناب سعید احمد خان منیس صاحب کا تھا۔ اس میں لاءمنسٹر صاحب نے جواب دے دیا تھا لیکن صرف ایک چیز رہ گئی تھی کہ کیا وہاں پر جنازہ پڑھایا گیا تھا یا نہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس، اگر related ایک دو سوالات ہوں گے تو وہ بھی آپ take up کروائیں گے۔

جناب سپیکر، لیکن جو ایک چیز pending چلی آ رہی تھی وہ یہی سوال تھا۔

جناب سعید احمد خان منیس، وہ تو اس پر منحصر ہے کہ یہ کس قسم کا جواب دیتے ہیں۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ کیا یہ جواب آ گیا ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، جناب والا! میں نے کل گزارش کی تھی کہ کمشنر ڈیرہ غازی خان ڈویژن ایک میٹنگ کے سلسلے میں لاہور آئے ہوئے تھے' اس کے باوجود ہم نے ان کے آفس سے رابطہ کیا تھا آج ہمیں وہاں سے یہ فیکس موصول ہوئی ہے۔ اس کے مطابق یہ ہے کہ،

The dead body of Mr Ansar Abbas was properly given bath and wrapped into proper Kafan.

میرے بھائی نے کہا تھا کہ ان کو نہ کفن پہنایا گیا ہے نہ غسل دیا گیا ہے۔ آگے لکھا ہے کہ:

So far as the question of offering of Namaz-i-Janaza is concerned the same has not yet been finally confirmed

میں نے آج خود ان سے بات کی ہے اور کہا ہے کہ یہ ابہام مت رکھیں اور ہمیں آپ واضح طور پر "ہاں" یا "نہ" میں جواب دیں۔ اس لیے میں آپ کی خدمت میں بھی یہ استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے حکم کے مطابق ان شاء اللہ تعالیٰ ہم ان سے definite جواب لے کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیں گے۔

جناب سپیکر، ٹھیک، راجہ صاحب! آپ کمشنر کی طرف سے definite جواب دے دیں۔ اس لیے اس کو ابھی کل تک کے لیے pending کرتے ہیں۔ کیونکہ ابھی اس کا صحیح جواب نہیں آیا۔ کل اس کو دوبارہ take up کر لیں گے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس جناب سعید اکبر خان صاحب کا ہے۔ یہ اس دن move ہو چکا تھا اور یہ pending چلا آ رہا ہے۔ کیا اس کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! اس کا جواب اس وقت میرے پاس موجود نہیں ہے۔ اس کو اگر Call Attention Notice day پر رکھ لیا جائے تو زیادہ مناسب ہو گا۔

جناب سپیکر، پھر اس کا جواب ابھی آ لینے دیں۔ راجہ صاحب! کل بھی Call Attenttion Notice day ہے۔

وزیر قانون، ٹھیک ہے جناب والا! اسے کل کے لیے رکھ لیں۔

جناب سپیکر، سعید اکبر خان صاحب! اسے کل تک کے لیے رکھ لیں؟

جناب سعید اکبر خان، مجھے کوئی اعتراض نہیں، لیکن سر! یہ ضلع لاہور سے متعلقہ ہے۔ یہ کوئی اتنے دور دراز کے ضلع سے متعلقہ نہیں جس کے لیے اتنی مشکل پیدا ہو۔ بہرحال، مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ اسے کل پر رکھ لیں۔

جناب سپیکر، چلیں اسے کل پر رکھ لیتے ہیں۔ یہ استصاحبین بھٹی صاحب کی ایک تحریک استحقاق ہے۔ کیا وہ تشریف رکھتے ہیں؟ ویسے ان کی درخواست آئی ہے کہ اس کو 23 تاریخ تک لیے مؤخر کر لیا جائے۔

تو یہ 23 تاریخ تک کے لیے pending کی جاتی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب تحریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ جناب سعید احمد خان منیس صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 8 ہے یہ move ہو چکی ہے۔ اس کا جواب وزیر زراعت دیں گے۔

پنجاب میں ڈی اے پی کھاد کی قلت

(---------جاری)

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال): جناب والا! میں بڑا مشکور ہوں کہ ہمارے محترم قائد حزب اختلاف نے انتہائی اہمیت کی حامل ایک تحریک التوائے کار اس معزز ایوان میں پیش کی ہے۔ اس بارے میں کل جناب والا سے میں نے اسی لیے ٹائم لیا تھا تاکہ میں آپ کو اور اس معزز ایوان کو تفصیلات عرض کر سکوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ذرا خاموشی اختیار کی جائے۔

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال): نہایت ہی محترم قائد حزب اختلاف نے ایک مسئلہ تو یہ اٹھایا ہے کہ گندم میں خود کفیل ہونے کا دعویٰ دھوکے اور فریب کے علاوہ کچھ نہیں۔ پہلا مسئلہ تو یہ فرماتے ہیں۔ میں facts and figures کے ساتھ جناب والا کی خدمت میں صورت حال گوش گزار کروں گا کہ ربیع 1996-97ء میں ایک کروڑ 23 لاکھ 71 ہزار میٹرک ٹن گندم صوبے پنجاب میں پیدا ہوئی تھی۔ اس میں ہماری حکومت نے جو improvement کی ہے وہ ربیع 1997-98ء میں ایک کروڑ 38 لاکھ 7 ہزار میٹرک ٹن گندم صوبے پنجاب میں پیدا ہوئی ہے۔ فرق بڑا واضح ہے کہ صوبے پنجاب کے اندر کتنی پیداوار بڑھی ہے۔ اس میں مختلف اقدامات کیے گئے۔ مثلاً ہماری حکومت کا ایک قدم یہ بھی تھا کہ گندم کا امتحانی ریٹ کبھی کسی حکومت نے نہیں بڑھایا جتنا ہماری حکومت نے بڑھایا ہے تاکہ کسان کو اس کی صحیح قیمت مل سکے اور وہ گندم بونے میں اپنی پوری صلاحیتیں بروئے کار لا سکیں۔ اس کی وجہ سے ریکارڈ پیداوار پچھلی دفعہ صوبے پنجاب کے اندر گندم کی ہوئی ہے۔ اس کے باوجود ان کا یہ فرمانا کہ یہ سارا دھوکہ اور فریب کاری ہے' اس کی صورت حال میں نے پورے معزز ایوان میں واضح کر دی ہے۔ جناب والا! آگے یہ کھاد کے بارے میں فرماتے ہیں۔ پہلی صورت تو یہ ہے کہ ڈی اے پی

کھاد دست یاب نہیں ہے' دوسری صورت ہے کہ اس میں ملاوٹ ہے۔ اور تیسری صورت یہ ہے کہ اس کی صحیح طریقے سے کوئی منصوبہ بندی نہیں کی گئی۔ جناب والا! جہاں تک ڈی اے پی کھاد کا تعلق ہے۔ اس ضمن میں گزارش ہے کہ کھاد کی درآمد اور ترسیل کا معاملہ وفاقی حکومت کے دائرہ کار میں آتا ہے اور وفاقی حکومت ہی اس کو پلان کرتی ہے اور وہی اس کو import کرتی ہے یا پرائیویٹ انٹرپرائز والے اس کو import کرتے ہیں۔ اس میں جناب والا! وزارت خوراک و زراعت حکومت پاکستان کا ایک ذیلی ادارہ ہے' اس کو ایف آئی ڈی کہتے ہیں۔ اس کا پورا نام فرٹیلائزر امپورٹ ڈیپارٹمنٹ ہے۔ اس کے ذریعے سے اس کی درآمد اور ترسیل کا انتظام ہوتا ہے۔ جناب والا! تمام فاسفورس کھادیں تقریباً درآمد کرنی پڑتی ہیں۔ اور نومبر کے مہینے میں اس کی زیادہ مانگ سامنے آتی ہے۔ اور وفاقی حکومت پرائیویٹ کمپنیوں کو بھی اس کے لیے incentive دیتی ہے کہ آپ اس کو امپورٹ کریں۔ چنانچہ اس وقت پندرہ میں سے نو جہاز کراچی پہنچ چکے ہیں۔ اور وہ unload ہو رہے ہیں اور ان سے کھاد کی ترسیل پورے صوبے کے اندر جا رہی ہے۔ جناب والا! ترجیحی بنیادوں پر کراچی سے پنجاب تک کھاد کو تیزی سے پہنچانے کے انتظامات کے سلسلے میں کل ہی وزیر اعلیٰ پنجاب نے وفاقی حکومت سے میٹنگ کی ہے کہ این ایل سی اپنی capacity کو ذرا بڑھائے تاکہ کھاد کے پروسیجر کو expedite کیا جائے اور وہ جلدی کسان تک پہنچ سکے' کیوں کہ اس وقت بوائی کا پیک سیزن ہے۔ جناب سپیکر! جہاں تک اس میں کھاد پہنچانے کا تعلق ہے اس میں کوئی کوتاہی نہیں برتی جا رہی۔ اگر آپ اجازت دیں گے تو آپ کو تھوڑی سی تفصیل عرض کروں گا کہ اس میں دیر کیوں ہوئی ہے۔ اس میں حکومت کی بہت زیادہ کوتاہی نہیں ہے جس کا بہت زیادہ نوٹس لیا جائے۔ جناب سپیکر! اس میں ایف آئی ڈی سے بھی سارا دریافت کیا گیا ہے کہ آپ اس میں لیٹ کیوں ہوئے ہیں۔ تو انھوں نے یہ وضاحت دی ہے کہ جو جہاز اکتوبر میں آنے تھے' وہ سیلابوں اور امریکہ میں سمندری طوفانوں کی وجہ سے delay ہوئے ہیں اورحکومت پاکستان کا اس میں کوئی اتنا fault نہیں بنتا' جتنا قائد حزب اختلاف نے معزز ایوان کو آگاہ کیا ہے۔ جناب سپیکر! اس میں سے نومبر میں ایف آئی ڈی اور نجی اداروں نے 4 لاکھ 33 ہزار 6 سو 50 تھیلے فاسفورس درآمد کرنے کا انتظام کیا اور جیسے میں نے پہلے عرض کیا کہ 15 میں سے 9 جہاز پہنچ چکے ہیں۔ باقی بھی بہت جلد پہنچنے والے ہیں اور ایف آئی ڈی کھاد کی ترسیل کے لیے این ایل سی کو expedite بھی کر رہی ہے اور انھوں نے ایکشن پلان بنا کے ہمیں بھجوا دیا ہے اور جناب سپیکر! میں on the floor of the House قائد

حزب اختلاف کو یہ commitment دے رہا ہوں کہ ان شاء اللہ ان ساری کاوشوں سے ایک ہفتے کے اندر یہ تمام کمی پوری مکمل کر دی جائے گی اور حکومت اس میں نہ کوئی کوتاہی برت سکتی ہے' نہ برتنے کا پروگرام رکھتی ہے اور ان شاء اللہ نہ اس کو tolerate کیا جائے گا جو اس میں کوتاہی برتے گا۔ میری ان معروضات کے بعد مجھے امید ہے کہ میرے بھائی اس کو پریس نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر، جی منیں صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیں، جناب سپیکر! جیسے کہ آپ کو علم ہے کہ زراعت ہمارے ملک کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور صوبہ پنجاب اس میں major contribution کرتا ہے اور خاص طور پر گندم کی فصل میں باقی صوبوں کو بھی فیڈ کرنا ہوتا ہے اور اپنے صوبے کو بھی فیڈ کرنا ہوتا ہے۔ معزز وزیر صاحب بار بار ان جہازوں کی بات کر رہے ہیں کہ وہ وہاں سے چلے ہوئے ہیں اور سمندری طوفانوں میں گھرے ہوئے تھے۔ جناب سپیکر! یہ ویسے ہی ہے جیسے امریکہ کا ساتواں بحری بیڑا وہاں سے چلا تھا اور پاکستان نہیں پہنچ سکا تھا۔ جو بات انھوں نے فرمائی ہے اور پچھلے دو سال کے نگرز بتائے ہیں جن میں انھوں نے ریشو بتائی ہے تو جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز اراکین اسمبلی کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے سال جو گندم زیادہ ہوئی ہے اس میں حکومت کا کوئی کمال نہیں۔ کاٹن کی فصل بیماری کی وجہ سے تباہ ہو گئی تھی اور اس پہ محکمہ زراعت کوئی توجہ نہیں دے سکا تھا اور کاٹن کو بچانے کے لیے قابل فخر یا قابل قدر کوئی اقدامات نہیں کر سکا تھا۔ تو کاشت کاروں نے اپنی تمام کاٹن تلف کر کے گندم کاشت کی تھی اور وہ حکومت کی کارکردگی کا نتیجہ نہیں تھا۔ بلکہ چونکہ پچھلی فصل ساری تباہ ہو گئی تھی تو زیر کاشت رقبہ کچھ زیادہ ہو گیا تھا جس سے یہ تمام تر کریڈٹ حکومت اپنے کھاتے میں لینا چاہتی ہے۔ تو میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس میں حکومت کا کوئی کریڈٹ نہیں۔ یہ کاشت کار کاٹن کی فصل کی وجہ سے تباہ ہو گیا تھا۔ اس نے زیر کاشت رقبے پر گندم زیادہ کاشت کی تھی اور اس سے تھوڑا سا فرق پڑا لیکن اس کو بھی اب آپ اخبارات میں دیکھ رہے ہیں کہ آٹے کی کمی ہو رہی ہے۔ یہ ایک طرف بلند بانگ دعوے کرتے ہیں کہ ہمارے پاس بہت گندم موجود ہے اور دوسری طرف اخبارات کے ذریعے ہمیں اطلاع ملتی ہے کہ آٹے کی کمی ہو رہی ہے۔ دوسرا جناب سپیکر! میں اس میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ڈی اے پی کھاد' ایسی کھاد ہے جسے گندم کی بوائی سے پہلے ڈالنا پڑتا ہے۔ اب اگر وقت پہ ڈی اے پی نہیں

ڈالی جائے گی تو ڈی اے پی کا بعد میں ڈالنے کا کوئی فائدہ نہیں اور یہ جس ساتویں بیڑے کی بات کر رہے ہیں کہ وہ بحری بیڑے لگ چکے ہیں اور کئی آ رہے ہیں تو ان کا اب آنے کا کیا فائدہ ہوگا۔ اب تو گندم کی کاشت تقریباً اپنے اختتام پر ہے اور پھر میں نے جو بات کی ہے جناب سپیکر! میں آپ کو تھوڑا سا موازانہ یہ پیش کروں گا کہ یہ جو ایف آئی ڈی کی بات کر رہے ہیں کائن کے سیزن میں ڈی اے پی کا سرکاری ریٹ.....I would request to bring the House in order please.

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ ہم کارروائی ابھی روک دیں اور آپ سارے ذرا گپ شپ لگا لیں یا پھر دس منٹ کے لیے اجلاس ختم کر دیتے ہیں یا پھر آپ جب اندر بیٹھیں تو جو کارروائی ہو رہی ہے اس کو سنیں۔ اگر سننا پسند نہیں کرتے تو لابی میں بیٹھ کر گپ شپ لگا لیں تاکہ اجلاس کی کارروائی تو ٹھیک طریقے سے رہے۔ اس طرح تو نہیں کہ اپنا کام جب ختم ہو جائے تو آپ اندر بیٹھ کے گپیں لگاتے رہیں اور باقی disturbance شروع ہو جائے۔ ایک اتنی اہم تحریک التوائے کار چل رہی ہے۔ وزیر زراعت نے اس کا جواب دیا ہے۔ وہ ابھی بات کر رہے ہیں' نہ مجھے کچھ سمجھ آ رہی ہے' نہ بولنے والے کو کچھ پتا چل رہا ہے۔ جنھوں نے جواب دینا ہے ان کو بھی کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہ میں کیا جواب دوں' کیوں کہ وہ آپ کی باتوں کی وجہ سے سن نہیں سکتے۔ براہ مہربانی جب ہاؤس کے اندر بیٹھیں تو خاموشی کے ساتھ بیٹھیں۔ جی منیں صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس: شکریہ' جناب سپیکر!

جناب سپیکر! میں ڈی اے پی کھاد کے بارے میں یہ عرض کر رہا تھا۔ میں پہلے ان کے نرخوں کے بارے میں بات کرتا ہوں اس کے بعد اس کی قلت کی جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ ڈی اے پی کھاد ایسی کھاد ہے جسے گندم کی بوائی سے پہلے زمین میں پھینکا جاتا ہے۔ تو اگر ہم ڈی اے پی کھاد استعمال کرنے کے صحیح وقت کو utilize نہ کر سکیں تو یہ جو بلند بانگ دعوے کیے جاتے ہیں کہ ٹارگٹ حاصل ہوں گے یا ہم خود کفیل ہوں گے تو ہم کس طرح خود کفیل ہو سکتے ہیں؟ کہ جب یہ بنیادی ضرورت ہی ہمارے پاس موجود نہیں ہوگی؟ تو اسی لیے میں نے عرض کیا ہے کہ یہ سبز باغ دکھانے' دھوکے اور فریب دینے کے مترادف ہے اور جیسے میں نے عرض کیا کہ حکومت کا یہ فرض بنتا ہے۔ پنجاب ایک ایسا صوبہ ہے جو باقی تمام صوبوں کو گندم فراہم کرتا ہے۔ اپنے لوگوں کو بھی فیڈ کرتا ہے اور باقی صوبوں کو بھی فیڈ کرتا ہے اور اگر حکومت اپنی پالیسیاں صحیح بنائے۔ ہر

چیز بروقت ملے اور اس کا معاوضہ بھی صحیح ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف ہم خود کفیل ہو سکتے ہیں۔ بلکہ ہم برآمد کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ حکومت کی پالیسیاں بہت کمزور ہیں۔ اس میں نااہل لوگ بیٹھے ہیں۔ وقت پہ وہ کھاد نہیں منگواتے، صحیح بیج مہیا نہیں کرتے، اس کی صحیح مارکیٹنگ نہیں ہوتی، اس کا صحیح پیسہ کاشت کار کو نہیں ملتا، اس لیے ہم اس میں خود کفیل تو کیا، ہم اس کو برآمد کرنے کے قابل تو ہو ہی نہیں سکتے۔ جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں کہ ایف آئی ڈی جس کی یہ بات کر رہے ہیں کہ ایک سرکاری ادارہ ہے کاٹن سیزن میں ڈی اے پی کی ایک بوری کی قیمت 625 روپے تھی۔ پھر اس کو بڑھا کے 707 روپے کر دیا گیا۔ جناب! اب مارکیٹ میں 750 روپے سے لے کے 800 روپے تک میرے فاضل دوست بتا رہے ہیں، بلکہ کل ایک ٹریژری کے معزز ممبر نے بھی مجھے بتایا تھا کہ 850 اور 900 روپے تک بلیک میں بوری مل رہی ہے۔ اسی طریقے سے کاٹن سیزن میں سونا کھاد کی قیمت 535 روپے فی بوری تھی اسے بڑھا کر 580 روپے کر دیا گیا۔ اب اس کا سرکاری ریٹ 688 روپے ہے اور وہ بھی 900 روپے تک بلیک میں مل رہی ہے۔ اسی طریقے سے اینگرو کی کھادیں بھی 800 سے 900 روپے تک مل رہی ہیں اور جناب! جو بلیک میں مل رہی ہیں وہ صحیح نہیں ہیں، وہ جعلی ہیں۔ چونکہ ان میں margin of profit اتنا زیادہ ہے کہ بیچنے والے لوگ اس میں ایس ایس پی کھاد کو ملا دیتے ہیں، اس میں گوارا کھاد کو ملا دیتے ہیں، اس میں اسی رنگ کا پتھر پیس کر ملا دیتے ہیں۔ آپ خود ہی اس بات کا اندازہ لگائیں کہ ایک تو وہ کھاد وقت پہ نہ آئی، دوسری بات یہ ہے کہ وہ کھاد ملتی نہیں ہے اور جو مارکیٹ میں ملتی ہے وہ جعلی ہے اور مہنگی ہے۔ بلیک مارکیٹر اس میں موج میلہ کر رہے ہیں۔ تو جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ کس طرح اس ٹارگٹ کو پورا کریں گے۔ اب اس کا سرکاری ریٹ 688 روپے ہے اور وہ بھی 900 روپے تک بلیک میں مل رہی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ کس طرح اس ٹارگٹ کو پورا کریں گے اور ابھی پچھلے دنوں انھوں نے کچھ آفیسرز کو ایک ایک لاکھ روپیہ انعام کے طور پر دیا ہے۔ کیا انعام اسی لیے دیا گیا تھا کہ یہ کھادیں نہ ملیں اور جعلی کھادیں دی جائیں اور جو جعلی کھادیں ہیں وہ بھی بلیک میں استعمال ہوں اور بلیک میں فروخت ہوں؟ بہت سے میرے دوست جن کا تعلق کاشت کاری سے نہیں ہے، انھیں بتاؤں گا کہ ایس ایس پی کھاد، جسے سنگل سپرفاسفیٹ کھاد کہتے ہیں، یہ بہت کم قیمت کی کھاد ہے۔ یہ اس کی مکسنگ کرتے ہیں۔ ایک ملتانی گوارا کھاد ہے جو اس سے ملتی جلتی ہے، وہ بہت کم قیمت کی کھاد ہے۔ وہ اس میں مکس کر دیتے

ہیں اور ایک پتھر کا چورا کر کے، اس کو وہی رنگ دے کر جو کہ ڈی اے پی کا رنگ ہے اس میں وہ ملا کر بلیک کرنے والے اس وقت موج میلہ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ بہت اہمیت کی حامل میری تحریک التوائے کار ہے۔ یہ ساتواں بیڑہ جو ہے، یہ تب پہنچے گا جب ہمیں ضرورت ہی نہیں رہے گی اور جب ضرورت نہیں رہے گی تو پھر ڈی اے پی آنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ استدعا کروں گا کہ جب آپ زراعت کے بارے میں اتنے بلند وبانگ دعوے کرتے ہیں، آپ سبز باغ دکھاتے ہیں تو آپ بروقت ضرورت کی چیزیں کیوں نہیں منگواتے اور کیوں اس کا بندوبست نہیں کرتے؟ جناب سپیکر! معیشت کا حال آپ کے سامنے ہے اور معیشت میں سب سے بڑا boost زراعت کا سیکٹر ہے اور اس کا یہ حال ہو رہا ہے تو ہم کس طرح خودکفیل ہو سکتے ہیں۔ ہم کس طرح اپنے صوبے کو گندم کھلا سکتے ہیں۔ ہم کس طرح باقی صوبوں کو گندم کھلا سکتے ہیں؟ ہمارے پاس یہ potential بھی موجود ہے کہ ہم اس کو برآمد کرنے کے قابل ہوں اور خود کفیل ہوں۔ لیکن جب حکومت کی پالیسیاں یہی رہیں گی تو مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے اور میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ حکومت قطعاً زراعت کے شعبے میں مخلص نہیں ہے اور وہ یہ چاہتی ہے کہ کاشت کاروں کے طبقے کو دبایا جائے اور اس کو ختم کیا جائے۔ تو میں معزز وزیر صاحب کے جواب سے بالکل مطمئن نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: چودھری اقبال صاحب، آپ ان چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے اس کا تفصیل سے جواب دیں۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں اور سپیکر ہیں۔ آپ سے زیادہ رولز کو کون سمجھتا ہے۔ جناب والا! اگر میں نے کوئی اخفاء کرنا ہوتا یا حالات معزز ایوان کے سامنے پیش نہ کرنے ہوتے تو میں آسانی سے اس تحریک التوائے کار کو technically knock out کرتا کہ یہ تحریک التوائے کار بنتی ہی نہیں ہے۔

جناب والا! آپ جانتے ہیں کہ ایک مسئلہ جو فوری نوعیت کا ہو، اس کو ایک وقت میں کسی ایک تحریک التوائے کار میں اٹھایا جا سکتا ہے۔ جناب قائد حزب اختلاف کو میں نے کئی دفعہ اس بارے میں آگاہ کیا ہے کہ آپ جب بھی کوئی تحریک التوائے کار دیں تو رولز کے مطابق دیں، کیونکہ آپ قائد

حزب اختلاف ہیں۔ یہ رولز کے مطابق نہیں بنتی لیکن میں نے اس لیے اس کا جواب دینا مناسب سمجھا کہ یہ پورے معزز ایوان کے مفاد میں ہے۔ اس پر بات ہونی چاہیے اور حکومت کی کوششیں بھی سامنے آنی چاہییں اور اگر کوئی کوتاہی ہے تو وہ بھی سامنے آنی چاہیے۔ میں نے اس میں کوئی اخفاء نہیں کیا۔

جناب والا! یہ فرماتے ہیں کہ بحری بیڑہ آ رہا ہے اور جا رہا ہے۔ میں نے on the floor of the House یہ بات پورے وثوق کے ساتھ کی ہے اور میں ساری تفصیلات لے کر بات کر رہا ہوں کہ 9 جہاز اس وقت بندرگاہ پر کھڑے ہیں اور unload ہو رہے ہیں اور چودہ پندرہ ہزار میٹرک ٹن کھاد صوبے کے مختلف حصوں میں روزانہ پہنچ رہی ہے۔ پھر انھوں نے فرمایا کہ گندم کا سیزن ہے۔ جناب والا! میرے سارے بھائی جو کپاس کے کاشت کار ہیں وہ یہاں بیٹھے ہیں۔ جو دسمبر کا پورا مہینہ کاشت کرتے ہیں۔ یہ کیسے فرما رہے ہیں کہ سارا وقت گزر گیا ہے اور یہ ہو گیا ہے اور وہ ہو گیا ہے۔ جہاں پر جلد کاشت ہوتی ہے وہاں پر ہم ترجیحی بنیادوں پر کھاد پہنچا رہے ہیں اور حکومت اس میں کوئی کوتاہی نہ کرنا چاہتی ہے اور نہ کر رہی ہے۔ میں نے یہ واضح کیا ہے۔

جناب والا! اگر یہ حکومت کسانوں کی دوست نہ ہوتی تو ایک لاکھ روپیہ وزیر اعظم پاکستان اور ایک لاکھ روپیہ وزیر اعلیٰ پنجاب ٹریکٹر کی قیمت کم کرتے؟ جناب والا! کچھ تو اس معاملے میں انصاف ہونا چاہیے کہ کیا ہم کسانوں کے حق میں ہیں یا یہ کسانوں کے حق میں تھے؟ اس لیے ایسے ہی زیب داستاں کو آگے بڑھاتے جانے سے کوئی فائدہ نہیں۔ تحریک التوائے کار کا مطلب حکومت کو آگاہ کرنا ہوتا ہے اور اس سے ہم بھرپور طریقے سے آگاہ ہیں۔

جناب سپیکر، اس میں ملاوٹ کے بارے میں بھی وزیر اعلیٰ صاحب نے احکامات کیے ہیں۔

وزیر زراعت، جناب والا! ملاوٹ کے بارے میں میں یہی عرض کر رہا تھا۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا تھا کہ تحریک التوائے کار میں زیادہ وقت لینا نہیں چاہتا تھا۔ میں آپ کو عرض کیے دیتا ہوں۔ میرے پاس پورے اعداد و شمار ہیں کہ اس کے اوپر ہم کیا کارروائی کر رہے ہیں۔ جناب والا! آپ کو یہ بھی پتا ہے کہ جس طرح اس حکومت نے جعلی ادویات اور ملاوٹ والی ادویات پر ہاتھ ڈالا ہے۔ آج تک کسی حکومت کو یہ توفیق نہیں ہوئی جو ہماری حکومت نے کیا ہے۔ اس کے علاوہ جعلی کھادوں کے بارے میں میں آپ کو عرض کرتا ہوں کہ ایف آئی آر نمبر 58/98 مورخہ 29-9-98 پولیس سٹیشن

نشاط آباد، فیصل آباد میں زیر دفعہ PPC 471/466/420، تین فیکٹریوں پر چھاپے مار کر نو ملزمان کو پکڑ کر اندر کیا ہے اور ان فیکٹریوں کو بند کروایا گیا ہے۔ یہ فیصل آباد میں ہم نے ایکشن کیا ہے۔ ایسا ہی ایکشن ہم نے 1-10-98 کو چک نمبر 8/ ج ب میں ایک چھاپہ نشاط آباد میں مارا اور مقدمے درج ہوئے اور پولیس سٹیشن ستیانہ میں بھی ایسے پرچے درج کیے گئے، ایسی کارروائی پورے پنجاب کے اندر ہو رہی ہے۔ جو ایسی جعلی کارروائیاں کر رہے ہیں ان پر پورا ہاتھ ڈال کر ان کی گردن مروڑ کر ان کو اندر کیا جا رہا ہے۔ تو جناب والا! حکومت کوئی کوتاہی نہیں کر رہی۔

جناب سپیکر، ان کا توجہ دلانے کا مقصد یہ ہے کہ کھاد کراچی سے شفٹ کرنے کے لیے جو نظام ہے اس کو expedite کیا جائے۔

وزیر زراعت، جی، سر! اس پر تو میں نے عرض کیا ہے کہ کل وزیر اعلیٰ صاحب نے وفاقی حکومت سے باقاعدہ میٹنگ کر کے اور NLC والوں کو بلا کر اس سارے نظام کو expedite کیا ہے۔ چودہ پندرہ ہزار میٹرک ٹن کھاد روزانہ تقسیم کرنا کوئی آسان کام نہیں اور جو نظام تھا اس کو بھی expedite کیا گیا ہے اور ان کے ٹرکوں کی تعداد بڑھائی گئی ہے تاکہ جو نو جہاز آئے ہوئے ہیں وہ unload ہو جائیں اور دقت پیش نہ آئے۔ یہ ساری کارروائی ہم نے کی ہے اور کر رہے ہیں، اس لیے میری بڑی مودبانہ اپیل ہے کہ ان کے ارشادات عالیہ ہم نے سن لیے ہیں۔ اس لیے اس کو یہ press نہ کریں۔

جناب سپیکر، خاکوانی صاحب، پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر خوارک (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)، شکریہ۔ جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے گندم کی عدم دستیابی یا اس کی کمی یا آٹے کی قیمت میں اضافے کا بھی ذکر کیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے ان کو اور پورے ہاؤس کو ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میری وہ یقین دہانی آج بھی یہاں موجود ہے جو میں نے آج سے تین چار ماہ پہلے کہا تھا کہ اگر اس wheat year کے دوران پنجاب کے اندر آٹے کی قلت ہو یا آٹے کی قیمت میں اضافہ ہو۔ یہ ایک محاورہ بن گیا ہے کہ ہر آدمی کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ میں پھر استعفیٰ دے دوں گا۔ میں آج پھر حلف لے کر کہہ رہا ہوں کہ اگر آٹے کی قیمت میں اضافہ یا آٹے کی قلت اس wheat year کے آخر تک پیدا ہو تو میں مستعفی ہوں گا اور میں اپنے آپ کو ہر قسم کی سزا کے لیے آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میں مزید وضاحت یہ کر دینا چاہتا ہوں کہ اعداد و شمار کے ساتھ شاید آج تک اس

ہاؤس کو نہ بتایا گیا ہو۔ لیکن میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ پنجاب کی شہری آبادی کی ضرورت پچھلے کئی سالوں سے ہمارے پاس آٹھ دس سال کا ریکارڈ موجود ہے کہ 24لاکھ' 25لاکھ' 26لاکھ' 27لاکھ سب سے زیادہ پچھلے سال ساڑھے 27لاکھ ٹن استعمال ہوئی ہے۔ آپ کی وساطت سے قائد حزب اختلاف کی خدمت میں' میں یہ خاص طور پر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ساڑھے 27لاکھ ٹن پچھلے سال گندم استعمال ہوئی ہے۔ جس میں صوبہ بلوچستان اور صوبہ سرحد کو بھی ہم روزانہ ساڑھے چار ہزار ٹن گندم دے رہے تھے۔ اس کے باوجود ہم نے آزاد پالیسی کے تحت کہ کوئی کوٹہ سسٹم نہیں تھا' ہم نے فلور ملوں کو پوری اجازت دے دی کہ جتنا مرضی میں آئے گندم اٹھائیں اور ساڑھے 27 لاکھ ٹن استعمال ہوئی۔

جناب سپیکر! اس سال میرے پاس گوداموں کے اندر 29لاکھ ٹن گندم موجود ہے۔ مجھے بتائیں کہ کس طرح کمی ہوگی؟ اور پھر میرے وزیر اعلیٰ پنجاب نے پنجاب کے صوبائی خزانے سے اڑھائی ارب روپیہ نکال کر پنجاب کے عوام کو سستا آٹا فراہم کرنے کے لیے سب سڈی کے طور پر دیا ہے اور اس کے حساب سے آٹے کی قیمت ہم نے 6 روپے 58 پیسے فی کلو مقرر کی ہے۔ جناب سپیکر! ہمیں اندازہ لگا لیں کہ 58 پیسے کی کوئی تک سمجھ میں نہیں آتی' 60 پیسے ہوتا' 50 پیسے ہوتا' 75 پیسے ہوتا یا کوئی round figure ہوتی۔ لیکن چونکہ وہ بنتی اتنی تھی۔ اس لیے میں نے وزیر اعلیٰ کے حکم پر فلور ملوں کو کہہ دیا کہ 6روپے 58پیسے کا مطلب 6 روپے 58پیسے ہی ہے' 59 پیسے نہیں ہوگا۔

جناب والا! یہ اخباری بیانات کو چھوڑیں۔ ان کے اپنے مفادات ہوتے ہیں۔ لیکن میں پھر on the floor of the House آپ کو یہ یقین دہانی کراتا ہوں کہ 30اپریل 1999ء ہمارا wheat year کا آخری دن ہوتا ہے' پھر اس کے بعد ہم releases بند کر دیتے ہیں اور نئی procurement شروع کرتے ہیں اور پھر اگلا سال شروع ہوتا ہے۔ 30 اپریل 1999ء تک میرے پاس پورا سٹاک موجود ہے اور 6 روپے 58 پیسے فی کلو کے حساب سے ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کو آٹا ملے گا۔

جناب سپیکر، جی' سعید اکبر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا تھا کہ میرے بھائی چودھری اقبال صاحب نے فرمایا ہے کہ پورا دسمبر ہے۔ انھوں نے ٹی وی پر جو سونا چاندی کو ہم کاشت کاروں کو پڑھانے کے لیے لگایا ہوا ہے اور ہمیں سمجھانے کے لیے بڑا اچھا پروگرام سونا چاندی بنایا ہے۔ انھوں

نے ہمیں جو بتایا ہے' وہ یہ فرما رہے ہیں کہ 15۔ نومبر تک گندم کی بہترین کاشت کا وقت ہے۔ 15۔ نومبر' جب کہ آج 18۔ نومبر ہوگئی ہے۔

جناب سپیکر! منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ کم از کم ایک ہفتہ دس دن اور لگیں گے تو وہ یہ کیسے فرما سکتے ہیں؟ ٹھیک ہے کہ دسمبر میں بھی کاشت ہوتی ہے۔ لیکن main کاشت 15۔ نومبر تک ہوتی ہے۔ جس کی yield سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ میں یہی گزارش کرنا چاہتا تھا کہ جو yield ہے وہ خواہش کے مطابق ہو سکتی ہے۔

وزیر زراعت، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

وزیر زراعت ، جناب والا! اصل میں جہاں میرے محترم چھوٹے بھائی رہتے ہیں وہاں پر زیادہ چنے کاشت ہوتے ہیں' گندم کم کاشت ہوتی ہے۔ اس لیے ان کو پتا ہی نہیں۔ (قہقہے)

جناب والا! یہ سارے کے سارے ادھر جو ہمارے دوست بیٹھے ہوئے ہیں یہ کاٹن کے کاشت کار ہیں اور جب کاٹن کی فصل ختم ہوتی ہے تو اس کے بعد جو بوائی ہوتی ہے اس میں گندم آتی ہے اور گندم کے لیے پورا دسمبر کا مہینہ ہے' بلکہ میں نے اگلی بات نہیں کی کہ جنوری کے ایک دو ہفتے بھی وہ گندم بوتے رہتے ہیں۔ ان کو پتا ہی نہیں۔ یہ چنے کے کاشت کار ہیں اور وہ بھی بہت تھوڑے وہاں ہوتے ہیں۔ ان کو کیا پتا کہ گندم ہوتی کہاں ہے؟ (قہقہے)

جناب سپیکر، تو میرا خیال ہے کہ اس کے اوپر اب کافی تفصیل کے ساتھ منیس صاحب کا بھی نقطہ نظر آیا ہے اور پھر منسٹر صاحب کی بھی پوری information آئی ہے۔ تو اب اور کوئی مزید اس میں آپ کہنا چاہتے ہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بہت ہی اہمیت کی حامل تحریک التوائے کار تھی۔ آپ نے بڑی مہربانی فرمائی کہ اس پر مجھے تفصیلی بات کرنے کا موقع دیا اور تحریک التوائے کار کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کی توجہ دلائی جائے۔ لیکن ساتھ ساتھ ہمارا یہ بھی کام ہے کہ ٹریژری کے جو معزز ممبران ہیں اور منسٹرز ہیں ان کو یہ بتائیں کہ فیلڈ میں حقائق کیا ہیں۔ کیوں کہ یہاں آپ نے دیکھا کہ جب منسٹر جواب دیتے ہیں اور ان کو جب یہ سوال کیا جاتا ہے کہ آپ

نے کتنے دورے کیے ہیں، تو وہ اپنے دوروں کی تفصیل نہیں بتا سکتے۔ ان کے جو دورے ہیں وہ صرف اپنے گھروں تک ہی محدود رہتے ہیں۔ یہ جو ڈی اے پی کی بات ہے، آنریبل منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ جنوری تک کاشت کی جاتی ہے۔ کاشت کار ہونے کے ناتے مجھے اور یہاں جو باقی ہمارے دوست بیٹھے ہیں ان کو بھی پتا ہے کہ جنوری کی کاشت کسی طرح بھی منافع بخش نہیں۔ اس میں تو مشکل سے بھوسہ بھی نہیں بچتا جو اس میں سے نکلتا ہے۔ اتنے اخراجات ہوتے ہیں۔ میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ ان کو یہ تمام چیزیں بروقت کرنی چاہیے تھیں اور اب بھی اگر یہ فرما رہے ہیں کہ وہ بحری بیڑے چلے ہوئے ہیں اور پہنچ جائیں گے اور یہ فیڈ ہو جائے گی۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اب اس کا فائدہ نہیں ہو گا۔ لیکن میں آپ کی وساطت سے حکومت کی توجہ دلانا چاہتا تھا جو میں نے دلا دی۔

جناب سپیکر، جی، تو پھر آپ press نہیں کرتے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جی ہاں۔ میں انہی کے کہنے کے مطابق press نہیں کرتا۔

جناب سپیکر، یہ disposed of تصور ہوتی ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ یہ ایک رپورٹ ہے۔ راجہ محمد خالد خان صاحب رپورٹ پیش کریں گے۔

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی رپورٹ بابت حسابات سال 94-1993ء

پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

راجہ محمد خالد خان، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔۔۔

مالیاتی حساب مد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ بابت سال 94-1993ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر ا کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 30 جون 1999ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر، سوال یہ ہے کہ مطلوبہ توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

مسودات قانون

مسودہ قانون ادارہ جات طب و صحت پنجاب مصدرہ 1998ء

(جاری--------)

MR SPEAKER: Now, we resume Clause by Clause consideration of the Punjab Medical & Health Institutions Bill, 1998. Clause 6 of the Bill had been passed on November 16,1998.

CLAUSE 7

MR SPEKAER: Now, we take up Clause 7 of the Bill.

Clause 7 of the Bill is under consideration One amendment has been received from Law Minister and certain members have proposed amendment to the said amendment. Law Minister may move his amendment.

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! اگر صوبائی اسمبلی پنجاب کے قواعد و ضوابط 1997ء کو پڑھیں تو رول 105 (2) کہتا ہے کہ---

105(2) "If a notice of a proposed amendment has not been given two clear days before the day on which the Bill, the relevant clause or the Schedule is to be considered, any member may object to the moving of the amendment and such objection shall prevail unless the Speaker allows the amendment to be moved."

اس میں میری گزارش ہے کہ یہ نوٹس 15۔ نومبر 1998ء کو ساڑھے دس بجے موصول ہوا ہے۔

جناب سپیکر، تو اس میں دن تو پورے ہو جاتے ہیں ناں۔ 16 ' 17 دو clear days ہیں اور آپ کی ترمیم بھی اسی دن آئی ہے' اس لیے اس کے اوپر بھی کوئی اعتراض نہیں۔ اس کو بھی take up کر رہے ہیں۔ آپ کی ترمیم اور ان کی ترمیم کو بھی اسی لیے اکٹھا take up کر رہے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! وہ تو بعد کی بات ہے۔ آپ جب ایجنڈا دیکھیں گے تو اس میں یہ دیکھیں گے کہ یہ for consideration on the sixteenth of November , 1998. ہے۔

جناب سپیکر، آج ہم take up کر رہے ہیں ناں۔ اگر میں اس کو پیر کو take up کرتا تو پھر آپ کا اعتراض صحیح تھا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! آپ اگر ایجنڈے کو دیکھیں تو یہ for consideration on the sixteenth آ چکا ہے اور پھر یہ clear two days نہیں بنتے اور اس پر شاید آپ ایک رولنگ بھی دے چکے ہیں۔

جناب سپیکر، اس کو آج ہی take up کر رہے ہیں۔ دو clear days اس میں آ چکے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، I am sorry to say. You are the Speaker. لیکن یہ ہے کہ یہ for consideration on the 16th کے لیے آ چکی ہے۔

جناب سپیکر، یہ ذرا پیچھے بھی پڑھ لیں ناں۔

.....the relevant clause or the Schedule is to be considered.....

relevant Clause تو آج discuss ہو رہی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہ left over business ہے۔ اگر آپ ایجنڈا اٹھا کر دیکھیں تو۔

جناب سپیکر، میری بات سنیں۔ میری پہلے بات سن لیں۔ ایک منٹ تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کا point لے لیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ یہ بات آپ کی ٹھیک ہے کہ میں نے اس وقت یہ رولنگ دی تھی اور اگر میں یہ کلاز (7) اسی دن پیر کو take up کرتا تو پھر آپ کی بات valid تھی۔ پھر رول 105 اور کلاز (2)' بالکل آپ کی بات ٹھیک تھی۔ لیکن اس وقت میں یہ کہہ سکتا تھا اور آپ کی بات بھی ٹھیک تھی کہ یہ amendment نہیں آ سکتی جب تک کہ میں اس کو allow نہ کروں۔ اب جب کہ اس

کو آج take up کر رہے ہیں تو اس میں دو clear days مل جاتے ہیں۔ آپ کی amendment اور ان کی amendment دونوں کو اسی لیے میں نے allow کیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! 16 نومبر پیر کے ایجنڈے پر اگر آپ نظر دہرائیں تو جو نمبر 3 ہے کہ۔۔۔

The Punjab Medical and Health Institutions Bill, 1998 (Bill No. 8 of 1998). Resumption of Clause by Caluse consideration: The consideration has been started on this.

اسی دن یہ consideration شروع ہو گئی ہے۔ اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ چونکہ یہ اس دن take up نہیں ہوا، تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ point valid نہیں ہے۔

جناب سپیکر، یہ take up کی بات نہیں ہے۔ پلیز اس کو ذرا دوبارہ پڑھ لیں۔ یہ جو 105(2) ہے کہ۔۔۔۔

105(2) If a notice of a proposed amendment has not been given two clear days before the day on which the Bill, the relevant clause or the Schedule is to be considered,... ....

جناب سعید احمد خان منیس، میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ یہ consideration، 16 تاریخ کی ہے اور آپ اس پر رولنگ دے چکے ہیں۔

جناب سپیکر، یہ آپ کا پوائنٹ بالکل صحیح تھا کہ اگر یہ کلاز (7) on the first day سوموار کو consider ہوتی، پھر آپ کا پوائنٹ valid تھا، آپ کا پوائنٹ clear تھا۔ لیکن آج آپ کا پوائنٹ valid نہیں ہے۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب سعید احمد خان منیس، کیا آپ محسوس فرماتے ہیں کہ آپ نفی کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر، میں بالکل رولز کے مطابق چل رہا ہوں۔ جی، لاءمنسٹر صاحب! آپ کی کیا رائے ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا۔۔۔

جناب سعید احمد خان منیس، آپ اپنی رولنگ کی نفی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں ذرا۔ میں نے لاءمنسٹر صاحب کو floor دیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، آپ محسوس فرماتے ہیں کہ آپ نفی کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر، میں بالکل نفی نہیں کر رہا۔ میں رولز کے مطابق چل رہا ہوں۔ آپ بات غلط کر رہے ہیں۔ تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کو بیٹھنے کا کہہ دیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون، جناب والا! میں یہاں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اس کو پورا پڑھ لیا جائے تو اس میں آگے چل کر یہ بھی ہے کہ۔۔۔

> "any member may object to the moving of the amendment and such objections shall prevail unless the Speaker allows the amendment to be moved".

آپ تو مجھے allow کر چکے تھے۔ میں move کرنے والا تھا اور اس کے بعد انھیں یاد آئی ہے۔ پھر اس کے باوجود آپ نے ان کی بات سن لی۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ وہ تو میرے اختیارات میں ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں نے ان کو بات کرنے کا موقع دیا کہ ان کا وہ point بھی discuss ہو جائے اور ان کا وہ point بالکل irrelevant ہے' valid نہیں ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، نہیں۔ ابھی میں نے آپ کو پوائنٹ آف آرڈر کی بھی اجازت نہیں دی۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کی بات تب سنوں گا جب میں اجازت دوں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب! آپ پہلے میرا پوائنٹ آف آرڈر تو سن لیں۔

جناب سپیکر، جی۔ فرمایئے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! آنریبل وزیر قانون فرما رہے ہیں کہ یہ move ہو جائے اس کے بعد کریں۔ اگر آپ صوبائی اسمبلی پنجاب کے مباحثات مورخہ 6 فروری اٹھا کر دیکھیں' اس کا صفحہ 62 ذرا read کر لیں کہ وزیر قانون پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھے۔ جناب سپیکر! اس میں

گزارش ہے کہ جو ترمیم دی گئی ہے' یہ رول (2)105 کے تحت پیش نہیں کی جا سکتی - اس میں یہ ہے اور انھوں نے پھر وہ پڑھ دیا ہے اور اب یہ بات کر رہے ہیں کہ

with the consent of the Speaker

تو جناب! اسی میں دیا ہوا ہے - میں نے آپ کو یہ کہا تھا کہ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ within time نہیں ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ within time ہے اس کے باوجود آپ allow کر سکتے ہیں۔ تو پھر جناب نے اس پر فیصلہ دے دیا تھا کہ دو دن کا clear نوٹس ہونا چاہیے۔ رول (2)105 میں یہ واضح ہے کہ دو clear days ہونے چاہییں' لیکن وہ ترمیم نہیں آئی' اس لیے میں ان ترامیم کو disallow کرتا ہوں اور clause for question put کرتا ہوں - اب میرے جانے کا مقصد یہ ہے کہ جو آنریبل منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ میں نے procedure غلط adopt کیا ہے تو انھوں نے یہ procedure خود adopt کیا ہے۔

جناب سپیکر، نہیں' نہیں۔ ٹھیک ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، اور جو وہ consent کی بات کر رہے ہیں۔آپ نے اس دن مجھے consent allow نہیں کی تھی اور آج آپ ان کو consent allow کر رہے ہیں ------

جناب سپیکر، نہیں' آپ کو بھی allow کر رہا ہوں۔

جناب سعید احمد خان منیس، یہ تو پھر discrimination والی بات ہو گئی۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو clear کرتا ہوں۔

دیکھیے' آپ کا پوائنٹ بالکل valid ہوتا اگر یہ کلاز 7 سوموار کو discuss ہوتی اور سوموار کو دو clear days نہیں بنتے تھے۔ تو اس وقت ان کی ترمیم بھی آئی تھی اور آپ کی ترامیم بھی میرے پاس آئی ہیں اور ان کے لیے بھی دو clear days نہیں تھے۔ میں آج آپ کی ترامیم کو بھی لے رہا ہوں اوران کی ترامیم کو بھی لے رہا ہوں' کیونکہ رول (2)105 کے تحت دو دن کا clear لکھا ہوا ہے۔ آپ کو تو اعتراض تب ہوتا کہ آپ کی ترامیم نہ لی جاتیں۔ رولز کے مطابق آپ کی ترامیم بھی لے رہا ہوں اور ان کی ترامیم بھی لے رہا ہوں ------ جی' Minister for Law may move

Minister for Law: Sir, I move :

"That for Clause 7 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Health, the following be substituted:-

"7. Appointment of Officers and Employees:-

(1) The Government may appoint such persons in the service of the Institution as may be necessary on such terms and conditions, notwithstanding anything contained in any law, as it may determine.

(2) The Management Committee may appoint such persons in the service of the Institution as may be necessary on such terms and conditions as it may determine

(3) All persons in the service of the Government of the Punjab and serving in the Medical and Health Institutions in any capacity immediately before the issuance of a notification under section 2 of this Act, may continue to serve in such Institutions unless they are reverted to their parent Department."

MR SPEAKER: The amendment moved is -

"That for Clause 7 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Health, the following be substituted.-

"7. Appointment of Officers and Employees:-

(1) The Government may appoint such persons in the service of the Institution as may be necessary on such terms and conditions, notwithstanding anything contained in any law,

as it may determine.

(2) The Management Committee may appoint such persons in the service of the Institution as may be necessary on such terms and conditions as it may determine.

(3) All persons in the service of the Government of the Punjab and serving in the Medical and Health Institutions in any capacity immediately before the issuance of a notification under section 2 of this Act, may continue to serve in such Institutions unless they are reverted to their parent Department "

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I oppose it, sir.

MR SPEAKER: An amendment has been received in this amendment from:

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais,
2. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo,
3. Sardar Rafiq Haider Leghari,
4. Pir Shujaat Hasnain Qureshi,
5. Syed Masood Alam Shah,
6. Mr Mansoor Ahmad Khan
7. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti
8. Mr Saeed Akbar Khan
9. Mr Ikram Ullah Khan Niazi
10. Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi.

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move the amendment.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Speaker, Sir, would not the

Minister for Law make his speech on it?

جناب سپیکر، آپ پہلے اپنی امنڈمنٹ پیش کر لیں تاکہ وہ oppose ہو جائے یہ امنڈمنٹ کے اوپر آپ نے امنڈمنٹ دی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں ترمیم پیش کر دوں اور یہ اس کو oppose کر دیں پھر اس کے بعد ان کی ترمیم لیں گے۔

جناب سپیکر، جی ہاں! اس کے بعد ان کی ترمیم لے لیں گے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے امنڈمنٹ پیش کی ہے اس پر ان کی امنڈمنٹ ہے اور وہ move کریں گے۔ اس کے بعد ان کی امنڈمنٹ پر پہلے بات ہو گی۔ پہلے وہ take up ہو گی، اس کے بعد میری امنڈمنٹ پر بات ہو گی۔

جناب سپیکر، جی۔ میں نے بھی یہی کہا ہے۔

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS:- Mr Speaker, Sir! I move :-

> "That in new Clasue 7 of the Bill, as proposed by the Law Minister, in sub-clause (3), for the words "they are reverted to their parent Department", the words "they are repatriated and that too with the prior approval of the Government" be substituted.

MR SPEAKER: The amendment moved is.

> "That in new Clasue 7 of the Bill, as proposed by the Law Minister, in sub-clause (3), for the words "they are reverted to their parent Department", the words "they are repatriated and that too with the prior approval of the Government" be substituted.

MINISTER FOR LAW: Sir, I oppose it.

جناب سپیکر، جی۔ منیس صاحب! آپ اس پر تقریر فرمائیں گے؟

جناب سعید احمد خان منیس: جی۔

جناب سپیکر، جی فرمایے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو یہ گزارش کروں گا کہ میں اپنے اس پوائنٹ کو دوبارہ stress کروں گا جو میں نے earlier آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے اور جس کی آپ نے پذیرائی نہیں فرمائی۔ میں پھر بھی سمجھتا ہوں کہ میں نے ایک valid point پر بات کی تھی جس کی آپ نے اجازت نہیں فرمائی اور اسی طریقے سے آپ نے اپنی ہی دی ہوئی رولنگ کی نفی کی ہے۔ لیکن جناب والا! چونکہ آپ Custodian of the House بھی ہیں اور آپ نے اپنی judgement دے دی ہے، تو میں کلاز 7 پر اپنی بات کرتا ہوں۔---

جناب سپیکر، اور آپ کی امنڈمنٹ بھی لے لی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جی۔ وہ تو آپ نے اس لیے مہربانی فرمائی، کیونکہ آپ نے اس میں گورنمنٹ کو oblige کر دیا۔ اگر آپ under the rules گورنمنٹ کو اجازت نہ فرماتے تو یہ take up نہیں ہوسکتی تھی اور اس طریقے سے آپ نے ان کی یہاں صرف favour نہیں کی، بلکہ آپ نے تمام legislation میں ان کی favour کر دی ہے، کیونکہ آگے جو ایک ترمیم آ رہی ہے جو انھوں نے within time نہیں دی وہ lapse ہو چکی ہے اور جب repeal والی کلاز ہی ختم ہو جاتی تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کی ساری کی ساری legislation ناکارہ تھی اور اگر under the rules and laws آپ دیکھیں تو آج ہم یہ جو legislation کر رہے ہیں یہ ناکارہ legislation ہے ---

جناب سپیکر، آپ اپنی امنڈمنٹ پر بات کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس: اگر اس کو کوئی بھی شخص کورٹ میں لے جائے گا تو وہاں probably undo ہو جائے گی جو ہمارے ہاؤس کے لیے مناسب بات نہیں ہو گی۔

جناب والا! انھوں نے 3 میں فرمایا ہے کہ:

All persons in the service of the Government of the Punjab and serving in the Medical and Health Institutions in any capacity, immediately

before the issuance of a notification under section 2 of this Act, may continue to serve in such Institutions unless they are reverted to their parent Department.

جناب والا! اس میں ہم نے یہ ترمیم propose کی ہے کہ اس سب کلاز 3 میں،

for the words "they are reverted to their parent department" the words "they are repatriated and that too with the prior approval of the Government" be substituted.

اب اس میں' میں revert and repatriate کا تھوڑا سا فرق بتانا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! نہ آپ اور نہ یہ معزز ایوان پسند فرماتا ہے کہ کوئی اس میں اکیڈمک بات ہو ۔ میں ڈکشنری کے meanings آپ کے سامنے رکھوں گا کہ reversion کا مطلب کیا ہے' اور repatriate کا مطلب کیا ہے' اور یہ ترمیم میں اس لیے پیش کر رہا ہوں اور with the approval of the Government میں اس لیے کہتا ہوں کیونکہ میں پرسوں بھی آپ کے سامنے یہ بات لایا تھا کہ جناح ہسپتال کے سلسلے میں جن لوگوں کو باہر نکالا گیا تھا اگر یہ کلاز اس میں آ جائے اور حکومت ایک تحفظ فراہم کر دے تو چیف ایگزیکٹو کہ جس کو بہت ہی پاورفل کردیا گیا ہے وہ اپنی من مانی نہیں کر سکے گا۔ اگر with the approval of the Government ہوگا تو پھر حکومت پہلے اس کا بندوبست کرے گی کہ اس آدمی کو اس نے کہاں کھپانا ہے۔ اس وقت میں نے ان کی کافی تعداد کے بارے میں عرض کیا تھا ۔ سینیٹری ورکرز کو جناح ہسپتال سے نکال کر ڈیپارٹمنٹ میں بھیج دیا گیا۔ ان کی تنخواہوں کا بجٹ ٹرانسفر ہو چکا تھا ۔ نہ جانے وہ کھپائے بھی جا چکے ہیں یا نہیں؟ اور مجھے یقین ہے کہ جو حالت حکومت کی ہے وہ ابھی تک کھپائے نہیں جا سکے ہوں گے۔

اگر یہ prior approval of the Government سے آئیں تو اس میں گورنمنٹ کا بھی فائدہ ہے اور آفیسرز اور چھوٹے سٹاف کا بھی فائدہ ہے کہ پہلے اگر حکومت سے approval لے لیں گے تو کم از کم حکومت اس کا بندوبست کرے گی کہ ان کو وہاں سے واپس لے کر کہاں کھپانا ہے اور اس کی تنخواہ کہاں سے دینی ہے ۔ اب میرا خیال ہے کہ جن لوگوں کو پچھلے دو اڑھائی یا تین ماہ سے نکالا گیا ہے ان کو کہیں کھپایا جا سکا ہوگا اور ان کی تنخواہیں بھی ادا نہیں کی جا سکی ہوں گی

اور میں سمجھتا ہوں کہ آج کل جو مہنگائی اور بےروزگاری کا دور ہے اس میں اگر subordinate سٹاف کو خاص طور پر protection نہ دی گئی ہو تو اس کو تنخواہ نہیں ملتی ۔ اگر اس کو تنخواہ نہیں ملتی تو آج کل جو مہنگائی کا حال ہے وہ آپ کو پتا ہی ہے ۔ آج یہاں جینا مشکل ہو گیا ہے ۔ یہاں ہر چیز مہنگی ہو گئی ہے ۔ پیاز مہنگے ہو گئے ہیں ، گھی مہنگا ہو گیا ہے ۔ وہ کہاں سے کھائے گا اور کہاں سے پیے گا؟ میں سمجھتا ہوں کہ میں نے ایک بہت ہی relevant amendment دی ہے۔ اس کو اگر حکومت adopt کر لے تو نہ صرف ان کا فائدہ ہے، بلکہ ان آفیسرز کا بھی فائدہ ہے کہ جن کو revert کر دیا جاتا ہے۔ اب میں آپ کو revert and repatriate کا مطلب بتانا چاہتا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں صفحہ دیکھ لوں؟ معزز وزیر صحت بڑے غور سے دیکھ رہے ہیں ۔ مقصد یہ ہے کہ اگر یہ revert کا لفظ ڈالیں گے تو جیسے آپ نے بھی بہت سارے portfolio پر کام کیا ہے اور خاص طور پر لوکل گورنمنٹ کے portfolio پر تو آپ کی مہارت بہت زیادہ ہے، جب آپ آرڈر لکھتے ہیں کہ "Mr. so and so is reverted" تو یہ presume کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے گریڈ سے پچھلے گریڈ میں بھیجا جا رہا ہے ۔ جیسے میں عرض کرتا ہوں کہ قانون سازی definite ہونی چاہیے ۔ اس میں کوئی ایسے lacuna نہیں رہنے چاہییں کیونکہ کل کو لوگ عدالتوں میں جاتے اور چیلنج کرتے ہیں اور ایک ایک لفظ پہ وہاں بحث ہوتی ہے اور پھر کئی جگہوں پر حکومت کو شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔

میں کہتا ہوں کہ اگر آپ پچھلے گریڈ میں بھیجتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ revert ہو گیا۔ اگر ہیڈ کانسٹیبل تھا تو اس کو کانسٹیبل بنا دیا گیا۔ اور میڈیکل سپرنٹنڈنٹ تھا تو اس کو واپس بھیج کے میڈیکل آفیسر بنا دیا گیا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کو clarify کریں۔ repatriate کا مطلب ہے: "to bring or send back a person" اب یہ appropriate لفظ ہے کہ جس میں یہ بتا دیا گیا ہے کہ ٹھیک ہے اگر ایک شخص کو ایک محکمے سے واپس بھیجا جا رہا ہے کہ جس ادارے کو خود مختاری دے دی گئی ہے اس سے اس کو parent department میں بھیج رہے ہیں تو اس کو repatriate کہیں، اس کو revert نہ کہیں، کیونکہ reversion میں سنیارٹی کا مسئلہ آ جائے گا۔ کچھ لوگ عدالتوں میں چلے جائیں گے کہ فلاں شخص واپس آ گیا ہے ۔ اس کی reversion ہو گئی ہے، اب اس کی سنیارٹی متاثر ہو گی۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جو بھی ہم قانون سازی کریں وہ definite اور fool proof قسم کی ہونی چاہیے اور پھر میں یہ عرض کروں گا کہ صرف مخالفت برائے مخالفت نہ کریں کہ یہ

اپوزیشن نے ترمیم دی ہے ۔ اگر قانون سازی میں ہم ایک اچھی چیز contribute کرنا چاہتے ہیں۔ اور حال دیکھیں سرکاری بنچز کا کہ یہاں لوگ ہی پورے نہیں بیٹھے کہ وہ اتنی اہم قانون سازی کو سنیں اور اس پہ اپنا فیصلہ دیں۔ اگر وہ بول نہیں سکتے تو کم از کم سن کے ہی اس کو appreciate کریں۔ اور حکومت سے کہیں کہ اپوزیشن کی طرف سے یہ ایک واقعی اچھی ترمیم آئی ہے، اس کو منظور کیا جائے۔ آپ خود ہی حال دیکھ لیں کہ یہاں یہ حال ہے ۔

جیسے میں نے عرض کیا اور بار بار مجھے کہنا پڑتا ہے کہ ہم نے اجلاس کو ایک اجتماع گاہ کی حیثیت بنا دیا ہے ۔ جس کام کے لیے ہم کو یہاں منتخب کر کے بھیجا گیا ہے وہ ہم قطعاً نہیں کر رہے ۔ اب آپ یہ کہیں گے کہ آپ وہی بات repeat کر رہے ہیں ۔ کیوں کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ آپ پھر کہیں کہ اس کو wind up کریں اور جلدی ختم کریں۔ میں ان کو یہ ضرور باور کرانا چاہتا ہوں کہ اس پر کتنے کیسز ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ میں pending ہیں۔ سنیارٹی کے کیسز ہیں ۔ تقرریوں کے کیسز ہیں ، غیر قانونی تقرریوں کے کیسز ہیں اور پھر آگے ایک بل میں میں removal from service کے بارے میں امنڈمنٹس لائی جا رہی ہیں۔

یہ جو میں نے بات عرض کی ہے یہ حکومت کے اپنے مفاد میں ہے ۔ کم از کم ان کا اپنا ایسا ہولڈ تو ہو کہ جو autonomy جس ہسپتال کو دی گئی ہے یا کسی Institution کو دی گئی ہے اگر وہ کسی آدمی کو parent department میں بھیجتا ہے تو اس کے لیے prior approval of the Government لے لی جائے تاکہ حکومت اس کا بندوبست کرے کہ ان لوگوں کو کہاں کھپانا ہے ۔ جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ low paid employees تو خاص طور پر سیکرٹریٹ کے برآمدوں میں پھرتے رہتے ہیں اور دھکے کھاتے رہتے ہیں ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ reversion کی بجائے اس کو repatriate سے substitute کر دیا جائے اور وہ بھی With the prior approval of the 'Government میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ کر دیا جائے گا تو There is no harm in accepting this amendment. میں سمجھتا ہوں کہ یہ جمہوریت کو زیادہ خوش نما بنانے کی طرف ایک قدم ہوگا اور سننے دیکھنے اور پڑھنے والے سب یہی کہیں گے کہ اپوزیشن کی جانب سے ایک اچھی تجویز آئی تھی کہ جسے حکومت نے منظور کر لیا۔ کوئی یہ نہیں کہے گا کہ لاءمنسٹر صاحب نے اس کو منظور کر لیا ہے تو بری بات ہے، یا جناب ہیلتھ منسٹر صاحب نے اس کو منظور کر لیا ہے تو بری بات ہے ۔ نہ ہی

چیف منسٹر صاحب ناراض ہوں گے کہ یہ منسٹر بے کار منسٹر ہے' یہ defend نہیں کر سکا۔ میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان سے درخواست کروں گا اور خاص طور پر وزیر قانون اور وزیر صحت سے جو دونوں بڑے اور چھوٹے معزز راجہ صاحبان ہیں اور میرے تو دونوں بھائی ہیں' میں ان سے درخواست کروں گا کہ یہ بڑی valid amendment ہے' اس کو منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ! سعید اکبر خان صاحب! آپ بھی اس پر بات کریں گے؟

جناب سعید اکبر خان: جی ہاں۔

جناب سپیکر: تو فرمایے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ جناب والا! میرے بھائی منیس صاحب نے اس پر کافی تفصیل سے بات کی ہے' میں بھی اس بابت کچھ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ ہماری ترمیم میں دو باتیں تجویز کی گئی ہیں۔ ایک تو ہم نے لفظ "revert" کو تبدیل کرنے کے لیے کہا ہے کہ اس کی جگہ کوئی عام لفظ لکھا جائے۔ انگریزی ہماری مادری زبان نہیں ہے' لہٰذا ایسا لفظ استعمال کیا جائے جس کا مطلب ڈکشنری دیکھے بغیر عام مفہوم میں سمجھ آ جائے۔ اس سے کوئی ابہام نہیں رہے گا۔ ہم نے "revert" کی جگہ "repatriate" تحریر کرنے کو کہا ہے۔ جیسا کہ سعید منیس صاحب نے کہا کہ ہم عموماً revert/reversion کو کسی اور معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ لوگ ڈیپوٹیشن پر جاتے ہیں اور جب وہ واپس آتے ہیں تو ہم انھیں یہ نہیں کہتے کہ یہ revert ہو گئے ہیں یا ان کی reversion ہو گئی ہے' بلکہ ہم کہتے ہیں کہ وہ repatriate ہو کر اپنے parent department میں واپس آ گئے ہیں۔ وزیر قانون صاحب بڑے ذہین ہیں' ان کا علم بہت زیادہ ہے' انھیں انگریزی پر کافی عبور حاصل ہے۔ شاید یہ تو اس لفظ کے صحیح معنی یا مفہوم نکال لیں' لیکن ہو سکتا ہے کہ کل کو کوئی دوسری حکومت آئے اور کسی افسر کو وہ سزا دینا چاہے یا چیف ایگزیکٹو کسی آدمی پر ناراض ہو جائے اور اس لفظ "revert" سے وہ یہ مفہوم نکال لے جو میرے ذہن میں ہے تو اس بے گناہ افسر کا تو بیڑہ غرق ہو جائے گا۔ اور اگر وہ تھانے دار ہے تو حوالدار ہو جائے گا' اگر 19 گریڈ کا میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ہے تو اسے 18 گریڈ میں revert کر دیا جائے گا۔ جناب والا! ہماری ہمیشہ یہی گزارش رہی ہے کہ جب بھی قانون سازی کی جائے تو اس میں کوئی ابہام یا سقم نہیں ہونا چاہیے۔ وہ اتنی definite ہو کہ کوئی اس سے

اپنا مفاد یا خواہش پوری نہ کر سکے۔ دوسری بات ہم نے یہ کہی کہ اگر چیف ایگزیکٹو کسی آدمی سے ناراض ہو کر اس کی reversion کرتا ہے تو اسے کسی محکمے میں بھیجنے کے لیے' adjust کرنے کے لیے گنجائش ہونی چاہیے تاکہ وہ کہیں خراب نہ ہوتا رہے۔ کچھ اسامیاں تو ایسی ہوتی ہیں کہ ان پر تعینات آفیسرز کو او ایس ڈی لگا دیا جاتا ہے۔ لیکن کچھ آفیسرز کے لیے اس طرح کی اسامی ہی نہیں ہوتی کہ اس کے آرڈر بطور او ایس ڈی کر دیے جائیں۔ جناب سپیکر! آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب کسی کو پوسٹنگ نہیں ملتی تو ان ایام کی اسے تنخواہ بھی نہیں ملتی۔ یہ فرض کر لینا کہ ہر افسر بد دیانت ہے اور اس کے پاس کافی پیسے ہیں مناسب نہیں' کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کچھ ایسے دیانت دار افسر بھی ہوں جن کے پاس سوائے تنخواہ کے کوئی دوسرا بندوبست یا ذریعہ نہ ہو کہ وہ اپنے بال بچوں کا خرچ چلا سکیں۔ ہمارا مقصد یہی ہے کہ جب چیف ایگزیکٹو کسی پروفیسر' ڈاکٹر یا آفیسر سے ناراض ہو جائے گا تو وہ اپنی ذاتی رنجش کی بناء پر اس کا غلط مطلب نکالے گا۔ جیسا کہ سعید منیس صاحب نے مثال پیش کی ہے کہ جب جناح ہسپتال کے چیف ایگزیکٹو صاحب کچھ پروفیسر صاحبان سے ناراض ہوئے تو انھوں نے کسی کو ٹائی سے پکڑ کر باہر پھینکا' کسی کو دھکے دے کر اپنے دفتر سے نکالا۔ وہ لوگ باہر بیٹھے رہے' انھیں تنخواہیں نہیں ملیں۔ لیکن اس معاملے کی جب انکوائری کی گئی تو پھر چیف ایگزیکٹو کو گھر جانا پڑا۔ میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ان دونوں پہلوؤں کو دیکھنے کے لیے حکومت کے پاس کوئی لیور ہونا چاہیے جو اس بات کا تجزیہ کر سکے کہ آیا کسی آدمی کے ساتھ ذاتی عناد کی وجہ سے زیادتی تو نہیں ہو رہی۔ اگر وہ کام نہیں کرتا' بے کار آدمی ہے تو میرا خیال ہے کہ پھر اس کی مدد کرنے کے لیے کوئی بھی تیار نہیں ہوگا لیکن اس بات کو جانچنے کے لیے' اور چیف ایگزیکٹو کو کہنے کے لیے کہ ہم اسے دوسری جگہ accommodate کرنا چاہتے ہیں' کوئی طریق کار طے ہونا چاہیے۔ اس عرصے میں اس بات کا علم بھی ہو جائے گا کہ آیا اسے اس ہسپتال سے چیف ایگزیکٹو صاحب صحیح الزامات کی وجہ سے نکال رہے ہیں یا کہ ان کی کوئی ذاتی رنجش ہو گئی ہے۔ جناب والا! بعض اوقات پروفیشنل دشمنی بھی ہوتی ہے۔ لہٰذا اس طرح کے واقعات سے بچنے کے لیے ہماری گزارش ہے کہ اس طرح کی قانون سازی کی جائے کہ جس میں یہ ابہام باقی نہ ہو' یا جس سے بعد میں ایسی خرابیاں پیدا نہ ہوں۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ ہم نے جو یہ دونوں باتیں آپ کی وساطت سے وزراء صاحبان کے گوش گزار کی ہیں' انھیں منظور فرمایا جائے۔ اس میں بضد ہونے والی بات نہیں۔ شاید

یہ باتیں اس وقت انھیں اچھی نہ لگیں لیکن جب یہ اس طرف کے بنچوں پہ آئیں گے' اور ایک دن ان کو ادھر آنا ہے تو اس وقت انھیں یہ باتیں یاد آئیں گی' اچھی لگیں گی۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔

جناب سپیکر: جی' وزیر صحت صاحب۔

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور): جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ جناب سپیکر! میں حیران اس بات پہ ہوں کہ ہم انھیں right from day one اٹانومی اور اس کے concept کو clear کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ حکومت کی کم سے کم involvement ہوگی' جب کہ یہ اس بات پر insist کیے جا رہے ہیں کہ حکومت کی سو فی صد involvement ہونی چاہیے۔ ہم کہہ رہے ہیں کہ ہم چیف ایگزیکٹو لگا رہے ہیں' انھیں یہ concept ہی کلیئر نہیں ہوا' بار بار اسی بات پر stress کر رہے ہیں کہ چیف ایگزیکٹو اگر ناراض ہو گیا تو وہ اس آفیسر کو واپس بھیج دے گا۔ جب کہ انسٹی ٹیوشن کی اپنی ایک Management Committee ہے اور اس کمیٹی کی منظوری کے بغیر چیف ایگزیکٹو کسی آفیسر یا ڈاکٹر کو واپس revert یا repatriate نہیں کر سکتا۔ پھر They have been insisting on one word"reversion" یہ revert کو repatriate میں تبدیل کرنے کے لیے کہہ رہے ہیں۔

> Let me read it out from the dictionary what repatriation means. The return or restoration of a person or object to his or its country of origin. The return of profits from foreign investments to the investor's country.

اگر وہ اٹانومی کے حوالے سے autonomous body یا اس انسٹی ٹیوشن میں تعینات کیا گیا ہے تو وہ کسی دوسرے ملک نہیں چلا گیا' بلکہ وہ اسی ملک کے ایک حصے میں ہے۔ so repatriate واپس کسی foreign country سے پاکستان میں نہیں ہو رہا۔ He is being reverted back to his department. اب میں آپ کو ڈکشنری میں سے "revert" کا مطلب بتاتا ہوں۔ جناب والا! اس کے معنی "to turn back, to return to". کے ہیں۔ لہٰذا میں گزارش کروں گا کہ یہ ایسی باتیں ہیں

جن کی اس قانون سازی میں کوئی اہمیت نہیں اور ہم ان اداروں کو جو خود مختاری دے رہے ہیں نہ ہی کسی طریقے سے اس میں کوئی کمی آئے گی۔ اس لیے گزارش ہے کہ ان کی اس ترمیم کو مسترد کر کے یہ کلاز منظور کی جائے۔ شکریہ۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is.

> That in the new Clause 7 of the Bill as proposed by the Law Minister in sub Clause (3) "they are reverted to their parent Department", the words "they are repatriated and that too with the prior approval of the Government" be substituted.

(The motion was lost)

MR SPEAKER: Now, I put the original amendment to vote. The amendment moved and the question is:-

> That for Clause 7 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Health, the following be substituted:-
>
> "7. Appointment of Officers and Employees:-
>
> (1) The Government may appoint such persons in the service of the Institution as may be necessary on such terms and conditions, notwithstanding anything contained in any law, as it may determine.
>
> (2) The Management Committee may appoint such persons in the service of the Institution as may be necessary on such terms and conditions as it may determine.
>
> (3) All persons in the service of the Government of the Punjab and serving in the Medical and Health Institutions in any capacity, immediately before the issuance of a notification

under section 2 of this Act, may continue to serve in such Institutions unless they are reverted to their parent Department."

(The motion was carried)

MR SPEAKER: In view of the substitution of the new Clause for existing Clause 7, the amendment proposed in the existing Clause has become redundant and is disallowed. Now, the question is:

That Clause 7 of the Bill as amended do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 10

MR SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 11

MR SPEAKER: Clause 11 of the Bill is under consideration. An amendment has been received from:-

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais;
2. Mr Moazzam Jahanzaib Ahmad Khan Wattoo,
3. Sardar Rafiq Haider Leghari;
4. Pir Shujaat Hasnain Qureshi;
5. Syed Masood Alam Shah;
6. Mr Mansoor Ahmad Khan;
7. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti;
8. Mr Saeed Akbar Khan;
9. Mr Ikram Ullah Khan Niazi;
10. Sahibazada Muhammad Usman Khan Abbasi.

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Speaker, I move:

That after sub-clause (2) of Clause 11 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Health, the following new sub-clauses (3) and(4) be added:-

"(3) The Auditor-General shall conduct statutory audit regularly in additon to above arrangement.

(4) Government shall provide grant-in-aid to the autonomous health institutions."

MR SPEAKER: The motion moved is :-

That after sub-clause (2) of Clause 11 of the Bill, as recommended by

Standing Committee on Health, the following new sub-clauses (3) and(4) be added:-

"(3) The Auditor-General shall conduct statutory audit regularly in additions to above arrangement.

(4) Government shall provide grant-in-aid to the autonomous health institutions "

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it.

جناب سپیکر: لاوٴنسٹر صاحب oppose کرتے ہیں۔ منیں صاحب! پہلے آپ بات کریں گے یا سید اکبر صاحب؟

جناب سعید احمد خان منیں: پہلے میں بات کروں گا۔

جناب سپیکر: جی شروع کریں۔

جناب سعید احمد خان منیں: شکریہ جناب سپیکر! محترم وزیر صحت شروع دن سے ہی کہہ رہے ہیں کہ autonomy کا concept ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔ جناب والا! پچھلے اجلاس میں بھی اور اس اجلاس میں بھی میں بارہا یہ بتا چکا ہوں کہ اس کا concept بڑا واضح ہے۔ صرف یہ نہیں کہ concept ہمیں سمجھ نہیں آیا۔ ہمیں اس کا concept بھی سمجھ میں آیا اور ہمیں اس کے motives کا بھی پتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے ulterior motives کا بھی پتا ہے اور میں on the floor of the House بتا چکا ہوں۔ اب صرف ان کو یاد دلانے کے لیے دو لائنیں دہراتا ہوں کہ:

This concept of the Government to make the institutions autonomous, this autonomy is the first setp to privatization. We know it that these are going to be privatized. These are going to be sold. Who will purchase them? I know it Mr Speaker, I think, you know it and I think the Honourable Minister for Health, may be he is one of those, he also knows it.

ان کا بار بار یہ کہنا کہ concept سمجھ نہیں آ رہا یہ ٹھیک نہیں ہے۔ ہمیں concept کا پتا

ہے اور آپ کے ulterior motives بھی ہماری سمجھ میں ہیں، لیکن ہم ان ترامیم کے ذریعے آپ کو بار بار strike کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ شاید کسی ایک ترمیم پر آپ کا ضمیر جاگ جائے اور آپ ہماری ترامیم قبول کر لیں کیونکہ آنے والے وقتوں میں قوم اور اس صوبے کے عوام نے آپ کو کبھی بھی معاف نہیں کرنا۔ آپ جو قانون سازی لا رہے ہیں اس میں صرف خود غرضی شامل ہے۔ یہ اپنے آپ کو زیادہ امیر بنانے کے لیے، منافع بخش بنانے کے لیے اور ان اداروں پر قبضہ کرنے کے لیے ان اداروں کی خود مختاری کی قانون سازی لا رہے ہیں۔جناب والا! حکومت نے کلاز 11 میں یہ propose کیا ہے:

> The Budget of a Medical Institution shall be approved and its accounts shall be maintained and audited in such a manner as may be prescribed. "May be prescribed is a wide term"

وہ prescribe بھی انھوں نے ہی کرنے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے اگر آپ نے یہ رکھ دیا ہے تو اسے بھی رہنے دیں۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ:

> The Government may order financial, medical and managerial monitoring and audit on quarterly basis through a third party nominated by the Government.. . .

میں اس پر پھر زور دوں گا کہ:

> . . . . third party nominiated by the Government and paid for by the Medical Institution and the Management Committee shall comply with the directions which may be issued thereon.

انھوں نے جو third پارٹی کی بات کی ہے ہمیں سب سے زیادہ خدشہ اسی پر ہے۔ ہم تو صرف ان کی working کو improve کرنے کے لیے اور اس کو زیادہ شفاف اور transparent بنانے کے لیے یہ ترمیم لا رہے ہیں۔ جو کچھ آپ نے propose کیا ہے اس کو بھی رہنے دیں۔ لیکن ساتھ ہی اس کو شفاف بنانے کے لیے آڈیٹر جنرل آف پاکستان کا جو ایک آئینی عہدہ ہے اور ایک آئینی ضرورت ہے اس کو ساتھ رکھیں۔ اب ایسے لگتا ہے کہ انھوں نے جو تھرڈ پارٹی کی بات کی ہے تھرڈ پارٹی جو ہے clean slate دینے والی بات ہے۔ ہر تین مہینے بعد گورنمنٹ اپنا آدمی دے دے

گی۔ اس نے ادائیگی بھی جیب سے کرنی ہے اور تین مہینے بعد والی بات ایسے ہی ہے جیسے کھیل ختم اور پیسہ ہضم۔ اس لیے میری یہ گزارش ہوگی کہ اس میں اگر آپ آڈیٹر جنرل کو بھی involve کرلیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ایک شفاف طریق کار بن جائے گا۔ پبلک exchequer کو استعمال کرنے میں کم از کم ٹیکس ادا کرنے والے لوگ مطمئن ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے دوبارہ یہ گزارش کروں گا کہ ہاؤس ان آرڈر نہیں ہے۔

جناب سپیکر، خاموشی اختیار کی جائے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! گورنمنٹ نے جو کچھ تجویز کیا ہے وہ جس طریقے سے جو ڈرامہ بھی رچانا چاہتے ہیں وہ اپنی اس کلاز میں ڈرامہ ضرور رچائیں۔ ڈرامہ رچانے والی بات میں کیوں کرتا ہوں؟ کیونکہ اس سے پہلے بھی مختلف محکمہ جات پر یہ بات ہو چکی ہے کہ There are always favourite chartered accountants, etc. اور میں یہاں مثال بھی دوں گا جس طرح مسٹر دانش کمال اینڈ فرگوسن۔ آپ جو بھی محکمہ اٹھا کر دیکھیں اس کی consultancy کا جو کام ہے وہ انہی اداروں کو ملا ہوا ہے۔ اب اس کو ہم favourites کہیں یا نہ کہیں اور اس میں کوئی procedural method adopt ہی نہیں کیا گیا۔ اس کا ایک طریق کار ہے کہ پہلے ٹینڈر کال کیے جائیں، مشتہر کیا جائے، اس کے بعد آپ دیکھیں کون بہتر ہے، bidding کیسی ہے اور اس کے بعد اسے مقرر کیا جائے۔ اس لیے میں یہ کہتا ہوں کہ تھرڈ پارٹی والی بات بہت ہی مشکوک ہے۔ اس کو شفاف بنانے کے لیے جناب سپیکر! ہم نے جو ترمیم یہاں پیش کی ہے اسے منظور کیا جائے کہ آڈیٹر جنرل آف پاکستان کو اس میں involve کیا جائے جو کہ ایک آئینی ضرورت بھی ہے اور یہ کم از کم ایک ایسا ادارہ ہے جس سے عوام مطمئن ہوں گے، کیونکہ یہ ایک ایسا عہدہ ہے جو کہ حلف لے کر آتا ہے۔ ویسے تو یہاں بھی ہمارے جو بھائی بیٹھے ہوئے ہیں یہ بھی حلف لے کر آئے ہوئے ہیں۔ حلف کے خلاف بھی بہت کچھ ہو جاتا ہے۔ اس کے باوجود میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آڈیٹر جنرل اس کا آڈٹ کرے گا تو کم از کم یہ شفاف ضرور نظر آئے گا۔ جناب والا! جو بھی خدشات ہمارے ذہن میں ہیں عوام کے ذہن میں ہیں کہ ان کا ٹیکسوں کا پیسہ حکومت کا خزانہ غلط استعمال کیا جائے گا وہ اس سے بہتر ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ یہ بات حکومت کے اور محکمے کے اپنے فائدے میں ہے، اس سے ان

کی اپنی نیک نامی ہوگی، کیونکہ بہت سے معاملات میں لوگوں کی reservations ہیں۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک شفاف طریقہ ہو جائے گا۔

جناب والا! دوسری نمبر 4 پر جو ترمیم ہم نے پیش کی ہے وہ یہ ہے کہ،

"The Government shall provide grant-in-aid to the autonomous health institutions."

اب یہ جو concept والی بات کرتے ہیں کہ ہمیں یہ concept سمجھ نہیں آ رہا۔ ہم تو یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں تو اس کا concept بڑا واضح طور پر سمجھ آ رہا ہے کہ تین مہینوں کے بعد انھوں نے کہنا ہے کہ یہ ادارے ناکام ہو گئے ہیں۔ ان کو اب پرائیویٹائز کر دیا جائے۔

جناب والا! یہاں تو بہت کچھ پرائیویٹائز ہو رہا ہے، یہاں تک کہ سکیورٹی تک کو پرائیویٹائز کرنے کا سوچا جا رہا ہے اور ایک بل بھی یہاں پر lay کیا گیا ہے کہ security of shops وغیرہ۔ یہ بھی ایک پرائیویٹائزیشن ہے۔ یہاں تو یہ انسان کی اپنی سکیورٹی بھی چند دنوں یا چند مہینوں کے بعد پرائیویٹائز کر دیں گے۔ امن عامہ پر تو یہ قابو نہیں پا سکے۔ جناب! میں اس سلسلے میں یہ کہتا ہوں کہ اگر تین مہینوں کے بعد انھوں نے یہ کہنا ہے کہ جناب، یہ جو خود مختاری دی گئی تھی یہ فیل ہو گیا ہے اور اب اس کو پرائیویٹائز کریں۔ اس لیے کم از کم یہ ایک شق رکھ دیں کہ اگر کوئی صحت کا خود مختار ادارہ نقصان کی طرف جاتا ہے تو اسے گورنمنٹ grant-in-aid دے دے۔ اس کے لیے آپ ایک شق رکھ دیں۔ ویسے تو خود مختاری میں یہ ہوتا ہے کہ ادارے اپنے آپ کو خود income generate کرتے ہیں لیکن جس قسم کا یہ مسودہ لائے ہیں مجھے ان کی income جنریشن کچھ مشکل نظر آتی ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ اس پر ضد نہ کریں اور پھر اس دفعہ سارا بوجھ وزیر قانون نے بےچارے وزیر صحت پر ڈال دیا ہے اور وہ میرے خیال میں بوجھ اٹھانے کے قابل نہیں ہیں۔ ہماری جو اچھی ترامیم ہیں ان کی بھی مخالفت کیے جا رہے ہیں۔ جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں معزز وزیر قانون سے جو ان سے زیادہ سمجھ دار ہیں اور بات کو سمجھنے والے ہیں ان کو یہ بات باور کروانا چاہتا ہوں کہ یہ ایک بہت اچھی ترمیم ہے۔

جناب سپیکر، جناب سعید اکبر خان۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! شکریہ۔ ہم نے اس میں دو نئی ترامیم تجویز کی ہیں۔ پہلی میں ہم نے گزارش کی ہے کہ،

The Auditor-General shall conduct statutory audit regularly in addition to above arrangement..

دوسری ترمیم میں ہم نے یہ گزارش کی ہے کہ،

Government shall provide grant-in-aid to the autonomous health institutions.

گورنمنٹ نے بھی کلاز 11 میں دو پروویژن رکھی ہوئی ہیں :

The budget of a Medical Institution shall be approved and its accounts shall be maintained and audited in such manner as may be prescribed.

جناب سپیکر! جب سے قانون سازی ہو رہی ہے آپ بھی دیکھ رہے ہیں اور ہم بھی پوائنٹ آؤٹ کر رہے ہیں۔ جو بھی طریق کار یہ بعد میں اپنائیں گے' خان صاحب نے بھی پہلے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے کہ انھوں نے جو بھی کارنامے سر انجام دیئے ہیں' describe کریں گے۔ ہمیں تو پھر اس وقت پتا نہیں ہوگا کہ یہ اس وقت کیا طریق کار اپنائیں گے۔ اسی سلسلے میں انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ تھرڈ پارٹی' خان صاحب نے پہلے تھرڈ پارٹی کا mention کیا کہ تھرڈ پارٹیز کون ہیں؛ میرا ذہن اس کو اس طریقے سے لیتا ہے کہ تھرڈ پارٹیز انہوں نے پہلے ہی fix کی ہوئی ہیں جن کو انھوں نے یہ ہسپتال تین مہینے یا چھ مہینے کے بعد دیئے ہیں۔ جن کمپنیوں کو انھوں نے پرائیویٹائز کر کے دیئے ہیں انھی کے یہ جو چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ ہیں یا جو ان کا آڈٹ نظام ہے اسی کو یہ اس میں involve کریں گے۔ دو تین رپورٹیں ان سے لے کر پھر وہ ان سے declare کروائیں گے کہ یہ ادارے قطعاً اس قابل نہیں رہے کہ یہ survive کر سکیں۔ ان سے recommendation لیں گے اور اس کو publish کریں گے اور اس کو پرنٹ میڈیا' دوسرے میڈیا اور الیکٹرک میڈیا پر لے آئیں گے کہ

چونکہ یہ ادارے پہلے ہی نقصان میں جا رہے تھے اور عام آدمی کی بہتری کے لیے کچھ نہیں کر رہے تھے۔ ہم نے اپنی نیک نیتی سے اس کو بہتر کرنے کے لیے خود مختاری بھی دی' ان کو بااختیار بھی بنایا تاکہ یہ اپنے financial بندوبست خود کریں۔ ہم نے ان کو finance بھی کیا اور ان کو ان کی صوابدید پر چھوڑ دیا۔ جو سالانہ بجٹ ہوتا تھا وہ بھی ان کی صوابدید پر چھوڑ دیتے تھے اور یہ خود ان کا بندوبست کرتے تھے۔ اس کے انتظامات اور معاشی انتظام بھی انہی کے پاس تھا۔اب یہ اس قابل نہیں رہے کہ یہ ان کو چلا سکیں۔ جناب والا! یہ ہے تھرڈ پارٹی۔ جناب سپیکر! آڈٹ کی بات میں اس طریقے سے کرتا ہوں کہ ہمارے پاس ایک آئینی آڈیٹر جنرل کا ادارہ ہے۔ ہم نے اس پر قطعاً یہ اعتراض نہیں کیا کہ یہ جو بندوبست کرنا چاہتے ہیں۔ نہ کریں۔ لیکن حکومت کا ایک ادارہ ہے جس کا یہی کام ہے کہ وہ financial management کرے' ڈیپارٹمنٹ کی financial management کو چیک کرے' ان کو instruct کرے' ان کو direct کرے اور اس پر ایکشن لے۔ جناب والا! ہم چاہتے ہیں کہ ان کو ضرور اس میں رکھا جائے۔ یہ اپنی تسلی اور اپنی efficiency دکھانے کے لیے جو بھی ادارہ اس میں شامل کرنا چاہتے ہیں یا بعد میں describe کریں گے یا بعد میں سوچیں گے ابھی تک انھوں نے سوچا ہی نہیں' اس لیے قانون سازی میں نہیں لائے۔ جو ایک set procedure ہے اس کو ضرور involve کریں تاکہ چیک پر چیک ہو' اس کی بہتر چیکنگ ہو' اس کا آڈٹ بہتر ہو تاکہ جو پبلک منی پچھلے پچاس سالوں سے خورد برد ہو رہی ہے' اب اس کو خورد برد نہیں ہونا چاہیے۔ اس کے لیے جتنا بہتر انتظام ہو سکے' کیا جائے۔ جناب والا! جو بجٹ دینے کی بات ہے اس کے لیے میری گزارش ہے کہ ہم نے یہ جو کہا کہ یہ provision رکھی جائے۔ یقین کیجیے ہمارے ذہن میں یہی خدشہ ہے کہ وہ تھرڈ پارٹی آڈٹ describe کریں گے۔ یہ تمام اقدامات already understood ہیں کہ انھوں نے کیا کرنا ہے اور ان کو پتا ہے۔ یہ سارا کچھ سمجھتے ہوئے یہ اس میں اس طرح کی خامیاں رکھ رہے ہیں۔ تاکہ کوئی ادارہ اگر کسی اصل وجہ سے بھی نہیں چل سکتا اور اس کی financial management ٹھیک نہیں ہو سکتی۔ تو اگر ایک provision رکھ دی جائے کہ اس کو کچھ بہتر کرنے کے لیے ان کی genuine requirement ہے تو اس کے لیے ان کو کچھ aid دے دی جائے تاکہ survive کر جائے پھر اس کے اوپر اور زیادہ سختی کی جائے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس وقت یہ ایک چیف ایگزیکٹو جو بہتر کارکردگی نہیں کر پا رہا اس کو تبدیل کرتے ہیں اور گورنمنٹ دوسرا چیف ایگزیکٹو لگاتی ہے اور

یہ سمجھتی ہے کہ اس چیف ایگزیکٹو سے اس ادارے کی حالت اب بہتر ہوگی۔ تو اس کی حالت بہتر کرنے اور پہلے تین مہینے گزارنے کے لیے تو انھیں اس کو کچھ support کرنا پڑے گا تاکہ وہ اس ادارے کو بہتر طور پر چلا سکیں اسی لیے ہم نے یہ تمام ترامیم دی ہیں کہ اگر حکومت یہ کچھ کر رہی ہے' ان کو یہ autonomy دے رہی ہے تو ان کو اب بہتر طریقے سے چلنا چاہیے۔ جو بھی خدشات اور تکالیف ہم نے آئندہ برداشت کرنی ہیں ان کا ہم ابھی سے بندوبست کریں کیونکہ فنانس پر بھی زیادہ تنقید ہوتی ہے کہ اس کے اخراجات غلط ہوتے ہیں اور ان کی تقسیم صحیح نہیں ہوئی یا بجٹ کو صحیح طریقے سے استعمال نہیں کیا گیا۔ یہی میری گزارش تھی کہ اس کو اچھے طریقے سے چلانے کے لیے ہم نے یہ دونوں ترامیم دی ہیں اور مجھے امید ہے کہ اس پر ضرور غور کیا جائے گا۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی وزیر صحت۔

وزیر صحت ، جناب والا! پہلے تو مجھے شک تھا کہ انھیں concept clear نہیں ہے۔ اب مجھے یقین ہوگیا ہے کہ انھیں concept clear نہیں ہے۔ اور پھر عالم یہ ہے۔

With his beautiful English, the Honourable Leader of the Opposition comes up with this huge and irrelevant allegation that he even assumes and knows that who is going to purchase these hospitals. I am amazed. I know him personally. I actually know him personally and I feel that he is a much bigger man than what he portrays to be. I have a lot of respect for him and I did tell him the other day that if we did want to privatize these hospitals we have the majority, we have the political strength to privatize these hospitals. We did not have to go through the back door and give it a name of autonomy. Our concepts are very clear, our thinking is very clear and I promise you that this autonomy is for the poor people of the Punjab who have been groaning for ages and no matter what they say, no matter how they portray our gestures. I

promise you we are going to do what is right.

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب والا! معزز وزیر صاحب آپ کی اجازت کے بغیر انگریزی میں بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، جی ہاں میں نے انھیں روکا نہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اجازت ہے۔ اتنی اجازت تو میں نے اپوزیشن لیڈر کو بھی دی تھی۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب والا! آپ کی اجازت کے بغیر وہ انگلش میں بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ میری خاموشی کا مطلب ہی یہ ہے کہ میں نے انھیں اجازت دی ہے۔ ایسی اجازت میں نے اپوزیشن لیڈر کو بھی دی تھی۔ جی' continue کریں۔

MINISTER FOR HEALTH: Can I continue, Sir, in English?

MR SPEAKER: Yes, continue in English.

وزیرصحت، انھوں نے یہ باتیں انگریزی میں کی تھیں۔ میرا جی تو نہیں چاہتا تھا کہ انگریزی میں بات کروں مگر کرنی پڑی۔

Sir, I do not want to go into further depth because everytime they want to make their presence known. They speak a few minutes and everytime it's a repetition that it's not autonomy, it's privatization but on top of all Sir, we are washing their dirty linen, we are washing their dirty linen which has been left by them and it is a tough job. I promise you, that the Chief Minister and his machinery and his Ministers and his team are working day in and day out to wash that linen and we promise you that this time we will do it.

جناب والا! یہ جو ترمیم لائے . It says that Auditor General should conduct

مگر میں انھیں یہ گزارش کر دوں کہ constitutional obligation ہے' یہ تو جو ہم نے کیا۔ It's in addition to that. ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ غالی تھرڈ پارٹی جائے گی۔ یا تھرڈ پارٹی آڈٹ کرے گی۔ انھوں نے تھرڈ پارٹی پر بھی اعتراض کیا۔ وہی ڈیپارٹمنٹ کے لوگ اگر آڈٹ کے لیے جائیں تو اس پر بھی اعتراض ہے۔

Third party which is not known to us, which is not known to them A neutral third party goes and does Managerial audit, Professional audit, Financial audit but we are not deleting the Auditor General at all. A neutral third party

آڈٹ کرتی ہے اور managerial audit کرتی ہے' professional audit کرتی ہے' Financial audit کرتی ہے اس پر بھی انھیں اعتراض تھا۔ مگر۔

We are not deleting the Auditor General at all. It is a Constitutional obligation

آڈیٹر جنرل ابھی بھی اس پر آڈٹ کرنے جائیں گے۔ دوسرا جناب والا! انھوں نے grant-in-aid کا ذکر کیا۔ اس بل میں grant-in-aid کا ذکر اس لیے نہیں کیا گیا' کیونکہ یہ غیر ضروری تھا جب گورنمنٹ نے ادارہ قائم کیا ہے تو یہ ناممکن ہے کہ گورنمنٹ اس کو ضرورت پڑنے پر گرانٹ نہ دے۔ میری آپ سے گزارش ہوگی کہ ان کی اس بلا جواز ترمیم کو مسترد کرکے ہماری اس کلاز کو منظور کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

MR SPEAKER: Thank you.

The amendment moved and the question is:-

That after sub-clause (2) of Clause 11 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Health, the following new sub clauses (3) and(4) be added:-

"(3) The Auditor-General shall conduct statutory audit regularly in addition to above arrangement.

(4) Government shall provide grant-in-aid to the autonomous health institutions."

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The question is:

That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

CLAUSE 12

MR SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 13

MR SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 14

MR SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 15

MR SPEAKER: Now, we take up Clause 15. Clause 15 of the Bill is under

consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

CLAUSE - 16

MR SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. An amendment has been received from Law Minister He may move.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I am on point of order, Sir

جناب سپیکر: جی منیس صاحب! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ یہ بات کرنا چاہتا ہوں، آپ پہلے ہی اس پہ اپنا فیصلہ دے چکے ہیں، لیکن میں ریکارڈ پہ لانے کے لیے اپنا اعتراض دینا چاہتا ہوں کہ اس میں بھی یہ نوٹس 15 تاریخ کو 10.30 بجے دیا گیا تھا اور 16 تاریخ کے لیے consideration of the Bill تھی تو یہ بھی Rule 52 جس میں دیا گیا ہے کہ two clear days کا نوٹس ہونا چاہیے یہ lack کرتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی معزز وزیر قانون کو پیش کرنے کی اجازت نہ دی جائے اور جناب والا! اس کے ساتھ آپ کی رولنگ جو آپ نے 22۔ اپریل کو دی تھی میں اس کا حوالہ دینا چاہتا ہوں کہ similar case میں آپ نے معزز وزیر قانون کے اعتراض پہ اپوزیشن کو 6 فروری کو جب Clause 2 of the Punjab Land Revenue Abolition Bill, 1997 پیش ہوا تھا تو similar nature کے کیس میں آپ نے ہمیں disallow کیا تھا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جناب سپیکر! You are nullifying your earlier ruling. تو میں یہ عرض کروں گا کہ اس رول کے تحت معزز وزیر قانون اس کو پیش نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: جی شکریہ۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر جائز نہیں ہے، اس لیے میں disallow کرتا ہوں کیوں کہ اس میں کلیئرکٹ دو دن پورے ہو چکے ہیں اور اسی بناء پر میں نے رول 105 اور سب رول (2) کے تحت، جس میں متعلقہ کلاز کے بارے میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے وہ آج واضح پورے دو دن ہو جاتے ہیں، اس لیے میں یہ allow کر رہا ہوں اور آپ کی ترمیم بھی میں نے اسی رول 105 سب رول

(2) کے تحت allow کی تھی اور آپ نے ترامیم دی تھیں اور یہاں زیر بحث آئیں اور ووٹنگ ہوئی اور ووٹنگ کے بعد ساری ایک ایک کر کے ختم ہوئیں۔ تو آپ کا یہ پوائنٹ جائز نہیں ہے' اس لیے میں آپ کا پوائنٹ آف آرڈر disallow کر رہا ہوں۔ Law Minister may move

MINISTER FOR LAW: Thank you, Sir. I move:-

That for Clause 16 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health, the following shall be substituted:-

The Punjab Medical & Health Institutions Ordinance, 1998 (XX of 1998) is hereby repealed.

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is.

That for Clause 16 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health, the following shall be substituted:-

The Punjab Medical & Health Institutions Ordinance, 1998 (XX of 1998) is hereby repealed.

(The motion was carried)

MR SPEAKER: Now, the question is:

That Clause 16 of the Bill as amended do stand part of the Bill.

(The motion was carried).

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Preamble of the Bill is under consideration. An amendment has been received from:-

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais;
2. Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo;
4. Sardar Rafiq Haider Leghari;
3. Pir Shujaat Hasnain Qureshi;
5. Syed Masood Alam Shah;
6. Mr Mansoor Ahmad Khan;
7. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti
8. Mr Saeed Akbar Khan;
9. Mr Ikramullah Khan Niazi;
10. Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi,

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I move:

That for the Preamble of the Bill as recommended by Standing Committee on Health, the following be substituted:-

"Preamble.- Whereas it is expedient to establish and improve the working of Medical and Health Institutions and to grant them autonomy in order to ensure quality health care for the people of the Punjab"

MR SPEAKER: The motion moved is:-

That for the Preamble of the Bill as recommended by Standing

Committee on Health, the following be substituted:-

"Preamble.- Whereas it is expedient to establish and improve the working of Medical and Health Institutions and to grant them autonomy in order to ensure quality health care for the people of the Punjab."

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب oppose کرتے ہیں۔ منیں صاحب! پہلے آپ بات کرتے ہیں یا سعید اکبر خان صاحب؟

جناب سعید احمد خان منیں، شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر! اس میں جو preamble حکومت نے propose کیا ہے اس میں ہے کہ:

Whereas it is expedient to establish and improve the medical and health institutions and to give them an autonomous character in order to provide quality health care for the people of the Punjab

اور جناب! اس میں ہم نے جو propose کیا ہے اس میں ہے کہ:

Whereas it is expedient to establish and improve the working of medical and health institutions and to grant them autonomy in order to ensure quality health care for the people of the Punjab.

جناب سپیکر! پہلے تو میں یہ عرض کروں گا کہ معزز وزیرصحت نے جب یہ بات کی کہ یہ پنجاب کے ماضی کا dirty linen wash کرنا چاہتے ہیں۔ May be he is right, but کیا میں ان سے پوچھ سکتا ہوں یہ dirty linen 1985 والا ہے' یہ dirty linen 1988 والا ہے' یہ dirty linen 1990 والا ہے یا اس کے بعد کے پیریڈ کا ہے یا وہ اب کا ہے۔ تو جناب سپیکر! اگر اس کو aid up کریں تو میرے خیال میں وہ dirty linen زیادہ معزز وزیرصحت کی طرف سے آیا ہوگا۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اپنا dirty linen wash کرنا چاہتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں وہ wash سے بھی شاید پورا نہ ہو' اسے

پی سی سے جا کے ڈرائی فین لرانا پڑے گا جہاں یہ جا کر exercise کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس میں جو ترمیم میں نے دی ہے۔ اس کی پیش نظر جو محرکات ہیں۔ اس کی روشنی میں حکومت کو عوام کو بہتر طبی سہولتیں دینے اور میڈیکل و ہیلتھ کی کارکردگی کو بہتر بنانے کی کوشش کرنی ہے۔ اس لیے لفظ establish کے ساتھ ہم improve the working شامل کروانا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر! Preamble جو ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ باقی قانون سازی کی طرح باقی کلاز کی طرح اس کو بھی بڑا definite ہونا چاہیے۔ یہ مبہم نہیں ہونا چاہیے۔ اس میں ایسے الفاظ ڈالیں جو آسانی سے واضح کیے جا سکیں اور آسانی سے سمجھ سکیں۔ اب اس میں یہ بار بار کہتے ہیں کہ ہم autonomy دے رہے ہیں۔ اب آپ دیکھیں کہ انھوں نے خود دوگلی اختیار کی ہوئی ہے۔ انھوں نے اس میں دیا ہے کہ ہم اس کو autonomous character دے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ It is height of hypocracy اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی حکومت کا خاصہ ہے کہ یہ صرف لفظوں کا ہیر پھیر ہے کہ ہم autonomy دے رہے ہیں۔ Preamble میں دیا ہوا ہے کہ ہم autonomous character دے رہے ہیں۔

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ ان کو اس میں بڑا clear ہونا چاہیے۔ اگر autonomy ہی دینا چاہتے ہیں تو autonomy دیں۔ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ معزز وزیر صحت کو کہیں کہ میری بات غور سے سنیں۔ میرے انکل کی بات کو نہ سنیں۔ یہ زیادہ اہم ہے۔

جناب سپیکر! autonomous character کا جو لفظ استعمال کر کے حکومت اپنے ہاتھ میں ایک leverage رکھنا چاہتی ہے جو یہ رکھ رہی ہے۔ اگر حکومت autonomy دینا چاہتی ہے تو دے دے۔ اگر autonomy نہیں دینا چاہتی تو نہ دے تو یہ بات کرنا کہ ہم autonomous character دے رہے ہیں۔ یہ میری اس بات کو میرے خیال میں زیادہ وزنی بناتی ہے۔ جو میں نے کہا ہے کہ انھوں نے چند مہینے کے بعد کہنا ہے کہ autonomy تو فیل ہو گئی۔ جب فیل ہوگی تو پھر یہ جو بار بار بات کر رہے ہیں کہ ہم نے پرائیویٹائز کرنا ہوتا تو ہم فوری پرائیویٹائز کر دیتے۔ میں نے تو پہلے عرض کیا تھا کہ یہ تو ایک net practice کر رہے ہیں۔ یہ autonomy دینے والی بات ایک net practice ہے۔ انھوں نے خود اس میں ثابت کر دیا ہے کہ انھوں نے Preamble میں دے دیا

ہے کہ autonomous character ہم دے رہے ہیں، تو یہ leverage اپنے ہاتھ میں رکھ رہے ہیں۔ جب یہ خود جان بوجھ کر اس کو خراب کریں گے تو یہ کہیں گے کہ ہم نے تو autonomy نہیں دی تھی، ہم نے تو autonomous character دیا تھا۔ اس لیے یہ بات چل نہیں سکی، لہٰذا ہم اب اس کو پرائیویٹائز کر دیتے ہیں اور پرائیویٹائز کرتے ہیں تو پھر ہم اس کو بیچتے ہیں اور جب بیچتے ہیں تو پھر کون خریدے گا۔ وہ میں پہلے ہی آپ کو بتا چکا ہوں۔

جناب والا! یہ صرف اپنی ناکامیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے یہ لفظ autonomous character استعمال کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا مقصد اور مطلب ہی بدل جاتا ہے۔ مناسب ہوگا کہ autonomous character کی جگہ autonomy کا لفظ استعمال کریں۔ جیسا کہ میں نے یہ ترمیم دی ہے کہ،

> "Whereas it is expedient to establish and improve the working of Medical and Health Institutions and to grant them autonomy in order to ensure quality health care for the people of the Punjab."

جناب والا! تو میں یہ گزارش کروں گا کہ ایک دفعہ پھر میں ان کو یہ کہوں گا کہ کھیل ختم پیسہ ہضم کرنے والی بات نہ کریں۔ یہ اس میں definite ہو جائیں کہ یہ اس کو autonomous character دینا چاہتے ہیں یا یہ autonomy دینا چاہتے ہیں۔ میں ایک دفعہ پھر کہوں گا کہ This is first step towards the privatization and I insist on thus. اور یہ معزز ایوان، آپ کی وساطت سے میڈیا کی وساطت سے عوام تک یہ بات پہنچا رہے ہیں کہ آئندہ چند مہینوں میں یہ جسے autonomous character کہہ رہے ہیں۔ یہ لفظ انھوں نے اپنی ناکامیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے استعمال کیا ہے اور so called autonomy کے بعد اس کو یہ پرائیویٹائز کریں گے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر صحت سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ ہماری ترمیم کو قبول فرمائیں اور اس کو پذیرائی بخشیں۔

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کو اس وقت disturb نہیں کرنا چاہتا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے بھی نوٹس نہیں لیا۔ انھوں نے کہا کہ وزیرصحت میری بات سنیں میرے انکل کی بات نہ سنیں۔ تو مجھے سمجھ نہیں آئی کہ انھوں نے اعظم چیمہ کو انکل کہا ہے یا کس کو کہا ہے؟ تو اس لیے اس بات کی تفریق کی جائے کہ انھوں نے انکل کس کو کہا ہے؟

جناب سپیکر، کوئی بات نہیں، اگر کہہ دیا تو ٹھیک ہے۔ انھوں نے آپ کو تو نہیں کہا۔ جی، منسٹر صاحب۔

وزیرصحت، جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں۔ یہاں پر Preamble میں ترمیم لانے کی بات کی ہے تو انھوں نے پہلے حکم دیا کہ working of Medical and Health Institutions میری اس میں گزارش ہوگی کہ آپ خالی working تک restrict نہ کریں۔ ہم over- all imporvement of the Medical and Health Institutions. چاہتے ہیں یہ خالی اس کی working تک ہمیں restrict کرنا چاہتے ہیں۔ Secondly, we said "to give" in our proposals یہ اس میں "grant" کہہ رہے ہیں۔ There is hardly any difference between give or grant انھوں نے جو بنیادی اعتراض autonomous character پر کیا ہے اور autonomy کی بات کی ہے۔

Sir, Ownership will remain with the Government, just character changes so that is why they say economist character

انھوں نے پھر height of hypocracy کی بات کی، پھر انھوں نے پرائیویٹائزیشن کی بات کی تھی۔ میں یہی گزارش کروں گا کہ کم از کم اس ایوان میں کھڑے ہو کر جو اپنے ذہن کی عکاسی ہے یا اپنی سوچ ہے، اس سے اجتناب کر کے وہ بات کریں جو حقیقتاً on ground ہو رہی ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ جس طرح حکومت نے propose کیا ہے۔ اسے منظور کیا جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is.-

"That for the Preamble of the Bill, as recommended by

Standing Committee on Health, the following be substituted:-

"Preamble —Whereas it is expedient to establish and improve the working of Medical and Health Institutions and to grant them autonomy in order to ensure quality health care for the people of the Punjab."

(The motion was lost)

MR SPEAKER: Now, the question is.-

"That Preamble of the Bill do stand part of the Bill"

(The mtion was carried)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it .The question is:-

"That Long Title of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

MR SPEAKER: Minister for law!

MINISTER FOR LAW: Sir, I move:-

"That Punjab Medical and Health Institutions Bill 1998" be passed.

MR SPEAKER: The motion moved is:-

"That Punjab Medical and Health Institutions Bill 1998" be passed.

(The motion was not opposed)

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:-

"That Punjab Medical and Health Institutions Bill 1998" be

passed.

(The motion was carried)

The Bill was passed

مسودہ قانون (ترمیم دوم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ، 1998ء

MR SPEAKER:- Now, we take up the Punjab Local Government (Second amendment) Bill, 1998.

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ kindly ایک پندرہ منٹ کی break دے دیں، کیونکہ ہمیں اس پر متواتر بولنا پڑ رہا ہے اور ہم نے ہی اس کو پورا کرنا ہے۔

جناب سپیکر، نہیں، اس طرح کرتے ہیں کہ آج آپ کی ترامیم move ہو جائیں۔ کل ان کو discuss کر لیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جی، ٹھیک ہے۔

MR SPEAKER: Now, we take up The Punjab Local Government (Second Amendment) Bill, 1998 (Bill No.7 of 1998). First reading starts. Minister for Law

MINISTER FOR LAW : Sir, I move:

> That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Local Government & Rural Development be taken into consideration at once.

MR SPEAKER: The motion moved is:-

> That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Local Government & Rural Development be taken into consideration at once.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I oppose it.

MR SPEAKER: There are two amendments in it. The first amendment is from:

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais;
2. Mr Saeed Akbar Khan;
3. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo;
4. Mr Mansoor Ahmad Khan;
5. Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi;
6. Sardar Rafiq Haider Leghari;
7. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti;
8. Syed Masood Alam Shah;
9. Mr Ikramullah Khan Niazi;
10. Pir Shujaat Hasnain Qureshi.

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I move:-

That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 1998, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th December, 1998.

MR SPEAKER: The motion moved is:-

That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 1998, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th December, 1998.

MINISTER FOR LAW: I oppose.

جناب سپیکر، جی وزیر قانون' oppose کرتے ہیں۔ تو پھر منیس صاحب! کل ان کو take up کر لیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، اجلاس کل صبح ساڑھے نو بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس)

جمعرات' 19۔ نومبر 1998ء

(پنج شنبہ'29۔ رجب المرجب 1419ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 10 بجے زیر صدارت جناب سپیکر چودھری پرویز الٰہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ
وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا
فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ۝
وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ؕ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا ۝
اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝

سورۃ بنی اسرائیل آیات 11 تا 14

اور انسان جس طرح (جلدی سے) بھلائی مانگتا ہے اُسی طرح برائی مانگتا ہے اور انسان جلدباز (پیدا ہوا) ہےo اور ہم نے دن اور رات کو دو نشانیاں بنایا ہے رات کی نشانی کو تاریک بنایا۔ اور دن کی نشانی کو روشن تاکہ تم اپنے پروردگار کا فضل (یعنی روزی) تلاش کرو اور برسوں کا شمار اور حساب جانو۔ اور ہم نے ہر چیز کی (بخوبی) تفصیل کر دی ہےo اور ہم نے ہر انسان کے اعمال کو (بہ صورت کتاب) اس کے گلے میں لٹکا دیا ہے اور قیامت کے روز (وہ) کتاب اسے نکال دکھائیں گے۔ جسے وہ کھلا ہوا دیکھے گاo (کہا جائے گا کہ) اپنی کتاب پڑھ لے۔ تو آج اپنا آپ ہی محاسب کافی ہےo

وما علینا الا البلاغo

ایک ہی خاندان کے 9۔ افراد کے قتل پر اظہار تعزیت

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ آج سوالات ہیں لیکن اس سے پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر سعید اکبر خان صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! آج آپ نے بھی اخبار میں پڑھا ہو گا کہ گوجرانوالہ ڈویژن کے ضلع کے ایک شہر تحصیل نوشہرہ ورکاں میں ایک ہی خاندان کے 9۔ افراد کو رات کی تاریکی میں ذبح کر دیا گیا ہے جو نہایت ہی بھیانک واقعہ ہے اور اس حکومت کی لاء اینڈ آرڈر کی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ ان معصوم جانوں کے لیے اس ہاؤس میں فاتحہ خوانی کی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید عارف حسین بخاری)، میری اطلاع کے مطابق تو وہ کرسچین ہیں۔ کرسچین کے لیے فاتحہ خوانی نہیں ہوتی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں نے اخبار میں پورا پڑھا ہے۔ مجھے کہیں بھی نظر نہیں آیا کہ وہ کرسچین ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب سپیکر! وہ کرسچین ہیں۔ کرسچین کے لیے فاتحہ خوانی تو نہیں، اظہار تعزیت کر سکتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! یہ بھی اس میں تھا کہ وہ تعویز اور اس طرح کے کام کرتے تھے۔ میں نے روزنامہ "جنگ" میں پڑھا ہے اس میں ان کے عیسائی ہونے کا کہیں ذکر نہیں تھا۔ اگر وہ مسلمان نہیں ہیں تو ان کے لیے ہم افسوس کرتے ہیں۔ لیکن میں نے "جنگ" اخبار میں جو خبر پڑھی ہے اس میں تعویذ اور اور اس طرح کی بات تھی اور اس میں میں نے کہیں نہیں پڑھا کہ وہ عیسائی ہیں۔ یہ کسی اور اخبار میں ضرور ہو گا۔ میرے پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس بات کی تصدیق فرما رہے ہیں تو میں ان کے لیے افسوس کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ افسوس کا اظہار ہی کیا جا سکتا ہے۔

(محکمہ ٹرانسپورٹ)

جناب سپیکر، اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محنت، خزانہ، ٹرانسپورٹ اور اوقاف کے محکموں کے سوالات ہیں۔ پہلا سوال حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔ جی حاجی صاحب!

جناب سعید اکبر خان، سوال نمبر 1069۔ (حاجی امداد حسین کے ایماء پر جناب سعید اکبر خان صاحب نے دریافت کیا)۔

بسوں کی نیلامی

*1069۔حاجی امداد حسین۔ کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ماہ اگست 1997ء میں (P-R-T-C) پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کی کل کتنی بسیں نیلام ہوئیں اور کس کس فرم نے اس نیلامی میں حصہ لیا۔ کس فرم کو نیلامی میں بسیں ملیں۔ ہر بس کی نیلامی کی رقم کتنی ہے کیا تمام بسیں اکٹھی نیلام ہوئیں۔

(ب) کیا اراکین صوبائی اسمبلی نیلامی کمیٹی میں شامل تھے۔ اگر شامل تھے تو کون کون سے اراکین صوبائی اسمبلی کمیٹی کے رکن تھے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (حاجی عرفان احمد ڈاہا)،

(الف) ماہ اگست 1997ء میں 917 عدد بسیں نیلام عام میں رکھی گئیں۔ تین فرموں نے حصہ لیا۔ جن کے نام یہ ہیں،

(1) میسرز ٹرانس موبائل کراچی

(2) حاجی انور بھٹی

(3) چودھری محمد حسین بھٹی

نیلامی لاٹ کی صورت میں ہوئی۔

میسرز ٹرانس موبائیل نے 653 عدد والوو بسوں کی بولی -/2,05000 روپے فی بس دی اور بعد میں -/48,000 روپے فی بس اضافہ کر دیا اور اس طرح آخری بولی -/2,53,000 روپے فی بس ہوگئی اور مذکورہ معاملہ ابھی تک زیر غور ہے۔ بسوں کی نیلامی تاحال پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکی ہے۔

(ب) مسٹر ایس۔اے۔حمید' ایم۔پی۔اے حکومت پنجاب کی تشکیل کردہ نیلام کمیٹی میں شامل تھے اور اس کے سربراہ ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میسرز ٹرانس موبائیل نے جو bid دی اور ابھی تک یہ فیصلہ نہیں ہو پایا کہ یہ بسیں ان کو دینی ہیں یا نہیں دینی اس کی کیا وجوہات ہیں؟ جب پارٹیاں اس bid میں شامل ہوتی ہیں اور بولی میں آتی ہیں اور جس پارٹی کی bid سب سے زیادہ ہوتی ہے اس کو عموماً دے دیا جاتا ہے تو میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ یہ ابھی تک کیوں نہیں دیا گیا؟

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب سپیکر! انھوں نے bid کے بعد جو بقایا payment دینی تھی وہ نہیں دی تھی اس لیے ان کا وہ معاہدہ کینسل ہو گیا۔

جناب سعید اکبر خان، ان کے بعد جو سیکنڈ bid تھی وہ کتنے کی تھی اور کس کی تھی؟

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب والا! سیکنڈ bid کی price low تھی اور وہ اسی وقت ہی reject ہو گئی تھی۔

جناب سپیکر، اس کا مطلب ہے کہ ابھی تک کسی کو نہیں دیا گیا۔

وزیر ٹرانسپورٹ، جی۔ ابھی تک کسی کو نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر، اگلا سوال نمبر 1075 بھی حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔ جی حاجی صاحب!

(فاضل ممبر ایوان میں موجود نہ تھے)

جناب سپیکر، اگلا سوال نمبر 1145 جناب سعید اکبر خان منیس صاحب کا ہے۔ جی منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، سوال نمبر 1145۔

(محکمہ محنت و افرادی قوت)

معطل ملازمین کی تعداد

*1145۔ جناب سعید احمد خان منیس، کیا وزیر محنت و افرادی قوت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک محکمے میں وزیر اعلیٰ اور وزیراعظم کے حکم سے کتنے سرکاری ملازم معطل کیے' اور ان میں سے کتنے ملازم بحال ہو چکے ہیں۔

تفصیل بتائی جائے؟

وزیر محنت(جناب اعجاز احمد شیخ)۔

محکمہ محنت و افرادی قوت حکومت پنجاب اور اس کے ذیلی اداروں میں موجودہ حکومت کے دور میں وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم پر کوئی اہل کار نہ تو معطل کیا گیا اور نہ ہی بحالی کی ضرورت پیش آئی۔

جناب سپیکر۔ منیس صاحب! آپ کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس۔ جناب والا! میں آنریبل منسٹر کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر۔ اگلا سوال نمبر 1177 جناب محمد افضل خان صاحب کا ہے۔ جی' خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان۔ سوال نمبر 1177 (جناب محمد افضل خان صاحب کے ایماء پر جناب سعید اکبر خان صاحب نے دریافت کیا)۔

پلاٹوں کی منتقلی

*1177۔جناب محمد افضل خان۔ کیا وزیر محنت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کلیم شہید کالونی فیصل آباد میں جو پلاٹ مزدوروں کو الاٹ کیے گئے تھے وہ رولز کے تحت عرصہ بیس سال تک کسی کو منتقل نہیں کیے جا سکتے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 80% سے زائد پلاٹ بیان حلفی اور دوسرے طریقہ منتقلی کے ذریعے بیچے جا چکے ہیں۔

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت صوبے کے وسیع تر مفادات میں پلاٹوں اور گھروں کی منتقلی پر پابندی کا عرصہ بیس سال سے کم کر کے دس سال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر محنت(جناب اعجاز احمد شیخ)۔

(الف) جی ہاں! پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کی منظور شدہ پالیسی کے تحت کلیم شہید کالونی فیصل آباد کے بشمول ساری لیبر کالونیوں کے الاٹ شدہ پلاٹ / مکان بیس سال تک ناقابل انتقال ہیں۔

(ب) بورڈ نے کسی الاٹی کو الاٹ شدہ پلاٹ/مکان کسی دوسرے فرد کو بیچنے یا ٹرانسفر کرنے کی اجازت نہیں دی۔

(ج) بیان حلفی کے ذریعے پلاٹ منتقل کرنے کا طریقہ فریقین کے درمیان پرائیویٹ طریقے سے

کیا جاتا ہے۔ اس لیے بورڈ کے پاس کوئی ایسے اعداد و شمار موجود نہیں، جن سے سوال کا جواب حتمی طور پر دیا جا سکے۔

بورڈ نے بیس سال کا عرصہ اس لیے متعین کیا تھا کہ الاٹی پلاٹ مکان جلدی فروخت نہ کر سکے اور یہ صنعتی کارکن کے ہی زیر استعمال رہے۔ اس طرح پلاٹ/مکان بیچنے کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔ جیسا کہ اب مختلف مزدور تنظیمیں اس عرصے میں کمی کے لیے اپنی تجاویز بھیج رہی ہیں۔ اس معاملے کو پنجاب کی آئندہ میٹنگ میں غور کے لیے لایا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال نہیں؛ اگلا سوال نمبر 1257۔ سردار سعید انور صاحب کا ہے ۔ جی سعید صاحب!

لیبر کالونی کی تعمیر

*1257۔ سردار سعید انور، کیا وزیر محنت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کمالیہ میں لیبر کالونی بنائی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ کالونی میں الاٹ منٹ کا کیا طریق کار اختیار کیا گیا ہے اور اس الاٹ منٹ کا کن کنکو مستحق ٹھہرایا گیا ہے، نیز اس کی فی مرلہ کیا قیمت مقرر کی گئی ہے؟

وزیر محنت (جناب اعجاز احمد شیخ)،

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ کمالیہ میں لیبر کالونی بنائی گئی ہے۔

(ب) طے شدہ الاٹ منٹ پالیسی کے مطابق (دیکھیں تتمہ "الف" جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے) جوائنٹ ڈائرکٹر لیبر ویلفیئر فیصل آباد نے متعلقہ ضلع کے صنعتی کارکنان سے درخواستیں وصول کرنے کی غرض سے مورخہ 31-5-97 کو اخبار میں اشتہار دیا، جس میں درخواستیں جمع کروانے کی آخری تاریخ 15-06-97 رکھی گئی تھی۔ (دیکھیں تتمہ "ب" جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے) لیکن متعلقہ مزدوروں کی طرف سے کوئی درخواست موصول نہیں ہوئی لہٰذا اخبار میں اشتہار دوبارہ مورخہ 28-10-97 کو شائع کیا گیا ہے جس کے مطابق درخواستیں جمع کروانے کی آخری تاریخ 25-11-97 مقرر کی گئی ہے۔ (دیکھیں تتمہ "ج" جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔) لیکن مقررہ تاریخ تک کوئی موصول نہ ہوئی ہے۔

موجودہ الاٹ منٹ پالیسی کے مطابق ایسے صنعتی کارکن جن کی تنخواہ -/3000 روپے یا اس سے کم ہے اور اس کا ادارہ ورکرز ویلفیئر فنڈ ادا کرتا ہو اور کارکن اس سے پہلے کسی بھی

لیبر کالونی میں پلاٹ / مکان حاصل نہ کر چکا ہو تو اس کو پلاٹ الاٹ منٹ کا اہل سمجھا جاتا ہے۔ نیز کمالیہ لیبر کالونی میں تین مرلہ پلاٹ کی قیمت-/19,275 روپے مقرر کی گئی ہے۔ چونکہ تاحال کوئی درخواست موصول نہ ہوئی ہے۔ لہذا دوبارہ اخبار اشتہار زیر غور ہے۔ اس ضمن میں متعلقہ علاقے میں واقع صنعتی یونٹس سے بھی رابطہ کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر، ضمنی سوال، سردار سعید انور!

سردار سعید انور، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ الاٹ منٹ کے لیے اشتہار دو دفعہ آیا مگر کوئی درخواست نہیں آئی یہ جواب میں لکھا ہوا ہے۔ تو کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ اس کے لیے درخواستیں کیوں نہیں آئیں؟

وزیر محنت، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز رکن کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر وہ جواب کو اچھی طرح سے پڑھیں تو اس میں یہ واضح ہے ویسے اگر آپ اجازت دیں تو میں جواب کو پڑھ ہی دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے آپ صرف اتنا portion پڑھ دیں۔

وزیر محنت (جناب اعجاز احمد شیخ)،

(ب) طے شدہ الاٹ منٹ پالیسی کے مطابق جوائنٹ ڈائرکٹر لیبر ویلفیئر فیصل آباد نے متعلقہ ضلع کے صنعتی کارکنان سے درخواستیں وصول کرنے کی غرض سے مورخہ 31-5-97 کو اخبار میں اشتہار دیا جس میں درخواستیں جمع کروانے کی آخری تاریخ 15-06-97 رکھی گئی تھی لیکن متعلقہ مزدوروں کی طرف سے کوئی درخواست موصول نہیں ہوئی لہذا اخبار میں اشتہار دوبارہ مورخہ 28-10-97 کو شائع کیا گیا ہے، جس کے مطابق درخواستیں جمع کروانے کی آخری تاریخ 25-11-97 مقرر کی گئی ہے۔ تو اس پر کوئی ضمنی سوال کرنا چاہیں تو کریں۔

جناب سپیکر، نہیں۔ وہ پوچھ رہے ہیں آخر میں لکھا ہے کہ مقررہ تاریخ تک کوئی موصول نہ ہوئی ہے۔ تو اس کی کیا وجہ ہے کہ دو دفعہ اشتہار بھی آیا مگر کوئی درخواست نہیں آئی۔ وہ یہ پوچھنا چاہ رہے ہیں۔

وزیر محنت، جناب والا! اس کی وجہ تو میں نہیں بتا سکتا۔ اخبارات میں یہ اشتہار دیا گیا اور اس میں پالیسی وضع کی گئی کہ فلاں تاریخ تک الاٹ منٹ کے لیے آپ درخواستیں جمع کروا سکتے ہیں۔ لیکن

اس کی کسی قسم کی کوئی response نہ آئی اب جوائنٹ ڈائرکٹر لیبر فیصل آباد نے اپنی efforts کے تحت مختلف فیکٹریوں میں جا کر مزدوروں کو motivate کیا ہے اور ابھی تک ہمیں 171 درخواستیں موصول ہو چکی ہیں۔

جناب سپیکر، جی اب درخواستیں آنا شروع ہوئی ہیں اور اب تک 171 درخواستیں آئی ہیں۔

سردار سعید انور ، جناب والا! کمالیہ میں بھی کالونی بنائی گئی ہے۔ مجھے ان کی طے شدہ پالیسی کی سمجھ نہیں آتی۔ یہ جو 171 درخواستوں کا فرما رہے ہیں تو کیا ان میں کمالیہ کی درخواستیں ہیں؟ یا علاقہ کمالیہ کا کوئی مزدور ان کی policy میں آتا ہے؟

جناب سپیکر، پالیسی میں نہیں' بلکہ کیا ان کی درخواستیں آئی ہیں؟ یا ان درخواستوں میں کمالیہ کے کتنے مزدور ہیں؟

وزیر محنت، جناب سپیکر! یہ کوئی ضروری نہیں کہ جس علاقے میں لیبر کالونی بنائی جائے اور اسی علاقے سے جو درخواستیں آئیں ان کو ہی ہم نے entertain کرنا ہے۔ پنجاب کا کوئی بھی مزدور اس میں درخواست دے سکتا ہے۔

جناب سپیکر، پنجاب کے یا اس ڈسٹرکٹ کے؟

وزیر محنت ، جناب پنجاب کے۔

سردار سعید انور، جناب سپیکر! پنجاب کے مزدور نے کمالیہ میں جا کر کیا کرنا ہے۔ یہ تو اس ضلع کے مزدوروں کے لیے ہوسکتی ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پالیسی میں ایسی نرمی کی جائے جس سے علاقے کے مزدوروں کو بھی فائدہ ہو سکے۔

جناب سپیکر، لیکن اس میں ان کی کوئی رکاوٹ تو نہیں ہے کہ وہ درخواست نہیں دے سکتے۔

سردار سعید انور، نہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہے جی۔

جناب سپیکر، کیوں جی ایسی کوئی رکاوٹ ہے؟

وزیر محنت، جناب سپیکر! جیسا کہ فاضل رکن نے کہا ہے کہ علاقے کے مزدور کو ترجیح دی جائے تو اسے consider کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر، کہ ان کو ترجیح دی جائے۔ ویسے رکاوٹ تو نہیں ہے ۔ وہ درخواست تو دے سکتے ہیں۔

وزیر محنت، جناب والا! رکاوٹ کوئی نہیں۔

جناب سپیکر، رکاوٹ نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کو ترجیح دینے کے لیے تیار ہیں؟

سردار سعید انور ، اگر یہ پالیسی ہے تو میرے علاقے میں تو کوئی نہیں آئے گا۔ میں اس چیز کی وضاحت چاہتا ہوں۔

وزیر محنت، جناب سپیکر! ظاہر ہے کہ جو criteria بنایا گیا ہے اگر اس کو پورا کریں گے تو پھر ہی درخواست کو entertain کیا جائے گا لیکن میں آپ کی وساطت سے معزز رکن کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ یہ میرے چیمبر میں تشریف لائیں۔ اگر یہ کوئی اچھی اور مثبت تجویز دیں گے تو اس پر ضرور غور کیا جائے گا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ کیا الاٹمنٹ کی کیا پالیسی ہے؟ اس کا کیا طریق کار ہے؟

وزیر محنت، میں آپ کی وساطت سے معزز رکن کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اگر اس جواب کو غور سے معزز رکن پڑھیں تو اس میں واضح کیا گیا کہ موجودہ الاٹ منٹ پالیسی کے مطابق ایسے صنعتی کارکن جن کی تنخواہ -/3000 روپے یا اس سے کم ہے اور اس کا ادارہ ورکرز ویلفیئر فنڈ ادا کرتا ہو اور کارکن اس سے پہلے کسی بھی لیبر کالونی میں پلاٹ / مکان حاصل نہ کر چکا ہو تو اس کو پلاٹ کی الاٹ منٹ کا اہل سمجھا جاتا ہے۔

جناب سپیکر، جی ٹھیک ہے۔ اگلا سوال میاں عبدالستار صاحب کا ہے۔

میاں عبدالستار ، سوال نمبر 1578۔

سوشل سیکورٹی ڈسپنسری حبیب اللہ روڈ سے ڈاکٹر کا تبادلہ

*1578۔میاں عبدالستار (PP-234)، کیا وزیر محنت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سوشل سیکورٹی ڈسپنسری حبیب اللہ روڈ گڑھی شاہو لاہور میں ایک ہی ڈاکٹر کافی عرصے سے تعینات ہے اور علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو میں اس کا پرائیویٹ کلینک بھی ہے۔

(ب) محکمہ قواعد و ضوابط کے تحت ایک ڈاکٹر ایک مقام پر زیادہ سے زیادہ کتنا عرصہ تعینات رہ

سکتا ہے نیز تبادلہ و تعیناتی کے قواعد و ضوابط کی نقل ایوان میں پیش کی جائے۔

(ج) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ڈاکٹر کا تبادلہ کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو وجہ نیز ایک ہی جگہ پر تعیناتی کی وجہ کیا ہے؟

وزیر محنت، جناب سپیکر! اسے بھی پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر، اسے بھی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر محنت (جناب اعجاز احمد شیخ):

(الف) یہ بات درست ہے کہ سوشل سیکورٹی ڈسپنسری حبیب اللہ روڈ گڑھی شاہو لاہور میں ڈاکٹر جاوید الرحمان میڈیکل آفیسر مورخہ 24-09-1985 سے تعینات ہیں۔ یہ بھی درست ہے کہ ڈاکٹر جاوید الرحمان اپنے کلینک واقع علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو میں دفتری اوقات کار کے بعد پرائیویٹ پریکٹس کرتے ہیں۔

(ب) ادارہ سوشل سیکورٹی کے تبادلہ کے بارے میں اپنے قواعد و ضوابط نہیں ہیں بلکہ حکومت پنجاب کے عمومی قوانین پر پوری طرح سے عمل درآمد کرتا ہے۔ تاہم جب تک تحفظ یافتہ کارکنان/ لیبر لیڈرز یا کسی طرف سے ڈاکٹر کی کارکردگی کے متعلق شکایات موصول نہ ہوں تو ڈاکٹر کو بلاوجہ تبدیل نہیں کیا جاتا۔

(ج) ڈاکٹر جاوید الرحمان میڈیکل آفیسر کو حبیب اللہ روڈ ڈسپنسری سے تبدیل کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے اور مذکورہ ڈاکٹر کو تبدیل کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب!

حاجی مقصود احمد بٹ، سوال نمبر 1768

داتا دربار ہسپتال لاہور میں ڈاکٹرز اور عملہ پر سالانہ اخراجات کی تفصیل

*1768۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1996ء سے آج تک داتا دربار ہسپتال لاہور کو کتنے فنڈز فراہم کیے گئے اور کس کس مد میں فراہم کیے گئے۔

(ب) مذکورہ بالا عرصہ کے دوران کتنے مریض اس ہسپتال میں داخل ہوئے۔ ان میں سے کتنے مریضوں کا مفت علاج کیا گیا اور فراہم کردہ فنڈز ہسپتال کی ضروریات کے مطابق تھے۔

(ج) اس وقت اس ہسپتال میں تعینات ڈاکٹروں اور دیگر ملازمین کے نام اور عہدہ جات کیا ہیں۔ ان پر حکومت کے خزانہ سے کتنا سالانہ خرچ ہوتا ہے۔ تفصیل بتائی جائے؟

جناب سپیکر، یہ محکمہ اوقاف کا سوال ہے اور اس جواب کو بھی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر اوقاف (صاحب زادہ فضل کریم)،

(الف) دوران مالی سال 97-1996ء اور 98-1997ء داتا دربار ہسپتال لاہور کو مبلغ -/5,03,48,100 روپے کے فنڈز فراہم کیے گئے۔ تفصیل ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) سال 1996ء تا 18 جولائی 1998ء آنے والے مریضوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1۔ تعداد آؤٹ ڈور مریض 530278

2۔ تعداد ان ڈور مریض 11755

داتا دربار ہسپتال میں مریضوں کا علاج مفت کیا جاتا ہے اور آؤٹ ڈور مریض سے پرچی کا چندہ ایک روپیہ اور داخلہ فیس کی صورت میں -/30 روپے داخلہ فیس وصول کی جاتی ہے۔ فراہم کردہ فنڈز ہسپتال کی ضرورت کے مطابق ہیں۔

(ج) ہسپتال میں تعینات ڈاکٹروں اور دیگر عملے کی فہرست بھی ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔ عملے پر حکومت پنجاب کی طرف سے کوئی خرچ نہیں ہوتا بلکہ اوقاف آرگنائزیشن کی طرف سے مبلغ -/16,1,11,000 روپے سالانہ اخراجات برداشت کیے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر، بٹ صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے؟

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! یہ جو جز (الف) پر جواب دیا گیا ہے کہ -/5,03,48,100 روپے جو فراہم کیے گئے ہیں کیا ان کا آڈٹ ہوا ہے اور جو آڈٹ ہوا تو اس کی رپورٹ کیا ہے؟ کیا اس میں کوئی خرابی تھی یا نہیں؟

وزیر اوقاف، جناب سپیکر! اوقاف آرگنائزیشن کی طرف سے یہ جو -/5,03,48,100 روپے کی رقم دی گئی ہے اس کا اللہ کے فضل و کرم سے باقاعدہ آڈٹ ہوا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! میں نے یہ دریافت کیا ہے کہ آڈٹ ہوا تو کیا اس میں کوئی اعتراضات لگے ہیں۔ اگر لگے ہیں تو ان کے بارے میں بتایا جائے اگر نہیں تو تب بھی بتلائے جائیں۔

وزیر اوقاف، جناب سپیکر! ان کا یہ سوال بالکل تازہ ہے ۔ اگر یہ دوبارہ دینا چاہیں تو اس کے متعلق ہم عرض کر دیں گے ۔

جناب سپیکر، ظاہر ہے اس کے لیے تو کافی تفصیل کی ضرورت ہو گی ۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! اسی طرح جو جز (ج) میں جواب دیا گیا ہے اس کے بارے میں بھی میرا یہی سوال تھا کہ -/1,61,11,000 روپے محکمہ اوقاف عملے کو دیتا ہے کیا اس کا آڈٹ ہوا تھا اور اس آڈٹ میں کوئی اعتراضات لگے ہیں؛ ویسے تو میں یہ برملا کہوں گا کہ جب سے صاحبزادہ میاں فضل کریم صاحب اس محکمے میں آئے ہیں۔ پہلے سے اس کی کارکردگی بہت اچھی ہے ۔ میں اس کے لیے انھیں خراج تحسین پیش کروں گا۔ لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس آڈٹ پر کوئی اعتراضات لگے ہیں۔

وزیر اوقاف، حاجی مقصود احمد بٹ صاحب نے بڑے اچھے خیالات کا اظہار فرمایا تاہم محکمے کے اندر میری کوشش ہے کہ جو خامیاں ہیں ان کو بہت جلد دُور کیا جائے ۔ اور آڈٹ کا جہاں تک تعلق ہے اوقاف آرگنائزیشن جتنی بھی رقوم دیتی ہے ان کا آڈٹ کیا جاتا ہے ۔

جناب سپیکر، اگلا سوال مخدوم سید مسعود عالم شاہ صاحب کا ہے ۔

مخدوم سید مسعود عالم شاہ، سوال نمبر 1920۔

کیشیئر کی اسامیوں کی تخلیق

*1920۔ مخدوم سید مسعود عالم شاہ، کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبے میں مختلف محکموں میں ہیڈ آفس کی سطح پر ہر محکمے میں ایک کیشیئر کام کرتا ہے لیکن اس سلسلہ میں مخصوص اسامیاں اور سکیل نہیں دیا گیا۔ حالانکہ ان کا کام انتہائی اہم ہوتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا کیشیئر صاحبان کے ملنے والا الاؤنس انتہائی قلیل ہے۔

(ج) کیا حکومت مذکورہ کیشیئر صاحبان کو گریڈ 16 کی اسامی تخلیق کر کے ان کو تعینات کرنے کو تیار ہے نیز ان کے کیش الاؤنس کو کم از کم -/1000 روپے کرنے کو تیار ہے؛ اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خزانہ، جناب سپیکر اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر خزانہ(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) مورخہ 1-6-1991 سے کیشیئر صاحبان کو ان کی تنخواہ کے علاوہ مندرجہ ذیل شرح سے خصوصی تنخواہ دی جا رہی ہے۔ جس میں وقتی طور پر اضافہ ممکن نہ ہے۔

(i) 5000 روپے کیش سنبھالنے پر — 25 روپے ماہوار

(ii) 5001 روپے سے 35000 روپے تک — 50 روپے ماہوار

(iii) 35001 روپے سے 1,00,000 روپے تک — 60 روپے ماہوار

(iv) 1,00,001 روپے سے اوپر — 75 روپے ماہوار

(ج) چونکہ مختلف محکموں میں کیش ہینڈلنگ کی مقدار مختلف ہوتی ہے۔ بلکہ بعض چھوٹے دفتروں میں یہ جزوقتی کام ہوتا ہے۔ اس لیے ہر کیشیئر کے لیے یکساں سکیل نمبر 16 اور کیش الاؤنس میں -/1000 روپے تک کا اضافہ ممکن نہ ہے۔ اور نہ ہی موجودہ معاشی صورت حال میں حکومت اس کی متحمل ہو سکتی ہے۔

سید مسعود عالم شاہ، جناب سپیکر! جز (ب) میں شق 1 پر بتایا گیا ہے کہ -/5000 روپے کیش سنبھالنے پر -/25 روپے ماہوار دیے جاتے ہیں۔ اسی طرح شق 3 میں -/35001 روپے سے لے کر -/100000 روپے تک -/60 روپے ماہوار دیے جاتے ہیں۔ اگر -/25 روپے کی ریشو سے تقریباً پانچ سو روپے بنتا ہے۔ اگر پانچ ہزار روپے کی اوسط -/25 روپے کے حساب سے کی جائے۔ اگر وسائل کی کمی کی وجہ سے یہ -/1000 روپے نہیں کرنا چاہتے تو کم از کم وہ ریشو تو برقرار رکھیں۔ کیونکہ یہ بنیادی چیز ہے کہ پاکستان میں جتنی ریکوریز بڑھیں گی اتنی ہی یہاں ریونیو کی collection زیادہ ہو گی۔ کیا یہ اس ریشو پر غور کرنے کو تیار ہیں؟

جناب سپیکر، پھر آپ کا سوال کیا ہوا؟

سید مسعود عالم شاہ، جناب والا! میری گزارش ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ کیشیئر کو پانچ ہزار روپے ریکوری پر -/25 روپے ماہوار incentive دیا جاتا ہے۔ اگر پانچ ہزار روپے کی ریکوری پر -/25 روپے

ماہوار incentive ہے تو ایک لاکھ روپے کی ریکوری پر -/60 روپے کیوں ہے؟ پانچ سو روپے کیوں نہیں ہے؟

وزیر خزانہ ، جناب سپیکر! فاضل رکن کو غالباً تھوڑی سی غلط فہمی ہوئی ہے ۔ یہ کیس ہینڈلنگ کے لیے سوال تھا ریکوری کے لیے نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اس میں ریکوری تو نہیں ہے ۔ آپ کے سوال میں بھی ریکوری کی کوئی ایسی بات نہیں ہے ۔ صرف کیش ہینڈل کرنے کے بارے میں ہے ۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! ان کا سوال کرنے کا مقصد یہ تھا کہ آیا جب پانچ ہزار روپے پہ -/25 روپے معاوضہ ملتا ہے تو جب ایک لاکھ کی رقم ہوگی تو اس پر زیادہ incentive ہونا چاہیے ۔ یہ زیادہ کیوں نہیں ہے؟ یہ انصاف کیوں نہیں ہے ؟

جناب سپیکر: لاکھ کے برابر لاکھ تو نہیں ہو سکتا۔

جناب سعید اکبر خان: -/60 روپے اور -/75 روپے بھی نہیں ہو سکتا ۔

وزیر خزانہ ، جناب والا! یہ کوئی ایسا ضمنی سوال بنتا تو نہیں لیکن آپ کی وساطت سے میں فاضل ارکان کی خدمت میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ رولز کے تحت جو ہدایت کی گئی ہے کہ کسی نہایت ہی ذمہ دار اور فرض شناس سرکاری کلرک یا اسسٹنٹ کے سپرد یہ کام لگایا جائے ۔ کیونکہ کیش کا مسئلہ ہوتا ہے اور اس میں ضروری نہیں ہے ۔ موقع کے مطابق یہ ڈیوٹی لگائی جاتی ہے ۔ ان کو جو incentive دیا گیا ہے ۔ 1990ء تک یہ بھی نہیں ہوا کرتا تھا ۔ 1991ء میں پانچ ہزار روپے کی رقم پر -/25 روپے رکھے گئے۔ اور بالترتیب تھوڑا تھوڑا بڑھا کر دیا گیا ہے ۔ اس میں یہ رقم ہینڈل کرنے کا احساس دلوایا گیا ہے کہ اس میں ذمہ داری ہے اور اس ذمہ داری کا ان کو تھوڑا تھوڑا incentive دیا گیا ہے ۔ لیکن تنخواہ تو وہ اپنی لیتے ہیں ۔ یہ تو نہیں کہ ان کو صرف اتنا ہی incentive ملتا ہے ۔ باقاعدہ سرکاری ملازم ہیں اور سرکاری تنخواہ وصول کرتے ہیں۔ یہ تھوڑا سا امدادی الاؤنس دے دیا جاتا ہے ۔

جناب سپیکر: اگلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے ۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر ! سوال نمبر 2050۔

پروونشل ڈائرکٹر لوکل فنڈ آڈٹ کے دفاتر پر آنے والے اخراجات کی تفصیل

*2050۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) پروونشل ڈائرکٹر لوکل فنڈ آڈٹ کے صوبہ میں کتنے دفاتر کس کس جگہ واقع ہیں۔ ان کو سال 1997ء سے آج تک کتنی رقم خرچ کے لیے فراہم کی گئی۔

(ب) لاہور میں پروونشل ڈائرکٹر لوکل فنڈ آڈٹ کے کتنے دفاتر کس کس جگہ واقع ہیں۔ ان میں سے کتنے دفاتر کرایہ کی عمارت میں واقع ہیں۔ ان عمارات کا کرایہ ماہانہ اور ان کے مالکان کے نام کیا کیا ہیں۔

(ج) لاہور میں واقع دفاتر میں کام کرنے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور ان پر سالانہ اخراجات کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(د) لاہور میں واقع دفاتر کے پاس کتنی گاڑیاں ہیں۔ یہ کن کن افراد کے زیر تصرف ہیں، ان کا نام عہدہ، گریڈ اور سال 1996ء سے آج تک ان گاڑیوں پر خرچ کردہ رقم کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر خزانہ: یہ طویل جواب ہے۔ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) پروونشل ڈاکٹر لوکل فنڈ آڈٹ کے صوبے میں 9 دفاتر ہیں،

پروونشل ڈاکٹر لوکل فنڈ آڈٹ لاہور، ڈویژنل ڈائرکٹرز

2۔	لاہور	3۔	ملتان	4۔	بہاول پور		
5۔	سرگودھا	6۔	ڈیرہ غازی خان	7۔	گوجرانوالہ		
8۔	راولپنڈی	9۔	فیصل آباد۔				

ان کو سال 1997ء سے آج تک -/62,266,000 روپے خرچہ فراہم کیا گیا ہے۔

(ب) پروونشل ڈائرکٹر لوکل فنڈ آڈٹ پنجاب اور ڈویژنل ڈائرکٹر لوکل فنڈ آڈٹ لاہور 2 دفاتر 6 بیگم روڈ پر ایک ہی بلڈنگ میں واقع ہیں جو کہ مسز فرخندہ افضل کی ملکیت ہے۔ ان کا ماہانہ کرایہ -/31,250 روپے ہے۔

(ج) لاہور میں واقع لوکل فنڈ آڈٹ کے دفاتر میں کام کرنے والے ملازمین کے نام، عہدہ اور سالانہ اخراجات کی تفصیل ضمیمہ (الف) اور (ب) پر ملاحظہ فرمائیں۔

(د) لاہور میں واقع لوکل فنڈ آڈٹ کے دفاتر کے پاس 2 گاڑیاں ہیں ایک پروونشل ڈائرکٹر لوکل فنڈ آڈٹ پنجاب سید صابر حسین شاہ BPS-18 اور دوسری ڈویژنل ڈائرکٹر لاہور مسٹر منظور غلام BPS-18 کے پاس ہے۔ 1996ء سے آج تک ان گاڑیوں پر اخراجات کی رقم 1,02,131/- روپے ہے۔

پروونشل ڈائرکٹر لوکل فنڈ آڈٹ کے ملازمین کی تفصیل

نمبر شمار	نام آفیسر / ملازمین	عہدہ	بے گریڈ	سالانہ خرچہ
1.	سید صابر حسین شاہ	پروونشل ڈائرکٹر	18	117432
2.	سید سہیل شوکت	اسسٹنٹ ڈائرکٹر	17	104870
3.	میاں حسن محمود	آڈٹ آفیسر	16	100260
4.	محمد امتیاز	آڈٹ آفیسر	16	63530
5.	شہزادہ وحید	سٹینو گرافر	17	85610
6.	ندیم شہزاد	آڈیٹر	14	61250
7.	محمد زبیر	آڈیٹر	14	45010
8.	محمد عارف	آڈیٹر	14	19310
9.	محمد یحییٰ	آڈیٹر	14	42900
10.	ندیم امجد	آڈیٹر	14	42600
11.	ارشد محمود	سینئر کلرک	8	41000
12.	شوکت علی	جونیئر کلرک	7	39800
13.	طارق متین	جونیئر کلرک	5	43800
14.	ندیم امجد	جونیئر کلرک	5	42600
15.	حسن سعید	جونیئر کلرک	5	35380
16.	عامر وحید	جونیئر کلرک	5	37760

17-	سرفراز خان	نائب قاصد	4	19740
18-	طارق محمود	نائب قاصد	1	33220
19-	اعجاز احمد	نائب قاصد	1	29810
		کل سالانہ اخراجات	:	1035940

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! جز (الف) میں جو جواب دیا گیا ہے کہ سال 1997ء سے لے کر آج تک -/6,22,66,000 روپے خرچ ہوئے ہیں ان کے بارے میں میں دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ ان کا آڈٹ کب ہوا اور آڈٹ میں کوئی اعتراضات لگے تو وہ بتلائے جائیں۔

جناب سپیکر، یہ صاحبزادہ فضل کریم صاحب والا ضمنی سوال ہی چل رہا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، اس میں میں نے یہ نہیں پوچھا تھا کہ آڈٹ کب ہوا؟

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! یہ تو بالکل مختلف نوعیت کا سوال ہے۔ یہ تازہ سوال دے دیں تو اس کا جواب دے دیں گے۔

جناب سپیکر، جواب بھی صاحبزادہ فضل کریم صاحب والا ہی ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو گاڑی استعمال کی جاتی ہے کون سے گریڈ کا سرکاری افسر گاڑی استعمال کر سکتا ہے؟

جناب سپیکر، یہ کس سوال کے حوالے سے آپ پوچھ رہے ہیں؟

حاجی مقصود احمد بٹ، کیا یہ درست ہے کہ گریڈ 18 کے سرکاری افسر گاڑی استعمال کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر، یہ لکھا ہوا ہے کہ گریڈ 18 کے سرکاری افسر گاڑی استعمال کر رہے ہیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جہاں تک میری معلومات ہیں گریڈ 19 کے افسر کو سرکاری گاڑی استعمال کرنے کی اجازت ہے۔ میں اسی لیے پوچھنا چاہتاہوں کہ آیا جو گریڈ 18 کے افسر سرکاری گاڑی استعمال کر رہے تھے وہ صحیح استعمال کر رہے تھے یا غلط استعمال کر رہے تھے۔

جناب سپیکر: آپ گاڑی کا کس حوالے سے پوچھ رہے ہیں؟

حاجی مقصود احمد بٹ: میں جواب کے جز(د) کے حوالے سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کون سے گریڈ کے آفیسر کو سرکاری گاڑی استعمال کرنے کی اجازت ہے؟

جناب سپیکر: حاجی صاحب یہ تو جواب میں لکھا ہوا ہے؟

حاجی مقصود احمد بٹ: کیا یہ درست ہے کہ گریڈ 18 کے آفیسر سرکاری گاڑی استعمال کر سکتے ہیں؟ کیونکہ میری معلومات کے مطابق گریڈ 19 کے آفیسر کو سرکاری گاڑی استعمال کرنے کی اجازت ہے۔ میں اسی لیے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا یہ جو گریڈ 18 کے آفیسرز گاڑی استعمال کر رہے تھے یہ رولز کے مطابق ہے؟

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ). جی ہاں' یہ بالکل رولز کے مطابق ہے۔ معلوم نہیں' فاضل رکن کو یہ انفرمیشن کس نے دی ہے کہ صرف گریڈ 19 کے آفیسرز ہی گاڑی استعمال کر سکتے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے عرض کرتا ہوں کہ ڈپٹی کمشنر گریڈ 19 میں نہیں ہوتے' گریڈ 18 میں ہوتے ہیں' اسی طرح ایڈیشنل ڈپٹی کمشنرز' اسسٹنٹ کمشنرز سب کو رولز کے مطابق گاڑی استعمال کرنے کی اجازت ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ گریڈ 18 کا آفیسر ایک ماہ میں کتنا پٹرول استعمال کر سکتا ہے؟

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! یہ اسی' ہماری حکومت نے ہی economy drive کے تحت پہلی شرائط کو revise کیا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے جو کابینہ کمیٹی اس بابت تشکیل دی تھی میں اس کا کنوینر تھا۔ اب ہم نے اس میں نئی پابندیاں عائد کی ہیں۔ چونکہ اس ضمنی سوال کا اصل سوال سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں بنتا اس لیے اگر معزز رکن نیا سوال دیں گے تو میں اس کا جواب دے دوں گا۔ البتہ یہ کہوں گا کہ ہم نے پہلے کی نسبت economy drive کے تحت سرکاری گاڑیوں اور ٹیلی فون کے استعمال میں upper limit کم کر دی ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب سپیکر! جواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ ان گاڑیوں پر -/1,02,131 روپے خرچ آئے' کیا یہ رولز کے مطابق بالکل درست اخراجات ہیں؟

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! فاضل رکن کی معلومات مکمل نہیں ہیں۔ یہ 1988ء ماڈل کی دو گاڑیاں ہیں۔ اس میں POL' ان کے انجن کی overhaul' ٹائروں کی تبدیلی اور دوسری مرمت وغیرہ کے اخراجات بھی شامل ہیں۔ اور یہ -/1,02,131 روپے کی رقم تین سالوں میں خرچ ہوئی ہے جو کہ انتہائی معقول رقم ہے۔ اس میں کسی قسم کی فضول خرچی کا پہلو نظر نہیں آتا۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے اور سوالات بھی ختم ہوتے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

ٹرانسپورٹ کی سہولت

*1075۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا حکومت داروغہ والا چوک تا راوی پُل چوک تک تقریباً 12 کلومیٹر عوام کی سہولت کے لیے ٹرانسپورٹ سسٹم کی بسیں چلانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ب) داروغہ والا چوک سے راوی پُل چوک تک کتنے روٹ پرمٹ جاری کیے گئے اور کون کون سی ٹرانسپورٹ کو جاری ہوئے۔ کیا جو ٹرانسپورٹ داروغہ والا چوک سے راوی پُل تک چل رہی ہے۔ ان کے پاس روٹ پرمٹ موجود ہے۔ اگر موجود ہے تو اس کی تعداد کیا ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (حاجی عرفان احمد ڈاہا)۔

(الف) حکومت پنجاب عنقریب پبلک ٹرانسپورٹ سکیم کے تحت بسیں چلانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اور اس روٹ پر عوام کی تکالیف دور کرنے کے لیے مناسب اقدامات کیے جاویں گے۔

(ب) سٹی روٹ نمبر 44 جو کہ پرانا راوی پل تا بھینی ڈھلواں براستہ بند روڈ' داروغہ والا' شادی پورہ منظور شدہ ہے۔ جس پر 67 روٹ پرمٹ جاری شدہ ہیں۔ جو کہ مزدا ویگن (25 سیٹر) کو جاری ہوئے ہیں۔

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ مذکورہ روٹ پر بمطابق ریکارڈ 67 روٹ پرمٹ جاری شدہ ہیں اور جن گاڑیوں کے پاس روٹ پرمٹ نہیں ہوتے۔ دوران ٹریفک چیکنگ ان کے خلاف موٹر وہیکلز قانون کے تحت حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

جنرل بس سٹینڈ فیصل آباد میں بد انتظامی اور ناجائز قبضے

378۔سردار منصب علی ڈوگر، کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جنرل بس سٹینڈ فیصل آباد میونسپل کارپوریشن کے زیر انتظام ہے۔ یہ بس سٹینڈ سال 1964ء میں بنایا گیا تھا جو رقبے کے لحاظ سے بہت بڑا جنرل بس سٹینڈ تھا جسے اس وقت سے میونسپل کارپوریشن بطور جنرل بس سٹینڈ چلا رہی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس اڈہ میں مین 35 عدد بیس برائے مختلف روٹ بنائے گئے تھے اور چار بیس ایک سائیڈ پر بنائے گئے تھے جو موٹر وہیکل آرڈیننس 1969ء کے تحت کمپنی سسٹم ختم ہونے کے بعد موٹر وہیکلز رول 261 کی خلاف ورزی کر کے اب بھی کمپنیوں کی اجارہ داری قائم کرتے ہوئے (First Come First Go) کی بنیاد کے برعکس چلائے جا رہے ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ موٹر وہیکل آرڈیننس کے رول 253 کی شق 2 کے تحت کسی جگہ کو بطور اڈہ اے کلاس، بی کلاس، سی کلاس و ڈی کلاس حاصل کیے بغیر لائسنس ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی استعمال نہیں کیا جا سکتا جبکہ کوہستان بس سروس کمپنی نے اڈے کے آؤٹ گیٹ کے ساتھ اپنی ورک شاپ سے خلاف قانون گاڑیاں چلا رکھی ہیں جبکہ ان کو گاڑیاں چلانے کے لیے بیس نمبر 31 الاٹ ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس اڈے کا ایڈمنسٹریٹر ملک مقبول عرصہ دراز سے تعینات ہے اور اسی کی تعیناتی کے دوران سرکاری جگہ پر اڈے میں ناجائز قبضے ہوئے ہیں۔ دکانیں ہوٹل اور دفاتر وغیرہ اڈہ کے مخصوص اور منظور شدہ علاقہ کے علاوہ مسافر خانوں اور گاڑیوں کی پارکنگ کی جگہوں اور فٹ پاتھوں پر ایڈمنسٹریٹر کے ایماء پر پختہ تعمیر ہوئے ہیں جس پر آج تک ایڈمنسٹریٹر کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں نہ لائی گئی ہے۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان غیر قانونی اقدامات کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (حاجی عرفان احمد ڈاہا)۔

(الف) جنرل بس سٹینڈ فیصل آباد کو 1963ء میں لائل پور امپرومنٹ ٹرسٹ نے تعمیر کیا اور 1976ء تک یہ سٹینڈ لائل پور امپرومنٹ ٹرسٹ کی تحویل میں رہا۔ 1976ء سے لے کر 1-6-83 تک سٹینڈ کا انتظام فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی فیصل آباد کے سپرد رہا اور 1-6-83 کو جنرل بس

سٹینڈ میونسپل کارپوریشن فیصل آباد کو منتقل ہوا اور تاحال یہ اسی کی زیر نگرانی چل رہا ہے اور اس بارے میں ایڈمنسٹریٹر جنرل بس سٹینڈ فیصل آباد کی رپورٹ مورخہ 15-4-98 مورخہ 19-9-98 مفصل ہیں۔

(ب) اگرچہ یہ معاملہ میونسپل کارپوریشن فیصل آباد سے متعلق ہے جن کے زیر اہتمام / انصرام جنرل بس سٹینڈ چل رہا ہے۔

تاہم ایڈمنسٹریٹر جنرل بس سٹینڈ فیصل آباد کی رپورٹ مورخہ 19-9-98/15-4-98 کے مطابق 1982-83ء میں سٹینڈ ہذا میں 35 بس بیز (Bays) تعمیر کیے گئے تھے اور ٹرانسپورٹروں کے مشورہ سے نئے سرے سے نقشہ کے مطابق اور فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی فیصل آباد کے اجلاس مورخہ 19-5-83 کی روشنی میں الاٹ کیے گئے۔ 1987ء میں میونسپل کارپوریشن فیصل آباد نے مزید چار (4) بس بیز (Bays) تعمیر کیے جو کہ لوکل روٹوں پر چلنے والی گاڑیوں کے لیے مخصوص کیے گئے۔ ہر بس بے (Bay) سے گاڑیاں موٹر مالکان کی باہمی رضا مندی سے تیار شدہ ٹائم ٹیبل کے مطابق چل رہی ہیں۔ قاعدہ نمبر MVR261 1969ء کی خلاف ورزی نہ ہو رہی ہے۔

(ج) ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی لاہور نے زیر قاعدہ 253(2) موٹر وہیکلز رولز 1969ء کی روشنی میں سی کلاس جنرل بس سٹینڈ فیصل آباد کا لائسنس بحق لائل پور امپروومنٹ ٹرسٹ مورخہ 19-05-64 کو جاری کیا ہوا۔ (نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)

ایڈمنسٹریٹر جنرل بس سٹینڈ فیصل آباد کی رپورٹ مورخہ 19-9-98/15-4-98 کے مطابق کوہستان بس سروس کی گاڑیاں فیصل آباد تا راولپنڈی براستہ گوجرانوالہ بس بے (Bay) نمبر 31 سے چلتی ہیں۔ کمپنی مذکورہ کو اپنی ورک شاپ سے بھی گاڑیاں بار کرنے کے لیے فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی فیصل آباد نے بحوالہ چٹھی نمبر 963/FDA/EM مورخہ 03-12-78 عدم اعتراض کا اظہار کیا تھا بشرطیکہ کوہستان بس سروس دائر شدہ دعویٰ دیوانی سول عدالت سے واپس لے۔ یہ دعویٰ مسٹر شفیق احمد سید سول جج درجہ اول فیصل آباد نے مورخہ 02-06-80 کو مدعی اور مدعہ علیہ نمبر 1 کے باہمی معاہدے کی روشنی میں ڈگری کر دیا کہ مدعی (کوہستان بس سروس) اپنی ورک شاپ کو بطور بس بے (Bay) استعمال کر سکتا ہے۔ اس فیصلہ کے خلاف فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی فیصل آباد نے ڈسٹرکٹ جج فیصل آباد کی

عدالت میں اپیل دائر کی جو کہ مورخہ 30-7-80 کو خارج ہو گئی ہے۔ سٹینڈ کے انتظام کا معاملہ کارپوریشن سے متعلق ہے۔ کیونکہ وہ اس کا انتظام / انصرام ایڈمنسٹریشن جنرل بس سٹینڈ کے ذریعہ چلاتی ہے۔ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کا کوئی تعلق نہ ہے۔

(د) موجودہ ایڈمنسٹریٹر جنرل بس سٹینڈ اس عہدے پر مورخہ 21-2-91 سے مارچ 1993ء تک تعینات رہا اور پھر دوبارہ مورخہ 22-8-94 سے تاحال اس عہدے پر تعینات ہے۔

ایڈمنسٹریٹر جنرل بس سٹینڈ فیصل آباد کی رپورٹ مورخہ 19-9-98/15-4-98 کے مطابق جنرل بس سٹینڈ میں کھوکھوں کی جگہ 716 دوکانات کی تعمیر بروئے میونسپل کارپوریشن کے اجلاس کی قرار داد نمبر 1033 مورخہ 26-9-87 نقشے کے مطابق کی گئی ہے۔ اس تعمیر کے علاوہ 1963ء میں امپرومنٹ ٹرسٹ لائل پور کی منظوری سے دوکانات/ ہوٹل / پٹرول پمپ ورک شاپس جن کی تعداد 55 ہے۔ تعمیر ہوئیں۔ اس کے علاوہ اس رپورٹ کے مطابق ناجائز تجاوزات کو وقتاً فوقتاً ختم کر دیا جاتا ہے۔ ایڈمنسٹریٹر جنرل بس کی رپورٹ کے مطابق جنرل بس سٹینڈ میں کوئی عارضی یا پختہ تجاوزات نہ ہیں بلکہ ریڑھی' چھابڑی اور سٹال کے ٹھیکہ جات کارپوریشن نے نیلام کیے ہوئے ہیں۔

(ہ) جز ہائے بالا کا مفصل جواب دے دیا گیا ہے۔ جو کہ قابل غور ہے۔

توجہ دِلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: اب ہم Call Attention Notice take up کرتے ہیں۔ راجہ صاحب! سعید احمد خان منیس صاحب کا Call Attention Notice pending چلا آ رہا تھا کیا اس کی تفصیلات آ گئی ہیں؟

حادثے میں متوفی طالب علم کے ورثاء کی تلاش کیے بغیر اور جنازہ پڑھائے بغیر تدفین

(------جاری)

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا): جی ہاں' آ گئی ہیں۔ جناب سپیکر! گزشتہ روز آپ کے حکم کے مطابق میں نے دوبارہ رابطہ کیا۔ کمشنر صاحب نے جو ابتدائی انکوائری کی ہے اس کے مطابق رپورٹ یہی ہے کہ" غسل بھی دیا گیا تھا' کفن بھی پہنایا گیا تھا لیکن جنازے کے متعلق انھوں نے کہا ہے کہ میں حتمی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا" تو یہ ان کی فائنل رپورٹ ہے اور اس سلسلے میں میری سردار

ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب سے بھی بات ہوئی ہے۔ مقامی لوگوں سے انھیں جو معلومات حاصل ہوئی ہیں اس کے مطابق اس بات میں ضرور ابہام پایا جا رہا ہے کہ آیا جنازہ پڑھایا گیا یا نہیں۔ جناب سپیکر! جن ملازمین نے یہ کوتاہی برتی ہے ان کے خلاف حکومت نے اب تک جو ایکشن لیا وہ یہ ہے کہ after proper enquiry and completing all the codal formalities متعلقہ اے ایس آئی کو نوکری سے نکال دیا گیا ہے۔ جہاں تک میونسپل کمیٹی کے عملے کا تعلق ہے تو چیف سینٹری انسپکٹر، انسپکٹر اور ایک بیل دار جس کی وہاں پر ڈیوٹی تھی under suspension ہیں۔ کمشنر صاحب نے اپنے طور پر جو ہدایات دی ہیں اس میں انھوں نے کہا ہے کہ:

"finalize the proceedings and intimate the out come to this office within one week".

یعنی ایک ہفتے کے اندر اندر انکوائری کی رپورٹ اور ان کو دی جانے والی سزا کی تفصیلات سے کمشنر صاحب ہمیں آگاہ کریں گے۔ جناب سپیکر! یہاں پر میں آپ کی اطلاع کے لیے یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس معاملے کی انکوائری already وزیر اعظم سیکرٹریٹ نے بھی take up کی ہوئی ہے اور یہ سارا معاملہ ان کے شکایات سیل کے نوٹس میں بھی ہے۔ وہ اپنے طور پر بھی انکوائری کر رہے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے معزز رکن اور اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ جو کوئی بھی اس گھناؤنے جرم میں ملوث پایا گیا ان شاء اللہ تعالیٰ اسے قانون کے مطابق سزا دی جائے گی۔

جناب سپیکر: یہ بہت بڑا blunder ہے۔ اگر کسی کو لاوارث قرار دیا جائے تو پھر بھی اس کا جنازہ تو ہونا چاہیے تھا۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! معزز وزیر قانون admit کر رہے ہیں کہ اس بچے کا جنازہ نہیں پڑھایا گیا۔

جناب سپیکر: نہیں وہ admit نہیں کر رہے بلکہ کہتے ہیں کہ یہ بات clear نہیں ہے۔ ان کے پاس جو جواب آیا ہے اس میں یہ واضح طور پر نہیں بتایا گیا کہ آیا جنازہ پڑھایا گیا ہے یا نہیں پڑھایا گیا۔ خاموشی ہے، ظاہر ہے کہ اگر پڑھایا گیا ہوتا تو وہ اس کا clear cut جواب دیتے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ایک inhuman and un-Islamic کام کیا گیا ہے۔ معزز وزیر قانون یہ فرما رہے ہیں کہ ایک اے ایس آئی کو dismiss کیا

گیا ہے جب کہ میری اطلاع کے مطابق اس کو ابھی تک dismiss نہیں کیا گیا بلکہ صرف suspend کیا گیا ہے۔ کیا آپ اس ایکشن سے مطمئن ہیں؟ کیا صرف اے ایس آئی کی حد تک کارروائی ہونی چاہیے یا کہ ان کے جو superiors ہیں ان کے خلاف بھی کارروائی ہونی چاہیے تھی؟ کیا ایس ایچ او، ڈی ایس پی یا ایس پی اس کے ذمہ دار نہیں ہیں؟ میں وزیر موصوف سے مزید یہ بھی پوچھنا چاہوں گا کہ کیا متوفی کا پوسٹ مارٹم کرایا گیا تھا؟ اگر پوسٹ مارٹم کرایا گیا تھا تو اس کی وجہ موت کیا بتائی گئی ہے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! معزز قائد حزب اختلاف نے یہ فرمایا ہے کہ اس انکوائری یا کارروائی کو صرف اے ایس آئی تک کیوں محدود رکھا گیا؟ تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ صرف اے ایس آئی تک محدود نہیں۔ اے ایس آئی کو تو نوکری سے برخاست کر دیا گیا ہے لیکن ایس ایچ او پولیس اسٹیشن صدر بھی under suspension ہے۔ عبدالحمید سینٹری انسپکٹر اور مسٹر فدا حسین اے ایس آئی دونوں فارغ ہو چکے ہیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس کی موت کی وجہ کیا ہے؟ جناب والا وہ تو ایف آئی آر میں بھی درج ہے اور خود انھوں نے جو Call Attention Notice دیا ہے اس میں بھی درج ہے کہ اس کی وجہ موت ایکسیڈنٹ ہے۔ دو بچے سکوٹر پر جا رہے تھے اور دونوں کی موت ایکسیڈنٹ کی وجہ سے ہوئی۔ اور پوسٹ مارٹم رپورٹ بھی موجود ہے جس میں وجہ وفات ایکسیڈنٹ ہی بتایا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کیا ابھی اس کی انکوائری جاری ہے؟

وزیر قانون: جی ہاں، انکوائری ابھی مکمل نہیں ہوئی۔ میں کمشنر صاحب کی ہدایات کا متعلقہ پیرا پڑھ دیتا ہوں کہ

> "They are required to finalize the proceedings and intimate the final out come to this office within one week from today for onward submission to the Prime Minister's Secretariat and Punjab Assembly."

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! انھوں نے اپنے جواب میں کہا ہے کہ ایس ایچ او کو بھی معطل کیا گیا ہے اور مزید انھوں نے کہا ہے کہ یہ accidental موت تھی۔ اگر موت ایکسیڈنٹ کی وجہ سے بھی ہوئی ہو تو اس کے لیے بھی declare کیا جاتا ہے اور ایس ایچ او اس کی تصدیق کرتا ہے کہ یہ "مرگ اتفاقیہ" ہے۔ تو کیا اس کو "مرگ اتفاقیہ" declare کیا گیا ہے؟ اس کا ایک

proper time ہوتا ہے جس کے اندر "اتفاقیہ موت" declare کیا جاتا ہے، تو کیا وہ کیا گیا؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ وقوعہ 15 اکتوبر 1998ء کو ہوا ہے اور اسی دن اس کا 427/279/320 کے تحت پرچہ درج کیا گیا ہے اور اسی میں ان دونوں بچوں کا ذکر ہے کہ ان کی موت اس ایکسیڈنٹ کے باعث ہوئی ہے۔ یہ اسی ایف آئی آر میں درج ہے اس لیے اس کی declaration کا کوئی جواز نہیں بنتا اور پوسٹ مارٹم میں موت کی وجہ ایکسیڈنٹ بتائی گئی ہے اور باقاعدہ injuries mention کیے ہیں کہ فلاں فلاں injuries کی وجہ سے یہ موت واقع ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، جی، ٹھیک ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں ایک specific question کر رہا ہوں اور That is related to law. میں سمجھتا ہوں کہ اگر معزز وزیر قانون گیلری میں بیٹھے ہوئے پولیس آفیسر یا لاء ڈیپارٹمنٹ سے پوچھیں کہ کیا اتفاقیہ موت declare کرنے کے لیے ایس ایچ او کی تصدیق ضروری ہے یا نہیں؟ اگر ضروری ہے تو کتنے دن میں تصدیق کر لینی چاہیے؟ اور اگر تصدیق کر لی گئی ہے تو مجھے بتا دیا جائے کہ وہ تصدیق ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر، وہ تو کہہ رہے ہیں کہ اسی دن 15 اکتوبر کو ہی ہو گئی تھی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! آپ مجھے follow نہیں کر رہے۔ وہ تو انھوں نے ایک کیس رجسٹرڈ کر دیا لیکن کیس رجسٹرڈ کرنے کے بعد جو تفتیش ہوتی ہے اور پوسٹ مارٹم میں اسے اتفاقیہ declare کیا گیا ہو تو under the law وہ ایس ایچ او پابند ہے کہ اس کی تصدیق کرے کہ وہ موت اتفاقیہ تھی۔ کیا اس نے تصدیق کی ہے اور اگر کی ہے تو کتنے دنوں بعد؟

جناب سپیکر، راجہ صاحب! کیا تصدیق ہوئی ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! جن دفعات کے تحت ایف آئی آر درج کی گئی ہے وہ بادی النظر میں درست پائی گئی تھی تو ایف آئی آر درج کی گئی۔ میڈیکل رپورٹ آنے کے بعد ایف آئی آر کے مندرجات کی تصدیق ہوئی ہے اور باقاعدہ قانون اور قاعدے کے مطابق ایس ایچ او اس کی تصدیق کرتا ہے۔

جناب سپیکر، ایس ایچ او نے تصدیق کی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! غالباً وزیر صاحب میری بات کو follow نہیں کر رہے۔

اگر یہ سمجھتے ہیں کہ واقعی ایس ایچ او نے تصدیق کر دی ہے تو میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ بے شک آپ ابھی اس سوال کو dispose of کریں لیکن وزیر قانون کو پابند کریں کہ وہ تصدیقی رپورٹ کس ایس ایچ او نے کی اور کس دن کی' اجلاس کے بعد مجھے دکھا دیں ان کی بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر، جی' راجہ صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں وہ رپورٹ آج ہی دکھا سکتا ہوں۔ جب ایک ایف آئی آر درج ہوتی ہے تو ایس ایچ او اس کی تصدیق کرتا ہے۔ اور موت کی وجہ کو بھی میڈیکل رپورٹ آنے کے بعد تصدیق کیا ہے اور میں آج ہی دکھا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی دکھا دیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں تھوڑا سا واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ایف آئی آر درج کرنا علیحدہ بات ہے ' تفتیش کرنا ایک علیحدہ بات ہے اور تفتیشی رپورٹ ایک علیحدہ بات ہے ایس ایچ او کا اسے تصدیق کرنا علیحدہ بات ہے۔ اس کے بعد SDPO کی تصدیق ایک علیحدہ بات ہے۔ میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ اگر موت اتفاقیہ declare کی گئی ہے تو کیا اس کی تصدیق ایس ایچ او نے کی ہے؟

جناب سپیکر، اس بارے چودھری سلطان محمود گوندل صاحب سے مشورہ لے لیتے ہیں چونکہ ان کا اس محکمہ سے پرانا تعلق ہے۔

چودھری سلطان محمود گوندل، جناب والا! اس بارے میں محترم راجہ صاحب صحیح طور پر وضاحت کریں گے کیونکہ وہ وزیر قانون ہیں۔

جناب سپیکر، منیس صاحب جو پوچھ رہے ہیں آپ اس بارے میں تھوڑی سی وضاحت کر دیں۔

چودھری سلطان محمود گوندل، جناب والا! راجہ صاحب کچھ فرمانے لگے ہیں۔

وزیر قانون، جناب والا! مجھے افسوس کے ساتھ عرض کرنا پڑتا ہے کہ معزز قائد حزب اختلاف جس بات پر اڑ جاتے ہیں انہیں جتنا مرضی قائل کرنے کی کوشش کی جائے لیکن وہ اپنے استدلال سے کہیں دائیں بائیں نہیں ہوتے۔ آج اخبارات میں بھی ان کے متعلق یہ بات آئی ہے کہ جس بات پر اڑ

جاتے ہیں پھر اس سے دائیں بائیں نہیں ہوتے۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ایک وقوعہ ہوا اس کی ایف آئی آر درج کی گئی پوسٹ مارٹم کروایا گیا اس کے بعد تفتیشی افسر نے ضمنیاں لکھیں جن کی بجا طور پر ایس ایچ او تصدیق کرتا ہے۔ وہ تصدیق ہوتی ہے تو اس میں ایسا کوئی ابہام نہیں۔

جناب سپیکر، اجلاس کے بعد آپ وہ رپورٹ انھیں دکھا دیں۔ اگلا Call Attention Notice جناب سعید اکبر خان صاحب کا ہے۔ راجہ صاحب اس کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر قانون، ہاں جی۔

جناب سپیکر، جی وزیر قانون!

زیر حراست ملزمان کی پولیس مقابلے میں ہلاکت

(-------جاری)

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، یہ درست ہے کہ ملزمان دلدار مسیح، افتخار مسیح اور نواز مسیح کو مقدمہ نمبر 230/98 بجرم 302/74 ت پ تھانہ وحدت کالونی بحوالہ رپٹ نمبر 18 مورخہ 10-11-98 کو حسب ضابطہ گرفتار کیا گیا۔

(ب) مورخہ 11 نومبر 1998ء بحوالہ رپٹ نمبر 25 بوقت 3.45 بجے رات ہر سہ ملزمان کو وحدت کالونی پولیس بسلسلہ interrogation ریڈ و نشان دہی کے لیے بسواری سرکاری گاڑی لے جا رہی تھی۔ جب WZ ملتان چونگی کے قریب پہنچے تو ملزمان کے ساتھیوں نے پولیس حراست سے چھڑانے کی غرض سے پولیس پارٹی پر فائرنگ کر دی---

جناب سپیکر، ذرا خاموشی اختیار کی جائے۔

وزیر قانون، پولیس نے حفاظت خود اختیاری کے تحت ملزمان کے ساتھیوں پر جوابی فائرنگ کی۔ ملزمان کی فائرنگ سے زیر حراست ہر سہ ملزمان موقع پر ہلاک ہو گئے۔ یہ تینوں ملزمان روایتی پولیس مقابلہ کے دوران ہلاک نہیں ہوئے۔

(ج) ملزمان کے خلاف درج کی گئی ایف آئی آر کا نمبر 230/98 تھانہ وحدت کالونی ہے۔ گرفتاری ملزمان بحوالہ رپٹ نمبر 18 مورخہ 10-11-98 بوقت 5 بجے شب عمل میں لائی گئی اور بمطابق ضابطہ کسی بھی ملزم کو 24 گھنٹے کے دوران مجاز عدالت میں پیش کیا جاتا ہے لیکن

اسی رات بوقت 3.45 بجے رات دوران پولیس مقابلہ ملزمان ہلاک ہو گئے۔ نقل ایف آئی آر لف ہے۔

جناب سپیکر: جی سید اکبر خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! میرا پہلا سوال ہے کہ کیا وزیر قانون ایمان داری سے اس ہاؤس میں یہ کہیں گے کہ واقعی یہ پولیس مقابلہ ہے؟

جناب سپیکر: وہ مقابلے میں تو شامل نہیں تھے کہ ایمان داری سے کہیں یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ میں اس طرح کے سوال کی اجازت نہیں دیتا۔ یہاں اس حوالے سے کوئی عدالتی کارروائی تو نہیں ہو رہی کہ بطور گواہ یا بطور وکیل حلف اٹھا کر کہیں کہ میں جو کچھ کہوں گا سچ کہوں گا۔ ان کے پاس جو رپورٹ آئی ہے انھوں نے اسی کے مطابق بات کرنی ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں آپ کی خواہش کے مطابق سوال کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: میری خواہش نہیں ہے۔ میں اس بات کو بھی disallow کرتا ہوں۔ میری کوئی خواہش نہیں ہے آپ نے صحیح فقرہ استعمال نہیں کیا۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! میں اس فقرے کو واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ نے فقرہ واپس لے کر اچھا کیا ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ یہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کے کام چلاؤ انچارج ہیں۔ اسے care taker بھی کہتے ہیں acting بھی کہتے ہیں گورمکھی میں تو اسے کچھ اور کہتے ہیں اور پنجابی میں کام چلاؤ کہتے ہیں۔ میں نے یہ سوال اس لیے کیا تھا کہ آیا انھوں محکمہ پولیس سے یہ تسلی کر لی ہے کہ پولیس والوں نے خود انھیں مارا ہے یا واقعی پولیس مقابلہ ہوا؟

جناب سپیکر: راجہ صاحب! کیا واقعی یہ پولیس مقابلہ تھا؟

وزیر قانون: جناب والا! بمطابق رپورٹ اور بمطابق جواب جو میں نے پڑھ کر سنایا ہے۔ میں نے عرض کیا ہے کہ لہٰذا تینوں ملزمان کو روایتی پولیس مقابلے کے دوران ہلاک نہ کیا گیا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ اصلی مقابلہ تھا۔

جناب سپیکر: یہ پولیس مقابلہ تھا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! ان دنوں [illegible]

جناب سپیکر، سلیم اقبال صاحب ذرا مہربانی کریں۔ کل بھی سب سے زیادہ باتیں سلیم اقبال صاحب کی طرف سے ہوئی تھیں۔ اس پر کل بھی کافی تفصیل کے ساتھ بات ہوئی تھی۔ جب آپ کو اس قسم کی کوئی بات سوجھے تو میری مؤدبانہ گزارش ہے کہ لابی موجود ہے۔آپ بے شک سارا دن وہاں بیٹھ کر باتیں بھی کریں اور دستخط بھی کریں ۔ لیکن جب ہاؤس کی کارروائی چل رہی ہو تو میری مؤدبانہ گزارش ہے کہ ہاؤس کو disturb نہ کیا جائے۔

وزیر جنگلات و ماہی پروری (ملک سلیم اقبال)، جناب والا! میں معذرت خواہ ہوں۔

جناب سپیکر، کل بھی معذرت ہوئی تھی اور آج بھی معذرت ہوئی ہے۔ سعید اکبر صاحب آپ سوال دوبارہ کر دیں چونکہ باتوں کی وجہ سے میں بھی نہیں سن سکا اور میرے خیال میں لاہنسٹر صاحب بھی نہیں سن سکے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! جتنے بھی مقابلے ہوئے ہیں' یہ ہے یا اس سے متعلقہ ہیں' ان تمام واقعات کی تصدیق رات دو بجے سے لے کر تین ساڑھے تین بجے تک کی جاتی رہی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے ؛ اس طرح کا جو بھی مقابلہ ہوا ہے مثلاً بشارتی کا ہو ان کا ہو یا جن کا بھی ہو' ان کے وقوعہ کی تصدیق رات دو بجے سے لے کر تین' ساڑھے تین بجے تک کرتے ہیں۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے؟

وزیر قانون، یہ بات درست نہیں ہے۔ صرف یہ واقعہ رات کو رونما ہوا ہے۔ بعض جگہ دن کو بھی پولیس مقابلہ ہو جاتا ہے اس لیے یہ سوال درست نہیں ہے اور میں اس سے اتفاق نہیں کرتا۔

جناب سپیکر،دن کو بھی مقابلے ہوئے ہیں۔جی منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت وزیر قانون سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ حکومت کے معرض وجود آنے سے اب تک کتنے لوگ پولیس مقابلوں میں قتل کیے جا چکے ہیں؟

جناب سپیکر، نہیں یہ سوال نہیں بنتا۔ دو سال کی figures تو وہ آپ کو نہیں دے سکتے۔

جناب سعید احمد خان منیس، ویسے تو جناب والا! ایوان کی اطلاع کے لیے ان کے پاس اتنی بڑی

اسٹیبلشمنٹ موجود ہے۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ موجود ہے۔ پولیس ڈیپارٹمنٹ موجود ہے۔

جناب سپیکر، اس کے لیے آپ ایک نیا سوال کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں ایک اور ضمنی سوال کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! میں معزز وزیر قانون سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ لاہور میں کتنے پولیس ڈویژن ہیں اور صدر، پولیس ڈویژن میں کتنے پولیس مقابلے ہوئے ہیں؟ لاہور کے دوسرے پولیس ڈویژن میں کتنے پولیس مقابلے ہوئے ہیں؟

وزیر قانون، جناب والا! اس ضمنی سوال کا اس Call Attention Notice سے کوئی تعلق ہے؟ اس کا پولیس اسٹیبلشمنٹ سے کیا تعلق ہے؟

جناب سپیکر، میں اس سوال کی اجازت نہیں دیتا۔ یہ ضمنی سوال بالکل ہی نہیں بنتا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! یہ ڈویژن کی بات نہیں ہے پولیس کے اندر۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں، یہ سوال relevant نہیں ہے۔ اس کے لیے آپ باقاعدہ نیا سوال کریں۔ اس سوال کے حوالے سے اگر کوئی اور ضمنی سوال ہے تو وہ کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا حکومت ان ماورائے عدالت قتل کے حوالے سے، عدالتوں کو گولڈن شیک ہینڈ دینا چاہتی ہے؟ کیونکہ اس قسم کے ماورائے عدالت قتل ہو رہے ہیں یہ ملزموں کو خود ہی گرفتار کر کے خود ہی ان کا فیصلہ کر دیتے ہیں۔ کیا جوڈیشری کو گولڈن ہینڈ شیک دینے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر قانون، جناب والا! میں دوبارہ یہ گزارش کروں گا کہ یہ متعلقہ سوال نہیں بنتا۔ میں ان سے اتفاق بھی نہیں کرتا اور یہ بات درست بھی نہیں ہے اور یہ تاثر بھی درست نہیں ہے۔

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر آج جو Call Attention Notice ٹیک اپ ہوئے ہیں یہ left over تھے جو آج کے Call Attention Notice تھے وہ ابھی ٹیک اپ ہونے ہیں۔

جناب سپیکر، بتائیں جی اس کا نوٹس پورا ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جی اس کا نوٹس پورا ہے اور یہ میرے پاس ہے۔

جناب سپیکر، نوٹس پورا نہیں ہوا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب پورا ہے۔

جناب سپیکر، ابھی اس کو 48 گھنٹے نہیں ہوئے ہوں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس، نہیں جناب نوٹس پورا ہے سرکولیٹ ہوا ہے۔

جناب سپیکر، سرکولیٹ تو ہو سکتا ہے۔ سیکرٹری صاحب دیکھ لیں۔

استحقاق

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق میاں محمد ثاقب خورشید صاحب کی ہے۔

روزنامہ "لشکر" اور روزنامہ "اوصاف" میں رکن اسمبلی پر بے بنیاد الزامات

میاں محمد ثاقب خورشید، جناب سپیکر! شکریہ۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 13۔ نومبر 1998ء روزنامہ "لشکر" اور روزنامہ "اوصاف" میں ایک بے بنیاد اور صریحاً جھوٹی خبر لگوا کر میری ذات اور شخصیت کو بری طرح متاثر کیا گیا ہے۔ جناب عالیٰ میں حلفاً اقرار کرتا ہوں کہ اس واقعے کا صرف مجھے علم نہ ہے بلکہ حقیقتاً حلف پر یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ اس واقعے کا نہ تو میرے حلقہ نیابت سے تعلق ہے اور نہ ہی میرے گاؤں سے کوئی قریب کا واسطہ ہے۔ یہ خبر صریحاً جھوٹی ہے اور اس کا فوری طور پر نوٹس لیں۔ یہ صرف عوامی نمائندوں کے خلاف بعض عناصر کے تحقیر آمیز ذہن کی عکاسی ہے اور گندی ذہنیت کی سوچ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے میں نے ہمیشہ دیانت اور شرافت کی سیاست کی ہے۔ ایسا کردار رکھنے والے اور ہوں گے جنھیں دو نمبر اخبار بلیک میل کریں۔ جناب عالیٰ میرا یہ مطالبہ ہے کہ میری تحریک استحقاق منظور کر کے استحقاق کمیٹی کے حوالے کر کے مکمل تحقیقات کی جائے اور ان دونوں اخباروں کو تاکید کی جائے کہ وہ اپنے اخبارات میں اس واقعہ کی پر زور تردید کریں جس سے میری ذہنی تکلیف دُور ہو جائے۔

جناب سپیکر، شارٹ سٹیٹمنٹ۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر مجھے اس کی ابھی تک کاپی نہیں ملی۔

جناب سپیکر، یہ تحریک استحقاق نمبر 34 ابھی تک سرکولیٹ نہیں ہوئی؛ میرے خیال میں یہ آج ہی ملی ہے۔

وزیر قانون، جی اس لیے میری یہ استدعا ہوگی کہ کل تک کے لیے اسے مؤخر کر دیا جائے۔ یہ اب شارٹ سٹیٹمنٹ بھی دے دیں میں اس کا کل جواب دے دوں گا۔

جناب سپیکر، جی ہاں آپ شارٹ سٹیٹمنٹ دے دیں۔وہ کل اس کا جواب دے دیں گے۔

میاں محمد ثاقب خورشید، جناب سپیکر! 13 تاریخ کے اخبارات میں جلی حروف میں یہ خبر دی گئی ہے کہ ووٹ نہ دینے پر عذاب نازل۔ وہاڑی کے رکن اسمبلی نے کاشت کار کی بیٹی کو اٹھوا کر برہنہ کرکے سر بازار نچوایا۔ روزنامہ "لشکر" جناب سپیکر میں جیسا کہ پہلے ہی تحریک استحقاق میں عرض کر چکا ہوں کہ اس سرخی میں یہ لکھا گیا ہے کہ ووٹ نہ دینے پر عذاب نازل کیا گیا ہے۔ اول تو عذاب اللہ تعالیٰ نازل کرتا ہے اور ایسے لوگوں پر کرتا ہے جو غلط کاریاں کرتے ہیں۔ جناب ووٹ میں اپنے حلقے سے اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے لیتا ہوں۔ یہ دوسرا حلقہ ہے میرا حلقہ نہیں ہے اور نہ ہی اس گاؤں سے میرا کوئی تعلق واسطہ ہے اور نہ ہی میں نے کسی غنڈے کو بھیجا۔ اس خبر کے پیچھے یقیناً کسی نہ کسی کی پشت پناہی ہوگی۔ براہِ کرم آپ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے حوالے کرکے اس کی تحقیقات کروائیں جس سے نہ صرف مجھے ذہنی تسکین ہوگی' بلکہ جو پارلیمنٹ کے اراکین کو اکثر گالیاں دیتا ہے اخبارات بلیک میل کرکے کیچڑ اچھالتے ہیں' ان کی حوصلہ شکنی ہوگی۔ میں آپ سے استدعا کروں گا کہ براہ کرم ان دونوں اخبارات کے خلاف ایکشن لیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ ثاقب خورشید صاحب۔ یہ تحریک استحقاق چونکہ آج ہی سرکولیٹ ہوئی ہے کل تک کے لیے ہم اسے مؤخر کرتے ہیں۔

میاں محمد ثاقب خورشید، پھر جناب سوموار تک کے لیے مؤخر کر دیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے سوموار تک کے لیے اسے مؤخر کیا جاتا ہے۔ سوموار کو ٹیک اپ کر لیں گے۔

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! کل ایک نہایت اہم تحریک التوائے کار پر بات ہوئی تھی اور آپ کو یاد ہوگا کہ DAP فرٹیلائزر پر بات ہوئی تھی۔ اور کیئر ٹیکر وزیر زراعت، جیسا کہ میرے بھائی سعید اکبر خان نے کہا پنجابی میں کم چلاؤ منسٹر کہتے ہیں اور گورمکھی میں ڈنگ ٹپاؤ منسٹر کہتے ہیں۔ چونکہ صرف اسمبلی بزنس کے لیے ہوتے ہیں۔ انھوں نے تفصیلاً اپنی حکومت کے جو کمالات ہیں اور سبز باغات ہیں وہ سب کچھ انھوں نے بتایا۔ لیکن آج اخبارات میں پڑھ کر اتنا افسوس ہوا ہے کہ وہ DAP کھاد گورنمنٹ نے 64 روپے فی بوری بڑھا دی ہے۔

جناب سپیکر، وہ تحریک dispose of ہو گئی ہے اس پر بات نہیں ہو سکتی۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں آپ کی توجہ کے لیے یہ بتانا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر، یہ معاملہ تو اب اسمبلی میں ختم ہو چکا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! یہ جو ان کی زیادہ گندم اگاؤ سکیم ہے وہ کس طرح چلے گی۔

جناب سپیکر، وہ معاملہ تو اب ختم ہو چکا ہے۔ آج ہم آپ کی ہی تحریک ٹیک اپ کر رہے ہیں جو کہ موخر ہے اور اس کا نمبر 9 ہے۔ یہ تحریک التوائے کار پیش ہو چکی ہے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی (چودھری محمد اقبال)، جناب سپیکر! میں اپوزیشن کے بارے میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! ہم تو ان کو ان کی بات سے ٹوکتے نہیں ہیں لیکن اتنی ill informed اپوزیشن میں نے کبھی اپنی زندگی میں نہیں دیکھی ۔ میں بھی جناب والا! پانچویں دفعہ جناب کے ساتھ ہی اس ہاؤس میں آیا ہوں۔ ابھی جناب سعید اکبر خان نے جناب کو جو خبر سنائی، میں نے اخبار میں بڑی تفصیل کے ساتھ یہ خبر پڑھی کہ شاید مجھے کوئی غلطی لگ گئی ہو۔ وہ جو نوشہرہ صوبہ سرحد میں ہے اس کی بات کر رہے تھے، لیکن یہاں وہ گوجرانوالہ نوشہرہ ورکاں کی بات کر رہے تھے ۔ یہ قائد حزب اختلاف کچھ ایسی ہی بے ربط باتیں کرتے ہیں اس لیے ان کی باتوں کا آپ زیادہ نوٹس نہ لیا کریں۔ بڑی مہربانی۔

میو ہسپتال کے بچہ وارڈ میں سہولیات کا فقدان

(--------جاری)

جناب سپیکر، تحریک التوائے کار نمبر 9 پیش ہو چکی ہے اس کا جواب وزیر صاحب دیں گے۔

وزیرصحت (راجہ اشفاق سرور)، جناب والا! میوہسپتال لاہور کا بچہ وارڈ 278 بستروں پر مشتمل ہے جس میں مندرجہ ذیل شعبہ جات کام کر رہے ہیں۔ شعبہ اطفال سرجری 110 بستروں پر مشتمل ہے جس میں 24 بستر جلے ہوئے مریضوں کے لیے مختص کیے گئے ہیں۔ شعبہ اطفال میڈیکل وارڈ 168 بستروں پر مشتمل ہے جس میں 24 بیڈ شعبہ اسہال کے لیے مخصوص ہیں۔ بچہ میڈیکل وارڈ کے ذیلی شعبوں کی تفصیل یوں ہے کہ آئی سی یو ' میڈیکل ڈیپارٹمنٹ ' نرسری ڈیپارٹمنٹ' ڈائریا ڈیپارٹمنٹ' آنسولیشن آن کالوجی اینڈ ہیپیٹیٹی۔ میوہسپتال کے بچہ وارڈ میں صوبے بھر سے بچے علاج معالجے کے لیے آتے ہیں۔ چونکہ یہ لاہور میں سب سے بڑا ہسپتال ہے یہاں ان بچوں کا علاج کامیابی اور انتہائی توجہ کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ بچہ وارڈ کے سرجیکل یونٹ میں respiratory system کی بحالی کے لیے دو عدد مشینیں ventilator موجود ہیں۔ جن سے علاج کی سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں۔ ان ventilators کی انتہائی نازک respiratory system کے مرحلے پر نظام نفس کی بحالی کے لیے ضرورت پڑتی ہے۔ اور یہ حسب ضرورت استعمال کیے جاتے ہیں۔ یہ بات درست نہیں ہے کہ بچہ وارڈ کی عمارت بوسیدہ ہے۔ یہ عمارت تقریباً سولہ سال پہلے تعمیر کی گئی تھی۔ اور ابھی تک بڑی اچھی حالت میں ہے۔ صرف اس کا اسہال کا شعبہ جو کہ 24 بیڈ پر مشتمل ہے پرانی عمارت میں کام کر رہا ہے۔ اور یہ صورت حال بھی صرف جگہ نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایک نئی عمارت بچہ وارڈ کے لیے تعمیر کی جا رہی ہے جو کہ تکمیل کے آخری مراحل پر ہے۔ جونہی نئی عمارت مکمل ہو جائے گی یہ شعبہ بھی اس میں منتقل کر دیا جائے گا۔ 12۔ نومبر 1998ء کو روزنامہ "دی نیوز" میں چھپنے والی یہ خبر حقائق پر مبنی نہیں ہے کہ معاش اور با اثر خاندان کے بچوں کی صحیح دیکھ بھال کی جاتی ہے جبکہ غریب اور بے سہارا بچوں کا علاج صحیح نہیں کیا جاتا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہسپتال میں ہر آنے والے بچے کا علاج یک سوئی' مناسب طریقے سے اور بلا امتیاز کیا جاتا ہے۔ بلکہ غریب مریضوں کو زکوٰۃ فنڈ سے خصوصی علاج معالجے کی سہولتیں بھی مہیا کی جاتی ہیں۔ مذکورہ خبر میں بچہ وارڈ کے پروفیسر صاحب کا بیان توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا۔ یہ بات درست نہیں ہے کہ ventilators کے بغیر بچوں کا علاج نہیں ہو رہا۔ بہرحال

ventilators کی ضرورت چھ سو سو مریضوں کو ہوتی ہے اور [illegible]
سرجری کے ventilators میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ مزید برآں حکومت پنجاب کو فنڈز مہیا کرنے کے لیے پی سی ون فارم بھیجا ہوا ہے اور بھر پور کوشش کی جا رہی ہے کہ موجودہ رواں مالی سال میں فنڈ مہیا ہونے پر ventilators خرید لیے جائیں گے۔

جناب سپیکر، جی منیں صاحب!

جناب سعید احمد خان منیں، جناب والا! یہ ایک نہایت ہی اہمیت کی حامل تحریک التوائے کار ہے۔ اور یہ مفاد عامہ میں ہے۔ اور یہ بچوں کے متعلق ہے۔ میں بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ

He tried to defend the department.

میرے خیال میں یہ روایت ختم کرنی چاہیے کہ ایک چیز اگر موقعے پر غلط ہو رہی ہے تو اس ڈیپارٹمنٹ کو اسے تسلیم کر لینا چاہیے۔ اور

And the Minister being the elected representatives

یہ صرف ڈیپارٹمنٹ کا لکھا ہوا جواب طوطے کی طرح فر فر پڑھ دینا میں سمجھتا ہوں کہ یہ جمہوریت کی اور اس ایوان کی توہین ہے۔ جو باتیں میں نے یہاں تحریک التوائے کار میں پیش کی ہیں وہ حقائق پر مبنی ہیں۔ اور وہاں کا جو پروفیسر پیڈیاٹرکس ہے وہ یہ بات خود تسلیم کر رہا ہے کہ وہاں کی عمارت ناقابل استعمال ہے اور وہاں کے آلات out of order/ill equipped بھی ہیں۔ اور یہ جو ventilators کی بات کر رہے ہیں۔ میں ان کی اس بات سے بھی agree نہیں کرتا یہ اہمیت عامہ کی بات ہے اور آج کے بچے کل ایوان کی زینت بنیں گے انھوں نے ملک اور صوبے میں بہت بڑے بڑے کار نامے انجام دینے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لیے مناسب ہوگا کہ جو چیز میں نے پوائنٹ آؤٹ کی ہے یہ اس کی طرف توجہ دیں۔ بجائے اس کے کہ یہ ڈیپارٹمنٹ کو defend کرتے رہیں۔

وزیر صحت، جناب والا! میں آپ کے توسط سے ان کا مشکور ہوں کہ انھوں نے اس طرف توجہ دلائی۔ انھوں نے جو کہا کہ پیڈیاٹرکس ڈیپارٹمنٹ میں ventilators نہیں ہیں۔ میں نے واپس اپنے جواب میں بھی یہی عرض کی ہے۔ کہ ventilators سرجیکل وارڈ میں دو عدد ہیں۔ اور پیڈیاٹرکس وارڈ کے لیے ہم نے پی سی ون فارم حکومت پنجاب فنانس ڈیپارٹمنٹ کو بھیجا ہوا ہے۔ جوں ہی اس کی منظوری ہوگی ہم اس کے لیے بھی یہ لے لیں گے۔ میں ان کی اطلاعات کے لیے عرض کر رہا ہوں کہ میں اپنے ذرائع سے

بھی پرائیویٹ سیکٹر میں یہ کوشش کر رہا ہوں کہ ventilators paediatric ward میں بھی ہوں۔ مگر جو ان کا کہنا کہ وہاں ventilators بالکل نہیں ہیں درست نہ ہے۔ سرجیکل وارڈ میں دو عدد ventilators موجود ہیں۔ اور ہر مریض کے لیے ہمیں ventilators کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اور جب ہمیں ventilator کی ضرورت پڑتی ہے تو ہم سرجیکل وارڈ میں سے ventilators کا استعمال کر سکتے ہیں۔ مگر انھوں نے یہ جو پوائنٹ اٹھایا ہے میں آپ کے توسط سے appreciate کرتا ہوں اور ان شاء اللہ ہم یہ سارا کام کر رہے ہیں۔ میں امید کروں گا کہ اس وضاحت کے بعد یہ اس تحریک التوائے کار پر زور نہیں دیں گے۔

جناب سپیکر، جی ٹھیک ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! معزز وزیر صاحب اس کی یقین دہانی تو کرا رہے ہیں۔ میں استدعا کروں گا کہ آپ اپنی زبان میں انھیں کہیں کہ یہ جو یقین دہانی کرا رہے ہیں اس پر پورا بھی اتریں۔ کیونکہ یہ اجلاس ختم ہونے کے بعد اور بہت سے ان کے کام ہوں گے جن میں یہ مصروف ہو جائیں گے۔ اور یہ نہایت اہمیت کی حامل تحریک التوائے کار ہے۔ میں اس کو پریس نہیں کرتا۔ لیکن آپ کی وساطت سے ایک بات میں ضرور عرض کرتا ہوں کہ خدارا جو ایسے کام ہوں ان کی طرف توجہ ضرور دیا کریں۔

جناب سپیکر، جی توجہ دیں گے۔ راجہ صاحب! آپ نے یقین دہانی کرائی ہے۔

وزیر صحت، جناب والا! میں ان کے حکم سے پہلے ہی توجہ دے رہا ہوں۔ اور یہ میری ذمہ داری ہے۔ ہم پہلے ہی اس پر کام کر رہے ہیں اور حکومت پنجاب اس پر کام کر رہی ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ یہ تحریک التوائے کار dispose of تصور کی جاتی ہے۔

جناب ایس اے حمید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جناب ایس اے حمید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! معزز وزیر نے ventilators کے بارے میں جو بات کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ پورے لاہور میں جتنے بھی ہسپتال ہیں ان میں ventilators کی تعداد بہت کم ہے۔ یہ لائف سیونگ مشین ہے۔ اور اس کے لیے جناب وزیر صاحب سے میری درخواست ہوگی کہ ترجیحی اور

ہنگامی بنیادوں پر اس کا انتظام کریں۔ اگر یہ پی سی ون بھجوائیں گے تو دو سال لگ جائیں گے۔ پنجاب کارڈیالوجی انسٹی ٹیوٹ میں بھی سات ventilators ہیں۔ اور وہاں پر تقریباً دو تین سو کے قریب مریض ہیں۔ اس طرح باقی بھی ہسپتال ہیں' سروسز ہسپتال ہے۔ کسی بھی جگہ پر ventilatiors اتنی تعداد میں موجود نہیں ہیں جتنے کہ ہونے چاہییں۔ اس کی طرف وزیر موصوف توجہ فرمائیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ لاہور شہر جس میں پورے پنجاب سے مریض چل کر آتے ہیں ان کو بہت زیادہ فائدہ پہنچے گا۔ شکریہ۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، خواجہ ریاض محمد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

خواجہ ریاض محمود، ہمارے قائد حزب اختلاف نے میوہسپتال کے لیے کچھ ایسا تاثر پیدا کیا ہے کہ وہاں پر صورت حال انتہائی پریشان کن ہے۔ یہ ہسپتال میرے حلقے میں واقع ہے۔ اور بالکل گوالمنڈی نسبت روڈ کے ساتھ ہی واقع ہے۔ اور میں لوگوں کے ساتھ دوسرے تیسرے دن ہی ہسپتال جاتا رہتا ہوں۔ اس وقت میوہسپتال لاہور کے تمام ہسپتالوں میں صف اول پر لوگوں کی خدمت کر رہا ہے۔ اور جہاں تک انھوں نے بچہ وارڈ کا ذکر کیا ہے۔ کسی حد تک ان کی بات درست ہے۔ وہ اس لیے کہ لاہور کی آبادی 80 لاکھ نفوس سے بھی اوپر ہوگئی ہے۔ اور یہاں پر یہ سرکاری ہسپتال جس کو میوہسپتال کہتے ہیں یہاں پر لوگوں کو ہر سطح پر مفت سہولتیں دی جاتی ہیں۔ اس دباؤ کی وجہ سے بچہ وارڈ جو کئی سال پہلے بنی تھی جہاں پر 170 کے قریب بیڈ ہیں وہ لاہور کے شہریوں کے لیے بالکل ناکافی ہیں۔ اور قائد حزب اختلاف کی یہ بات بھی درست ہے کہ ایک ایک بیڈ پر چار چار پانچ پانچ بچے لیٹتے ہیں وہ مجبوراً ایک ہی بیڈ پر ڈالے جاتے ہیں وہ اس لیے کہ دباؤ زیادہ ہے اور حکومت نے اسی دباؤ کو محسوس کرتے ہوئے ساتھ ہی نئی عمارت بنائی ہے جو میرا خیال ہے کہ چار پانچ سو بیڈ پر مشتمل ہے۔ اور آج کے زمانے کے لحاظ سے وہاں پر جدید قسم کے آلات نصب کیے جا رہے ہیں۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ دو تین ماہ کے اندر اندر خدا کے فضل و کرم سے یہ ساری صورت حال بہتر ہو جائے گی۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اور ہسپتالوں میں کہیں ٹیلی فون کریں تو اس کا جواب آتا ہے یا نہیں یہ تو خدا ہی جانتا ہے۔ لیکن یہ ہسپتال جہاں پر خورشید ایم ایس ہے اور زاہد ڈی ایم ایس ہے وہ بہترین کام کر رہے ہیں اور ان کے ساتھ ڈاکٹروں کی اچھی ٹیم موجود ہے۔

سروس ہسپتال کے آؤٹ ڈور مریضوں کی طرف ڈاکٹروں کی عدم توجہی

جناب سپیکر، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 10 جناب سعید احمد خان منیس صاحب کی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ 12 نومبر 1998ء کو "دی نیوز" میں یہ خبر شہ سرخی کے ساتھ شائع ہوئی ہے کہ

"Patients suffer at Services Hospital Out Patient Department."

تفصیل یوں ہے کہ لاہور کے گرد و نواح اور صوبہ بھر کے دور دراز علاقوں سے تعلق رکھنے والے بے چارگی، لاغری اور تکلیف میں مبتلا مریض سروسز ہسپتال لاہور کے شعبہ بیرونی مریضاں میں میڈیکل چیک اپ کے لیے آتے ہیں ان کو صحیح طریقے سے چیک اپ نہیں کیا جاتا کیوں کہ وہاں پر معاشی اور بااثر مریضوں کا اس قدر رش ہوتا ہے کہ غریب اور بے سہارا مریض کے چیک اپ کی باری بھی نہیں آتی۔ اگر خدا خدا کر کے بلاوا آ جاتا ہے تو حاضر ہونے پر کہا جاتا ہے کہ آپ پروفیسرز / ڈاکٹرز کے پاس چلے جائیں۔ جب پروفیسرز سے رابطہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو پروفیسر حضرات اکثر اوقات موجود نہیں ہوتے اور اپنے پرائیویٹ کلینکس پہ ملتے ہیں۔ پروفیسرز کی انتظار میں ہسپتال کا وقت ختم ہو جاتا ہے تو مریض بغیر چیک اپ اپنی تکلیف کو گلے لگائے واپس گھر چلا جاتا ہے۔ لاہور میں اتنے بڑے ہسپتال کے شعبہ بیرونی مریضاں کو میڈیکل چیک اپ کے سلسلے میں مناسب سہولیات نہ ہونے کی وجہ سے حکومت کے اس دعوے کی قلعی کھل گئی ہے کہ تمام شہریوں کو طبی سہولتیں بہم پہنچانے کا عزم کر رکھا ہے مگر حقیقت اس کے برعکس ہے جس سے صوبہ بھر کے عوام میں شدید بے چینی، پریشانی اور اضطراب پایا جانے لگا ہے لہذا استدعا ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: جی راجا صاحب۔

وزیر صحت: (راجہ اشفاق سرور)،

اس ضمن میں عرض ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ سروسز ہسپتال لاہور، پنجاب بھر سے مریض روزانہ شعبہ بیرونی مریضاں میں علاج معالجے کے لیے آتے ہیں اور جن کو صحیح طریقے سے چیک کیا جاتا ہے۔ مریضوں اور ڈاکٹروں کی تعداد کا موازنہ مندرجہ ذیل ہے۔

ڈیپارٹمنٹ	مریضوں کی اوسط تعداد روزانہ	تعداد ڈاکٹرز	تعداد نرس
میڈیکل وغیرہ	243	6	5
سرجیکل وغیرہ	177	4	5
آئی	84	6	3
ای این ٹی	82	3	3
بچہ وغیرہ	82	2	2
گائنی	78	6	3
فزیو تھراپی	10	2	1
دندان	3	2	1
سائیکاٹری	24	2	2
کل میزان	810	32	25

اس طرح تقریباً اتنے مریض دوبارہ دیکھنے یا follow up کے لیے آتے ہیں چنانچہ تقریباً اوسط 1600 مریض روزانہ آؤٹ ڈور میں علاج کے لیے آتے ہیں۔

مذکورہ بالا اعداد و شمار کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ واضح ہے کہ ڈاکٹروں اور مریضوں کی تعداد اتنی زیادہ نہ ہے کہ اس کو صحیح طریقے سے نہ دیکھا جائے مزید براں جونیئر ڈاکٹرز کی روزانہ حاضری لگائی جاتی ہے جس کو میڈیکل سپرنٹنڈنٹ چیک کرتے ہیں۔ ہر ایک ڈاکٹر کو مریض کے اندراج کے لیے ایک رجسٹر دیا گیا ہے جو اس ضمن میں واضح ہے کہ جو مریض بھی ہسپتال آتا ہے اس کا اندراج کیا جاتا ہے اور اس کو مناسب طریقے سے دیکھا جاتا ہے مزید براں جو مریض خطرناک مرض کے ہوتے ہیں یا جن کو ہسپتال میں داخلہ مقصود ہوتا ہے ان کو سپیشلسٹ صاحبان کے پاس بھیج دیا جاتا ہے اس سال ہمارے ہسپتال میں bed occupency rate 95% ہے اور یہ محض اس وجہ سے ہے کہ ہمارے سپیشلسٹ صاحبان مریضوں کی مناسب دیکھ بھال کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں سروسز ہسپتال میں ایم این ایز' ایم پی ایز' جج صاحبان کے علاوہ اعلیٰ سرکاری ملازمین اکثر اوقات اپنے معائنے کے لیے ہسپتال میں آتے ہیں۔ جن کو سینئر ڈاکٹرز ذاتی طور پر ملاحظہ کر کے علاج کرتے ہیں اس لیے سرکاری ڈیوٹی کے دوران پرائیویٹ پریکٹس نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر، جی منیں صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیں، معزز وزیرصحت نے وہی محکمے کا لکھا ہوا جواب فرفر پڑھ دیا ہے۔ میں ان کو سمجھانے سے تو اب قاصر رہا کہ عقل کی بات ہے اور میں ان کو صرف یہ عرض کروں گا کہ پروفیسر کی حاضری کو صحیح بنانے کے لیے یہ اگر ڈین پہ توجہ دے دیں اور پروفیسرز اور سینئر ڈاکٹرز کی وہاں حاضری یقینی بنا دیں تو وہ بہتر ہوگا۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ میں پریس نہیں کرتا ہوں؟

جناب سپیکر، جی راجا صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیرصحت، میں حیران ہوں کہ میں ان کو اتنی دیر سے جانتا ہوں اور یہ پھر بھی سمجھتے ہیں کہ میں سمجھنے سے قاصر ہوں یا یہ سمجھانے میں قاصر ہیں یا میں سمجھنے میں قاصر ہوں یہ تو آپ ہی فیصلہ کیجیے۔ ہر تحریک پہ اٹھ کر ان کی طوطے والی یہی زبان ہوتی ہے اور ہمیں پتا ہوتا ہے کہ انھوں نے کیا بولنا ہے؟

جناب سپیکر، یہ تحریک dispose of تصور ہوئی۔ اگلی تحریک جناب ایس اے حمید صاحب کی ہے۔ ایس اے حمید صاحب۔

پنجاب کے سرکاری ہسپتالوں میں شام کے اوقات کے بعد پوسٹ مارٹم نہ کرنا

جناب ایس اے حمید، شکریہ جناب سپیکر۔

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کے سرکاری ہسپتالوں میں شام کے اوقات کے بعد پوسٹ مارٹم نہیں کیا جاتا اور ڈاکٹر صاحبان نعش کے لواحقین کو اگلے روز تک ہسپتالوں میں بٹھائے رکھتے ہیں حالانکہ رولز کے تحت شام کے اوقات میں پوسٹ مارٹم کرنے پر کوئی پابندی نہ ہے بلکہ لاہور کے کچھ ہسپتالوں میں رات کے وقت پوسٹ مارٹم ہوتے ہیں۔ ہسپتالوں میں انتظامیہ کے اس رویے کی وجہ سے نعش کے ورثاء اور لواحقین جس کرب، پریشانی اور تکلیف دہ مراحل سے گزرتے ہیں اور گھنٹوں انتظار کرتے ہیں اس کا اندازہ لگانا ممکن نہیں۔ یہ امر بے شمار افراد کے ہسپتال میں گھنٹوں نعش کی وصولی کے سلسلے میں انتظار کی بدولت انتظامی امور میں غیر

ضروری مداخلت کا موجب بھی ہوتا ہے۔ ہسپتالوں کی انتظامیہ کے اس غیر ذمہ دارانہ رویے کی وجہ سے پنجاب بھر کے عوام میں سخت غم و غصہ پایا جاتا ہے لہٰذا میری اس تحریک کو منظور کیا جائے۔ شکریہ جناب سپیکر!

جناب سپیکر، راجا صاحب! آپ اس کا جواب دیں گے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، جناب! یہ بات جزوی طور پر درست ہے کہ پنجاب کے سرکاری ہسپتالوں میں شام کے اوقات کے بعد پوسٹ مارٹم نہیں کیا جاتا۔ Forensic Medicine & Toxicology Department کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور میں پوسٹ مارٹم دن رات ہوتے ہیں۔ حکومت پنجاب محکمہ صحت کی چٹھی نمبری S.O.H.D.6-1/91 مورخہ 20-3-96 کے تحت، جو کہ تمام ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز، تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتالوں اور ضلعی ناظم صحت کو بھجوا دی گئیں ہیں۔ پوسٹ مارٹم غروب آفتاب کے بعد بھی کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ اس جگہ پر shadowless eyes blue lights موجود ہوں۔ ماہرین کی رائے کے مطابق مناسب عام ٹیوب لائٹوں کی روشنی بھی eyes blue lights کے برابر ہے اور اس پہ بھی پوسٹ مارٹم کیا جا سکتا ہے۔ اس ضمن میں مناسب ہدایات جاری کی جا رہی ہیں تاکہ ضلعی سطح کے ہسپتالوں میں رات کے وقت پوسٹ مارٹم کیا جا سکے اور محکمہ صحت کی طرف سے یہ انڈر ٹیکنگ ہے کہ اگلے دو ہفتے کے اندر اندر جن ہسپتالوں میں یہ shadowless eyes blue lights نہیں ہیں وہاں پر متبادل انتظام کر کے رات کو پوسٹ مارٹم کرنا یقینی بنایا جائے گا۔ میں جناب ایس اے حمید صاحب کی خدمت میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں حکومت نے پہلے ہی، ہوم ڈیپارٹمنٹ نے بھی ہدایات دی ہوئی ہیں اور محکمہ صحت نے بھی اپنی ہدایات جاری کی ہیں۔ یہ مسئلہ اس سے پہلے بھی ایک دو دفعہ اسمبلی میں اٹھایا گیا بلکہ مجھے یاد ہے جب ہم اپوزیشن میں تھے تو میں نے اس مسئلے کو اٹھایا تھا۔ میں معزز رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ آپریشن تھیٹرز میں مناسب انتظام کر کے دو ہفتے کے اندر اندر اس بات کو یقینی بنایا جائے گا کہ تمام تحصیل ہیڈ کوارٹرز اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتال میں رات کو بھی پوسٹ مارٹم کیا جا سکتا ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جی ایس اے حمید صاحب۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! وزیر قانون کی واضح یقین دہانی کے بعد میں اپنی تحریک پر زور نہیں دیتا، لیکن پچھلے نو سال سے یہ یقین دہانیاں کرائی جاتی رہی ہیں۔ اب چونکہ انھوں نے دو ہفتوں کا

مقررہ وقت دے دیا ہے۔ لہٰذا مجھے امید کامل ہے کہ اب اس معاملے میں پیش رفت ہوگی۔ شکریہ جناب سپیکر۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ شاید اس سلسلہ میں معزز رکن کو کوئی ابہام ہے۔ رات کو پوسٹ مارٹم کرنے کا فیصلہ اور جہاں پر shadowless eyes blue lights ہیں۔ یہ فیصلہ 1996ء میں کیا گیا ہے۔ یہ نو سال پرانی بات نہیں ہے۔ یہ فیصلہ 1996ء میں ہوا ہے اور 1996ء میں ہی circular جاری ہوا ہے۔

ٹرک، ٹریکٹر اور ٹرالیوں پر سریے کی باربرداری سے حادثات کے خطرات

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 12 بھی جناب ایس اے حمید صاحب کی ہے۔

جناب ایس اے حمید، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبے بھر میں ٹرک اور ٹریکٹر ٹرالیوں پر سریا اینگل آئرن اور دیگر لوہے کا سامان جو ٹرالیوں کی باڈی سے باہر کئی فٹ تک لٹکا ہوتا ہے مسافروں کی زندگی کے لیے انتہائی خطرناک ہے اور سینکڑوں حادثات میں یہ سریا یا اینگل آئرن مسافروں کے جسم کے آر پار ہو جاتا ہے لیکن صوبے بھر کی پولیس باوجود اس کے کہ ایسے ٹرک اور ٹریکٹر ٹرالیاں جو انسانی جان کے لیے انتہائی خطرناک ہیں اور قانونی طور پر اور کسی طور پر باربرداری کے لیے استعمال نہیں ہو سکتے ان سے چشم پوشی کرتی ہے اور نذرانے لے کر انسانی جانوں سے کھیلنے کے لیے انھیں فری ہینڈ دیتی ہے۔

پولیس کے اس رویہ سے صوبے بھر کے عوام میں سخت تشویش اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ لہٰذا میری اس تحریک کو منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر، جی' راجہ صاحب آپ جواب دیں گے۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، جناب سپیکر! اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ ٹریفک پولیس وقتاً فوقتاً صوبے بھر میں ٹرک اور ٹریکٹر ٹرالیوں پر سریا اینگل آئرن اور دیگر لوہے کا سامان باربرداری کے لیے استعمال ہونے والی گاڑیوں کی باڈی سے باہر کئی فٹ تک لٹکا ہوتا ہے۔ جو مسافروں کی زندگی کے لیے انتہائی خطرناک ہے۔ ایسی گاڑیوں کے خلاف بلاامتیاز قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔ جس میں گاڑیوں کو بند کرنا بھی شامل ہے۔ چنانچہ سال 1997ء میں 1611 گاڑیوں کے خلاف قانونی کارروائی کی

گئی۔ اس کے بعد 1-9-98 سے 31-10-98 تک 1135 گاڑیوں کے خلاف قانونی کارروائی کی گئی۔ علاوہ ازیں ٹریفک پولیس کو صوبے بھر میں سختی سے ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ وہ ایسی گاڑیوں کے خلاف قانونی کارروائی جاری رکھیں۔

جناب سپیکر! میں یہ یقین دہانی اس لیے کروا رہا ہوں کہ یہ بات انتہائی اہمیت کی حامل ہے اور حکومت کو بھی اس بات کا احساس ہے کہ اس طرح کا سامان جو گاڑیاں لے کر جا رہی ہوتی ہیں وہ حادثے کا سبب بنتی ہیں اور بے گناہ اور بے قصور شہری حادثے کا شکار ہو جاتے ہیں۔ لیکن کہیں پولیس کی کوتاہی بھی ہو سکتی ہے' ٹریفک کے عملے کی کوتاہی ہو سکتی ہے۔ اس پر سختی سے عمل درآمد کے لیے ہم ہدایات جاری کر رہے ہیں۔ میں معزز رکن کی خدمت میں بھی عرض کروں گا کہ یہ ٹیکنیکلی نہیں بنتی ہے۔ یہ جنرل مسئلہ تھا لیکن اس کے باوجود چونکہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے' اس پر بات کی جائے۔

جناب سپیکر، یہ اہم مسئلہ ہے اور پھر ان کے پیچھے اکثر لائٹ بھی نہیں ہوتی۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میں وزیر قانون صاحب کا شکرگزار ہوں کہ انھوں نے اس مسئلے کو take up کیا ہے۔

جناب سپیکر! اس میں دو چیزیں ہیں۔ سب سے پہلے تو جو ٹریکٹر ٹرالی ہے' وہ کسی طور پر سڑک پر نہیں آ سکتی۔ اس کے پاس کوئی لائسنس نہیں ہوتا' وہ کوئی ٹوکن فیس نہیں دیتے اور وہ بالکل رجسٹرڈ نہیں ہوتے۔ وہ بزنس کے طور پر یہ کام کر رہے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو ٹرالی ہوتی ہے اس میں بریک کوئی نہیں ہوتی۔ اس پر دو سو یا تین سو من سریا یا اینگل آئرن لادا ہوتا ہے' اور اس کی بریک نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر! ایک اور دلچسپ بات یہ ہے کہ جو ٹریکٹر ہوتا ہے اس کے صرف اگلے پہیوں میں بریک ہوتی ہے پچھلے پہیوں میں بریک نہیں ہوتی۔ جب کبھی ٹریکٹر والا کھڑے ہو کر بریک لگاتا ہے تو اس کا پچھلا جو وزن ہوتا ہے اسے وہ کنٹرول نہیں کر پاتا۔ اسی لیے یہ حادثات ہوتے ہیں۔ وزیر قانون صاحب کو یہاں پر جو تفصیل محکمہ کی طرف سے دی گئی کہ ایک ہزار چالان ایک سال میں ہوئے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ تین یا اڑھائی چالان روز بنتے ہیں۔ اگر ہم راوی پل پر کھڑے ہو جائیں تو کم از کم چار سو پانچ سو گاڑیاں روز یہاں سے نکلتی ہیں۔ میں اس لیے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ بہت سے واقعات ہیں۔ ابھی پچھلے دنوں راجا اشفاق سرور صاحب وزیر صحت بتا رہے تھے کہ ایک لیڈی ڈاکٹر

گاڑی میں آ رہی تھی تو سریا اس کی پوری فیملی کے جسموں کے آر پار ہو گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ روایتی طریقے سے اس کے اوپر کام ہو رہا ہے۔ اس کے بجائے اس بات کو دوٹوک اور یقینی بنایا جائے اور پھر یہ ہے کہ پولیس چند روپے لے کر لوگوں کو چھوڑ دیتی ہے۔ اگر ایک روز چیکنگ کی جائے تو کم از کم ایک دن میں پانچ سو سے لے کر ایک ہزار تک گاڑیاں قبضہ میں کی جا سکتی ہیں تو میری یہ درخواست وزیر قانون سے ہے کیونکہ انھوں نے خود فرما دیا ہے کہ انسانی ہمدردی کا مسئلہ ہے اور انسانی جانوں کا مسئلہ ہے تو میں یہ چاہوں گا کہ میں نے بارہا یہ تحریک پچھلے کئی سالوں سے پیش کی ہے۔ لیکن عملی طور پر اس کے اوپر عمل مکمل طور پر نہیں ہوا ہے۔ میں چاہوں گا کہ آج وہ اس ایوان میں یا تو اس پر بحث کے لیے دو گھنٹے مختص کریں اور اس کے لیے تجاویز مقرر کی جائیں۔ یا پھر وزیر قانون اس بارے میں -----

جناب سپیکر، اس میں بحث کی بات نہیں ہے۔ اس میں عمل درآمد کی بات ہے۔ اور اس کی یقین دہانی وزیر قانون صاحب نے دی ہے۔ بات تو یہ ہے کہ وہاں موقع کے اوپر اس پر عمل درآمد کیا جائے۔ قانون تو موجود ہے۔ ان کا چالان کیا جائے' ان کے ساتھ سختی کی جائے تاکہ ان کی وجہ سے جو حادثات ہوتے ہیں۔ وہ نہ ہو سکیں۔ اس بارے میں وزیر قانون صاحب نے ابھی یقین دہانی کرائی ہے کہ ان شاء اللہ اس مسئلے کو وہ سنجیدگی سے لیں گے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! جہاں تک وزیر قانون صاحب کی یقین دہانی کا تعلق ہے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ وہ خلوص دل سے یہ یقین دہانی کرا رہے ہیں۔ لیکن جہاں تک executing and implementing ایجنسی کا تعلق ہے۔ انھوں نے کچھ نہیں کرنا ہے۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے کہ وہ کچھ نہیں کریں گے۔ میں چاہوں گا کہ آج اس طریقے سے یہ کام کریں تاکہ اس کو یقینی بنایا جا سکے کہ کم از کم گاڑیاں بند ہوں۔ اگر دس' بیس' تیس گاڑیاں روز کی بند ہونا شروع ہو جائیں گی تو پھر صورت بن سکتی ہے۔ ورنہ صورت نہیں بنے گی۔

جناب سپیکر، یہ ٹھیک ہے۔ راجا صاحب' اصل میں تب ہی ان کو سمجھ آئے گی۔ جب تک ان کے ٹریکٹر اور ٹرالیاں بند نہیں کیے جاتے۔ جو قانون کی خلاف ورزی کرے' بجائے اس کے کہ جرمانہ کیا جائے کچھ عرصے کے لیے ان کے ٹریکٹر اور ٹرالی بند کی جائے تو پھر مؤثر طریقے سے قانون نافذ ہو گا۔ ان کے کہنے کا مقصد یہ ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! آپ کے حکم کی تعمیل میں ہم ان شاء اللہ تعالیٰ خصوصی ہدایات جاری کریں گے کہ اس قانون پر سختی سے عمل درآمد کیا جائے۔

جناب سپیکر، یہ تحریک التوائے کار dispose of تصور کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13 بھی جناب ایس اے حمید صاحب کی ہے۔

پریشر ہارن بنانے اور استعمال کرنے پر پابندی

جناب ایس اے حمید، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اس امر کے باوجود کہ پریشر ہارن بنانے اور استعمال کرنے پر پابندی ہے صوبے بھر میں بسیں، ٹریکٹر، ٹرک اور دیگر گاڑیاں پریشر ہارن استعمال کر رہی ہیں جس سے شور کی آلودگی میں رات دن اضافہ ہو رہا ہے جو انسانی صحت کے لیے سخت مضر ہے۔ خاص طور پر معمر افراد خواتین، بچے، طالب علم اور مریض پریشر ہارن کے استعمال سے بری طرح متاثر ہو رہے ہیں لیکن اس کے برعکس انتظامیہ اور پولیس جان بوجھ کر ایسی گاڑیوں کے مالکان کے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہیں کرتی جو پریشر ہارن کا استعمال سرعام کرتے رہتے ہیں۔ انتظامیہ اور پولیس کی اس عدم توجہی اور غفلت کی وجہ سے صوبے بھر کے عوام میں سخت اضطراب اور ہیجان پایا جاتا ہے۔ لہٰذا میری اس تحریک التواء کو منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر، جی، راجا صاحب۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، سر! اس سلسلہ میں میری گزارش ہے کہ ٹریفک پولیس وقتاً فوقتاً صوبے بھر میں پریشر ہارن استعمال کرنے والی گاڑیوں کے خلاف بلا امتیاز قانونی کارروائی کرتی ہے۔ جس میں پریشر ہارن کی ضبطگی اور گاڑیوں کے چالان کرنا شامل ہے۔ چنانچہ سال 1997ء میں 33392 گاڑیوں کے خلاف قانونی کارروائی کی گئی۔ اس کے بعد 1-1-98 سے 31-10-98 تک 24345 گاڑیوں کے خلاف قانونی کارروائی کی گئی۔ علاوہ ازیں ٹریفک پولیس کو صوبہ بھر میں سختی سے ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ وہ ایسی گاڑیوں کے خلاف قانونی کارروائی جاری رکھیں۔ یہ تو پولیس کی کارروائی تھی۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ محکمہ تحفظ ماحول حکومت پنجاب نے بھی اپنے طور پر پریشر ہارنز کے خلاف مہم چلائی ہے اور انھوں نے متعلقہ ٹریفک مجسٹریٹ، ڈی ایس پی ٹریفک پولیس اور موٹر

وہیکل ایلزامینر' اسسٹنٹ ڈائرکٹر محکمہ تحفظ ماحول پر مشتمل ایک سکواڈ بنایا ہے۔ جو اپنے طور پر علیحدہ کارروائی کرتا ہے۔ اس سکواڈ نے اس وقت تک 179 گاڑیوں کے fitness سرٹیفکیٹ منسوخ کیے ہیں۔

وزیر قانون، اس سکواڈ نے اس وقت تک 179 گاڑیوں کے فٹنس سرٹیفکیٹ منسوخ کیے ہیں۔ 141 گاڑیوں کے چالان کیے ہیں اور قصور میں 98-10-12 سے 98-10-20 تک مہم چلائی گئی جس میں 2 لاکھ 11 ہزار 200 روپے موقع پر جرمانہ کیا گیا۔ یہ campaign اب اسی طرح تمام اضلاع میں چلائی جائے گی۔ گوجرانوالہ' سیالکوٹ' ساہیوال' شیخوپورہ اور راولپنڈی میں بھی اس قسم کے ہارن استعمال کرنے والی گاڑیوں کے خلاف campaign جاری ہے۔ اس لیے میں معزز رکن کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ حکومت نے پہلے ہی اس بات پر ایکشن initiate کیا ہوا ہے اور اب انھوں نے حکومت کی مزید توجہ اس جانب دلوائی ہے۔

جناب سپیکر، ویسے اس کی در آمد کے اوپر بھی پابندی لگنی چاہیے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! وہ فیڈرل گورنمنٹ سے متعلق ہے۔ اس لیے میں اس ضمن میں کچھ عرض نہیں کر سکوں گا۔ لیکن جہاں تک لوکل مینوفیکچرنگ ہے اس پر اگر پابندی ہے تو وہ صوبائی حکومت کی طرف سے اس پر سختی سے عمل در آمد کرایا جا سکتا ہے۔

راجہ محمد خالد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' راجہ صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

راجہ محمد خالد خان، جناب سپیکر! میں بھی اس بارے میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ پچھلے سیشن میں' میں نے بھی پریشر ہارن کے بارے میں ایک تحریک التوائے کار پیش کی تھی جس کا جواب سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب نے دیا تھا کہ ہم اس کی پابندی کرانے میں کوئی کوتاہی نہیں کریں گے۔ اصل بات یہ ہے کہ جی۔ ٹی روڈ پر سڑک کے کنارے بسنے والی جو بستیاں ہیں ان کے باسیوں کی قوت سماعت متاثر ہو رہی ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ میں جس بستی کا باسی ہوں وہ بھی جی۔ ٹی روڈ پر واقع ہے اور ذاتی طور پر میری بھی قوت سماعت متاثر ہوئی ہے۔ رات دن یہ پریشر ہارن سونے نہیں دیتے۔ اس سے قوت سماعت متاثر ہو رہی ہے جس کا احساس کسی عام آدمی کو ہو نہیں پا رہا کہ یہ قوت سماعت بھی متاثر ہو رہی ہے۔ میں اس سے خود متاثر ہوا ہوں۔ میری یہ گزارش ہے کہ اسے ممنوع قرار دیا جائے۔

جناب سپیکر، یہ ممنوع تو ہے۔ میرا خیال ہے کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے پر ایس۔ اے حمید صاحب نے ہی اس پر ایک بل پیش کیا تھا اور اس کا باقاعدہ قانون موجود ہے۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جی' یہ ممنوع ہے۔

جناب سپیکر، اس کا پہلے کا قانون موجود ہے۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب سپیکر! میں وزیر قانون صاحب کے جواب کے بعد جو بات عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ پریشر ہارن اس وقت دل کے امراض' کانوں کے امراض میں خاص طور پر اضافے کا موجب بن رہے ہیں۔ یہ پریشر ہارن ایسے ہیں کہ ایک ایک منٹ مسلسل چلتے ہیں جس میں بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اگر ایک آدمی سڑک کے اوپر اپنے ذہن کے مطابق سوچتا ہوا جا رہا ہو اور اس دوران پریشر ہارن کا استعمال ہو جائے تو وہ گر پڑتا ہے۔

جناب سپیکر! اب 33 ہزار چالان کیے گئے ہیں اور اگر 33 ہزار چالان ہوئے اور ان 33 ہزار گاڑیوں میں سے پریشر ہارن نکلوائے جاتے تو پھر تو کوئی کمی ہوتی۔ لیکن آج یہ صورت حال ہے کہ ویگنیں' فلائنگ کوچز' ٹرک' ٹرالے' بسیں اور دوسری گاڑیاں بلاامتیاز' بلاتفریق یہ پریشر ہارن استعمال کر رہی ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ حکومت کے اقدامات کا کسی قسم کا کوئی اثر نہیں لیا جا رہا۔

جناب سپیکر! میری یہ استدعا ہو گی کہ جس طرح حکومت نے 1991ء کے اوائل میں راوی بریج پر کھڑے ہو کر تمام گاڑیوں سے پریشر ہارن اتروانا شروع کیے تھے' کیا وزیر قانون فرمائیں گے کہ یہ عمل دوبارہ شروع ہو گا؟ جب تک تمام کے تمام گاڑیوں کے پریشر ہارن ایک campaign کے تحت اتروائے نہیں جاتے اس وقت تک اس بیماری کا علاج ممکن نہیں ہے۔ میں یہ استدعا کروں گا کہ اس کے لیے روایتی طور پر ایک یقین دہانی کرانے کی بجائے یا صرف محکمے کا جو جواب ہے اس کو پڑھنے کی بجائے درد دل سے اس بات کو محسوس کیا جائے تو پھر یہ مسئلہ حل ہو گا۔ آج لاہور میں شور کا pollution 82 decibel ہے۔ دنیا میں 40 سے زیادہ بڑھتا نہیں۔

جناب سپیکر، جی' اب یہ بات ہو گئی۔ آپ ذرا اس کو مختصر کر دیں۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب سپیکر! اس بارے میں کوئی عملی اقدامات کیے جائیں۔

جناب سپیکر، جی' اس بارے میں عملی اقدامات کے لیے اب لاء منسٹر صاحب کی بات سن لیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میں نے جس طرح عرض کیا ہے کہ گزشتہ سال 33 ہزار 392 گاڑیوں کے چالان کیے گئے ہیں۔ اس سال اس وقت تک صرف 9 مہینوں کے دوران تقریباً 25 ہزار گاڑیوں کے چالان کیے جا چکے ہیں۔ اب معزز رکن کا یہ فرمانا کہ آدمی راوی کے پل پر کھڑا ہو جائے اور ہر آنے والی گاڑی کو روکے۔ تو اس سے لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال بھی بنتی ہے۔ کسی طریقے سے، کسی قانون اور ضابطے کے تحت ہی چیکنگ کرنی پڑتی ہے۔ یہ تو فرما رہے تھے کہ پہلے ٹرالیوں کو کھڑا کیا جائے۔ اگر راوی روڈ پر کھڑے ہو کر ایک ہزار ٹرالی کو روک لیا جائے یا سریے والے ٹرک کو روک لیا جائے تو کیا لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال بنے گی؟ معزز رکن کو اس بات کا بھی اندازہ ہونا چاہیے۔ لیکن اس کے باوجود میں آپ سے یہ کہتا ہوں کہ اس کے جو مضر نتائج ہیں ان سے تو کوئی مجھے اختلاف تو ہے نہیں۔ ہم کارروائی پہلے بھی کر رہے ہیں اور پولیس کو مزید ہدایت بھی کی جائے گی کہ اس پر سختی سے عمل درآمد کروایا جائے۔

جناب سپیکر، اور اچانک چیکنگ کرنے کے بعد کچھ گاڑیاں بند بھی کی جائیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! ضرور کریں گے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی چند دنوں پہلے کی بات ہے کہ آپ نے اخبار میں دیکھا ہو گا کہ سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں جو پریشر ہارن اتارے گئے تھے ان کو ضائع کیا گیا ہے۔ باقاعدہ ڈپٹی کمشنر لاہور کی موجودگی میں انکو ضائع کیا گیا ہے۔ اس لیے میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلے میں مزید سختی کے ساتھ کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر، جی، ٹھیک ہے۔ یہ disposed of تصور کی جاتی ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم دوم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ، 1998ء

MR SPEAKER: Now, we take up legislation. Yesterday, Law Minister moved his motion for considering the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill, 1998. Mr Saeed Ahmad Khan Manais had moved his amendment in the motion and Law Minister had opposed it. The notice of amendment to the motion for consideration was given by Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr

Saeed Akbar Khan, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Sardar Rafiq Haider Leghari, Mr Mansoor Ahmad Khan, Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi, Maulana Manzoor Ahmad Chinioti, Syed Masood Alam Shah, Mr Ikramullah Khan Niazi, Mr Shujaat Hasnain Qureshi.

اب جناب سعید احمد خان منیس صاحب اپنی ترمیم کے حق میں تقریر کریں گے۔ آپ کریں گے یا کوئی اور صاحب؛ آپ ہی کریں گے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جی، میں کروں گا۔

جناب سپیکر، جی، بسم اللہ کیجیے۔

جناب سعید احمد خان منیس، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ ویسے تو نہایت ہی اہمیت کی حامل amendment ہے اس لحاظ سے کہ اس کا جمہوری اداروں کے ساتھ تعلق ہے۔ لیکن ہماری بدقسمتی ہے کہ موجودہ حکم ران اور let me say کہ successive governments نے اس لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کو اپنی خواہشات اور اپنی انا کی تسکین کے لیے ہمیشہ استعمال کیا اور اس میں طرح طرح کی amendments کی ہیں۔

جناب سپیکر! on the 31st of July,1979 میں یہ آرڈیننس Revival of Local Government Bodies معرضِ وجود میں آیا تھا اور اس میں جو بھی حکومت آئی اس نے اپنی مرضی کے مطابق اس قانون کو بنایا، اس کو اپنایا، اس میں amendments کیں اور جس طرح انھیں suit کرتا تھا اسی حساب سے اس کو amend کرتے رہے اور اب حالت یہ ہو چکی ہے کہ اگر آپ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس اٹھا کر دیکھیں تو آپ ہر صفحے پر دیکھیں گے کہ ایک ایک صفحے پر تین تین، چار چار، پانچ پانچ amendments چسپاں ہیں۔ اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے، یہ دیکھیں کہ ایک آدمی اس کی تیاری نہیں کر سکتا۔ اب میں نے جب اس پر تیاری کرنے کی کوشش کی ہے، گو ہمارے پاس ایسا کوئی technical experts جو کہ آپ کو معلوم ہے کہ کوئی نہیں۔ تو ہمیں اس میں بہت ہی دقت پیش آئی ہے کہ اس کو کس طریقے سے پڑھا جائے۔ اس میں اتنی amendments ہوئی ہیں کہ 1983ء میں ہوئی ہیں، 1985ء میں ہوئی ہیں، 1987ء میں ہوئی ہیں، 1992ء میں ہوئی ہیں، اتنی زیادہ amendments ہوئی ہیں کہ اس سارے آرڈیننس کا حلیہ ہی بگڑا پڑا ہے۔ اور جب ہم کسی ایک امنڈمنٹ کو اٹھا کر

دیکھتے ہیں تو ہمیں الفاظ وہ کاغذ اور جو ساتھ stickers لگے ہوئے ہیں ان کو پڑھنے اور سمجھنے میں بہت زیادہ مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ جناب سپیکر! میں آپ کیوساطت سے حکومت سے یہ التجا بھی کروں گا کہ اس کو کم از کم موجودہ صورت میں update کریں اور اسے موجودہ صورت میں لے آئیں کم از کم اگر کوئی اور اسے نہیں پڑھنا چاہتا تو ہماری اپوزیشن کے جو ساتھی ہیں وہ اس میں contribute کرنا چاہتے ہیں تو کم از کم وہ تو اس کی اچھے طریقے سے اس کی preparation کر سکیں۔

جناب سپیکر! ابھی یہ امنڈمنٹ کا جو بل پیش کیا گیا یہ بھی اسی طریقے کی ترامیم ہیں یہ بھی اسی تسلسل کا حصہ ہے کہ صرف اپنے لوگوں کو کھپانے کے لیے particularly اپنے favourites کو ممبر بنانے کے لیے ' ان کو پھر عہدے دار بنانے کے لیے' ان کو سپیشل سیٹس پر لانے کے لیے ان کے اپنی مرضی کے مطابق نام change کرنے کے لیے یہ امنڈمنٹ لائی جا رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ ویسے بھی جب یہ دیکھا جائے اور آپ اگر اس بل ' اس آرڈیننس کی ہسٹری دیکھیں اور خاص طور پر موجودہ الیکشنز کی ' تو آپ دیکھیں گے کہ کتنا عرصہ پہلے اس پر اعلان ہوا کہ اس پر الیکشن کرائے جائیں اور پھر ان الیکشنز کے انعقاد کو کتنا عرصہ لگا اور وہ الیکشنز ہوئے وہ میں سمجھتا ہوں کہ جناب سپیکر! آپ سے بہتر کون جان سکتا ہے کیونکہ آپ ماشاء اللہ کئی سالوں پر محیط کے عرصے تک منسٹر بلدیات رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان الیکشنز میں بدترین قسم کی دھاندلی عمل میں آئی۔

جناب سپیکر! جب حکومت نے انتخابات منعقد کرانے کا فیصلہ کیا تو حکومت کے سامنے جو سب سے پہلا فیصلہ تھا اور وہ زیادہ متنازعہ امر تھا وہ یہ تھا کہ آیا ان کو پارٹی base pole کرایا جائے یا party less pole کرایا جائے۔ اور اس پر کافی عرصہ لگا اور بار بار اس کو ملتوی کرنا پڑا اور حکومت کو بار بار اعلان کر کے پھر واپس لینا پڑا اور اس کی نئی تاریخ لینی پڑی۔ پارٹی کی جو کچن کیبنٹ تھی اس نے بار بار اس پر غور کیا اور جیسا میں نے عرض کیا تھا کہ پنجاب کیبنٹ ہے جس کا اجلاس ساٹھ ساٹھ ستر ستر روز ہوتا ہی نہیں ہے اس کو confidence میں نہ لیا گیا اور ایسے لوگوں سے مشورے لیے گئے جو جمہوریت کے منافی تھے اور بالآخر on the 7th of January . وزیر اعظم پاکستان نے اپنی کابینہ کے اجلاس میں یہ اعلان کیا کہ 18 اپریل 1998ء کو غیر جماعتی بنیادوں پر یہ الیکشنز کرائے جائیں گے اور اس کے لیے انھوں نے یہ فرمایا کہ بیک وقت ایک ہی دن تمام صوبوں میں وہ

الیکشنز کرائے جائیں گے لیکن اس کے بعد جیسے کہ پنجاب ایک قربانی کا بکرا بنا ہوا ہے اور جیسے یہی کہہ کر ٹال دیا جاتا ہے کہ یہ چونکہ بڑا بھائی ہے اس لیے ہر قانون یہاں سے لاگو ہوتا ہے تو پنجاب کو ہی اس قربانی کا بکرا بننا پڑا اور باقی صوبوں نے یہ الیکشن کرانے سے معذرت کر لی۔ تو جناب یہ بڑی عجیب سی بات ہے ۔ یہ فیصلہ ویسے بھی unconstitutional تھا کیونکہ یہ provincial autonomy میں مداخلت تھی کیونکہ basically لوکل گورنمنٹ کے انتخابات صوبوں کے purview میں آتے ہیں اور وہ فیصلہ فیڈرل Cabinet کر رہی ہے ویسے بھی وہ unconstitutional تھا اور جو فیصلہ ہو گیا اس پر بھی عمل درآمد نہ کیا جا سکا اور اس پر عملی جامہ نہ پہنایا جا سکا۔ یہ جو فیصلہ کیا کہ یہ غیر جماعتی بنیاد پر ہوں گے اس پر پھر پراپیگنڈا شروع ہو گیا کہ یہ جماعتی بنیاد پر کرائے جائیں گے حالانکہ جو فیصلہ فیڈرل گورنمنٹ نے کیا وہ یہ تھا کہ یہ غیر جماعتی بنیاد پر ہوگا۔ میرے پاس اخباری تراشے بھی موجود ہیں اور میں یہ دکھا سکتا ہوں کہ کن کن حضرات نے کس کس وقت تک اور کس کس دن یہ بیانات دیے اور لوکل گورنمنٹ کے صوبائی وزیر صاحب نے بھی یہ یقین دلایا کہ یہ غیر جماعتی بنیاد پر تو ہوں گے لیکن انھوں نے کہا کہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ مسلم لیگ اس سلسلے میں مکمل طور پر غیر جانب دار رہے گی ۔ تو جناب سپیکر! اس حکومت کا دوغلی کا طریقہ انھوں نے اپنایا کہ ایک طرف تو کہہ رہے ہیں کہ غیر جماعتی بنیاد پر ہوں گے اور پھر منسٹر صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ ہوں گے تو غیر جماعتی بنیاد پر لیکن مسلم لیگ اس سے غیر جانب دار نہیں رہ سکتی ۔ تو جناب سپیکر ! اس سے بڑی اور کیا چیز ہو سکتی ہے کہ خلاف ورزی صرف وزیر کے لیول پر ہی نہیں ہوئی بلکہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے لیول پر یہ خلاف ورزی شروع کی گئی اور وزیر اعلیٰ پنجاب پہلے شخص تھے جو یہ چاہتے تھے کہ یہ غیر جماعتی بنیاد پر ہوں اور اس کو violate کرنے والے بھی وہ پہلے شخص تھے قومی اخبار میں ان کا ایک بیان آیا کہ آئندہ بلدیاتی انتخابات میں صرف مسلم لیگ کے نامزد امیدوار ہی کامیاب ہوں گے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ چاہتے ہوئے بھی کہ یہ غیر جماعتی بنیاد پر ہوں انھوں نے اس کی violation بھی خود ہی کی اور کہا کہ یہ جماعتی بنیاد پر کرائے جائیں گے اور جناب سپیکر! آپ کو یاد ہو گا کہ اس وقت لوگوں نے کافی writs ہائی کورٹ میں کی تھیں اور انھوں نے کہا تھا کہ غیر جماعتی پر الیکشن کرانا آئین کے خلاف ہے اور بحث و مباحثہ میں کورٹ میں جب گورنمنٹ سے پوچھا تو ایڈووکیٹ جنرل نے وہاں on record یہ statement دی اور اس بات کی یقین دہانی کرائی کہ یہ انتخابات غیر جماعتی بنیاد پر ہوں گے اور یکم اپریل کے جو

اخبارات ہیں اگر آپ دیکھیں گے تو ان میں ایڈووکیٹ جنرل کی طرف سے دی گئی assurance واضح طور پر نظر آئے گی ۔ اس کے بعد دھاندلی کا جو عمل شروع ہوا وہ delimitations کا تھا۔ موجودہ بل میں آپ نے دیکھا کہ موجود کونسلوں کی تعداد' ایک electoral unit کی جو تعداد بتائی گئی ہے یہ کئی دفعہ تبدیل کی گئی اس میں کئی دفعہ informal amendments آئیں ' کئی دفعہ اس میں formal amendments آئیں اور چونکہ مقصد صرف اپنے ہی بندوں کو کھپانے کا تھا اور جناب کئی دفعہ delimitations ایسی ہوئیں کہ وہ fly overs بنائے گئے کہ ایک electoral unit کے درمیان والا علاقہ چھوڑ کر اس کے اگلے علاقے کو electoral unit کے ساتھ ملایا گیا گویا کہ اگر وہ فلائی اوورز بنیں تب جا کر دوسرے electoral unit کے حصے میں وہ لوگ پہنچ سکتے ہیں تو جناب ایسی delimitations بھی ہوئیں اور وہ سب کی سب سرکار نے کیں اور میرے معزز دوست ایم۔پی۔اے حضرات جو یہاں سرکاری بنچز پر بیٹھے ہیں اور ایم۔این۔اے حضرات کی مرضی کے delimitations کی گئیں اور میں جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی طریقے سے بھی انصاف کے مطابق نہیں ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد اس کا جو اگلا مرحلہ ہے وہ ووٹرز لسٹ کا آتا ہے ۔ آپ دیکھیں گے کہ ووٹرز لسٹ میں بدترین قسم کی دھاندلی ہوئی کہ آخری دن تک کسی کو پتہ نہیں تھا کہ انھوں نے کہاں جا کر اپنا حق رائے دہی کرنا ہے بلکہ میں یہ کہوں گا کہ وزراء کرام کی طرف سے بھی کئی ایک بیان آئے ہیں کہ آخری دن تک وزراء کرام کے پاس بھی وہ لسٹ موجود نہیں تھی تو آپ دیکھیں کہ باقی عوام کا حشر کیا ہوا ہو گا تو ووٹرز لسٹ میں بھی بدترین کی دھاندلی عمل میں لائی گئی۔

اس کے بعد مرحلہ پولنگ سٹیشن کا آتا ہے ۔ جمہوریت کے تقاضے کے مطابق جو انتخابات ہیں ان میں جمہوری رنگ ہونا چاہیے لیکن یہ جو انتخابات ہوتے ہیں ان میں تو جمہوری رنگ کہیں نظر نہیں آیا اور میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی دوغلی کا یہ خاصا ہے کہ کہو کچھ اور کرو کچھ' تو اسی حساب سے پولنگ سٹیشنز اپنی مرضی سے بنائے گئے سرکار نے اپنے اراکین اسمبلی کی مرضی کے مطابق پولنگ سٹیشن بنائے اور وہ پولنگ سٹیشن last moment تک تبدیل ہوتے رہے اور حتیٰ کہ ایک مقام پر تو یہ بھی ہوا کہ ایک مڈل سکول پر جو پولنگ سٹیشن تھا وہاں جب ووٹرز پہنچے تو انھیں بتایا گیا کہ آپ کا پولنگ سٹیشن یہاں سے تین میل دور ہے تو جب وہ وہاں سے تین میل دور وہاں پہنچے۔ تو وہ ووٹ

کے استعمال سے محروم رہے ۔ اور اس کے بعد پولنگ سٹیشن بنانے میں بھی بد ترین دھاندلی ہوئی ۔ اس کے بعد ایک نہایت اہم مرحلہ appointment of presiding officer and polling staff کا ہوتا ہے ۔ پھر میں یہ کہوں گا کہ اس میں بھی بد ترین دھاندلی ہوئی ۔ پولنگ سٹاف ' پریذائیڈنگ افیسر اپنی مرضی کے تعینات کروائے گئے ۔ حکومت نے اپنے من پسند افراد تعینات کروائے اور اس کے نتیجے میں جو رزلٹ آنا تھا وہ تو آپ کے سامنے ہے ۔ پھر اس کے بعد 18 اپریل کو انتخابات کا اعلان تھا اور 7 اپریل کو لوکل گورنمنٹ کے صوبائی وزیر نے بیان جاری کیا کہ اس بات کا خیال رکھیں گے کہ مسلم لیگ کے نامزد کردہ وفادار پارٹی کارکن ان انتخابات میں کامیاب ہوں ۔ اور یہ بات بھی ملک کے بڑے بڑے اخبارات میں شہ سرخیوں سے شائع ہوئی ۔ یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی بھی نہیں ہے ۔ آپ اور معزز اراکین اسمبلی سب جانتے ہیں کہ جو ڈرامہ کیا گیا کیونکہ اس ڈرامے میں ماشاء اللہ آپ سب لوگ شامل تھے ۔اس میں بد ترین قسم کی یہ دھاندلی کی گئی کہ اس میں سٹیٹ مشینری کو استعمال کیا گیا۔

(اس مرحلہ پر چودھری محمد اعظم چیمہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر چیئرمین! welcome میں آپ کی اجازت سے اس بل سے ہٹ کر میں تھوڑی سی بات کرنا چاہتا ہوں کہ غالباً حکومت اس بات پہ adament ہے اور بہت خوش ہے کہ صرف آپ کو پینل آف چیئرمین میں ہی رکھ دیں تاکہ آپ اس پر راضی ہوتے رہیں اور کوئی آپ کو پرانے پارلیمنٹیرین ہونے کے ناتے اور پرانے پارٹی ورکر ہونے کے ناتے فرنٹ بنچز پر کوئی جگہ عنائت نہیں فرمائی جا رہی ۔ بہر حال یہ آپ کا اپنا معاملہ ہے اور میں اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ سٹیٹ مشینری کو بدترین طریقے سے استعمال کیا گیا۔

جناب چیئرمین، ویسے میری ایک گزارش ہے کہ بہت کچھ کہا جا چکا ہے ۔ اگر امنڈمنٹ کی طرف آئیں تو بہتر ہو گا۔

وزیر قانون، جناب چیئرمین پوائنٹ آف آرڈر! ہماری تو دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید عزت دے لیکن انھوں نے آپ کو کہیں اور پہنچایا تھا۔

جناب سعید اکبر خاں، جناب سپیکر! مجھے لیڈر آف اپوزیشن کی اس بات پر اعتراض ہے کہ گورنمنٹ آپ کو پینل آف چیئرمین میں رکھنا چاہتی ہے ۔ اس میں گورنمنٹ کا کوئی عمل دخل نہیں ہے ۔ اگر

گورنمنٹ کا اس میں عمل دخل ہوتا تو آپ اس پینل آف چیئرمین میں بھی نہ ہوتے ۔ یہ ایک اور ادارہ یا آدمی ہے جس نے آپ کا نام اس پینل آف چیئرمین میں رکھا ہوا ہے ۔ اگر اس میں بھی گورنمنٹ کی مداخلت ہوتی تو مجھے یقین ہے کہ آپ کا نام اس میں نہ ہوتا۔

وزیر خزانہ، جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔ اپوزیشن کے حضرات سے آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ لیڈر آف اپوزیشن اور ممبر آف اپوزیشن آپس میں تو تصفیہ کرلیں کہ کہ پینل آف چیئرمین حکومت کے مقرر کردہ ہیں یا اسمبلی سپیکر کے ہیں۔ لیڈر کچھ کہہ رہے ہیں اور فاضل رکن کچھ کر رہے ہیں۔

جناب سعید احمد خاں منیس، میں آپ کا انتظار کر رہا تھا کہ آپ کوئی بوٹی مافیا دیکھ رہے تھے ۔

جناب چیئرمین، آپ فرمائیں ۔ اس سیٹ پر بیٹھے ہوئے ہر بات کا جواب دینا مناسب نہیں ہے ۔ وہاں ہوتا تو جواب دیتا۔

جناب سعید احمد خاں منیس، آپ نے بجا فرمایا ۔ جناب چیئرمین! میں اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہ سٹیٹ مشینری کو زبردست طریقے سے استعمال کیا گیا۔ یہاں تک کہ پہلے تو سٹیٹ مشینری کے ذمے لگایا گیا کہ وہ اپنے وسائل کے ذریعے دیکھیں کہ حکم ران پارٹی میں وہ کون کون سے اچھے اور مخلص لوگ ہیں جن کو کہ ہم نامزد کریں جو کہ پارٹی کے loyal ہیں اور اس کے بعد وہ پارٹی کو تبدیل نہیں کریں گے ۔ چیف منسٹر سیکرٹریٹ کو بھی اس کے لیے استعمال کیا گیا اور چیف منسٹر سیکرٹریٹ کو لوگوں کو اکٹھا کیا گیا اور یہ دیکھنے کے لیے کہ وفادار کارکن کونسے ہیں اور قومی اخبارات اس بات کے گواہ ہیں اور تراشے موجود ہیں جو کہ یہ بتاتے ہیں کہ چیف منسٹر سیکرٹریٹ میں گروپس اکٹھے ہوئے ۔ وہاں جلسے ہوئے اور اس میں انھوں نے کہا کہ پارٹی کے جو وفادار کارکن ہیں۔۔۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ partyless polls نہیں تھے بلکہ یہ partypolls تھے ۔ اور اس کے بعد جب دوسری پارٹی نے دیکھا کہ یہ تو partyless polls نہیں ہو رہے تو پھر ہم نے اخبارات میں یہ بھی دیکھا کہ پاکستان پیپلز پارٹی جو کہ یہاں ایک دوسری یہاں ملک کی جماعت ہے انھوں نے بھی اپنے بندے نامزد کرنے شروع کر دیے ۔ اور اس کے بعد پرائم منسٹر اور چیف منسٹر پنجاب کی مداخلت پہ لوگوں کو فورس کیا گیا کہ وہ اپنے نامزدگی کے کاغذات واپس لیں۔ یہاں یہ دیکھا گیا کہ کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جن کو پارٹی کے اندر بھی اچھا نہیں سمجھا جاتا اور ان کی کئی مثالیں ہیں جو میں

نہیں دینا چاہتا ۔ ان لوگوں پر دباؤ ڈالا گیا کہ وہ اپنے کاغذات نامزدگی واپس لیں۔ جو میں سمجھتا ہوں بدترین دھاندلی ہے ۔ اس کے بعد اس امر کو یقینی بنانے کے لیے انتخابات میں صرف لیگی امیدوار شرکت کریں۔ صوبائی وزراء کرام کو ضلع وار ذمہ داریاں سونپی گئیں اور یہ تمام اخبارات' ہاؤس' پبلک' آپ اور میں سب جانتے ہیں کہ منسٹرز سرکاری کام چھوڑ کر اس سیاسی کام پر لگ گئے ۔ ہر ضلع میں جا کر انھوں نے کارکنوں کو تلاش کرنا شروع کیا اور اپنے جو وفادار اور مخلص کارکنان کو نامزد کیا اور یہ کوشش بھی کی گئی کہ جو اپنے من پسند امیدوار کے علاوہ باقیوں کے نامزدگی کے کاغذات واپس کروا دیے جائیں۔

جناب سپیکر! یہ چیز بھی ریکارڈ پر ہے کہ الیکشن اتھارٹی پنجاب نے جب یہ دیکھا کہ اس کو ایک ایسا رنگ دیا جا رہا ہے کہ یہ ایک پارٹی الیکشن ہو رہے ہیں تو الیکشن اتھارٹی پنجاب نے بھی اس کا نوٹس لیا اور چیئرمین الیکشن اتھارٹی نے بھی یہ کہا کہ پوسٹر جاری کرنا اور وال چاکنگ میں کسی امیدوار کا سیاسی جماعت سے وابستگی کا اشارہ دینا خلاف قانون ہے۔ اس کے بعد وزیر بلدیات پنجاب نے یہ بھی بیان دیا کہ مسلم لیگ (ن) کا صرف اور صرف ایک امیدوار ہوگا اور دوسرا لیگی کارکن اس کے مقابلے میں انتخاب نہیں لڑے گا۔ اس سٹیٹمنٹ کے بعد بالکل کوئی گنجائش ہی نہیں رہ جاتی کہ بندہ یہ کہے کہ یہ جماعتی انتخابات ہوئے ہیں یا غیر جماعتی ۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ترمیم نہایت اہمیت کی حامل ہے جس کے لیے میں نے یہ تجویز دی ہے کہ رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے متداول کرایا جائے ۔ تاکہ لوگ جو بار بار ان ترامیم سے تنگ آئے ہوئے ہیں اور حکومت پر سے ان کا اعتماد اتنا اٹھا ہوا ہے کہ کم از کم ان کی رائے تو لیں ۔ میں بالکل یہ کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں کروں گا کہ یہاں قانون سازی میں کوئی دل چسپی نہیں لیتا۔ یہاں حکومت کا جو مسودہ بن کر آتا ہے اس پر mind apply کیے بغیر حزب اقتدار کے تمام لوگ حکومت کے اشارے پر ہاتھ کھڑا کر دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جمہوری روایات کے بالکل خلاف ہے۔ آپ سب کو موقع دیں کہ وہ اس پر بات کریں۔ ہمارے معزز راکین کے اوپر چودھویں ترمیم کی تلوار لٹک رہی ہے اور اس کی آڑ میں وہ کچھ کہنے کے قابل نہیں ہیں۔ مجھے علم ہے کہ میں یہ جتنی باتیں کر رہا ہوں یہ انھی کے دل کی باتیں ہیں' میں انھی کے دل کی آواز نکال رہا ہوں کیونکہ اکثر اوقات یہ خود مجھ سے ایسی باتیں کرتے رہتے ہیں' بے چارے بہت پریشان ہیں۔ چونکہ چودھویں ترمیم کی تلوار ان پہ لٹک رہی ہے جس کی وجہ سے وہ ہاؤس میں بات نہیں کرتے۔ میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ جناب آپ بات کر سکتے ہیں' بات کرنے پر پابندی

نہیں۔ البتہ آپ پارٹی ڈسپلن کے خلاف بے شک ووٹ نہ دیں لیکن آپ اپنا مدعا' مافی الضمیر ضرور بیان کریں۔ اس قانون سازی کی اچھائی یا برائی کا ذکر ضرور کریں۔ جناب سپیکر! آگے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ بعد میں یہ انتخابات ملتوی ہو گئے اور پھر ان انتخابات کے انعقاد کے لیے 20 مئی 1998ء کی تاریخ کا اعلان کیا گیا۔ اس اعلان سے ایک ہفتہ پہلے حکومت نے ایک خصوصی سیل تشکیل دیا۔ ایک تو وزراء صاحبان کے ذمے ضلع وار کام لگایا گیا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک ایڈیشنل سیل ایسے لوگوں کے لیے قائم کیا گیا جنھیں حکومت نہیں چاہتی تھی کہ وہ نامزدگی کے کاغذات جمع کروائیں' ان کو باز رکھنے کے لیے پھر اس سیل نے اپنا کام شروع کیا۔ اس پر مجھ سمیت باقی حزب اختلاف کی جماعتوں اور رہ نماؤں نے کافی واویلا کیا۔ جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہوگا' میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس قبل جب 1997ء میں یہ آرڈی ننس promulgate ہوا تھا تو اس وقت بھی یہی کہا گیا تھا کہ یہ انتخابات غیر جماعتی بنیادوں پر ہوں گے۔ اس وقت چونکہ پیپلز پارٹی کی حکومت کو ہٹایا گیا تھا اور اس وقت کے حکمران یہ چاہتے تھے کہ ان کا کوئی امیدوار سامنے نہ آئے اس لیے انھوں نے اس پہ پابندی لگا دی تھی' یہ کہہ دیا تھا کہ یہ غیر جماعتی انتخابات ہوں گے۔ اس کے بعد اس پارٹی نے اپنے سارے امیدواروں کو عوام دوست کے نام سے مشہور کیا اور پھر عوام دوست کے نام پہ جتنے لوگ منتخب ہوئے ان کے خلاف کورٹ میں اسی بنیاد پر writs admit ہوئیں کہ انھوں نے عوام دوست کا particular لفظ ایک پارٹی کے لیے استعمال کیا تھا اور پھر ان سب لوگوں کو deseat کیا گیا۔ جناب سپیکر! اسی طریقے سے موجودہ حکومت نے الیکشن کے وقت اپنے لوگوں کے لیے دو مخصوص نشان مختص کر دیے کہ جس کا "پھول" یا "چھتری" نشان ہوگا وہ حکومت کا نامزد امیدوار سمجھا جائے گا۔ اس بابت ریکارڈ موجود ہے' ہم چونکہ زیادہ اخبارات پر depend کرتے ہیں اور ماشاء اللہ اخبارات بہت اچھا رول ادا کر رہے ہیں۔ ہمارے ایوان' ممبران خواہ وہ حزب اختلاف سے تعلق رکھتے ہوں یا حزب اقتدار سے' ان کا اور صحافیوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ہم اپنے views اپنے عوام' ووٹرز' منتخب کرنے والے لوگوں' دیکھنے' سننے والوں تک ان ہی کی وساطت سے پہنچا سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایوان میں ہمارے منتخب نمائندوں کی دل چسپی بہت کم ہے' اس وقت میں point out نہیں کرنا چاہتا لیکن آپ خود ہی دیکھ لیں کہ یہاں اس وقت ممبران کی تعداد کتنی ہے؟ کیا ہم پوری تعداد یہاں بیٹھے یہ باتیں کر رہے ہیں؟ کیا ہم قانون اور رولز کے مطابق چل رہے ہیں؟ ان سب باتوں کو دیکھتے ہوئے ہمارے صحافی حضرات اس

چیز کو ضرور point out کریں گے' ہمارے ووٹرز کو یہ بتائیں گے کہ آپ اپنے جن نمائندوں کو منتخب کرکے اسمبلی میں بھیجتے ہیں تو ان کی یہاں دل چسپی کتنی ہوتی ہے۔ جناب چیئرمین! آپ سے پہلے معزز سپیکر صاحب نے آج اور کل بھی یہ بات معزز وزرائے کرام کے بارے میں point out کی کہ وہی ہاں آ کر بجائے اس کے کہ ہماری باتوں کو توجہ سے سنیں' ان کا کوئی مدلل جواب دیں وہ آپس میں گپ شپ مارتے رہتے ہیں۔ کل بھی اور آج بھی متعدد وزرائے کرام کو ان کی intervention پر معذرت کرنا پڑی۔ تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم صحافیوں کی،

contribution towards democracy and towards the betterment of the Province and bringing it to the knowledge of the people of the Province

پر rely کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! جب یہ 20 مئی کو انتخابات ہو گئے تو 21 مئی کو بڑی شہ سرخیوں کے ساتھ اخبارات نے شائع کیا کہ "مینڈیٹ برقرار"۔ اب اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ انتخابات واقعی پارٹی کی بنیاد پر ہوئے ہیں۔ چونکہ de-limitations,voters list,polling stations, polling staffs, Presiding officers سب کچھ ان کے کنٹرول میں تھا۔ واقعی یہ تو ایک حکومتی کارروائی تھی' حکومت نے یہ ایک ڈرامہ رچانا تھا سو وہ رچا دیا۔ جناب! صرف یہی نہیں' میں یہ بات بطور قائد حزب اختلاف نہیں کر رہا بلکہ اس دھاندلی کے متعلق بیانات معزز اراکین اسمبلی اور معزز صوبائی وزراء کرام نے بھی دیے۔ معزز صوبائی وزراء نے تو یہاں تک کہا کہ جناب اس میں بدترین دھاندلی ہوئی ہے اور اس کے بعد وزیر اعلیٰ پنجاب نے ان کی سرزنش بھی کی۔ اور پھر بعد میں آپ نے دیکھا کہ خصوصی نشستوں کے انتخابات میں کس طریقے سے within the party دھاندلی ہوئی۔ میرے بہت سے معزز دوست یہاں پر بیٹھے ہیں جو کہ اس چیز کے گواہ ہیں۔ کیا آپ کو علم نہیں ہے کہ راولپنڈی میں کیا ہوا؟ کیا وہاں ایک وفاقی وزیر اور صوبائی وزیر کا آپس میں جھگڑا نہیں ہوا؟ ہم نے اخبارات میں دیکھا اور پڑھا۔ کیا ملتان میں ایک مجاہد گروپ نہیں بنا' کیا وہاں دھاندلی نہیں ہوئی' کیا وہاں باغی گروپ اکثریت میں نہیں ہے؟ اور کیا وہاں انھیں صحیح سربراہ چننے کے لیے روکا نہیں جا رہا؟

خواجہ ریاض محمود: جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرے انتہائی قابل احترام بھائی قائد حزب اختلاف بڑی اچھی باتیں کر رہے ہیں لیکن ان کے لیے آپ نے کوئی وقت کی پابندی

لگائی ہے یا کہ سارا وقت یہی لیں گے؟

جناب چیئرمین: خواجہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ قائد حزب اختلاف کے لیے amendments پر بولنے کے لیے کوئی time limit نہیں ہے۔ ویسے منیں صاحب! اگر مختصر ہو جائے تو آپ ساری amendments پہ بات کر سکیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیں: جناب چیئرمین! اگر آپ کہتے ہیں تو میں اس کو مختصر کرتا ہوں لیکن یہ بات ہی ایسی ہے۔ اگر معزز اراکین زیادہ تعداد میں نہیں بیٹھے، اگر وہ نہیں سننا چاہتے تو کم از کم میں جو اپنے آپ کو ریکارڈ میں لانا چاہتا ہوں اور آپ کی وساطت سے جو معزز اراکین یہاں بیٹھے ان تک اپنے views پہنچانا چاہتا ہوں تو مجھے ایسا کرنے دیجیے۔

جناب چیئرمین: یہ آپ کا قانونی حق ہے لیکن اگر کچھ مختصر ہو جائے تو آپ باقی amendments پر بھی بات کر سکیں گے اور پھر repetition بھی نہیں ہو گی۔

جناب سعید احمد خان منیں: ٹھیک ہے، ویسے میرے پاس مواد کافی ہے لیکن میں کوشش کرتا ہوں کہ اسے جلدی wind up کروں۔ دوسرا جناب چیئرمین! اس میں repetition نہیں ہو رہی، میں تو step by step آگے جا رہا ہوں، ابھی خصوصی نشستوں پہ پہنچا ہوں۔ جناب والا! خصوصی نشستوں کے لیے یہ بات کس سے چھپی ہوئی ہے کہ کیا صوبائی وزراء کی دوبارہ ڈیوٹی نہیں لگی؟ کیا انھوں نے متعلقہ اضلاع میں اپنے ایم پی ایز اور ایم این ایز کو اکٹھا نہیں کیا؟ کیا انھیں یہ ٹارگٹ نہیں دیے گئے کہ وہ وہاں جا کر ان اداروں پہ ناجائز قبضے کریں؟ اور کیا ان کو وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے یہ احکامات نہیں دیے گئے کہ وہ وہاں جا کر قبضہ آپریشن کریں اور اپنے من پسند لوگوں کو، ایسے لوگوں کو جن کے پاس اکثریت نہیں ہے وہ اقلیت میں ہیں کو سربراہ بنائیں؟ جناب سپیکر! آپ کے ذہن میں اس سے پہلے کی کوئی ایسی مثال آتی ہے؟ یہ بلدیاتی الیکشن تو بڑی دیر سے ہو رہے ہیں۔ میں 1979ء سے آگے کی بات کرتا ہوں کہ جب یہ آرڈی ننس معرض وجود میں آیا۔ آرڈی ننس میں بھی یہ دیا ہوا ہے کہ جب الیکشن ہو جائیں تو as soon as possible اس کا اگلا step اٹھایا جائے۔ تو الیکشن کے بعد خصوصی نشستوں کا جو اگلا step ہے وہ پانچ ماہ کے عرصے کے بعد اٹھایا گیا۔ اس کی کیا وجوہات تھیں؟ اگر آپ نے خصوصی نشستوں یا سربراہوں کا الیکشن کرانا ہی نہیں تو پھر یہ ڈرامہ رچانے کا کیا فائدہ؟ آپ نے تو اپنی پارٹی میں یہ اعلان کیا تھا، اپنے منشور میں کہا تھا، متعدد بار اپنے ورکرز سے کہا تھا کہ جب یہ

حکم ران' موجودہ حکم ران in power آئیں گے تو پرانی لوکل باڈیز کو revive کر دیں گے اگر آپ الیکشن نہیں کرا سکتے تھے تو آپ اپنی اسی بات پہ قائم رہتے۔ لیکن اب اگر آپ نے ایک فیصلہ کر ہی لیا' ایسا فیصلہ جو کہ وفاقی حکومت نے کیا' وہاں سے ایک غیر آئینی فیصلہ صادر ہوا' انھوں نے صوبائی خود مختاری میں دخل دیا تو اس کے بعد آرڈی ننس کے مطابق' ایکٹ کے مطابق جو کچھ ہونا تھا کم از کم آپ اس پر تو stick کرتے۔

جناب والا! as soon as possible کا جو میں سمجھتا ہوں یا مجھے جو پڑھایا گیا ہے یا استادوں کی جانب سے اس کی definition کا جو مجھے پتا چلا ہے وہ بالکل پانچ ماہ نہیں ہے۔ اس سے پہلے جتنے بھی الیکشن ہوئے ہیں وہ زیادہ تر دو یا تین ہفتوں میں اور ایک ماہ میں سربراہوں کے الیکشن تک یہ کام مکمل ہو جاتا تھا۔ مجھے پتا ہے کہ اس میں حکم رانوں کی کیا قباحتیں ہیں۔ یہ صرف پسندیدہ افراد کو آگے لانا چاہتے ہیں اور within the party favouritism اور non favouritism کا شکار ہوئے ہوئے ہیں اور اپنی پارٹی کی بربادی کا باعث بن رہے ہیں۔

جناب والا! میں نے راولپنڈی اور ملتان کی مثال دی ہے اور اب سرگودھا کی مثال دینا چاہتا ہوں جیسے کہ میں نے اخبارات میں پڑھا کہ 102 اراکین ایک طرف اور 22 اراکین ایک طرف لیکن حکومت کی خواہش ہے کہ 22 اراکین والے کو سربراہ بنائیں۔ جناب والا! دیکھیں یہ کتنی بڑی دھاندلی ہے اور fundamental rights کے خلاف ہے۔ ایک تو آئین کی خلاف ورزی ہو رہی ہے اور پھر ایک منتخب رکن کو force کیا جا رہا ہے کہ آپ نے فلاں کو ووٹ دینا ہے۔ جناب والا! یہ کہاں کی جمہوریت ہے اور آپ یہ کس قسم کی ترمیم لا رہے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ کسی طریقے سے بھی اسے جمہوریت نہیں کہا جا سکتا اور معزز ایوان ان تمام باتوں کا گواہ ہے۔ حافظ آباد میں کیا ہوا ہے؟ حافظ آباد بھی آپ کے سامنے ہے اور آج کے اخبارات میں بھی ہے کہ کل اور پرسوں کے الیکشنز غیر قانونی طریقے سے ملتوی کر دیے گئے تھے۔ ڈپٹی کمشنرز نے اکثریت والے لوگوں کو وہاں پولنگ اسٹیشن میں ووٹ کاسٹ کرنے کی اجازت نہ دی اور خاص طور پر سرگودھا میں جہاں 102 اراکین پہنچے تو ڈپٹی کمشنر یہ کہتے رہے کہ باقی 22 اراکین بھی آ جائیں تب شروع کرتے ہیں۔ اور جیسے میں نے اخبارات میں دیکھا کہ تین گھنٹے کی انتظار کے بعد انھوں نے کہا کہ یہ الیکشن نہیں ہو سکتے اور انھیں ملتوی کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ڈپٹی کمشنر کے پاس یہ اختیارات بھی نہیں ہیں یہ اختیارات بھی الیکشن اتھارٹی کے پاس ہیں۔ کل جو الیکشنز ہوئے ہیں آج کے اخبارات اس امر کے گواہ ہیں اور انھوں نے یہ لکھا ہے

کہ اکثریتی گروپ کے ارکان کو روکا گیا اور جو لوگ اقلیت میں تھے ان کے دھاندلی والے الیکشن کروا کر منتخب کروا دیا گیا۔

جناب چیئرمین! صوبائی وزراء کا یہ حق نہیں بنتا تھا اور انھیں جمہوریت کے منافی کام نہیں کرنا چاہیے تھا۔ صرف یہاں تک نہیں چونکہ میرا تعلق ملتان ڈویژن سے ہے اور ان دنوں وہاں تھا اور میں وہاں کے لوکل اخبارات دیکھتا رہا کہ وزراء کرام نے صرف اس لیے خصوصی طیارے استعمال کیے کہ ان کا patch up کرایا جائے۔ ایک دن نہیں دو دن نہیں تین دن نہیں بلکہ وہاں دن رات خصوصی طیارے استعمال کیے گئے لیکن یہاں حکومت کہتی ہے کہ austerity drive کیا austerity drive یہی ہوتی ہے کہ اپنی سیاسی گیمز کے لیے آپ خصوصی طیارے استعمال کریں؟ کیا austerity drive یہی ہوتی ہے کہ حکم ران ویسے تو کہیں کہ آپ یہاں کی لوکل چیزیں استعمال کریں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہاں متعدد وزراء کرام ' اراکین اسمبلی اور جو یہاں سے باہر بھی بیٹھے ہیں سب نے made in Switzerland جوتے پہنے ہوئے ہیں۔ جناب والا! اس دوغلی کو ختم کرنا ہوگا۔ آج تک ہمارا ملک اور ہمارا صوبے اسی لیے prosper نہیں کر سکا کہ ہم بات کچھ کرتے ہیں۔ لیکن عمل کسی اور طریقے سے کرتے ہیں۔ میں چاہوں گا کہ جو بھی متعلقہ وزیر اس کا جواب دیں۔ میں جتنی باتیں کر رہا ہوں وہ دلائل کے ساتھ refute کریں۔ ہو سکتا ہے کہ میں غلطی پر ہوں اور غلط بات کر رہا ہوں۔ میں اس کو بھی welcome کروں گا لیکن میں اپنی اطلاعات کے مطابق صحیح بات کر رہا ہوں کہ وزراء ضلعی ہیڈ کوارٹرز پر گئے اور جہاں ان کی بات نہ مانی گئی کیونکہ اکثر جگہوں پر ان کی بات نہیں مانی گئی تو پھر قائد ایوان جو کہ وزیر اعلیٰ ہیں انھوں نے ان کو یہاں وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ میں بلا کر pressurize کیا اور یہ سب باتیں ٹیلی وژن اور اخبارات میں آئیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے فلاں کو نامزد کر دیا۔ ٹیلی وژن پر دکھایا گیا کہ تمام اضلاع کے اراکین بیٹھے ہیں حالانکہ یہ سچے کی بات تھی کہ اگر انھوں نے ایسے فیصلے کرنے تھے تو کم از کم ان کو خفیہ رکھنا چاہیے تھا۔ لیکن یہ چیز بتانے کے لیے کہ وہ اتنے powerful ہیں اتنے forceful ہیں اور جیسے انھوں نے پچھلے دنوں گوجرانوالہ کے علاقے میں کہا کہ میں لاء اینڈ آرڈر کو ٹھیک کرنے کے لیے ڈنڈا استعمال کروں گا۔ اور وہ یہ ڈنڈا استعمال ہوا کہ دوسرے دن صبح بشارتی extra judicial killings میں مارا گیا۔ وہ اچھا شخص نہیں ہو گا اور نہ ہی میں اس کی protection کر رہا ہوں' لیکن میں یہ بات کر رہا ہوں کہ جب انھوں نے ڈنڈے کی بات کی تو وہاں یہ کہہ کر آئے کہ اسے پار کر دو۔ میں سمجھتا ہوں کہ ماورائے عدالت قتل extra judicial killings یہ

بھی کسی طریقے سے صحیح نہیں ہیں۔ میں بات کر رہا تھا کہ ٹیلی وژن پر ہم نے دیکھا کہ اراکین قومی و صوبائی اسمبلی بیٹھے ہیں اور وزیر اعلیٰ صاحب بطور پارٹی سربراہ فیصلے کر رہے ہیں اور پھر دوسرے دن اخبارات میں پڑھا کہ انھوں نے کہا کہ Mr so and so he is nominated as the Chairman or the Mayor. اور اس کے بعد اس پر بھی retaliation ہے اور یہ اسی کی وجہ ہے کہ آج تک یہ الیکشن نہیں ہو رہے۔ ہم کبھی اخبار میں پڑھتے ہیں کہ حکومت نے گرین سگنل تو دے دیا ہے لیکن ہائی کورٹ کے معزز جج جو چیئرمین الیکشن اتھارٹی ہیں چونکہ وہ بیمار ہیں اس لیے اس کو آگے کیا جا رہا ہے۔جناب والا! دیکھیں کہ کیا یہ بات ماننے والی ہے؟ کہ اگر ایک چیئرمین یا ہائی کورٹ کے معزز جج بیمار ہیں-----

حاجی ملک عمر فاروق، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین(چودھری محمد اعظم چیمہ)، جی فرمائیے۔

حاجی ملک عمر فاروق، جناب والا! قائد حزب اختلاف قابل احترام ہیں۔ انھوں نے کافی تیاری کے ساتھ سلسلہ شروع کیا۔ کیا خوب بات ہوتی کہ تھوڑا سا ماضی میں چلے جاتے کہ جب یہ لوگ صاحب اقتدار تھے تو اس ملک کے سب سے بڑے ادارے سپریم کورٹ نے بلدیاتی اداروں کو بحال کیا تو اسی ایوان میں آدھے گھنٹے کے نوٹس پر اسے بلڈوز کیا گیا۔ لیکن آج اس عوامی حکومت نے، جمہوری حکومت نے جرأت مندانہ فیصلے کے ساتھ پنجاب بھر میں بلدیاتی اداروں کے الیکشن کرائے---

جناب چیئرمین، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے؟

حاجی ملک عمر فاروق، میں یہی کہتا ہوں کہ یہ تھوڑی سی تصحیح کر لیں کہ انھوں نے آج جتنے دلائل دیے اخلاقی جرأت کے ساتھ تھوڑا سا ماضی میں چلے جائیں تو بہت بہتر بات ہو گی۔

جناب چیئرمین، آپ کا پیغام سن لیا۔جی منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! یہ پیغام تھا یا پوائنٹ آف آرڈر؟

جناب چیئرمین، یہ disposed of ہو گیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ میرے معزز دوستوں کو اس میں ضرور حصہ لینا چاہیے۔ اگر اس وقت قانون سازی ہوئی اور کسی نے غلط بلڈوز کیا تو

ہم اس کو غلط کہیں گے۔ لیکن آج جس قانون سازی پر بات ہو رہی ہے مجھے اس پر بات کرنے دیں اور اگر آپ کی باری آ سکتی ہے یا آپ کے جو وزیر اسے wind up کریں گے تو وہ ان تمام باتوں کا جواب دیں گے۔ میں تو اپنی آراء سامنے لا رہا ہوں۔ میرے دل میں جو باتیں ہیں وہ سامنے لا رہا ہوں۔ میں کئی باتوں میں غلط ہو سکتا ہوں اور کئی باتوں میں سچا ہو سکتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ اکثر باتیں بلکہ میں نے جو تمام باتیں کی ہیں وہ to the point ہیں اور میں ان میں بہت relevant ہوں۔

جناب چیئرمین! جیسے آپ مجھے بار بار ان نظروں سے دیکھ رہے ہیں کہ میں جلدی wind up کروں اور بیٹھوں میں اسی طرف آتا ہوں چونکہ ماشاء اللہ مجھے آپ کا بے حد احترام ہے اور آپ میرے بزرگ بھی ہیں۔ جناب والا! وفاقی حکومت پنجاب کی حکومت کو کہتی ہے کہ ایسے کریں اور پنجاب کی حکومت وفاقی حکومت سے کہتی ہے کہ وہ ایسے کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سلسلہ کسی طریقے سے بھی مناسب نہیں ہے۔ جہاں آئین کی خلاف ورزی کی گئی جہاں fundamental rights کی خلاف ورزی کی گئی اور آج تک کی جا رہی ہے یہ کسی طریقے سے بھی انصاف کے تقاضے پورے نہیں کرتے۔ اورموجودہ قانون سازی کو take up کرنے سے پہلے ان تمام چیزوں کا مد نظر رکھنا نہایت اہم اور ضروری ہے۔ تو میں معزز ایوان سے یہ گزارش کروں کہ تمام باتوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے کہ میں نے جو ترمیم پیش کی ہے اسے عوام کی رائے کے لیے متداول کرا دیا جائے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ہم یہ قانون سازی کر لیں اور one fine morning جب حکومت اٹھے تو وہ کہے کہ رات کو ہمیں خواب میں آیا تھا کہ لارڈ میئر ایک نہیں بنانا بلکہ دو بنانے ہیں۔ تو پھر اس کے لیے نئی قانون سازی لانا پڑے گی تو بہتر یہ ہے کہ آپ نے جہاں چھ ماہ گزار لیے ہیں اس میں تحمل کے ساتھ ایک آدھ ماہ اور بھی گزار لیں۔ جس طرح پنجابی میں کہتے ہیں توڑ تو چڑھانا نہیں ہے۔ آپ نے یہ سربراہوں کے الیکشن تو کروانے نہیں ہیں اور میری اطلاع کے مطابق گورنمنٹ یہ فیصلہ کر چکی ہے کہ ان بلدیاتی اداروں میں مستقل طور پر ایڈمنسٹریٹر تعینات کر دیے جائیں۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس بل کو اگر رائے عامہ کے لیے متداول کروا دیا جائے تو وہ زیادہ مناسب ہو گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب سعید اکبر خان۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! میں اس پر نہیں آگے بولوں گا۔ کوئی اور صاحب بات کرنا چاہتے ہیں؟ وزیر خزانہ۔

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)، شکریہ جناب چیئرمین کہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے کہ میں قائد حزب اختلاف کی لمبی چوڑی تقریر کا جواب دے سکوں۔ جناب چیئرمین میں نے ان کی تقریر بڑی توجہ سے اور بڑے غور سے سنی ہے۔ انھوں نے اپنی تقریر میں کوئی ایسی دلیل نہیں دی جو ان کی ترمیم کی حمایت میں ممبران کے لیے سوچ کا مقام پیدا کرے۔ انھوں نے کوئی ایسے حقائق نہیں جانے البتہ کچھ الزام تراشیاں کی ہیں۔مثلاً وزراء کو depute کیا گیا تھا کہ پنجاب بھر کے اضلاع میں جائیں اور الیکشن کو manipulate کریں۔ گورنمنٹ مشینری حرکت میں لائی گئی اور گورنمنٹ مشینری نے یہ بلدیاتی انتخابات کروائے' دھاندلیاں کروائیں۔ بہت سے امیدواروں کو مجبور کیا گیا کہ وہ اپنے کاغذات نامزدگی داخل نہ کریں۔ پھر میرے حوالے سے بھی یہ بات کی گئی کہ وزیر بلدیات نے ایک سٹیٹمنٹ دی تھی کہ صرف پاکستان مسلم لیگ کے امیدوار ہی چیئرمین بن سکیں گے یا میئر بن سکیں گے۔ اس قسم کی باتیں یہ کرتے رہے ہیں۔ ایک بڑی توہین آمیز بات جو یہاں کی گئی ہے اور یہ توہین اس معزز ایوان کی ہے۔ جب کوئی ترمیم یا کوئی قانون اس معزز ایوان میں پیش کیا جاتا ہے تو ایم پی اے حضرات' میں ان کے exact الفاظ اگر یاد نہ ہوں تو مفہوم بیان کرنا چاہتا ہوں۔ ایم پی ایز حضرات کو ربڑ سٹمپ کا نام دیتے ہیں کہ وہ حکومتی بل پر اپنی مہر ثبت کر دیتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف کو اپنے الفاظ واپس لینے چاہییں۔ کیونکہ اس اسمبلی کے معزز اور فاضل اراکین اپنے حقوق جانتے ہیں اور وہ جمہوری روایات بھی جانتے ہیں اور جمہوری روایت یہ ہے کہ جس معاملے پر کوئی ممبر اختلاف رائے رکھتا ہو وہ اپنی پارٹی کی پارلیمانی میٹنگ میں اظہار کرتا ہے۔ یا پارٹی کو قائل کرتا ہے یا پھر پارٹی کے دلائل سے قائل ہوتا ہے اور یہ عمل ان کی پارٹی جب تھی جو تھی کون سی تھی میں نہیں جانتا۔ کئی پارٹیاں انھوں نے بدلی ہیں لیکن مسلم لیگ میں آج بھی یہ روایت جاری و ساری ہے۔ اس کے گواہ جناب چیئرمین! آپ خود بھی ہیں کہ جو بھی اہم issues آئے ہیں اور جن پر اس معزز ایوان میں قانون سازی کی گئی ہے' 1997ء کے الیکشن کے بعد ہر issue پارلیمنٹری پارٹی میں debate ہوا۔ چاہے وہ زرعی ٹیکس تھا چاہے PIDA تھا' چاہے لوکل باڈیز کا ایکٹ آیا غرضیکہ جو بھی اہم اور خاص اہم قانون سازی اس ڈیڑھ پونے دو سال کے عرصے میں کی گئی ہے۔ ہر مرتبہ یہ معاملات پارلیمنٹری پارٹی میں زیر بحث آئے ہیں اور ممبران نے جو مسلم لیگ سے تعلق رکھتے ہیں اور مسلم لیگ کے حلیف ہیں سب نے اپنی آراء کا اظہار کیا ہے۔بالآخر ان کی آراء کو

لے کر قانون سازی کی گئی۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ انھوں نے معزز ممبران کی یہاں پر توہین کی ہے۔ قائد حزب اختلاف نے انھیں ربڑ سٹیمپ کہا۔ باقی جناب والا یہ-----

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! معزز وزیر صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج میں نے ربڑ سٹیمپ کا لفظ استعمال نہیں کیا۔

وزیر خزانہ: جناب والا! میں نے یہ کہا ہے کہ مجھے ان کے exact الفاظ یاد نہیں ہیں مفہوم ان کا یہی تھا۔ اگر ان کا یہ مفہوم نہیں تھا تو یہ انکار کر دیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! میں یہی عرض کروں گا کہ آج میں نے یہ الفاظ استعمال نہیں کیے۔

وزیر خزانہ: جناب چیئرمین میں تو آپ کی وساطت سے ان سے پوچھتا ہوں کہ اگر ان کا یہ مفہوم نہیں تھا تو یہ deny کریں۔ وہ اپنی سیٹ سے deny کرنے کے لیے نہیں اٹھ رہے کہ انہوں نے اس مفہوم میں یہ فقرہ استعمال نہیں کیا تھا۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں نے ربڑ سٹیمپ آج نہیں کہا۔ یہ تو ریکارڈ کی بات ہے آپ اسے چیک کر لیں۔

وزیر خزانہ: جناب چیئرمین! یہ آڑے رہے ہیں میں نے جو لفظ استعمال کیا ہے ربڑ سٹیمپ کا۔ میں نے تو عرض کیا ہے کہ مجھے ان کے exact الفاظ یاد نہیں ہیں اس مفہوم میں انھوں نے استعمال کیا ہے۔ وہ deny کریں کہ ان کا یہ مفہوم نہیں تھا۔ انھوں نے ربڑ سٹیمپ نہیں کہا۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں یہ کہہ دینا کہ مفہوم نہیں تھا۔ deny ہو گیا۔

وزیر خزانہ: جی بہت اچھا۔ باقی جناب والا! یہاں جو الزام تراشی کی گئی ہے۔ جناب والا! میں ایک ایک نکتے کا جواب دینا مناسب سمجھتا ہوں کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میں اس معزز ایوان کا وقت ضائع کروں جو کہ انھوں نے ضائع کیا ہے۔ وزراء کی ڈیوٹیاں لگائی گئیں کہ وہ اضلاع میں جائیں اور مداخلت کریں۔ جناب سپیکر! مسلم لیگ اور اس کی حلیف جماعتوں کی حکومت ہے۔ بلا شبہ یہ جو اعلان کیا گیا تھا اس پر عمل کیا گیا۔ بلدیاتی الیکشن غیر جماعتی بنیاد پر کروائے گئے لیکن نتیجتاً ہر ضلع میں ہر شہر کے بلدیاتی اداروں میں بھاری اکثریت سے مسلم لیگ سے تعلق رکھنے والے ممبران کونسلرز

منتخب ہوئے ہیں۔ ان نو منتخب کونسلرز نے چاہے ان کا تعلق شہر سے ہو یا ضلع کونسل سے انھوں نے اپنی مسلم لیگ قیادت کی طرف رجوع کیا۔ جب ان کی طرف سے اور صوبے بھر کی طرف سے مسلم لیگ کی قیادت کی طرف رجوع ہوتا ہے تو پھر عین جمہوری تقاضوں کے مطابق مسلم لیگ کی قیادت نے واقعی ہی مسلم لیگی کیبنٹ کے ممبرز اور معزز ایم این ایز ایم پی ایز جو اپنے اپنے اضلاع کے حالات سے واقف تھے اور اپنے قریب کے اضلاع کے حالات سے واقف تھے ان کو depute کیا گیا۔ کہ جہاں پر مسلم لیگی خیالات رکھنے والے حضرات کے اندر کوئی dispute ہے تو وہاں پر آپ جائیں اور تنازعات کو اچھے طریقے سے حل کرنے کی کوشش کریں۔ اس کے لیے کوشش کی گئی اس میں غیر جمہوری عمل کہاں ہے؟ یہ تو عین جمہوری تقاضوں کے مطابق ہے کہ ایک سیاسی جماعت سے وابستگی رکھنے والے حضرات اگر اپنی قیادت سے راہبری چاہ رہے ہوں ان کی مداخلت اس حد تک چاہ رہے ہیں کہ ہمارے اضلاع میں تنازعات نہ بڑھ سکیں۔ ہماری پارٹی کے اندر اگر ایک سے زائد امیدوار ہیں تو ان میں کوئی ایسی friction نہ پڑ جائے کہ ہماری پارٹی کے اندر دراڑیں پڑ جائیں۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ مداخلت ہے۔ اگر اس میں ہم نے اچھے نتائج حاصل کیے ہیں تو وہ یہ ہیں کہ مسلم لیگ کی صفوں میں دراڑیں نہیں پڑنے دیں اور جہاں اِکا دُکا یا چند اپوزیشن کے یا پیپلز پارٹی کے یا ان کی جماعت کے، ویسے مجھے تو آج تک ان کی جماعت کا پتا نہیں کون سی جماعت سے یہ تعلق رکھتے ہیں۔ جونیجو لیگ میں تھے ہیں وٹو لیگ میں تھے ہیں کسی اور لیگ میں چلے گئے ہیں میں نہیں جانتا۔ جناب والا! لیکن قائد حزب اختلاف کی ان کوششوں کو ہم نے ناکام کر دیا کہ جہاں انھوں نے یہ کوشش کی مسلم لیگی خیالات رکھنے والے حضرات کے درمیان یہ تنازعات ڈالیں اور جہاں دو دو چار چار یا پانچ پانچ ان کے ممبران منتخب ہوئے ہیں۔ کہیں ضلع کونسلوں میں یا کہیں شہری اداروں میں منتخب ہوئے ہیں۔ ان کی وساطت سے یا کوئی پریشر گروپ بنا کر وہ ہماری صفوں میں دراڑیں پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ ہم نے ان کی یہ خواہش مٹا دی ہے۔ جی ہاں میری سٹیٹمنٹ کے حوالے سے اگر انھوں نے یہ سٹیٹمنٹ یہاں دی ہے کہ صرف مسلم لیگی حضرات چیئرمین یا میئر بنیں گے تو پھر مسلم لیگ کے حوالے سے اگر کہیں غیر مسلم لیگی ممبران کی یا کونسلرز کی اکثریت ہے تو مجھے وہاں پر ایسی بات کرنے کا کیا حق پہنچتا ہے۔ یہ ہمارے مسلم لیگ کے لوگوں کے لیے بیان تھا کہ آپ اپوزیشن کے لوگوں کو اپنی صفوں میں شامل نہ کریں۔ اپوزیشن کو اپوزیشن رہنے دیں اور مسلم لیگ میں سے ہی اپنے اداروں کے سربراہان چنیں۔ اس میں غیر جمہوری عمل کون سا ہے؟ یہ بحیثیت

سیکرٹری جنرل مسلم لیگ پنجاب کے میرا حق بنتا ہے۔ میں نے اپنے مسلم لیگی خیالات رکھنے والے حضرات کو اپیل کی ہے۔ اس میں پی پی پی کا دخل نہیں آتا۔ ان کی جونیجو لیگ ہے یا وٹو لیگ ہے یا قاسم لیگ ہے یا ہوتی لیگ ہے میں نہیں جانتا جی کہ کون کون سی لیگ ہے ان سے میری statement کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ انھوں نے یہ کہا ہے کہ حکومت نے بعض لوگوں کو مجبور کیا کہ وہ اپنے کاغذات نامزدگی واپس لیں۔ یہ جناب والا! بالکل بے بنیاد بات ہے۔ بلکہ میں نے تو ضلعے میں عملاً یہ دیکھا ہے اور میں بہت سے ضلعوں میں ذاتی طور پر visit کر چکا ہوں۔ وہاں پر جو ہمارے ہم خیال مسلم لیگی لوگ تھے انھوں نے زید کی support کی۔ اس کے مقابلے میں بکر ہوگیا جو کہ ان کا نامزد کردہ امیدوار نہیں تھا۔ اس وقت بھی مسلم لیگی حضرات کی خواہش پر ان لوگوں کو واپس شامل کرنے کی درخواست کی گئی۔ کیونکہ یہ بنیادی طور پر ہمارے مسلم لیگی ساتھی رہے ہیں۔ یہاں مقامی طور پر ان کے جھگڑے ہوگئے ہیں کیونکہ قصبے اور گاؤں کی سیاست ہوتی ہے۔ تو ان کو راضی بازی کر دیا جائے تاکہ ہماری مسلم لیگی صفوں میں اتحاد قائم رہے۔ یہ سوال کہاں پیدا ہوتا ہے کہ ہم نے کسی کو روکا ہو کہ وہ کاغذات نامزدگی جمع نہ کرائے یہ تو بالکل بے بنیاد سی بات انھوں نے کی ہے۔ باقی یہ پھول کا انتخابی نشان لے لینا' چھتری کا انتخابی نشان لے لینا۔ میں یہ ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ میں پارٹی مسلم لیگ پنجاب کا جنرل سیکرٹری ہوں۔ ہم نے انتخابی نشان لینے کی کہیں کوئی ہدایت جاری نہیں کی۔ یہ تو مقامی adjustment تھی' ہم خیال لوگ ایک نشان تلے الیکشن لڑتے رہے کسی نے چھتری پسند کی کسی نے پھول پسند کیا۔ اس میں ہمارا کوئی عمل دخل نہیں تھا۔ پھر یہ کہنا کہ اخبارات میں شہ سرخیاں چھپیں کہ مینڈیٹ برقرار رہا۔ دیکھیں جناب چیئرمین! یہ بے چارے اس سے کیوں جلتے ہیں یہ کیوں حسد کرتے ہیں؟ یہ تو بلدیاتی الیکشن نے واقعی ثابت کر دیا کہ جس طرح پنجاب میں پاکستان مسلم لیگ کی سویپ ہوئی' چاہے نیشنل اسمبلی کا الیکشن لے لیں چاہے صوبائی اسمبلی کا الیکشن لے لیں تو بلدیاتی اداروں میں بھی اسی طرح سویپ ہوئی۔ اگر اخبارات نے یہ شہ سرخی لگائی ہے کہ مینڈیٹ برقرار ہے تو یہ ایک حقیقت ہے۔ مسلم لیگی حضرات جو بلدیاتی الیکشن میں سامنے آئے ہیں مسلم لیگ سے تعلق رکھنے والے حضرات جو آئے ہیں ان کی ہر ضلعے میں ہر شہری حلقے میں اللہ کے فضل و کرم سے بڑی زبردست کامیابی ہوئی ہے۔ یہ ان کو تسلیم کر لینا چاہیے کہ اللہ کے فضل و کرم سے مینڈیٹ برقرار ہے۔ کیونکہ اس میں ہماری قیادت کی پالیسیاں' وزیر اعلیٰ پنجاب کی نمایاں کوششیں اور کاوشیں جو کرپشن کو روکنے ' پولیس ریفارمز ' اکانومی ڈرائیو' آٹے کی سبسڈی اور

زراعت کی طرف ان کے اقدامات ، محکمہ صحت میں ان کے اقدامات، تعلیم میں ان کے اقدامات ہیں۔ میں ان کی کس کس کوشش اور کاوش کا ذکر کروں جس کو یہ تسلیم نہ کریں تو یہ ان کی مرضی ہے لیکن پنجاب نے تو اس کو تسلیم کیا۔ اس کے نتیجے میں پھر مسلم لیگ کو زبردست مینڈیٹ دیا گیا Even in the local body elections۔ جناب والا! یہ تسلیم نہ کریں تو یہ ان کی مرضی ہے۔ عوام کی آواز ہے اور عوام نے وزیر اعلیٰ پنجاب کی یہ نمایاں خدمات ان کی radical changes ہیں in governance in the Punjab میں تو ان چند باتوں کا ذکر کر رہا تھا۔ یہاں پر انھوں نے ایک مثال دینے کوشش کی۔ مثلاً کہ ضلع راولپنڈی کو دیکھ لیں کہ وہاں ایک وفاقی وزیر اور صوبائی وزیر کا تنازع ہے۔ جناب والا! یہ تو خود دلیل دے رہے ہیں ہمارے ثبوت میں کہ ہم نے اس جمہوری عمل کو نہیں روکا۔ ایک وفاقی وزیر ہے اور ایک صوبائی وزیر ہے اگر ان میں تنازعہ ہے تو وہ تنازع طے ہو جائے گا یا نہیں ہوگا۔ لیکن ہم نے اس چیز کو نہیں روکا۔ ان کا بھی حق ہے الیکشن contest کرنے کا اور ان کا بھی حق ہے۔ یہ تو خود تسلیم کر گئے یہ مثال دے کر کہ اس میں حکومت کا کوئی عمل دخل نہیں۔ ورنہ وفاقی وزیر کو وزیراعظم روک سکتے ہیں اور صوبائی وزیر کو وزیر اعلیٰ روک سکتے ہیں لیکن نہیں روکا۔ وہ ان کا ایک سیاسی عمل ہے اور وہ جاری ہے۔ سپیشل سیشن پر پھر انھوں نے اعتراض کیا کہ وزراء کی ڈیوٹیاں لگیں کہ وہ جا کر اپنے من پسند لوگوں کو الیکٹ کروائیں۔ جناب چیئرمین! باقی بھی بے بنیاد باتیں ہیں لیکن اس قدر بے بنیاد بات تو پہلے بھی نہیں تھی جو یہ اب کر گئے ہیں۔ آپ نے بھی پڑھا ہوگا کہ میں نے اپنے مسلم لیگی ایم پی اے اور ایم این اے صاحبان ، ضلع یا شہروں کے صدور اور جنرل سیکرٹریز سے ایک اپیل کی تھی۔ کہ جن جن بلدیاتی اداروں میں مسلم لیگی حضرات کی اکثریت آئی ہو وہاں ان سے میں نے یہ اپیل کی تھی کہ جو کارکنان ہیں ان کو یہ سپیشل سیشن پر ضلع کونسلز ہوں یا شہر کی کونسلز ہوں elect کروایا جائے نہ کہ میرا بھتیجا ، بھانجا، چاچے کا پتر اور مامے کا پتر۔ اس پر الحمد اللہ ہمارے ایم این اے صاحبان نے ہمارے ایم پی اے صاحبان نے اور ہمارے ضلعی عہدے داروں نے بڑی خوش اسلوبی سے اس بات کو تسلیم کیا اور ہماری اس اپیل کو مانا۔ اور اسی طرح مختلف ونگز کو، کارکنان کو، جو مسلم لیگ کے مختلف شعبہ جات ہیں ان کو یہ پہچان دی ہے۔ اور ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ ان اداروں میں کارکنان بیٹھیں گے۔ نہ کہ آپ کے من پسند اور میرے من پسند کسی وزیر کا بھانجا کسی ایم پی اے، ایم این اے کا بھتیجا۔ ان کو ہم نے روکا نہیں۔ اپیل ہم نے کی تھی اور ہماری یہ اپیل ان منتخب کونسلرز نے تسلیم کر لی۔ اور اسی

طرح سے وہ منتخب ہو کر آئے ہیں۔ یہ جب چاہیں کسی بھی ضلعے میں جا کر دیکھ لیں۔ وہ فہرستیں خود ان کو بتا دیں گی کہ elected seats پر جو کونسلرز آئے ہیں یہ کون تھے اور وہ کس طرح elect ہوئے ہیں۔ یہاں پر انھوں نے یہ بھی کہا کہ لوکل باڈیز آرڈیننس میں یہ کہا گیا The next step should be taken as soon as possible. یہ بالکل وجہ ہے۔ جناب والا! as soon as possible کا ترجمہ ہم اس طرح نہیں لینا چاہتے تھے جس طرح انھوں نے کیا تھا۔ کہ اس دن کے جو ڈپٹی سپیکر اور چیئرمین بیٹھے ہوئے تھے۔ جس مسند پر اس وقت آپ تشریف فرما ہیں اس سے اتر کر میز کے نیچے چھپ کر، آپ کو یاد ہوگا وہ منظر بھی، نہیں میرے خیال میں یہ تو اس وقت ان کے مہمان تھے۔ I stand corrected. جناب چیئرمین! آپ اس وقت ان کی حکومت کے مہمان تھے۔ اور آپ بڑا لمبا عرصہ ان کے مہمان رہے۔ اس طرح کی ہم جلد بازی نہیں کرنا چاہتے۔ سپیشل سیٹس کا جائزہ لینا تھا، میئرز، ڈپٹی میئرز کا جائزہ لینا تھا، چیئرمین اور وائس چیئرمین ضلع کونسلز کا جائزہ لینا تھا۔ سیٹیں بڑھانی تھیں کس قدر بڑھانی تھیں، سپیشل سیٹیں کتنی بڑھانی چاہییں، لیڈیز کا ایشو اٹھایا ہوا تھا کہ لیڈیز کی نمائندگی بڑھانی چاہیے۔ یہ اہم مسائل تھے یہ ایسے مسائل نہیں تھے کہ ایک آدھ نشست میں ہم فیصلہ کر کے next step کر دیتے۔ الحمد اللہ ہم نے ہر وہ فیصلہ سوچ سمجھ کر کیا اور اس کے بڑے اچھے نتائج نکلے، عوام میں ان فیصلوں کو بہت پذیرائی ملی۔ خواتین کی نشستیں بڑھا دی گئی ہیں، لیبر کونسلز کی نشستیں بڑھا دی گئی ہیں، کسان کونسلرز کی نشستیں بڑھا دی گئی ہیں۔ اسی طرح وائس چیئرمین اور ڈپٹی میئرز کی نشستیں بڑھا دی گئی ہیں۔ یعنی participiation کو broad basis بنانے کی ایک خواہش تھی اور ہم بفضل خداوند کریم وہ achieve کر چکے ہیں۔ انھوں نے یہ کہا کہ صوبائی خود مختاری پر وزیر اعظم صاحب نے تجاوز کیا جب انھوں نے کہا کہ ہم لوکل باڈیز کے الیکشن کروائیں گے۔ غالباً یہ جب ایسے جذبات میں بات کرتے ہیں تو یہ بھول جاتے ہیں کہ وزیر اعظم پاکستان جناب محمد نواز شریف صاحب پاکستان مسلم لیگ کے صدر بھی ہیں۔ اور جب وہ مسلم لیگی جلسے سے خطاب کر رہے تھے تو وہ بحیثیت صدر پاکستان مسلم لیگ یہ اعلان کر رہے تھے کیوں کہ مسلم لیگ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم بلدیاتی انتخابات کروائیں گے۔ جس پارٹی میں لیڈر آف اپوزیشن رہے ہیں یا جس پارٹی کے ساتھ ان کی کوئی relation رہی ہے، یہ ریکارڈ ہے وہ deny نہیں کر سکتے اور میں غلط الزام نہیں لگا سکتا۔ انھوں نے آج تک کبھی بلدیاتی الیکشن نہیں کروائے۔ یہ مسلم لیگ کے صدر کا بیان تھا۔ 'Before he elected as Prime Minister.' آپ کو یاد ہوگا جناب چیئرمین! جب ہماری

حکومت آئے گی ہم ان شاء اللہ العزیز بلدیاتی انتخابات کروائیں گے۔ اور اس وعدے کو انھوں نے اس جلسے میں دہرایا تھا۔ اخباروں نے اٹھایا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ وزیر اعظم بھی تو ہیں۔ لیکن یہ پارٹی کے صدر کی حیثیت سے، پاکستان مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے اپنے اس وعدے کو دہرا رہے تھے۔ پھر یہاں انھوں نے ایک یہ بھی اعتراض کیا کہ بعض ضلعوں میں ڈپٹی کمشنر نے سپیشل سیٹوں کے الیکشن ملتوی کر دیے جو کہ ان کے اختیارات میں نہیں تھا۔ اب میں حیران ہوں قائد حزب اختلاف ہیں، میں کچھ کہہ بھی نہیں سکتا۔ کیا ان کو یہ احساس نہیں یا ان کے علم میں یہ نہیں کہ ڈی سی بلحاظ عہدہ وہ الیکشن کنڈکٹ نہیں کر رہا تھا بلکہ as the agent of the Punjab Election Authority وہ الیکشن کنڈکٹ کر رہا تھا اور پنجاب الیکشن اتھارٹی نے انھیں جو اختیارات دیے ہوئے تھے اور ریٹرننگ آفیسر کی حیثیت سے not in the capacity of deputy commissioner بلکہ as the returning officer پنجاب الیکشن اتھارٹی نے ان کو دیے تھے ان کے تحت اور جناب چیئرمین! یہ چونکہ محلاتی الیکشن ہوتے ہیں اس میں جذبات یقیناً بڑے حائل ہوتے ہیں اور مخالفتیں۔ یہ چیزیں آپ کے سامنے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا تو صورت حال کو diffuse کرنے کے لیے بعض اوقات ڈی سیز نے واقعی پوسٹ پون کیے ہیں مثلاً انھوں نے پتا نہیں شاید سرگودھا ضلع کا ذکر کیا تھا۔ میں نارووال ضلع کا کر دیتا ہوں کہ ہمارے ایک ایم این اے اور ان کے بھائی ایم پی اے کے بھتیجے کو مع سات اور ساتھیوں کے اس الیکشن ڈے پہ گرفتار کیا گیا کیوں کہ وہاں ہنگامہ ہوا، کرسیاں چل گئیں اور خطرہ تھا کہ خدانخواستہ کوئی جانی نقصان نہ ہو جائے تو یہ عمل میرے خیال میں ان کی بحیثیت ریٹرننگ آفیسر جو ڈیوٹی ہوتی ہے، اس میں یہ شامل ہے کہ اگر کوئی اس قسم کے امکانات پیدا ہوں تو آپ الیکشن ملتوی کر دیں تو یہ کوئی پہلی مرتبہ نہیں ہوئے۔ صوبائی اسمبلی کے ضمنی الیکشن کئی مرتبہ ملتوی ہوئے ہیں۔ آپ کے علم میں ہے ضلع شیخوپورہ کے ہمارے ایک ایم این اے شہید کیے گئے تو الیکشن اتھارٹی نے اس کی تاریخ کا اعلان کر دیا۔ حکومت پنجاب نے الیکشن اتھارٹی سے اپیل کی کہ کیوں کہ tension ہے، ان کے قتل کے بعد ماحول ابھی تک صحیح نہیں ہوا الیکشن کی تاریخ ملتوی کر دیں، ملتوی کر دی گئی۔ اسی طرح نارووال میں ہمارے ایک ایم پی اے میرے اور آپ کے ساتھی خان امان اللہ خان مرحوم اللہ ان کی مغفرت فرمائے، شہید کیے گئے، ان کا الیکشن ملتوی کر دیا گیا۔ اسی طرح لاہور کا ایک الیکشن ملتوی کر دیا گیا۔ جناب والا! یہ تو حالات کو دیکھ کر ملتوی کیے جاتے ہیں۔ کسی خوشی کی وجہ سے نہیں۔ یہ تو نہیں کہ ہمیں خدانخواستہ

اس قسم کا تو خطرہ نہیں تھا کہ وہاں پی پی پی منتخب ہو رہی ہے یا چنا نہیں ان کی کون سی لیگ ہے' یہ منتخب ہو رہی ہے تو یہ حالات اور واقعات کو دیکھتے ہوئے ریٹرننگ آفیسر اپنے خصوصی اختیارات استعمال کرتا ہے جو کہ پنجاب الیکشن اتھارٹی نے ان کو دیے ہوتے ہیں۔ یہاں انھوں نے بلدیاتی انتخابات کے مختلف مراحل میں جو delay ہوئی ہے اس پر تنقید کی ہے' مجھے افسوس بھی ہوا اور شرم بھی آئی کہ انھیں یہ احساس نہ رہا کہ ایک جج کے بارے میں یہ ایسا فقرہ استعمال کرتے ہیں کہ جی یہ بہانہ بنا دیا جاتا ہے کہ جج بیمار ہے۔ جناب سپیکر! بڑے افسوس کی بات ہے۔ اخبارات نے یہ خبر شائع کی۔ آپ نے پڑھی' میں نے پڑھی' ہم سے شاید بعض حضرات ان کی عیادت کے لیے بھی گئے ہوں۔ان کا ایک آپریشن ہوا ہے اور اس آپریشن کی وجہ سے وہ ہسپتال میں ہیں۔ وہ آپریشن کروانے کے لیے ہسپتال میں داخل ہیں اور ہم ہسپتال جا کر ان کے پیچھے پڑ جائیں کہ جناب! آپ اعلان کیوں نہیں کر رہے' آپ تاریخ کیوں نہیں مقرر کر رہے۔ یہ خدانخواستہ ایسی کوئی ایمرجنسی نہیں ہے کہ اگر ان کی حالات میں دو یا تین دن اور لگ جائیں گے تو ادھر باہر خدانخواستہ کوئی قیامت آ جائے گی۔ ان شاء اللہ وہ صحت یاب ہوتے ہی اور ڈاکٹر سے اجازت پاتے ہی جب وہ گھر تشریف لے آئیں گے تو اپنی صوابدید کے مطابق وہ ان شاء اللہ العزیز انتخابات کا اعلان کر دیں گے۔ جناب چیئرمین! یہاں انھوں نے یہ بھی کہا کہ آئین کی خلاف ورزی کی گئی۔ میں آپ کی وساطت سے نہایت ادب سے قائد حزب اختلاف کی خدمت میں عرض کروں گا کہ آئین کی خلاف ورزی کا علاج صوبائی اسمبلی پنجاب میں تقریر نہیں' پھر آپ جائیے عدالتیں موجود ہیں جہاں حکومت پنجاب یا حکومت پنجاب کے کسی فرد نے آئین کی خلاف ورزی کی ہے تو آپ کو تو یہ پورا پورا اختیار ہے کہ آپ اس خلاف ورزی کو جا کر چیلنج کریں اور upset کروا لیں۔ یہاں ایک اور بڑا افسوس ناک ذکر ہوا جس پہ مجھے کیا بلکہ جو جو ان حالات سے آگاہ ہیں ان کو بھی یقیناً افسوس ہوا ہوگا۔ قائد حزب اختلاف نے بشارتی نامی شخص کا یہاں ذکر کیا۔ جناب والا! وہ غالباً آپ ہی کے ضلع کی ایک notorious personality تھی جس کے ذمے کم سے کم 14/15 بھیانک قسم کے کیسز درج تھے جس میں عورتوں کے بال کاٹ دینا' عورتوں کی بے حرمتی کرنا وغیرہ وغیرہ تو اس کا لوکل باڈیز کے ساتھ کیا تعلق ہے یا آج اس ایوان میں جو بل پیش ہو رہا ہے یا جو قانون سازی کی کوشش کی جا رہی ہے اس کا اس بشارتی کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ اگر چیف منسٹر بحیثیت صوبے کے چیف ایگزیکٹو ایک ضلع میں جاتے ہیں' دورہ کرتے ہیں اور وہاں کے حالات کے مطابق وہ اس قسم کے notorious character کے بارے میں سخت الفاظ

استعمال کرتے ہیں اس پہ بھی ان کو اعتراض ہے جیسے کہ آج اجلاس کے پہلے حصے میں اپوزیشن کے ایک اور فاضل رکن نے پنجاب کی امن عامہ کی صورت حال کی بات کرتے ہوئے کہا کہ نوشہرہ میں 9 آدمی قتل کر دیے گئے ہیں حالانکہ وہ پنجاب کا ذکر نہیں۔ اگر اخبار وہ غور سے پڑھ لیتے تو وہ نوشہرہ صوبہ سرحد-----

جناب چیئرمین، ہاں' نوشہرہ صوبہ سرحد کا ہے۔ وہ اخبار نے ان کی امداد کی ہے۔

وزیر خزانہ، جی ہاں۔ تو یہ اس قسم کی باتیں کر جاتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، قائد حزب اختلاف پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں معزز وزیر کی بات میں مداخلت نہیں کرنا چاہتا تھا۔ لیکن یہ جو بار بار نوشہرہ کی بات ہو رہی ہے۔ میرے پاس پریس کلپنگ موجود ہیں کہ یہ خبر نوشہرہ کے حوالے سے نہیں ہے۔ یہ "ڈان" نے بڑی سرخی کے ساتھ لگائی ہے' "نوائے وقت" نے لگائی ہے اور نوشہرہ کے حوالے سے نہیں لگائی۔ وہ 64 روپے فی بوری ڈی اے پی کھاد سارے پاکستان کے لیے ہے اور جس میں پنجاب شامل ہے اور Punjab is supposed to be more than 60 per cent. اور یہاں زراعت میں پنجاب کی contribution سب سے زیادہ ہے۔ یہ بار بار کسی چیز کو mix up کر رہے ہیں۔ آپ بھی شاید اس کو mix up کر رہے تھے۔ میرے پاس پریس کلپنگ موجود ہے اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو بھیج سکتا ہوں۔

وزیر خزانہ، جناب چیئرمین! نہ آپ mix up کر رہے ہیں' نہ میں mix up کر رہا ہوں۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے اس وقت تو قائد حزب اختلاف خود mix up ہوئے ہوئے ہیں۔ میں 9 قتل کی بات کر رہا ہوں' وہ کھاد پہ چلے جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین، وہ کلئیر نہیں کر سکے۔ آپ فرمائیں بس۔

وزیر خزانہ، جناب چیئرمین! میں conclude ہی کرنے لگا تھا کہ انھوں نے آج ہاؤس میں جو کچھ کہا ہے۔ پہلے لفظ سے لے کے آخری لفظ تک یہ صرف اور صرف تنقید برائے تنقید تھی۔ نہ ان کی کوئی دلائل تھیں' نہ انھوں نے اس لمبی چوڑی تقریر میں کوئی وجود پیش کیا لہذا یہ ہاؤس move کرے گا

کہ ان کی اس ترمیم کو مسترد کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اب میں ترمیم put کرتا ہوں۔

MR CHAIRMAN: The amendment moved and the question is:

> That the Punjab Local Government (second amendment) Bill, 1998 as recommended by the standing committee on Local Government and Rural Development be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon 30th December 1998.

(The motion was lost)

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں؟----- جی۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ قائد حزب اختلاف آپ کی اس رولنگ پہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھا رہے ہیں؟ آپ نے تو رولنگ دی ہے۔

جناب چیئرمین: میں نے تو ترمیم کا سوال put کیا تھا۔

وزیر خزانہ: ہاں جی اور اس پہ آپ نے رولنگ دی ہے کہ .I think Noes have it اس پہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھا رہے ہیں؟

جناب چیئرمین: پوچھ لیتے ہیں۔ جناب والا! فرمائیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! آپ نے یہ جو question put کر کے "ہاں" اور "ناں" کروائی ہے۔ اس میں آپ نے پڑھا ہے۔ کہ جو second last line ہے۔ eliciting opinion thereon by آپ نے 31st کہا ہے۔ اس میں 30th لکھا ہوا ہے۔ یہ correction کر لیں۔ یہ ریکارڈ کی بات ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین: میرے سامنے جو کاغذ ہے اس پر 31st ہی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جو میرے پاس ہے' اس پر 30th ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

The next ammendment is from:-

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais,
2. Mr Saeed Akbar Khan,
3. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo,
4. Mr Mansoor Ahmad Khan,
5. Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi,
6. Sardar Rafiq Haider Leghari,
7. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti,
8. Mr Ikramullah Khan Niazi,
9. Pir Shujaat Hasnain Qureshi

Mr Saeed Akbar Khan may move it.

MR SAEED AKBAR KHAN: Thank you, Mr Chairman. I move:

That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 30th December, 1998:-

1. Ch Saeed Iqbal, MPA;
2. Mian Najeeb ud Din Awaisi, MPA,
3. Mr Saeed Akbar Khan, MPA;
4. Mr Mansoor Ahmad Khan , MPA;
5. Raja Javed Akhlas, MPA,
6. Mian Tariq Mahmood, MPA;
7. Mian Naveed Tariq, MPA;
8. Syed Masood Alam Shah, MPA

9. Ch Sultan Mahmood Gondal, MPA

MR CHAIRMAN: The motion moved is:

That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill, 1998 as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 30th December, 1998:-

1. Ch Saeed Iqbal, MPA;
2. Mian Najeeb ud Din Awaisi, MPA;
3. Mr Saeed Akbar Khan, MPA;
4. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA;
5. Raja Javed Akhlas, MPA,
6. Mian Tariq Mahmood, MPA;
7. Mian Naveed Tariq, MPA;
8. Syed Masood Alam Shah, MPA
9. Ch Sultan Mahmood Gondal, MPA

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: I oppose it, Sir.

MR CHAIRMAN: Now, I invite the mover to give arguments in favour of the amendment.

جناب سعید اکبر خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔

جناب چیئرمین! آج کی جو قانون سازی ہے۔ یہ نہایت ہی اہم قانون سازی ہے۔ اس میں totally political process ہے اور اس میں سیاسی خواہشات کے مطابق ترامیم تجویز کی گئی ہیں۔

جناب چیئرمین! 1977ء میں مارشل لاء اس ملک میں آیا اور اس کے بعد اس وقت کے حکمرانوں نے یہ مجبوری سمجھی یا ان کی یہ خواہش تھی۔ کیونکہ ان حالات میں مارشل لاء کے دور میں جنرل

انتخابات نہیں ہو سکتے تو عوام کو مطمئن کرنے کے لیے اور عوام کو ملک کی سیاست میں حصہ دار بنانے کے لیے اس وقت ان کے پاس جو حل تھا۔ وہ یہی تھا کہ بلدیاتی اور لوکل باڈیز کے انتخابات کراتے۔

جناب چیئرمین، خان صاحب! آج ایک بجے اجلاس ختم ہونا ہے۔ اگر آپ کی تقریر کل جاری رہے تو کوئی حرج تو نہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب چیئرمین! پانچ منٹ رہتے ہیں۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ پانچ منٹ میں میں اپنی بات مکمل کر لوں تو کل پر ہی کر لیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب چیئرمین، شکریہ! کل کر لیں گے۔ ہاؤس کل نو بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس)

جمعۃ المبارک، 20۔ نومبر 1998ء

(آدینہ، 30۔ رجب المرجب 1419ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس، اسمبلی چیمبر، لاہور میں صبح 9 بج کر 35 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر سردار حسن اختر موکل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

وَأَنْزَلْنَآ إِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ
وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا
وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَآ اٰتٰكُمْ
فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ إِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ۔

سورۃ المائدہ آیت 48

اور (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے تم پر یہ کتاب نازل کی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان (سب) پر شاہد ہے تو جو حکم اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے اس کے مطابق ان کا فیصلہ کرنا اور حق جو تمہارے پاس آ چکا ہے اس کو چھوڑ کر ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا۔ ہم نے تم میں سے ہر ایک (فرقے) کے لیے ایک دستور اور طریقہ مقرر کیا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی شریعت پر کر دیتا مگر جو حکم اس نے تم کو دیے ہیں۔ ان میں وہ تمہاری آزمائش کرنی چاہتا ہے سو نیک کاموں میں جلدی کرو تم سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر جن باتوں میں تم کو اختلاف تھا وہ تم کو بتا دے گا۔ وما علینا الا البلاغ۔

ملک ممتاز احمد بھچر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، ملک صاحب!

ملک ممتاز احمد بھچر، جناب سپیکر! جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا جائے تو یہ ضروری ہے کہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا جائے۔ قاری صاحب کو ہدایت فرمائیں کہ جب بھی سرکار کا نام لیں تو اس کے بعد صلوۃ والسلام ضروری ہے۔

وقفۂ سوالات کی معطلی

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، شکریہ۔ وقفۂ سوالات شروع کرتے ہیں لیکن اس میں معزز وزیر مواصلات کی میرے پاس ایک تحریری request آئی تھی۔ ان کا کوئی بڑا genuine مسئلہ تھا۔ وہ نہیں آ سکے تو ان سوالات کو ہم ملتوی کر دیتے ہیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چودھری محمد اقبال)، جناب سپیکر! میں بھی یہی استدعا کرنے والا تھا کہ نہایت ہی نامساعد حالات میں انھیں گھر جانا پڑا ہے۔ انھوں نے آپ کو بھی اطلاع دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، ان کی تحریری طور پر درخواست میرے پاس آ گئی تھی۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہ اب اکثر دیکھنے میں آیا ہے اور چیئر نے بھی بار بار اس چیز کی طرف توجہ دلائی ہے کہ منسٹرز ہاؤس میں کوئی دلچسپی نہیں لے رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ منیس صاحب! آپ کو یاد ہے کہ پہلے بھی ایک دو بار اسی طرح کا واقعہ میرے ہی یہاں بیٹھنے پر ہوا تھا تو میں نے اس پر کافی سخت نوٹس لیا تھا۔ لیکن ان کا کوئی genuine مسئلہ تھا۔ چونکہ وہ رات تقریباً کوئی ساڑھے گیارہ بجے کے قریب میرے پاس خود تشریف لائے تھے اور انھوں نے جب یہ بات بتائی تھی تو میں نے ان کے اس مسئلہ کو genuine سمجھا تھا۔ اب حال یہ تھا کہ رات ساڑھے گیارہ بجے ہم یہ نہیں کر سکتے تھے کہ آج کسی اور محکمے کے سوالات لے آتے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہ تو ہو سکتا ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب ان کا جواب دیں یا لا منسٹر صاحب ان کا جواب دیں۔ یہ پہلے ہوتا رہا ہے اور کئی دفعہ یہ ہوتا ہے کہ منسٹر صاحب

یہاں خود موجود ہوتے ہیں اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دے رہے ہوتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آج آپ دیکھیں کہ یہ اتفاق ہے کہ لاءمنسٹر صاحب کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہے۔ جب میں نے رات کو ان سے بات کی تھی تو وہ ہسپتال میں تھے۔ ان کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! پھر تو یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان وزراء کرام کی صحت کو بہتر رکھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آمین۔ اور آپ کو بھی ان کے مسائل سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر، تو ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 14 ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! کل میں نے اپنے ایک توجہ دلاؤ نوٹس پر جس کا تعلق ڈی۔ جی۔ خان سے تھا' آنریبل منسٹر ہوم کو ایک سوال کیا تھا کہ "اگر وہ مرگِ اتفاقیہ ہے تو کیا متعلقہ ایس۔ ایچ۔ او نے اس پر اپنی تصدیقی رپورٹ دی ہے؟" اس پر انھوں نے فرمایا تھا کہ اجلاس کے بعد وہ بتائیں گے اور میں نے یہ عرض کی تھی کہ وہ اس تصدیقی رپورٹ کی کاپی مجھے فراہم کریں۔ تو وہ تصدیقی رپورٹ کی کاپی مجھے فراہم نہیں کی گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہی میں عرض کر رہا تھا۔ غالباً آپ نے میری بات پر غور نہیں فرمایا کہ وہ ٹھیک نہیں ہیں۔ ابھی ان کا message آیا تھا کہ اگر آپ تھوڑی دیر کے لیے ٹھہر جائیں تو میں یہاں آنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اس پر میں نے کہا کہ اگر آپ آسانی سے آسکتے ہیں تو آجائیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، چلیں۔ پھر اس طرح ہے کہ اگر وہ آج آجاتے ہیں تو آج ہی دے دیں گے' نہیں تو پھر اگلے دن پر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ اگر وہ آجاتے ہیں۔۔۔

جناب سعید احمد خان منیس، وہ تشریف لے آئے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آ گئے ہیں۔۔۔۔ یہ بڑی مہربانی ہے۔ لاءمنسٹر صاحب! آپ کا پتا چلا تھا کہ طبیعت ناساز ہے۔ رات بھی میں نے فون کیا تھا اس وقت آپ ڈاکٹر کے پاس گئے ہوئے تھے۔ میں نے تو کہا تھا کہ آپ rest کریں لیکن آپ کی بڑی شفقت ہے کہ طبیعت خراب ہونے کے باوجود تشریف لے آئے۔

منیس صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پر ایک بات کی تھی کہ کل کوئی ایف۔ آئی۔ آر یا تصدیقی ضمنی کی بات ہوئی تھی جو آپ نے فرمایا تھا کہ اجلاس کے بعد دے دیں گے لیکن آپ کی طبیعت خراب ہو گئی۔ آپ نہیں لا سکے۔ تو آج وہ۔۔۔

وزیر قانون، آج ہی اسی اجلاس کے دوران مل جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، ٹھیک ہے۔ مہربانی۔ تحریک التوائے کار نمبر 14 میاں عبدالستار صاحب کی ہے۔۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! نہایت ہی افسوس کے ساتھ مجھے یہ کہنا پڑتا ہے کہ آج جو سوالات تھے ان کے بھی جوابات کسی مجبوری کے تحت نہ آ سکے۔ آپ نے کافی کوشش کی اور اجلاس تقریباً 45 منٹ لیٹ شروع ہوا۔ اسی وجہ سے کہ کورم پورا ہو جائے۔ لیکن اس وقت بھی ہاؤس میں کورم نہیں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جب تک کورم پورا نہ ہو تب تک کوئی کارروائی بھی چلانی اسمبلی کے رولز کے خلاف ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رولز کی تو واقعی آپ نے بات صحیح کہی ہے۔ لیکن لگتا ہے کہ آج آپ کو گھر جانے کی جلدی ہے۔۔۔۔ گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی) کورم نہیں ہے۔ لہذا 5 منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر 5 منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں)

(گھنٹیاں بج رہی ہیں)

جناب ڈپٹی سپیکر، گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی---- کورم پورا نہ تھا)

جناب ڈپٹی سپیکر، کورم پورا نہیں ہے۔ اجلاس آدھے گھنٹے کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اجلاس کی کارروائی 9 بج کر 55 منٹ پر 10 بج کر 25 منٹ تک ملتوی کی گئی)

(وقفہ کے بعد کی کارروائی)

(جناب ڈپٹی سپیکر 10 بج کر 37 منٹ پر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، کورم پورا ہے۔ میاں عبدالستار صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 14 لیتے ہیں۔ وہ تشریف نہیں رکھتے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15 جناب سعید احمد خان منیس۔

صوبائی دار الحکومت میں پینے کے پانی کی شدید قلت

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کے مختلف شہروں سمیت صوبائی دارالحکومت لاہور میں بھی پینے کے پانی کی شدید قلت کا سامنا ہے جس کی وجہ واسا کی بچت پالیسی ہے۔ واسا حکام نے بجلی کی بچت کے لیے نہ صرف پانی مہیا کرنے کے اوقات کار کم کیے اور ٹیوب ویل بند رکھنا شروع کر دیے ہیں۔ اس کے علاوہ واسا ملازمین خصوصاً ٹیوب ویل آپریٹرز صبح کے وقت صرف ایک بار آ کر ٹیوب ویل چلاتے ہیں اور پھر کسی کام پر چلے جاتے ہیں۔ بعد میں جوں ہی بجلی بند ہوتی ہے ٹیوب ویل بند ہو جاتے ہیں۔ بجلی بحال ہونے پر ان کو پھر سے چلانے والا کوئی موجود نہیں ہوتا۔ صرف وہ ٹیوب ویل دوبارہ چلتا ہے جس کے لیے ٹیوب ویل آپریٹر کسی دوکاندار سے طے کرکے جاتا ہے کہ وہ اس کی عدم موجودگی میں ٹیوب ویل چلا دے گا۔ واسا کی اس کارکردگی اور ٹیوب ویل آپریٹروں کی غفلت سے شمالی لاہور کے علاقے شاد باغ، مصری شاہ، تاج پورہ، چاہ میراں اور وسن پورہ وغیرہ کے علاقوں کے علاوہ جوہر ٹاؤن، ٹاؤن شپ اور سمن آباد جیسے علاقے بھی متاثر ہیں۔ اور عوام پینے کے پانی کو ترستے رہتے ہیں۔ پانی کے نل سے ہوا نکلتی رہتی ہے۔ پانی کی اس قلت سے عوام میں سخت مایوسی، ہیجان اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ مسئلہ فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا! تحریک التوائے کار میں یہ فرمایا گیا ہے کہ واسا شہریوں کو روزانہ سولہ سے اٹھارہ گھنٹے تک پانی سپلائی کرتا ہے جس کی مقدار 34 کروڑ گیلن ہے جو پچھلے سال کے مقابلے میں چھ کروڑ گیلن زیادہ ہے۔ موجودہ حکومت نے پانی کی فراہمی کو مزید بہتر بنانے کے لیے خصوصی گرانٹ سے اس سال 41 نئے ٹیوب ویل نصب کیے ہیں۔ جس کے بعد ٹیوب ویلوں کی تعداد 243 ہوگئی ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ واسا لاہور نہ صرف پاکستان کے تمام شہروں بلکہ جنوبی ایشیا کے دیگر شہروں سے بھی زیادہ پانی سپلائی کرتا ہے۔ یہ حقیقت پر مبنی نہیں ہے کہ واسا نے بجلی کی بچت کے لیے پانی کے اوقات کار کم کر دیے ہیں۔ یا ٹیوب ویل بند کرنا شروع کر دیے ہیں بلکہ تمام ٹیوب ویل شیڈول کے مطابق چلائے جا رہے ہیں۔ اور یہ بھی درست نہیں ہے کہ واسا کے ٹیوب ویل آپریٹر ٹیوب ویل چلا کر چلے جاتے ہیں۔ اگر کوئی ٹیوب ویل آپریٹر غیر حاضر پایا جائے تو فوری طور پر اس کے خلاف ضابطہ کے مطابق ایکشن لیا جاتا ہے۔ جہاں تک شمالی اور جنوبی لاہور کا تعلق ہے وہاں پانی کی سپلائی معمول کے مطابق ہے۔ اور کہیں بجلی کی بندش اور کسی فنی خرابی کی صورت میں پانی کی شکایت آتی ہے تو اس کا فوری تدارک کیا جاتا ہے۔ مزید برآں واسا کے زیر زمین واٹر سپلائی گرڈ سسٹم بھی موجود ہے۔ اگر ایک علاقے سے بجلی چلی جائے تو وہاں دوسرے علاقے سے پانی مل جاتا ہے۔

جناب والا! یہاں میں اس امر کی بھی تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ معزز رکن نے یہ فرمایا ہے کہ ٹیوب ویل آپریٹر ٹیوب ویل بند ہونے کی صورت میں انھیں چلانے کے لیے دوبارہ وہاں پر موجود نہیں ہوتے۔ تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے ذہن میں جو خدشات تھے وہ دو حوالوں سے تھے ایک تو ان کا فرمانا یہ تھا کہ شاید ایک ٹیوب ویل آپریٹر ایک سے زیادہ ٹیوب ویل آپریٹ کرتا ہے۔ یہ تاثر قطعی طور پر غلط ہے ایک ٹیوب ویل پر ایک ہی آپریٹر ہے۔ اور جب بجلی بند ہوتی ہے دوبارہ آپریٹر وہاں پر موجود ہوتا ہے۔ اور وہ اس کو آن کرتا ہے۔ دوسرا ان کا تاثر یہ تھا کہ وہ آپریٹر ٹیوب ویل آپریٹ کرنے کے علاوہ بھی کوئی کام سرانجام دیتے ہیں اور کسی کی ڈیوٹی لگا کر، جس طرح انھوں نے اپنی تحریک میں فرمایا ہے کہ دوکاندار کے حوالے کرکے چلے جاتے ہیں۔ یہ درست نہیں ہے۔ یہ ایک ٹیکنیکل کام ہے اور وہ ٹیکنیکل آپریٹر ہی اس کام کو کرتا ہے۔ اس کے علاوہ معزز رکن صوبائی اسمبلی جو اس حلقہ سے ہیں ابھی وہ بھی میرے ساتھ بات کر رہے تھے، ان تمام

خدشات کے باوجود جناب والا! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ اس معاملے کو ہم take up کریں گے۔ اور محکمے کو یہ ہدایت کریں گے کہ اس قسم کی کوئی شکایت اگر کہیں پائی جاتی ہے تو اس کو دور کیا جائے گا۔ شکریہ۔

جناب ارشد عمران سلہری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سلہری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ لاہور میں پینے کے پانی کے حوالے سے بات ہو رہی ہے۔ میں میاں شہباز شریف صاحب وزیر اعلیٰ پنجاب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ کہ خاص طور پر اس ڈیڑھ دو سال کے عرصے میں لاہور کے شہریوں کو پینے کے پانی کے حوالے سے سہولیات فراہم کرنے اور سیوریج کے حوالے سے ان کی مشکلات کو دور کرنے کے لیے وزیر اعلیٰ پنجاب نے خصوصی پیکج دیا ہے۔ اور میں جناب والا! آپ کی اجازت سے اسی حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سلہری صاحب! ویسے پوائنٹ آف آرڈر پر آپ اس پر تقریر کر سکتے ہیں؟

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! تقریر کی بات نہیں ہے واسا کے حوالے سے کل جو میری تحریک التوائے کار تھی۔ اس پر میں آپ کی اجازت سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ کل تو گزر گئی۔

جناب ارشد عمران سلہری، سر وہ شکایت دوبارہ اسی طرح ہے۔ پینے کے پانی کے حوالے سے بات ہوئی تھی۔ یہاں پر راجہ صاحب نے یقین دہانی کرائی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ یہ جو بات کر رہے ہیں اس کے متعلق پہلے خواجہ صاحب سے پوچھ لیں کہ یہ بات ٹھیک ہے کہ اب پینے کا پانی سب کو ملتا ہے یا نہیں؟

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! پینے کا پانی میں کہتا ہوں کہ جو ملتا ہے وہ خالص نہیں ہے۔ وہ صاف پانی نہیں ہے۔ میرے حلقے میں پکی ٹھٹھی کے حوالے سے بات ہوئی تھی۔ یہ کل کے اخبار میں دوبارہ خبر لگی ہے کہ انھوں نے وزیر اعلیٰ پنجاب سے شکایت کی ہے کہ خدا کے واسطے آپ خود اس میں involve ہوں تاکہ ہمارا یہ مسئلہ حل ہو سکے۔ میرے پاس وہاں کے مکینوں کے ڈاکٹرز کے

سرٹیفکیٹس بھی ہیں جن کو ڈاکٹر نے کہا ہے کہ یہ پانی مت پئیں اگر پینا ہے تو یہ پانی ابال کر پئیں۔ یہ پانی پینے کے قابل نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ آپ اسی حوالے سے ایک نئی تحریک دے دیں۔ ہم اس کو take up کر لیں گے۔ اس وقت چونکہ لاءمنسٹر صاحب نے یہ یقین دہانی کرا دی ہے۔ اس لیے اس کو آپ الگ لے آئیں اس کو الگ take up کر لیں گے۔ اگر اس پر مزید کوئی کارروائی بھی کرنی پڑی تو ہم کر لیں گے۔ جی منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! میں نے جو تحریک التوائے کار یہاں پیش کی ہے وہ واقعی نہایت ہی اہمیت کی حامل تحریک التوائے کار ہے۔ جناب والا! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ جو مشکلات ہوتی ہیں یا تو وہ ہم اخبارات سے pick کرتے ہیں یا وہاں کے متعلقہ مکین ہمیں آ کر ملتے ہیں اور اپنی اپنی مشکلات ہمیں بتاتے ہیں کہ یہ ہمیں تکلیف ہے۔ یہ چیزیں میں نے اخبارات سے بھی pick کیں۔ اور ان علاقوں کے لوگوں نے بھی ہمیں اپنی تکالیف کے بارے میں بتایا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک نہایت ہی اہمیت کی حامل ہے اگر ایک جگہ پر پینے کا صاف پانی نہیں مل رہا اور وہاں کے مکین اس مشکل میں ہیں تو حکومت کو واقعی بطور پہلی ترجیح اس کو take up کرنا چاہیے۔ اور اب معزز وزیر قانون جو کہ وزیر ہاؤسنگ کی جگہ جواب دے رہے ہیں انھوں نے مجھے یہ یقین دلایا ہے کہ یہ بات حکومت کے نوٹس میں آ گئی ہے اور وہ انشاء اللہ کوشش کریں گے کہ یہ مشکل دور ہو۔ میں یہ چاہوں گا کہ جو lack of control یا lack of supervision اگر کسی جگہ پر ہے یا جو lapse ہے ان لوگوں کے خلاف بھی ایکشن لیا جائے۔ اور وزیر قانون کی یقین دہانی کے بعد میں اس تحریک کو پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ وہ اس پر ایکشن لیں گے۔ انھوں نے تو پہلے ہی فرمایا ہے کہ اس کے خلاف اگر کوئی ایسی بات ہے تو وہ کارروائی کریں گے۔ اگلی تحریک نمبر 16۔ میاں عبدالستار صاحب کی ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اس سے اگلی تحاریک نمبر 17، 18 ایس اے حمید صاحب کی ہیں لیکن ان کی طرف سے تحریری طور پر استدعا آئی ہے کہ وہ آج کسی مجبوری کی وجہ سے نہیں آ سکے اس لیے ان کو pending کر دیا جائے۔ لہٰذا ہم ان دونوں تحاریک التوائے کار کو pending کرتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار چودھری محمد صفدر شاکر صاحب کی ہے۔

اڈہ مرید والا، تحصیل سمندری تا بنگلہ سنڈیانوالہ، ماموں کانجن سڑک کی خستہ حالی

چودھری محمد صفدر شاکر، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اڈہ مرید والا تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد سے بنگلہ سنڈیانوالہ ماموں کانجن ضلع فیصل آباد جس کی لمبائی چھ میل ہے علاقہ کی ایک اہم اور مصروف ترین سڑک ہے۔ چند سالوں سے یہ سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے گنے کے موسم میں زمیندار سڑک ٹوٹنے کی وجہ سے بڑے پریشان ہوتے ہیں اور اکثر رات کو یہاں واردات بھی ہو جاتی ہے۔ سڑک کی خرابی کی وجہ سے عوام میں سخت بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی معطل کرکے اس مسئلے پر فوری بحث شروع کی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! یہ تحریک ہمیں آج موصول ہوئی ہے اس کا جواب ابھی نہیں آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ویسے بھی متعلقہ وزیر صاحب موجود نہیں ہیں اور وزیر قانون صاحب فرما رہے ہیں کہ اس کا جواب موصول نہیں ہوا اس لیے اس کو pending کر لیتے ہیں۔

چودھری محمد صفدر شاکر، جناب والا! ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 20 بھی صفدر شاکر صاحب کی ہے۔

ٹاؤن کمیٹی ماموں کانجن کے مکینوں کو پینے کے صاف پانی کی عدم دستیابی

چودھری محمد صفدر شاکر، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ٹاؤن کمیٹی ماموں کانجن ضلع فیصل آباد، جس کی آبادی 30 ہزار ہے شہر کے درمیان سے ایک سیم نالہ گزرتا ہے۔ پچھلے چند سالوں سے اس سیم نالہ میں فیصل آباد شہر کے صنعتی یونٹوں کا تیزابی پانی ڈال دیا گیا ہے اب صورت حال یہ بن گئی ہے کہ تیزابی پانی نے گہرائی میں پہنچ کر پینے کے پانی کو اتنا متاثر کیا ہے کہ کالے یرقان اور معدے کی بیماریاں عام ہو رہی ہیں۔ اس پریشان کن مسئلہ سے شہریوں میں بے

چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی معطل کر کے اس پر فوری بحث شروع کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی لاہنسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! چودھری محمد صفدر شاکر صاحب نے جس مسئلہ کی نشان دہی کی ہے اس سلسلے میں گزارش ہے کہ واقعی فیصل آباد شہر اور صنعتی یونٹوں کا گندا پانی سیم نالہ میں ڈالا جاتا ہے جو کہ ماموں کانجن ٹاؤن کمیٹی کے تقریباً درمیان میں سے گزرتا ہے۔ یہ قدرتی امر ہے کہ جس قسم کا پانی تسلسل سے اس زیادہ مقدار میں گزرے گا اسی قسم کے زیر زمین پانی میں اثرات مرتب ہوں گے۔ یہ مسئلہ ماحولیات کے متعلق ہے لہٰذا انھیں کہا جائے گا کہ وہ پاکستان انوائرمنٹل ایکٹ 1997ء کے تحت صنعتی یونٹوں کو، جن کا پانی براہ راست اس نالہ میں گر رہا ہے ان کے خلاف ضابطہ کی کارروائی عمل میں لائیں اور انھیں پابند کریں کہ وہ اپنے صنعتی یونٹوں میں واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ نصب کریں تاکہ یہ پانی دوسرے علاقوں میں زیر زمین پانی کو متاثر کرنے کا باعث نہ بنے اور علاقہ کے لوگوں کی تشویش اور اضطراب ختم ہو سکے۔

جناب سپیکر! معزز رکن نے جس امر کی نشان دہی کی ہے یہ بالکل حقیقت ہے اور درست ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کی تشویش بھی کافی حد تک درست ہے اور علاقے کے لوگوں میں اس سلسلے میں واقعی تشویش اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ چونکہ یہ محکمہ ارگیشن کو مارک ہو گئی تھی ان کی طرف سے جو جواب تھا وہ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا ہے اور آپ کے توسط سے معزز ایوان کی خدمت میں عرض کیا ہے لیکن جس طرح میں نے گزارش کی ہے کہ یہ جرم بنیادی طور پر انوائرمنٹل ایکٹ کے تحت بنتا ہے اور ہم ان کو علیحدہ اپنی طرف سے لکھ رہے ہیں کہ وہ متعلقہ مز اونر یا جن کا پانی وہاں پر آتا ہے ان کے خلاف کارروائی کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر معزز رکن یہ چاہیں تو میں انوائرمنٹل ڈیپارٹمنٹ کو یہ بھی کہوں گا کہ وہ ان سے بھی رابطہ کر لیں گے اور ان کی تسلی کے مطابق ان شاء اللہ تعالیٰ ضابطے کی کارروائی کی جائے گی۔ شکریہ جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی چودھری صاحب! آپ مطمئن ہیں۔

چودھری محمد صفدر شاکر، جناب سپیکر! یہ مسئلہ میں نے دوسری دفعہ اسمبلی میں پیش کیا ہے اس سے پہلے بھی یہ مسئلہ پیش ہوا تھا۔ اس وقت بھی وزیر موصوف نے بڑی تسلی دی تھی اور ان کے

حکم پر محکمے نے وہاں جا کر ہماری تھوڑی سی حوصلہ افزائی بھی کی لیکن آپ یقین مانیں کہ اس مسئلے کو پانچ ماہ ہو چکے ہیں اور اس سے شہر میں دو تین اموات بھی ہو چکی ہیں تو یہ ایک بڑا اہم مسئلہ ہے۔ میں وزیر موصوف کی یقین دہانی سے مطمئن ہوں لیکن میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ اس مسئلے پہ وہ خصوصی دلچسپی فرمائیں اور اپنی طرف سے وزیر اعلیٰ کو بھی یہ گزارش کریں کہ اس مسئلے کے لیے اگر وہاں فنڈز ضروری ہیں تو وہ وہاں فنڈز ایشو کریں تاکہ یہ مسئلہ فوری طور پہ حل ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 21 جناب سعید احمد خان منیس صاحب، جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، سید مسعود عالم شاہ صاحب، جناب سعید اکبر خان صاحب کی ہے۔ میرے خیال میں سعید اکبر خان صاحب تو اس وقت کورم پوائنٹ آؤٹ کر کے چلے گئے ہوں گے؟۔۔۔۔۔ تشریف رکھتے ہیں آپ۔

جناب سعید اکبر خان، جی جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی منیس صاحب! آپ پیش کریں گے؟

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں پیش کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمایئے۔

پنجاب بھر میں مہلک بیماری ہیپاٹائیٹس بی کا پھیلنا

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور کی 16 نومبر 1998ء کی اشاعت میں یہ خبر شہ سرخیوں سے شائع ہوئی ہے کہ جگر کی مہلک بیماری ہیپاٹائیٹس بی کے متاثرین میں خطرناک حد تک پہنچ گئی ہے اور پنجاب میں یہ تعداد لاکھوں میں ہے۔ رپورٹ کے مطابق ہیپاٹائیٹس بی ایڈز سے سو گنا زیادہ مہلک اور متعدی بیماری ہے اور ہر دسویں فرد میں اس بیماری کے جراثیم موجود ہیں۔ مناسب حفاظتی اقدامات نہ ہونے اور جہالت کے باعث یہ بیماری تیزی سے پھیل رہی ہے۔ پنجاب بھر کے ہسپتالوں میں ہیپاٹائیٹس بی کے مریضوں کے علاج معالجے کا کوئی انتظام نہیں۔ حکومت پنجاب کی صحت کے حوالے سے ناقص کارکردگی طبی سہولتوں کے فقدان اور ہیپاٹائیٹس بی کی ویکسین کی عدم دستیابی سے صوبہ بھر کے عوام میں شدید بے چینی، پریشانی اور اضطراب پایا جانے لگا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان

میں زیر بحث لایا جائے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! مجھے اس کا جواب موصول نہیں ہوا اگر اسے کل کے لیے پینڈ فرمالیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ اس تحریک کا جواب موصول نہیں ہوا اس کو کل یا next working day کے لیے پینڈ کر لیا جائے۔

جناب سعید اکبر خان، ٹھیک ہے' جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلی تحریک نمبر 22 جناب سعید احمد خان منیس صاحب' جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو' سید مسعود عالم شاہ صاحب' جناب سعید اکبر خان صاحب۔

ایس ایس پی آفس لاہور کے باہر بوری بند نعش

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ کہ روزنامہ "جنگ" لاہور کی 18 نومبر 1998ء کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی کہ "ایس ایس پی آفس لاہور کے باہر بوری بند نعش"۔ تفصیل اس کی کچھ یوں بیان کی گئی ہے کہ ایس ایس پی آفس لاہور کے سامنے اسلامیہ کالج سول لائنز کے ہوسٹل کے باہر منگل کی علی الصبح فٹ پاتھ پر رضائی کے سفید غلاف میں لپٹی نامعلوم نوجوان کی جھلسی ہوئی نعش ملی۔ اس کا چہرہ اور بازو جھلسے ہوئے تھے' شہ رگ کٹی ہوئی تھی' جسم کے دوسرے حصوں پر بھی تشدد کے نشانات نظر آ رہے تھے۔ خبر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ نعش مسخ ہو چکی تھی اور بوری میں بند تھی۔ کتے اس کے گرد جمع تھے اور بوری پھاڑنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس خبر کی اشاعت سے شدید خوف و ہراس پھیل گیا ہے اور معاشرے میں بڑھتی ہوئی تشویش سے امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورت حال مزید بگڑنے کا اندیشہ لاحق ہو گیا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی معطل کر کے اس پر فوری بحث کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی لاہنسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب! یہ آج ہی موصول ہوئی ہے اس کا جواب بھی ابھی مجھے نہیں ملا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے اس کو پینڈنگ کر لیتے ہیں۔

اگلی تحریک التوائے کار نمبر 23 سید مسعود عالم شاہ صاحب۔

احمد پور شرقیہ سب ڈویژن سکارپ کے ٹیوب ویل کی بندش

سید مسعود عالم شاہ، میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ احمد پور شرقیہ سب ڈویژن سکارپ کے ٹیوب ویل 25 ستمبر 1998ء سے بند ہیں۔ بروقت پانی نہ ملنے سے کپاس کے کچے ٹینڈے شدید متاثر ہوئے ہیں اور اب گندم کی کاشت کا وقت ہے۔ ٹیوب ویل بھی بند ہیں اور نہروں کی بھی بندی ہے۔ محکمہ آب پاشی کی نا اہلی اور مجرمانہ تساہل اور غفلت سے صوبہ بھر کے عوام میں بالعموم اور احمد پور شرقیہ سب ڈویژن کے عوام میں بالخصوص شدید پریشانی' بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! فاضل رکن نے یہ مسئلہ زیر بحث لانے کے لیے تحریک پیش کی ہے کہ احمد پور شرقیہ سے سب ڈویژن سکارپ کے ٹیوب ویل 25 ستمبر 1998ء سے بند ہیں۔ پانی نہ ملنے کی وجہ سے کپاس کے ٹینڈے متاثر ہوئے ہیں اور اب گندم کی کاشت کا وقت ہے۔ ٹیوب ویل بھی بند ہیں اور نہروں کی بھی بندی ہے جس سے احمد پور شرقیہ کے عوام میں بے چینی پائی جاتی ہے۔ استدعا کی گئی ہے کہ ایوان کی کارروائی روک کر مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے۔ فاضل رکن نے احمد پور شرقیہ سب ڈویژن سکارپ کے ٹیوب ویلوں کی بندش کے متعلق فرمایا ہے۔ اس ضمن میں گزارش ہے کہ احمد پور شرقیہ سب ڈویژن سکارپ کے کل 293 ٹیوب ویل نصب ہیں۔ یہ ٹیوب ویل سکارپ پنجند عباسیہ پراجیکٹ یونٹ I اور آباد پائنٹ کے ہیں جو 79-1978ء سے محکمہ آب پاشی کی تحویل میں چلائے جا رہے ہیں۔ ان ٹیوب ویلوں میں سے 84 ٹیوب ویل جن میں سے 49 ٹیوب ویل مشینری میں نقائص اور 35 ٹرانسفارمر کی خرابی اور مختلف نقائص کی وجہ سے گزشتہ کئی ماہ سے بند ہیں جب کہ باقی 209 ٹیوب ویل چالو ہیں۔ مذکورہ سکارپ ٹیوب ویل گزشتہ 18/19 سال سے کام کر رہے ہیں جب کہ ان کا مزید عرصہ کارکردگی کم و بیش 15 سال ہے۔ ٹیوب ویل پرانے ہونے کی وجہ سے ان میں نقائص بھی زیادہ واقع ہوتے رہتے ہیں تاہم حکومت محدود وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے حتی الامکان کوشش کر رہی ہے کہ بند ٹیوب ویلوں کی مرمت کر کے زیادہ سے زیادہ ٹیوب ویل چلائے جائیں۔ جناب والا! ٹیوب ویلوں کی بندش کا حالیہ مسئلہ اس وقت پیدا ہوا جب واپڈا نے 209 چالو ٹیوب ویلوں میں سے 160 ٹیوب ویل بجلی کے بلوں کی عدم ادائیگی کے پیش نظر 25 ستمبر 1998ء سے بند کر دیے ہیں تاہم محکمہ آب پاشی

کے افسران نے واپڈا کے متعلقہ افسران سے مذاکرات کر کے ان ٹیوب ویلوں کی بجلی بحال کرا دی ہے اور یہ ٹیوب ویل یکم نومبر 1998ء سے چلا دیے گئے ہیں۔ جیسا کہ تحریک التوائے کار نمبر 16 کے ضمن میں وضاحت کی گئی ہے کہ صوبائی حکومت محکمہ واپڈا کی طرف سے excessive billing کو کنٹرول کرنے اور صوبائی خزانہ پر بلاجواز بوجھ کم کرنے کی غرض سے بجلی کے بلوں کی جانچ پڑتال کرتی ہے اور محکمہ خزانہ کی طرف سے reconciled بلوں کی بنیاد پر واپڈا کو بلوں کی ادائیگی کر دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جس خدشے کا اظہار معزز ممبر نے کیا تھا۔ اس کو محکمہ نے تسلیم کیا ہے اور اس کے جواب میں محکمہ نے بتایا ہے کہ اب بجلی کے بل ادا کر دیے گئے ہیں اور وہ ٹیوب ویل چالو کر دیے گئے ہیں۔ اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ معزز رکن اپنی تحریک کو press نہیں کریں گے اور اگر اس سلسلے میں وہ کوئی مزید وضاحت چاہتے ہیں تو میں اس کے لیے حاضر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' شاہ صاحب۔

سید مسعود عالم شاہ، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میں نے یہ تحریک پرسوں جمع کروائی ہے اور کل مجھے اطلاع ملی ہے کہ میرے جو ذاتی ٹیوب ویل ہیں' ان کے سارے کنکشن کاٹ دیے گئے ہیں۔ کیا یہ اس تحریک کا ردعمل ہے یا کوئی political victimization ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاید آپ نے بل نہ جمع کروائے ہوں۔

سید مسعود عالم شاہ، میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ حقیقت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پتا کروائیں کہ معزز رکن فرما رہے ہیں کہ کل ان کو پتا چلا ہے کہ ان کے ذاتی ٹیوب ویلوں کے کنکشن کاٹ دیے گئے ہیں۔

وزیر قانون، جناب والا! چونکہ کنکشن محکمہ آب پاشی سے متعلقہ نہیں ہیں۔ وہ واپڈا سے متعلقہ بات ہو گی۔ لیکن اس کے باوجود میں اس بات کی یقین دہانی کراتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راجہ صاحب' اگر تو یہ بغیر کسی وجہ کے کاٹے گئے ہیں۔ اس ردعمل میں کہ یہ تحریک پیش کی گئی ہے تو ان کے خلاف چاہے واپڈا ہے یا کوئی بھی ہے' اس کا سختی سے نوٹس لیں کہ ایک معزز رکن کے ساتھ یہ جو زیادتی ہوئی ہے۔ اس کا ازالہ ہو سکے۔

وزیر قانون، میں یہی عرض کرنے لگا تھا کہ میں ذاتی طور پر آج ہی اور ابھی اس مسئلے کو دیکھوں گا اور میں خود معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ان کے کنکشن کاٹنے کی وجوہات کیا ہیں۔ اگر non payment کی وجہ سے ہے تو علیحدہ بات ہے۔ لیکن اگر کسی انتظامی کارروائی کی وجہ سے ہے تو میں وہ آپ کے توسط سے معزز رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ نہیں ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' ٹھیک ہے۔

سید مسعود عالم شاہ، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جن صاحب نے یہ ذاتی کارروائی کی ہے۔ ان کو بے نقاب کیا جائے اور ان کی جو سزا ہے وہ ہاؤس میں بتائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' شاہ صاحب انھوں نے فرمایا ہے کہ وہ ذاتی طور پر آج ہی اس کی انکوائری کرتے ہیں کہ یہ کیوں ہوا۔ اگر اس میں کوئی انتظامی کارروائی ہے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ شخص جو بھی ہوا۔ اس کو معاف نہیں کیا جائے گا۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! جس طرح میرے معزز دوست مسعود عالم شاہ صاحب نے ابھی یہ بات بتائی ہے کہ انھوں نے ایک تحریک التوائے کار داخل کرائی اور اس کے ردعمل میں ان کے ٹیوب ویلوں کے کنکشن کاٹ دیے گئے ہیں۔ اسی طرح ایک تحریک التوائے کار ڈی اے پی کھاد کی عدم دستیابی کی میں نے جمع کروائی تھی' جو dispose of ہو گئی لیکن اس تحریک التوائے کار پیش کرنے کی پاداش میں میرے حلقہ انتخاب میں بھی' جو ہمارے دوست احباب ہیں' جن کا تعلق اس کھاد کے کاروبار سے ہے' ناجائز طور پر ان پر بھی چھاپے مارے گئے۔ جو کہ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ جب تحریک التوائے کار دی جائے تو اس پر حکومت ردعمل کرتی ہے۔ اس دن یہاں پر معزز وزیر زراعت نے بہت ہی بلند و بانگ دعوے کیے' سبز باغ دکھائے کہ ڈی اے پی کھاد پہنچ رہی ہے اور کوئی کمی نہیں ہو گی حالانکہ میں نے عرض کیا تھا کہ آپ بھی کاشت کار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں کہ ڈی اے پی کھاد ایک ایسی کھاد ہے۔ جو کہ بجائی کے وقت انتہائی ضروری ہے۔ تو اسی دن یہ فیصلہ کیا گیا اور ڈی اے پی کھاد کی بوری کی قیمت 64 روپے فی تھیلا بڑھا دی گئی۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کاشت کار طبقے پر یہ زیادتی

ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جان بوجھ کر دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ اگر کوئی تحریک التوائے کار آتی ہے تو وہ حکومت کی توجہ دلانے کے لیے ہوتی ہے۔ اس پر حکومت کو ردعمل نہیں کرنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نے بجا فرمایا ہے۔ لیکن منیں صاحب' ایک بات میں آپ سے عرض کروں گا کہ ماشاء اللہ جب سے ہم بھی یہاں پر ہیں اور آپ بھی یہاں پر ہیں کہ یہ معاملات مختلف ہیں' شاہ صاحب کی جو بات تھی اور اس میں ہم نے جو فیصلہ کیا۔ جب کسی بات کی نشان دہی ہوتی ہے کہ کھاد کی کمی ہے یا گندم کی کمی ہے یا فلاں چیز کی کمی ہے۔ تو حکومت کے پاس اس کے علاوہ کوئی طریقہ نہیں ہوتا کہ اسے یہ شکایت ملے کہ فلاں ڈیلر یا فلاں آدمی نے ذخیرہ کر لیا ہوا ہے اور اسے صحیح طریقے سے dispose of نہیں کر رہا۔ اگر آپ جو فرما رہے ہیں کہ ایسے ڈیلر کو بلاوجہ پکڑ کر اندر دے دیا گیا ہے' جرمانا کر دیا گیا ہے۔ اس کی بھی بات کر لیتے ہیں۔ اگر صرف یہ دیکھنے کے لیے کہ اس کے پاس کھاد موجود ہے اور یہ مارکیٹ میں نہیں لا رہا یا اس کی کوئی اور شکایت ہے تو اس پر حکومت چھاپا مارتی ہے یا اس کی انکوائری کرتی ہے تو میرا خیال ہے کہ اس میں آپ کو بغیر کسی وجہ کے تعاون کرنا چاہیے۔ اگر آپ کی کوئی ذاتی ڈیلر شپ ہے تو وہ تو انتقامی کارروائی ہوسکتی ہے۔ لیکن ڈیلروں پر چھاپا مارنا کوئی انتقامی کارروائی نہیں ہے۔ اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' راجہ صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہاں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا تھا کہ کل جناب ایس اے حمید صاحب کی ایک تحریک التوائے کار محکمہ صحت سے متعلقہ تھی۔ جس میں رات کے وقت پوسٹ مارٹم کرنے کے متعلق کہا گیا تھا کہ بعض ہسپتالوں میں رات کو پوسٹ مارٹم نہیں ہوتا۔ اس کا میں نے جواب دیا تھا اور اس میں تھوڑی سی ٹائپنگ کی غلطی تھی کہ میں نے ہاؤس میں یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ ضلعے کی سطح پر جو ہمارے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہیں' ان میں یہ سہولت دو ہفتے کے اندر اندر فراہم کر دی جائے گی۔ اس کے ساتھ کہیں تحصیل کا لفظ آ گیا تھا۔ میں یہ وضاحت کرنا چاہتا تھا کہ وہ سہولت دو ہفتے کے اندر اندر صرف ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں فراہم کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' شکریہ۔ وزیر صاحب نے یہ ریکارڈ کی درستگی کے لیے فرمایا ہے۔

مسودہ قانون

جناب ڈپٹی سپیکر، اب قانون سازی لیتے ہیں۔ اس میں آج تقاریر ہونی ہیں اور سعید اکبر خان صاحب نے تقریر کرنی ہے۔

مسودہ قانون (ترمیم دوم) مقامی حکومت، پنجاب مصدرہ 1998ء

جناب سعید اکبر خان، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ دوسری بار آپ نے مجھے اجازت فرمائی کہ میں اپنی بات شروع بھی کروں اور پھر مکمل بھی کروں۔ کیونکہ کل آپ نے اجلاس کم از کم ڈیڑھ گھنٹہ پہلے ملتوی کر دیا۔ شاید حکومت کی پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ تھی۔

جناب سپیکر! یہ جو قانون سازی اس وقت ہاؤس میں زیر بحث ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت ہی اہمیت کی حامل قانون سازی ہے۔ جو مکمل طور پر سیاسی قانون سازی ہے اور جس میں سیاسی عمل دخل ہوتا ہے اور سیاست شروع ہوتی ہے۔ میں کل گزارش کر رہا تھا کہ پاکستان بننے کے بعد جو بھی حکومت آئی اس نے اپنے مقصد اور مطلب کے لیے اس نظام کو چلایا اور سب سے زیادہ مضبوط یہ نظام صدر ایوب خان مرحوم کے دور میں ہوا' جب انھوں نے پارلیمانی نظام کو صدارتی نظام حکومت میں تبدیل کیا۔ اور انھوں نے اپنی گورنمنٹ کو سہل چلانے اور اپنی گورنمنٹ کو ایک ایک آدمی یا کروڑوں آدمیوں سے ووٹ لینے کی بجائے اس کو ہزاروں یا لاکھوں میں convert کیا۔

جناب سپیکر! آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ presidential form of government میں عوام پریذیڈنٹ کو منتخب کرتے ہیں۔ انھوں نے یہ نظام اس طریقے سے introduce کیا کہ یونین کونسل کے جو ممبر ہوتے تھے ان کو اپنا حلقہ نیابت declare کرایا۔ اس کو پھر جس طریقے سے بھی ان سے ہو سکا اس کو استعمال کیا گیا اور دو دفعہ وہ اسی نظام کے ساتھ پریذیڈنٹ منتخب ہوئے۔ ان کے جانے کے بعد پھر مارشل لاء آیا اور مارشل لاء کے دوران 70ء میں پھر الیکشن ہوئے اور پھر سول حکومت معرض وجود میں آئی۔ اس کے بعد جب 77ء میں دوبارہ مارشل لاء اس ملک میں لگا اور اس وقت کے حکمرانوں نے یہ ضرورت محسوس کی کہ مارشل لاء کے ہوتے ہوئے اسمبلیاں تو بحال ہو نہیں سکتیں اور جنرل الیکشن ہو نہیں سکتا تو عوام کو کسی طریقے سے سیاسی سرگرمیوں میں شامل کیا جائے۔ انھوں نے ان کو شامل کرنے کا سہل اور بہتر طریقہ بلدیاتی الیکشن سمجھا اور انھوں نے آرڈیننس کے تحت 1979ء میں پہلے الیکشن کروائے۔ اس وقت انھوں نے غیر جماعتی بنیادوں پر یہ الیکشن کروائے اور

ان کو خطرہ صرف پیپلز پارٹی سے تھا تو انھوں نے ان کو اس میں حصہ لینے سے روکا۔ انھوں نے اپنے کسی اور انداز سے یا کسی طریقہ سے۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون (جناب شاہد اکرم بھنڈر)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' بھنڈر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب سپیکر! میں اپنے دوست سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جو ترمیم انھوں نے move کی ہے یہ اس پر بات کریں۔ یہ غیر متعلقہ گفتگو کر رہے ہیں اور ویسے بھی رولز کے مطابق انھوں نے جو ترمیم تجویز کی ہے اسی پر ہی یہ بحث کر سکتے ہیں۔ اب یہ تو ہسٹری کی بات کر رہے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ اپنی بحث کو اس ترمیم کے متعلقہ confine کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' شکریہ۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں اپنے بھائی بھنڈر صاحب کا مشکور ہوں۔ میں یہ back ground جب اس ہاؤس کے سامنے نہیں رکھوں گا تو پھر میں کیسے یہ تجویز دوں گا کہ یہ جو بل ہے اس کو سلیکٹ کمیٹی کو refer کیا جائے تاکہ وہ اپنا پورا mind apply کریں اور اس پر بڑے غور و فکر کے بعد decision لیں اور اس میں ترمیم کریں۔

جناب سپیکر! کسی بات کو کرنے کے لیے جب بھی کوئی وکیل کورٹ میں کیس پیش کرتا ہے تو وہ اپنے کیس کو مضبوط کرنے کے لیے اور اپنے کیس کو سمجھانے کے لیے اس کی تمام back ground کورٹ کے سامنے رکھتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' آپ بھی اپنا کیس مضبوط کریں۔ اُدھر ہی آئیں۔

جناب سعید اکبر خان، جی' جناب! بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! اس وقت یہ ضرور ہوا کہ چند اشخاص کے ساتھ کوئی رویہ سخت تھا لیکن جب بلدیاتی الیکشن ہو گئے تو اس کے بعد گورنمنٹ کی مکمل طور پر کوئی مداخلت نہیں ہوئی اور وہاں کے لوگوں نے جس کو چاہا' جس کو اکثریت نے چاہا اسی کو ووٹ دیے اور وہ ان بلدیاتی اداروں کا سربراہ بن گیا۔ پھر 1983ء میں الیکشن ہوئے۔ اس میں بھی سابقہ طریقہ کار کے مطابق لوگوں نے حصہ لیا اور اپنی خواہش کے مطابق جس کو اکثریت نے چاہا اسی کو اکثریت کے ووٹ ملے اور اکثریت کے ساتھ وہ منتخب ہوا۔

جناب سپیکر! سب سے تعجب اور سب سے عجیب جو بلدیاتی الیکشن 1998ء کے دیکھنے میں

آئے ہیں' میں سمجھتا ہوں کہ سابقہ بلدیاتی اداروں کے انتخابات کی تاریخ میں ایسے واقعات پہلے رونما نہیں ہوئے۔ ان الیکشنوں سے پہلے دو تین دفعہ ان کی تاریخیں اناؤنس ہوئیں۔ میرے محترم ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب یہ فرما رہے تھے کہ میاں نواز شریف صاحب نے بحیثیت پریذیڈنٹ مسلم لیگ اناؤنس کیا کیوں کہ سعید احمد خان نے یہ کہا تھا کہ یہ صوبائی خودمختاری میں مداخلت ہے تو انھوں نے اس کا جواب جس طریقے سے دیا' وہ سب کو معلوم ہے میں یہ مانتا ہوں کہ پریذیڈنٹ پارٹی کو یہ حق ہے کہ وہ اپنی پارٹی کی پالیسی کے مطابق فیصلے کرے لیکن مجھے یہ بھی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کا فیصلہ چاروں صوبوں کے متعلق تھا لیکن باقی تین صوبوں نے تو ان کے اس فیصلے سے معذرت کر لی اور انھوں نے کہا کہ ہم اس فیصلے پر عمل درآمد نہیں کر سکتے اور انھوں نے عمل درآمد نہ کیا۔ لیکن پنجاب میں اس پر عمل درآمد ہوا اور 20 مئی کو جس طریقے سے بھی الیکشن ہوئے اس کو میں کبھی بھی شفاف یا fair الیکشن نہیں کہہ سکتا۔ اس کا جتنا بھی process تھا وہ دھاندلی پر مبنی تھا اور اس میں گورنمنٹ کی سخت مداخلت تھی۔ اس کو میں اس طریقے سے brief کروں گا۔ پہلے جب حلقہ بندی شروع کی گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سعید اکبر صاحب! ویسے مجھے بھی یہاں کہنے کی ضرورت پیش آ رہی ہے کہ آپ کی amendment کیا ہے؟ آپ نے back ground بتا دی کہ مارشل لاء دور میں یہ ہوا اور اس سے پہلے یہ ہوا۔ سب سامنے آ گیا۔ اب اس وقت آپ کی amendment کیا ہے؟ میں آپ سے request کروں گا کہ وہ بتائیں تاکہ ہم پھر اس سے آگے چلیں۔

جناب سعید اکبر خان، میں اپنی amendment پڑھ کر سنا دوں' جو میں نے کل پیش کی ہے وہ دوبارہ پڑھ کر سنا دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' وہ تو آپ نے پڑھ لی۔ اب اس پر آپ تقریر کر رہے ہیں۔ میری صرف یہ گزارش ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ اپوزیشن کو چیئر نے ہمیشہ بہت موقع دیا ہے۔ آپ اپنا point of view دیں اور کھل کر دیں لیکن اس میں time factor کو بھی ذرا پیش نظر رکھیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ آپ کی جو amendment ہے اس کو اگر جلدی لے آئیں تو آپ کے بعد آپ کے دوستوں نے ہی بولنا ہے تاکہ ان کو وقت مل جائے۔ پھر وہ کہہ کریں گے کہ ہمیں وقت نہیں ملتا۔ آپ اپنے دوستوں کا ہی حق ماریں گے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس کو brief کر دیں۔ میں آپ کو

bound نہیں کر رہا۔ وہ تو ہاؤس کی مرضی ہے۔ کیونکہ پھر ایسا نہ ہو ہاؤس وقت مقرر کر دے کہ جی آپ اتنا بول سکتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! ویسے تو امنڈمنٹس پر کوئی time limit ہے نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں جناب۔ اگر آپ کہیں گے تو میں آپ کو رول نکال کر بتا دوں گا کہ رول ہے۔ اور پچھلے سیشن میں یہ ہوا ہے۔ آپ تو ماشاء اللہ 1985ء سے آ رہے ہیں اور آپ کو تو رولز کا پتا ہونا چاہیے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں اور میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ یہ جو 20 مئی کو الیکشن ہونے ہیں یہ الیکشن آرڈیننس کے تحت ہی ہونے ہیں اب یہ آرڈیننس regular act بنانے کے لیے اس ہاؤس میں under consideration ہے۔ اور اسی آرڈیننس کو ہم زیر بحث لائیں گے اور 20 مئی کے الیکشنز کو ہم زیر بحث لائیں گے۔ میں نے جو سیلیکٹ کمیٹی تجویز کی ہے اسی کی background میں میں گزارش کروں گا کہ کیا کیا حالات تھے جن کی وجہ سے یہ دوبارہ سیلیکٹ کمیٹی کو جانی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔ آپ نے اپنی بات کیا ختم کر لی یا ابھی کرنی ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب بات تو ابھی میں نے شروع ہی نہیں کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی بات شروع ہی نہیں کی۔

جناب سعید اکبر خان: جناب جو تاریخ 20 مئی کی announce ہوئی تھی اس سے شروع کر رہا ہوں۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔ سلہری صاحب۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب والا! آپ نے نوٹ کیا ہے کہ ان کو بولتے ہوئے کوئی دس پندرہ منٹ ہو گئے ہیں اور آپ نے بھی ان کو ٹوکا ہے کہ آپ relevant نہیں ہیں اور ہمارے پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بھی ان کو ٹوکا ہے۔ لیکن اب وہ خود کہہ رہے ہیں کہ ابھی تو میں نے

سفارش ہی نہیں کیا ۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ ابھی اور ممبران نے بات کرنی ہو گی آپ ان کو پابند کریں کہ وہ اپنی ترمیم تک relevant رہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! یہ جو legislation ہے یہ کوئی عام بحث تو ہے نہیں کہ اس پر باقی ممبران نے بولنا ہے جن جن کی امنڈمنٹس ہیں انہی نے بولنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ آپ فرمایئے۔

جناب سعید اکبر خان، نہ اس میں سلہری صاحب نے تقریر فرمانی ہے کیونکہ انھوں نے اس میں ترمیم ہی نہیں دی۔

جناب والا! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ الیکشن حلقہ بندی سے لے کر پولنگ سٹیشن، پولنگ سٹاف تمام حکومتی ارکان کی خواہش کے مطابق قائم کیے گئے اور انہی کی خواہش کے مطابق حلقہ بندی ہوئی، انہی کی خواہش کے مطابق پولنگ سٹیشن بنے اور اس کی کئی مثالیں ہیں اگر میں اس ہاؤس میں یہ پیش کروں تو آپ حیران رہ جائیں گے کہ کس کس طریقے سے ان الیکشنز کو unfair کیا گیا۔ جناب سپیکر! 20 مئی کے بعد بلدیاتی تاریخ میں یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ چھ مہینے گزرنے کے بعد آج تک یہ الیکشنز پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکے اور اس میں آج تک بلدیاتی سربراہ منتخب نہیں ہو سکے۔ اس کی بھی بڑی وجوہات ہیں کیونکہ اس گورنمنٹ نے یہ تاثر دیا تھا کہ یہ غیر جماعتی الیکشن ہیں announce تو انھوں نے غیر جماعتی کر لیا لیکن بعد میں انھوں نے جماعتی طور پر deal کیا اور یہ کوشش کی۔ --- اور اخباروں میں چیف منسٹر صاحب اور کابینہ کے جو بیانات شائع ہوئے کل جناب سعید احمد خان منیس نے ان کے حوالے دیے کہ مسلم لیگی ہی الیکٹ ہوں گے، مسلم لیگیوں کے بغیر کوئی الیکٹ نہیں ہو سکے گا ۔ انھوں نے غیر جماعتی کا اعلان کر کے پھر انھوں نے جماعتی میں convert کیا اسی کی وجہ ہے کہ اب ان ہی کی خواہش کے مطابق جن کو یہ گورنمنٹ بلدیاتی سربراہ الیکٹڈ کرنا چاہتی ہے ان کو الیکٹ کرنے میں مشکلات پیش آ رہی ہیں اور ان کو الیکٹڈ نہیں کر پا رہے اسی لیے ان کو linger on کر کر کے اور منسٹر صاحبان کی ڈیوٹی لگا کر، کمیٹیاں بنا کر اپنے targets کو achieve کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میرے محترم لوکل باڈیز کے منسٹر نے کل یہ کہا کہ ہم ایک پارٹی ہیں اور پارٹی کے الیکٹڈ لوگوں نے ہماری طرف رجوع کیا ہے ۔ جناب سپیکر! اس رجوع کی کئی مثالیں آپ کے سامنے ہیں کہ سرگودھا میں 102 ممبران نے جو رجوع کیا ان کے

ساتھ کیا ہوا۔ راولپنڈی میں رجوع کرنے والے ممبران کے ساتھ کیا حشر ہوا' میرے سامنے یہ اخباری خبر ہے جسے مجھے پڑھتے ہوئے حیرت بھی ہوتی ہے اور افسوس بھی ہوتا ہے اور یہ اخبار نیشن ہے۔میں اس کو تھوڑا read out کروں گا-----

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب' میں پھر آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ confine رہیں اور اپنی بات کو wind up کریں' بڑے افسوس کی بات ہے کہ مجھے بار بار کہنا پڑ رہا ہے۔ آپ قانون سازی پر زور تو دیتے ہیں لیکن قانون سازی کو آپ ایسے monopolize کرتے ہیں کہ آپ کسی اور دوست کو بولنے کا موقع ہی نہیں دیتے۔ آپ اپنی امنڈمنٹ پر آئیں اور اس اخباری خبر کو چھوڑیں اس کی نسبت ہمیں آپ کی خبر زیادہ معتبر محسوس ہو گی آپ اپنی بات کریں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں نے جو امنڈمنٹ دی ہے-----

وزیر آبپاشی، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی چودھری صاحب۔

وزیر آبپاشی، جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے جناب خان صاحب کی خدمت میں میں عرض کروں گا کہ خان صاحب بالکل relevant نہیں ہیں اور اپنی موشن کے بارے میں جو انھوں نے بات کرنی ہے وہ بات کریں یہ خواہ مخواہ ہاؤس کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔

دوسرے میں یہ بھی کہوں گا کہ یہ اتنے ill-informed ہوتے ہیں اور اتنی irrelevant باتیں کرتے ہیں کہ انھوں نے کل یہاں ہاؤس میں یہ فرمایا کہ نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالا میں نو آدمی قتل کر دیے گئے ہیں اور یہ ہو گیا وہ گیا۔ انھوں نے کافی شور مچایا۔ جب ہم نے اخبار پڑھی تو وہبات تو نوشہرہ صوبہ سرحد کی بات تھی۔ مگر یہ گوجرانوالا کی بات کر رہے تھے۔ تو جناب والا! یہ اپنی بات میں کتنا فاصلہ رکھتے ہیں۔ لہٰذا یہ irrelevant نہ ہوں بلکہ relevant بات کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ کہتے ہیں کہ سائنس نے فاصلوں کو کم کر دیا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میری امنڈمنٹ ہے کہ گورنمنٹ جو legislation لائی ہے اس کو reconsider کرنے کے لیے سیلیکٹ کمیٹی کو بھیجا جائے۔ جناب میری یہ امنڈمنٹ ہے۔ اس امنڈمنٹ کی کچھ backgrounds ہیں-------

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا ابھی کوئی background رہتی ہے۔ front ground پر بھی آ جائیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! جو legislation work ہے میرے خیال میں اس پر کوئی قدغن نہ لگائی جائے تو وہ مناسب ہو گا۔ میرے آنریبل بھائی

Minister for Irrigation-cum-Care Taker Agriculture Minister for the business of the House

فرما رہے ہیں کہ ill-informed ہیں، غلط ہیں اور یہ ہے اور وہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایسی باتیں ہیں کہ ٹریژری بنچز تو خود دلچسپی نہیں لیتے۔ اب آپ نے آج صبح کا حال دیکھا ہے کہ،

When we started, only fifteen members were present in the House.

اور کورم point out ہوا اور پانچ منٹ گھنٹیاں بجنے کے باوجود بھی کورم پورا نہ ہوا۔ اس کے آدھے گھنٹے کے بعد according to the rules کورم پورا ہوا۔ تو اگر اپوزیشن اس میں کچھ contribution کرنا چاہتی ہے تو میرے یہ دوست کم از کم وقت پر آ جایا کریں اور کچھ contribute کر دیا کریں۔ اگر وہ contribute نہیں کرنا چاہتے، ہاؤس میں آنا نہیں چاہتے اور انھوں نے صرف الاؤنسز ہی کی خاطر آنا ہے آج لیڈر آف دی ہاؤس یہاں تشریف رکھتے ہیں میں انھیں suggest کروں گا کہ وہ ایسی امنڈمنٹ لے آئیں جس سے اس ہاؤس کو یہاں اکٹھا نہ ہونا پڑے اور by circulation یہ سارا کام کر لیا کریں۔ کیونکہ legislation work بھی ٹریژری بنچز کا ہے اور آج legislation work ہو رہا ہے اور آپ روزانہ دیکھتے ہیں کہ یہاں ہم بغیر کورم کے اپنی بات جاری رکھتے ہیں اور اس میں کوئی interest نہیں رکھتا۔ اگر ہم interest لے رہے ہیں اسی لیے ہم contribute کر رہے ہیں۔ ہمیں موقع دیا جائے کہ ہم اپنی بات پوری کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بجا فرما رہے ہیں میں پھر وہی عرض کروں گا کہ آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ چیئر نے اس معزز فلور پر آپ کی مرضی کے مطابق آپ کو بولنے کا موقع نہیں دیا۔ لیکن میری صرف ایک گزارش ہے کہ آپ ایک اچھے legislator ہونے کی حیثیت میں موضوع پر confine رہیں، آپ

کی contribution تو وہی رہے گی اگر اس موضوع کی بجائے دائیں بائیں کر کے صرف وقت کو گزارنا چاہتے ہیں تو یہ contribution نہیں ہوگی۔ یہ تو سارے دیکھ رہے ہیں۔ میری تو آپ سے درخواست ہے کہ چھوٹی سی اپوزیشن ہے یہ واقعی contribute کرے یہ واقعی ان پوائنٹس پر بولے جو solid ہیں' جن کا کچھ مطلب ہے' جن کا کچھ نتیجہ نکل سکتا ہے۔ Otherwise جب دوسرے دوستوں کو محسوس ہوگا کہ ہمیں بولنے کا موقع فراہم نہیں کیا جاتا تو یہ ہاؤس ہے اور اس کی مرضی ہے کہ یہ ٹائم fix کر دے۔ میں بھی نہیں چاہتا کہ یہ time fix ہو لیکن میری ایک گزارش ضرور ہے اور یہ میں ہمیشہ کرتا ہوں کہ آپ اس قیمتی وقت کی صحیح utilization کریں۔ میں آپ سے پھر گزارش کروں گا کہ آپ جس بات پر بولنا چاہتے ہیں اس کو confine کریں تاکہ اس پر آگے بات بڑھ سکے۔ میری صرف اتنی سی گزارش ہے۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی خواجہ صاحب۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! اصل میں میں سمجھتا ہوں کہ خدا کے فضل و کرم سے اپوزیشن کے پاس حکومت کے خلاف تنقید کا کوئی جواز ہی نہیں ہے۔ کبھی سرگودھا' کبھی نوشہرہ' کبھی اٹک خدا جانے کون کون سی طوطا مینا کی کہانیاں ہم کو پڑھاتے ہیں کل بھی ہم سنتے رہے ہیں اور آج بھی سنتے رہے ہیں۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ اگر حکومت پر کوئی تنقید کرنی ہے تو اس کا ثبوت پیش کریں' اس کا کوئی جواز پیش کریں۔ ابھی کل کی بات ہے کہ ہمارے معزز رکن سعید خان صاحب ابھی آ کر بیٹھے ہی تھے انھوں نے پوائنٹ آف آرڈر پر کہا کہ کل آٹھ عیسائی قتل ہوئے ہیں لہذا ان کی فاتحہ پڑھی جائے۔ جناب ان کے knowledge کا یہ حال ہے۔ ہمارے پیر صاحب نے کہا کہ وہ بیچارے تو ابھی دفن نہیں ہوئے اور وہ عیسائی ہیں ان کی یہاں پر کیسے فاتحہ پڑھی جا سکتی ہے پھر انھوں نے کہا کہ چلو جی افسوس کا اظہار ہی کر لیں۔ تو جناب یہ ان کے knowledge کا حال ہے۔ یہ تنقید برائے تنقید کرنے کے عادی ہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے حکومت پنجاب کی سطح پر اور پاکستان کی سطح پر مسلم لیگ کے مضبوط حکمرانوں کے ہاتھوں میں ہے اور خدا کے فضل و کرم سے یہ اس راستے کی طرف آگے بڑھ رہی ہے جس کا راستہ قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے دکھایا تھا۔ اگر انھوں نے کوئی بات کرنی ہے تو کوئی اچھی بات کریں۔ میں جناب شہباز

شریف کی خدمت میں درخواست کروں گا کہ،

حسن والے ہو نام کر جاؤ
ہم فقیروں کے کام کر جاؤ
کیسے گزریں گی ہجر کی گھڑیاں
کچھ نہ کچھ تو اہتمام کر جاؤ
ڈال دو آفتاب پر گیسو
دوپہر ہی کو شام کر جاؤ
زندگی تم کو ڈھونڈتی ہے عدم
زندگی کو سلام کر جاؤ

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔ چودھری صاحب۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! معزز قائد حزب اختلاف کا پورا ایوان احترام کرتا ہے اور ہم ان سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ relevant بات کریں گے اور اس ہاؤس کے اندر مخدوم زادہ حسن محمود کا رول ادا کریں گے اور لوگ سنیں گے کہ وہ relevant باتیں کرتے ہیں۔ جناب والا! یہ ننھی منی سی تو اپوزیشن ہے اور ہم ان کا بڑا احترام کرتے ہیں اور ان کو ساتھ لے کر چلتے ہیں اور ان کو بڑا accommodate کرتے ہیں لیکن اب جناب والا کو بھی یہ سمجھانا پڑا ہے کہ یہ relevant بات کریں۔

باقی رہی یہ بات کہ جیسے وہ کہہ رہے تھے کہ پتا نہیں حادثاتی طور پر یہ وزیر زراعت بھی ہیں تو جناب والا! وہ بھی حادثاتی طور پر لیڈر آف دی اپوزیشن بن گئے ہیں لیکن وہ اس کا پورا رول ادا کریں۔ یہ بھی ایک حادثہ ہے۔ اگر وہ اس کا رول ادا کریں گے تو وہ بڑے محترم بنیں گے اور اگر اس طرح کریں گے تو پھر ساری دنیا میں expose ہو جائیں گے کہ لیڈر آف دی اپوزیشن کیا کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لیکن یہ حادثہ خوبصورت ہے۔

وزیر آبپاشی، صوبہ سرحد کی باتیں صوبہ پنجاب کے متعلق کر رہے ہیں اور پنجاب کی باتیں صوبہ سرحد کے متعلق کر رہے ہیں تو جناب والا کوئی relevancy ہونی چاہیے اور پھر جو ماضی میں ہوتا رہا ہے اس پر ہمیں روشنی ڈالنی پڑے گی کہ یہ ماضی میں کیا کرتے رہے ہیں اور پھر یہ برا مان جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لیکن یہ لیڈر آف دی اپوزیشن کا خوبصورت حادثہ ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! نکتہ وضاحت۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! Honourable Minister for Irrigation-cum-Care Taker ایگریکلچر منسٹر جسے پنجابی میں "کم چلاؤ" کہتے ہیں اور جیسے میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ گرمکھی میں اسے "ڈنگ ٹپاؤ" کہتے ہیں یہ آج جو حادثاتی والی بات کر رہے ہیں میں نے تو یہ بات کہی ہی نہیں-----

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ آپ کو گرمکھی کیوں یاد آئی۔

جناب سعید احمد خان منیس: اس لیے کہ میں یہ لفظ سمجھانے کے لیے استعمال کرنا چاہتا ہوں اگر وہ اردو نہیں سمجھتے، انگریزی نہیں سمجھتے اور پنجابی نہیں سمجھتے تو میں چاہتا ہوں کہ میں گرمکھی میں بات کروں میں نے آج حادثاتی طور پر کہا ہی نہیں-----

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں سنجیدگی سے اس بات کو لیجیے یہ legislation ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، اور یہ میرے تو بڑے سینئر colleague ہیں، میں تو ان کا بڑا احترام کرتا ہوں اور احترام کرتا رہوں گا ویسے یہ سب کچھ جو رہا ہے یہ number scoring game ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ----- جناب سعید اکبر خان صاحب۔

جناب سعید اکبر خان صاحب، جناب سپیکر! مجھے اس بات پر حیرت ہو رہی ہے کہ یہ جو legislation ہو رہی ہے یہ بلدیات کے بارے میں ہے۔ اس میں میں بلدیاتی نظام اور بلدیاتی الیکشن ہی کا ذکر کروں گا اس کے علاوہ مجھے سمجھ نہیں آ رہی اور میں آپ کی خواہش اور اپنے دوستوں کی

خواہش کے مطابق سوچ رہا تھا کہ اس کے علاوہ میں کونسی بات کروں کہ انھوں نے الیکشن بہت fair کروائے۔ اور چھ مہینے کے اندر ابھی الیکشن complete نہیں ہوئے اگر یہ حقیقت نہیں ہے تو اس کو کوئی جھٹلا سکتا ہے۔ یہ بات نہیں ہے کہ 20 مئی کو یہ بلدیاتی الیکشن نہیں ہوئے اور آج تک complete نہیں ہوئے اور کیا یہ بات کسی کے علم میں نہیں ہے کہ تمام ڈسٹرکٹس میں اسی بلدیاتی الیکشن کی وجہ سے اتنی disturbance ہے اور اگر گورنمنٹ چاہتی کہ جس جس جگہ کسی آدمی کے پاس اکثریت ہے اور وہ الیکٹ ہو جائے تو یہ تو پندرہ یا بیس دن کے اندر ختم ہو جانا تھا۔ جناب سپیکر! میں جو حافظ آباد کا ذکر کر رہا تھا اور جس کو اخباروں نے بھی quote کیا اور آپ کے چیمبر میں بھی اس کے متعلق تحریک استحقاق پڑی ہے اور جو گورنمنٹ نے ایک ایم۔پی۔اے کی منت سماجت کر کے pending کروائی ہوئی ہے اسی کا ذکر اس میں ہے کہ وہ بلدیاتی الیکشن میں حصہ لینے جا رہا تھا مگر اس کے ساتھ ہوا کیا تو جب میں ان backgrounds کو بتاؤں گا اور جب میں دوستوں کو یہ ساری بات سمجھاؤں گا اور میں اپنا نقطۂ نظر ان کے سامنے رکھوں گا تو پھر وہ میری اس گزارش کو کہ اس کو سیلیکٹ کمیٹی کو refer کریں consider کریں گے۔ جناب سپیکر! یہی بات کہ میں نے کہا ہے کہ unfair election ہوئے ہیں اور ان میں حکومتی مداخلت بڑی حد تک ہے اسی کا ثبوت تحریک استحقاق اس ہاؤس میں موجود ہے اور اس کا ذکر ایک اخبار The Nation نے کیا ہے۔

> Intisar Bhatti, in his motion revealed that on October 15 he was on his way from Pindi Bhattian to Hafizabad with the members of District Council to take part in the election for the special seat. When he reached near Hafizabad by-pass two D.S.Ps, Riaz Ahmed Cheema and Fazal Hussain and S.H.O Kamonki, Javed Malhi with around hundred policemen blocked their way. He introduced himself to the Police Officers and asked them to let them go to District Council Hall but the D. S.Ps. started searching the vehicle. Bhatti asked him to let him go.

حاجی عبدالرزاق، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی حاجی صاحب۔

حاجی عبدالرزاق، جناب والا! ہمیں تو ان کی سمجھ نہیں آ رہی۔ کیا یہ پنجابی زبان میں پڑھ رہے ہیں یا عربی میں پڑھ رہے ہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ چیمہ صاحب۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! ہاؤس میں معاملہ اور فضا کچھ عجیب سی ہے اور میرے اپوزیشن والے دوست کچھ irritate ہو رہے ہیں۔ آپ کا فرمان درست تھا کہ اس وقت جو موضوع زیر بحث ہے، جو amendment پیش کی گئی ہے اس پہ بطور اپوزیشن انھوں نے اعتراض کیا اور کہا کہ مجلس قائمہ کی طرف سے جو چیز recommend کی گئی ہے اسے مجلس خصوصی میں refer کیا جائے۔ جناب والا! خواہ کوئی بھی قانون سازی ہو، جب اس پر کوئی amendment دی جاتی ہے یا اعتراض کیا جاتا ہے تو اصولی طور پر within the scope رہنا پڑتا ہے۔ آج جمعہ ہے، ویسے بھی اجلاس ختم ہونے والا ہے۔ تو میری یہ گزارش ہوگی کہ اس پہ بات کرنا ان کا حق ہے، یہ بولیں لیکن انھیں Within the scope of the amendment that has been presented in the House رہنا چاہیے اور اس میں بھی limited طریقے سے چلنا چاہیے۔ یہ مناسب نہیں ہے کہ ایک رام کہانی 1947ء سے شروع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں ایک بار پھر معزز ممبر سردار سعید اکبر خان صاحب کو ان کے علم میں اضافے کے لیے بتا رہا ہوں کہ آپ رولز آف پروسیجر کی کتاب کھول کر رول 206 پڑھیں۔ اس کے لیے وقت مقرر کیا جا سکتا ہے لیکن میں اس کے باوجود ایسا نہیں کر رہا۔ میں یہ چاہتا ہوں، میری درخواست ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس موضوع پر confine کریں تاکہ قانون سازی میں زیادہ سے زیادہ اچھی contribution ہو سکے۔ اگر میری بار بار درخواست کے باوجود ایسا نہیں ہوتا اور آپ صرف وقت ضائع کرنے کے لیے repetitions کریں گے تو پھر چیئر مجبور ہو کر اس کے لیے وقت مقرر کر دے گی۔ یقیناً وقت مقرر کرنے کو آپ اچھا محسوس نہیں کریں گے لیکن رولز میں اس کی اجازت ہے۔ میں سردار صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ رول 206 کو پڑھ لیں، اگر وہ چاہتے ہیں کہ میں اسے پڑھ کر ہاؤس میں سنا دوں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔ یقیناً وہ خود بھی پڑھ کر یہ محسوس کر لیں گے کہ رول 206 کے تحت وقت مقرر کیا جا سکتا ہے۔ تو میری ان سے گزارش ہے کہ وہ اپنی

بات کو wind up کریں اور اپنے دوسرے دوستوں کو بھی بولنے کا موقع فراہم کریں۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! چیمہ صاحب نے میرا ذکر کیا ہے کہ میں شادی کا شوقین ہوں۔ میں قطعاً شادی کا شوقین نہیں ہوں' نہ ہی میری عمر ہے۔ میں نے ان کو شرم دلائی تھی کہ ایک ہندو " اود ناتھ" ڈلی میں 90 شادیاں کر چکا ہے اور مزید اس کا ارادہ سینچری مکمل کرنے کا ہے۔ اس کی بیٹی نے کہا ہے کہ پتا جی! آپ سینچری مکمل کریں تاکہ "گینز بک آف ریکارڈ" میں آپ کا نام آ جائے۔ میں نے چیمہ صاحب سے کہا خدا کے لیے تم کیسے مسلمان ہو کہ اس فیلڈ میں ایک ہندو آپ کو مات دے رہا ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ اگر اچھے جاٹ ہو' اچھے سپوت ہو تو سینچری پہلے تم کر لو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی سردار سعید اکبر خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اس ہاؤس کو وجود میں آئے ہوئے پونے دو سال ہو چکے ہیں۔ اور اس ہاؤس میں کافی قانون سازی ہو چکی ہے۔ بے شک اس قانون سازی پہ ہمارے بہت سے اعتراضات' خدشات تھے اور بہت ساری غیر ضروری قانون سازی بھی کی گئی ہے لیکن جناب والا! میں افسوس سے کہتا ہوں کہ آج اس ہاؤس میں ہمارے ساتھ جو رویہ اختیار کیا جا رہا ہے' وہ بہت عجیب ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! آپ کو پچھلے اجلاس کا یاد ہے؛ مجھے اس وقت بھی وقت مقرر کرنا پڑا تھا۔ آپ کی یہ بات میں تسلیم نہیں کرتا۔ پچھلے اجلاس میں بھی مجھے آخر کار یہ کرنا پڑا تھا اور ہم نے اسی بنیاد پر پانچ منٹ کا وقت مقرر کیا تھا۔ میں آپ سے پھر گزارش کرتا ہوں کہ آپ اِدھر اُدھر کی باتوں پہ وقت ضائع نہ کریں بلکہ آپ اپنی بات کو wind up کریں۔ اگر آپ بات نہیں کرنا چاہتے تو پھر موقع دیں میں اگلے مقرر کو بلوا لوں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں جو کچھ پڑھ رہا تھا اس میں یہی گزارش کر رہا تھا کہ کس طریقے سے انھوں نے ایک ایم پی اے اور اس کے ساتھیوں کو خصوصی نشستوں کے انتخابات میں حصہ لینے سے کیسے روکا' اس کے ساتھ کس طرح سے زیادتی کی گئی۔ ان کی طرف سے جو تحریک استحقاق دی گئی ہے اس میں بھی یہ درج ہے کہ انھیں پولیس افسران نے مارا اور جناب والا! اس ایم پی اے کا حکومتی بنچز سے تعلق ہے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ یہ fair الیکشن نہیں ہیں اور میں نے اس کے ثبوت

میں یہ ساری بات بتائی۔ جناب والا! مجھے لگتا نہیں کہ یہ الیکشن اگلے دو چار ماہ میں مکمل ہو سکیں گے۔ ان بلدیاتی الیکشنوں میں غیر ضروری مداخلت کی وجہ سے اس پارٹی یا حکومت کی لوگوں میں rift بڑھی ہے۔ حکومت اس کو محسوس بھی کر رہی ہے اور یہ اس کوشش میں ہیں کہ اس کا ازالہ کر سکیں یا کسی طریقے سے اس معاملے کو سلجھا لیں۔ جناب سپیکر! میں کافی باتیں کرنا چاہتا تھا لیکن آپ کے بار بار حکم کے تحت اپنی بات کو یہیں پہ wind up کرتے ہوئے آپ کی وساطت سے اس ہاؤس سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس قانون سازی کو دوبارہ سلیکٹ کمیٹی میں بھیجا جائے تاکہ وہ اس پہ اپنا mind apply کریں اور اس کو re-consider کرتے ہوئے بہتر قانون سازی تجویز کریں۔ جس سے ان اداروں میں بہتری آئے اور ان اداروں میں کام کرنے والوں کو بہتر سسٹم ملے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معظم جہاں زیب احمد خان وٹو صاحب!

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو: جناب سپیکر! شکریہ۔ جناب والا! اس وقت جو amendment زیر بحث ہے وہ پنجاب (Punjab Local Government(Second Amendment Bill) ہے جس پر آج بات ہو رہی ہے۔ جناب والا! ہاؤس کے معزز ممبران اس بات سے آگاہ ہیں کہ لوکل باڈیز کے ادارے ہمارے جمہوری نظام میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کی ایک بنیادی اہمیت ہے۔ انہی اداروں کے ذریعے دیہاتوں اور شہروں میں ترقیاتی کام کیے جاتے ہیں' ترقیاتی پراجیکٹس کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! گزشتہ 20 مئی کو ہونے والے الیکشن' جن کا ابھی پراسس جاری ہے وہ جس طریقے سے ہوئے اس کی مثال پاکستان کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ جو لوکل گورنمنٹ آرڈیننس لایا گیا اس میں سب سے پہلے تو اعلان کیا گیا کہ یہ الیکشن غیر جماعتی بنیادوں پر ہوں گے' اس بات کو عدالت میں چیلنج بھی کیا گیا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ فیصلہ شاید اس لیے کیا گیا کہ حکومت یہ جانتی تھی کہ وہ عوام میں اپنی مقبولیت کھو چکی ہے۔ گزشتہ جنرل الیکشن میں جو مینڈیٹ اس حکومت کو ملا تھا آج وہ مینڈیٹ کہیں بھی نظر نہیں آتا۔ اسی خدشے کے پیش نظر کہ کہیں اس صوبے کے عوام حکومت کے خلاف اپنی نفرت کا اظہار نہ کر دیں ان انتخابات کو غیر جماعتی بنیادوں پر منعقد کروایا گیا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جس طرح جنرل الیکشن پارٹی کی بنیاد پر ہوئے تھے اسی طرح یہ الیکشن بھی پارٹی بنیادوں پر ہوتے۔ سیاسی پارٹی اپنے امیدواروں کو کھڑا کرتی اور عوام جسے منتخب کرتے وہی ان اداروں میں آتے۔

جناب والا! اس کے بعد پنچایت سسٹم کو لایا گیا۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ یہ چیز سامنے آئی کہ ہر گاؤں میں ایک پنچایت نامزد کرنے کا آرڈیننس لایا گیا کہ ہر گاؤں میں ایک پنچایت ہو گی اور ایک سرپنچ ہوگا۔ ویسے تو ہمارے حکمران یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں اور ڈیموکریسی کے بڑے علمبردار ہیں لیکن جب یہ آرڈیننس آیا تو اس سے یہ بات کھل کر سامنے آئی کہ حکومت قطعاً ڈیموکریسی پر یقین نہیں رکھتی ۔ مارشل لاء کے دور میں بھی نامزدگی نہیں کی گئی اس وقت بھی نمائندے الیکشن کے ذریعے منتخب ہو کر آتے تھے۔ اس حکومت نے اس آرڈیننس کے ذریعے پنچایت سسٹم کو متعارف کرایا اور پہلی دفعہ یہ قانون بنانا چاہا کہ ہر گاؤں میں ایک پنچایت نامزد کی جائے گی اور اس کا ایک سرپنچ ہو گا جس سے ایک متبادل نظام لانے کی کوشش کی گئی۔ ہم نے اس کو عدالت عالیہ میں چیلنج کیا تو عدالت عالیہ نے اسے غیر قانونی قرار دے کر set aside کیا۔ جناب والا! اس کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ الیکشن چار مرحلوں میں ہو رہے ہیں۔ پہلے یونین کونسلوں اور کونسلرز کے الیکشن ہوئے اس کے بعد مخصوص نشستوں کے لیے انتخابات ہوئے اور ابھی چیئرمینوں کے الیکشن باقی ہیں اور ان کے بعد بی ڈی ممبرز کے الیکشن ہونا ابھی باقی ہیں۔ جناب والا! 20 مئی کے الیکشن میں جس طریقے سے ڈپٹی کمشنرز اور دوسرے سرکاری آفیسرز کو استعمال کیا گیا اس کی پہلے مثال نہیں ملتی۔ اس کے بعد مخصوص نشستوں کے الیکشن میں بھی ضلعی انتظامیہ کو یہ ہدایات دی گئیں کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ اپوزیشن کا کوئی آدمی منتخب نہ ہو سکے اور جہاں بھی اپوزیشن کی اکثریت تھی وہاں کوشش کی گئی کہ الیکشن رکوایا جائے۔ میں نے اپنے حلقے میں اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک ٹاؤن کمیٹی میں ہماری اکثریت تھی تو وہاں پر convey کیا گیا اور کوشش کی گئی کہ اس الیکشن کو رکوایا جائے۔ لیکن مقامی انتظامیہ نے اس بات پر stand لیا اور کہا کہ ہم یہ غیر قانونی کام نہیں کر سکتے ہم الیکشن کروائیں گے اور جس پارٹی کو اکثریت حاصل ہے وہ اپنے آدمی منتخب کرے اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ وہ قابل تحسین ہیں۔ اب ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہر ضلع میں grouping ہے اور یہ گورنمنٹ کے لیے ایک نیا مسئلہ کھڑا ہو گیا ہے۔ حکومت کو سمجھ نہیں آ رہی کہ وہ کس کو خوش کرے اور کس کو ناراض کرے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (چودھری شاہد اکرم بھنڈر): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بھنڈر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! یہ پہلے بھی کافی دفعہ point out ہو چکا ہے اور اب بھی وٹو صاحب گفتگو کر رہے ہیں۔ میں اس سلسلے میں اپنے اپوزیشن کے فاضل دوستوں کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر بل زیر بحث ہے enactment of law ہے اگر لاء میں کوئی نقص ہے یا enactment میں کوئی نقص ہے تو انھیں اس کی بات کرنی چاہیے۔ یہ تو conduct of elections کی بات کر رہے ہیں حالانکہ یہ خود بھی admit کرتے ہیں کہ ہمارے ضلع کی انتظامیہ نے بڑا اچھا کردار ادا کیا ہے۔ Conduct of election is a different thing. یہ enactment کی بات ہے۔ اگر ان کے پاس کوئی concrete بات ہے تو انھیں وہ کرنی چاہیے۔ ایسے تو ہاؤس کا وقت ضائع کر رہے ہیں لہٰذا میری گزارش ہے کہ ان کو ہدایت کریں کہ relevant رہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بھنڈر صاحب! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر بڑا valid ہے۔ میں پہلے بھی معزز اراکین سے یہ عرض کر چکا ہوں اب پھر عرض کروں گا۔ عجیب بات ہے کہ الیکشن ہوئے اتنے دن ہو گئے ہیں اور اس دوران اجلاس بھی ہوا لیکن وہاں یہ بات نہیں ہوئی اور آج چھ ماہ بعد بات کر رہے ہیں۔ بہر حال میں معزز رکن سے عرض کروں گا کہ وہ اپنی بات جاری رکھیں اور solid بات کرنے کی کوشش کریں۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہا تھا کہ جمہوریت میں اکثریت کی رائے کو اہمیت دی جاتی ہے اور اکثریت کے فیصلے کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ جبکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ جن اضلاع میں---

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ سے کسی نے شکایت کی ہے یا اندازہ لگا رہے ہیں کہ یہ بات ہے؟

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! ہم دیکھ رہے ہیں اور روزانہ اخبارات میں آ رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ سے کسی نے شکایت تو نہیں کی؟ ہو سکتا ہے یہ بات غلط ہو۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ہمارے حکمران ملک میں ایک خاندان کا قانون لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ روزانہ اخبارات میں آ رہا ہے کہ ایک طرح کی بادشاہت قائم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے یہ کسی صورت بھی درست نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اخبارات کی بات کرتے ہیں۔ آپ کو کوئی چیز نظر آئی؟ جمہوریت ہر جگہ پر موجود ہے۔ آپ یہاں پر بول رہے ہیں میں آپ کو اس بات سے منع نہیں کر رہا۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ آپ facts پر کیوں نہیں آتے؟ جب عام بحث ہوتی ہے یا اور بہت سارے مواقع آتے ہیں آپ یہ باتیں وہاں پر لائیں۔ اس وقت آپ یہ بتائیں کہ ہم جو بل لا رہے ہیں اس میں کیا خامی ہے؟ آپ کیوں کہتے ہیں کہ اسے سیلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا جائے؟ تاکہ ہاؤس کو بھی پتا چلے اور میں بھی کہوں کہ واقعی جانا چاہیے لیکن یہ تو بتائیں کہ کیوں؟ اس کا اس بات سے کیا تعلق ہے کہ پچھلے الیکشن میں یہ کیا گیا تھا اور ایک مجسٹریٹ نے stand لیا۔ اس نے بڑا اچھا کیا اور آپ خود یہ تسلیم کر رہے ہیں کہ انتظامیہ غیر جانبدار تھی۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ اس معزز ہاؤس کو یہ بتا دیں کہ اس میں کیا نقص ہے اور اسے دوبارہ سیلیکٹ کمیٹی کے پاس کیوں بھیجا جائے؟

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! اس وقت لوکل باڈیز کا بل زیر بحث ہے اور میں لوکل باڈیز پر ہی بات کر رہا ہوں۔ آپ کے علم میں ہے کہ ابھی چیئرمینوں کے الیکشن ہونا باقی ہیں اور ہمارا یہ فرض ہے کہ اگر کوئی خرابی یا خامی دیکھیں تو اسے point out کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بالکل صحیح۔ یہی تو میں آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ آپ وہ point out کریں۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، سٹینڈنگ کمیٹی نے اس پر پورے طریقے سے mind apply نہیں کیا۔ اس لیے میں چاہ رہا ہوں کہ اسے سیلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیجا جائے تاکہ اس پر مزید بحث ہو اور اس پر غور کیا جائے تاکہ ایک جامع قانون سازی ہو اور اس میں کوئی خامی نہ رہے۔ جناب والا! میں اپنی بات کو wind up کرتے ہوئے یہی کہنا چاہوں گا کہ اگر حکومت اکثریت کے فیصلے کو تسلیم کرے تو ان کے لیے بھی آسانی ہے۔ جن اضلاع میں جس گروپ کی اکثریت ہے انھیں موقع دیں کہ وہ اپنے چیئرمین بنائیں اور جن کو اکثریت حاصل نہیں ہے ان سے کہیں کہ آپ اپوزیشن میں بیٹھیں۔ اس بات پر عمل کیوں نہیں کیا جاتا۔ میں چاہوں گا کہ اس بل کو سیلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیجا جائے تاکہ اس پر دوبارہ غور ہو سکے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شکریہ۔ کوئی اور معزز رکن اس پر بولنا چاہیں گے؟ جناب بھنڈر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! فاضل دوستوں نے جو ترمیم پیش کی ہے اس کے مطابق یہ چاہتے ہیں کہ بل کو غور کے لیے سیلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ حالانکہ

انھوں نے اس پر قطعاً کوئی وجہ نہیں بتائی کہ یہ بل سیلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیوں ہونا چاہیے اور نہ ہی کوئی جواز پیش کیا ہے۔ یہ بل already سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد ہوا اور اس کے بعد سفارشات کے ساتھ ہاؤس میں آیا ہے۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ اس کو سیلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیجنے کا قطعاً کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس لیے ان کی ترمیم کو مسترد فرمایا جائے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is.

"That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 1998, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development. be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 30th December 1998

1. Ch Saeed Iqbal, MPA
2. Mian Najeebu-ud-Din Owaisi, MPA
3. Mr Saeed Akbar Khan, MPA
4. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA
5. Raja Muhammad Javed Ikhlas, MPA
6. Mian Tariq Mehmood, MPA
7. Mian Naved Tariq, MPA
8. Syed Masood Alam Shah, MPA
9. Ch Sultan Mehmood Gondal, MPA

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is.-

"That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 1998, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

CLAUSE - 2

MR DEPUTY SPEKAER: Now, we take up the Bill clause by clause. Clause 2 of the Bill is under consideration. An amendment has been received in it from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Sardar Rafiq Haider Khan Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan, Maulana Manzoor Ahmad Chinioti, Mr Saeed Akbar Khan, Mr Ikram ullah Khan Niazi, Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi.

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move the amendment.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I move:-

"That in Clause 2 of the Bill, in the proposed Clause (iv) of sub-section (1) of Section 3 of the Principal Ordinance, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the words "Lord Mayor" appearing in lines, the word "Mayor" and for the word "Mayor" appearing in line 4, the words "Deputy mayor" be substituted."

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved is:-

"That in Clause 2 of the Bill, in the proposed Clause (iv) of sub-section (1) of Section 3 of the Principal Ordinance, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the words "Lord Mayor" appearing in lines, the word "Mayor" and for the word "Mayor" appearing in line 4, the words "Deputy mayor" be substituted."

MR SHAHID AKRAM BHINDER: I oppose it.

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس قانون سازی پر میں نے کافی تفصیل سے بات کرنی ہے اور آج جمعہ ہے اور آج کل کے اوقات کے مطابق 12 بج کر 20 منٹ پر جمعہ مختلف مساجد میں شروع ہو جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وقت بہت کم ہے اس لیے اگر آپ مناسب سمجھیں تو آپ اسے اگلے روز تک لے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ویسے ابھی آپ کے پاس آدھ گھنٹہ ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! ترامیم کافی ساری ہیں اور 12 بج کر 20 منٹ پر اوقات جمعہ شروع ہو جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس پر آپ نے جو بات کرنی ہے وہ تو کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب اگر آپ کہتے ہیں تو میں اس پر بات کرتا ہوں لیکن میری آپ کے سامنے ایک تجویز ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر، ابھی آدھ گھنٹہ ہے۔ اس وقت کو ہم استعمال کرتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، پھر آپ حالت بھی دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا دیکھیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، حالت۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بڑی خوب صورت حالت ہے۔ حالت سے آپ کی کیا مراد ہے؟ آپ نے یہ جیکیٹ پہنی ہوئی ماشاء اللہ بڑے سمارٹ لگ رہے ہیں۔ آپ کی حالت کو کیا ہوا؟

جناب سعید احمد خان منیس، تعداد کی حالت زار کے متعلق بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کھل کر بات کیجیے۔ کونسی حالت زار؟

جناب سعید احمد خان منیس، قائد ایوان کے جانے کے ساتھ ہی تمام معزز اراکین باہر چلے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ماشاء اللہ بہت معزز اراکین بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ کو کیوں اتنے معزز اراکین نظر نہیں آ رہے۔

وزیرصحت، کیا problem ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس، چلیں جی میں پھر اپنی بات شروع کرتا ہوں۔ آپ کی وساطت سے جناب سپیکر میں وزیرصحت کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ problem یہ ہے کہ میں نہایت ہی اہم قانون سازی پر بات کرنا چاہتا ہوں اور معزز وزراء کی قطار کی طرف دیکھیں کہ کوئی متعلقہ وزیر بیٹھا ہے؟ لوکل باڈیز کے بارے میں بات ہو رہی ہے لوکل باڈیز کا وزیر بیٹھا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، پارلیمانی سیکرٹری صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ آپ بات کریں جہاں تک وزیرصحت کی بات ہے انھوں نے دوستی میں پوچھا ہے کہ اگر کوئی problem ہے تو وہ حل کر دیں۔

وزیرصحت، جناب والا! میں معزز قائد حزب اختلاف کی تقریر میں مداخلت نہیں کرنا چاہتا تھا۔ مگر ان کی جو گفتگو ہے اور جو یہ اہم قانون سازی کی بات کر رہے ہیں وہ اسمبلی کے ریکارڈ میں آ رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس طرح نہ کیجیے۔ وہ پھر کسی اور طرف چل پڑیں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیرصحت ، دوسرا جناب میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ لابی میں وزیر بلدیات اور دوسرے وزراء تشریف رکھتے ہیں۔ وہ ان کی بات سن رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، منیس صاحب آپ کچھ کہنا پسند فرمائیں گے۔

میاں معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب والا! قائد حزب اختلاف نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے اور آپ خود بھی دیکھ لیں کہ ممبران کی تعداد کتنی ہے؟ میری یہ گزارش ہو گی کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یا تو آپ کھل کر بات کریں کہ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟ مجھے تو بڑے معزز ممبران بیٹھے ہوئے نظر آ رہے ہیں اور ماشاء اللہ سارے ہی معزز ہیں۔

میاں معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر کورم پورا کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا مطلب ہے کہ کورم پورا نہیں ہے۔

میاں معظم جہانزیب احمد خان وٹو، کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سبحان اللہ تو پھر اتنی دیر کے بعد کیوں بات کی ہے؟ یہ تو آپ نے اپنی روایات کے خلاف بات کر دی۔ گنتی کی جائے۔ گنتی کی گئی۔ کورم پورا نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر، کورم پورا ہے۔ منیس صاحب! اپنی بات جاری کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں نے ایک ترمیم move کی ہے گورنمنٹ نے جو بل متعارف کیا ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ

"(iv) "chairman" means the Chairman of a Local Council Constituted under the Ordinance but in the case of Metropolitan Corporation, the Chairman may be called the Lord Mayor and in the case of a Zonal Municipal Corporation and a Municipal Corporation the Chairman may be called the Mayor."

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز۔ معزز اراکین سے گزارش ہے کہ وہ خاموشی اختیار کریں۔ اور سنیں کہ اپوزیشن لیڈر ترمیم کے سلسلے میں کیا دلائل پیش کرتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! گورنمنٹ نے یہ جو ترمیم propose کی ہے اس میں کہا گیا ہے۔ جناب والا! کل بھی آپ کی غیر حاضری میں probably میں نے جب بات شروع کی تھی اس وقت جناب سپیکر چیئر کر رہے تھے۔ میں نے اس چیئر کی وساطت سے اس معزز ایوان کی خدمت میں یہ عرض کیا تھا۔ کہ یہ آرڈیننس جسے لوکل گورنمنٹ 1979ء کہا جاتا ہے۔

This Ordinance was promulgated on 31st July, 1979.

اس کے بعد successive governments جو آتی رہی ہیں۔

I will not name any particular government but these successive governments may it be the government of 1979

جنھوں نے یہ آرڈیننس متعارف کیا

may it be the government of 1979, may it be the government of 1985 may it be the government of 1988, may it be the

government of 1993 or may it be the sitting government of 1997.

جناب آپ دیکھیں گے کہ تمام governments میں جو زیادہ عرصہ ہے وہ موجودہ حکمرانوں سے تعلق رکھتا ہے۔ ایک لمبا عرصہ ہے جو کہ موجودہ حکمرانوں سے تعلق رکھتا ہے۔ پہلے جو بار بار الیکشنز ہوئے۔ ان میں موجودہ حکمران ہی گورنمنٹ میں موجود رہے۔ جناب والا! ہر گورنمنٹ نے یہ کوشش کی کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق اس آرڈیننس میں ترامیم لے آئیں۔ جناب والا! میں آپ کو یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ یہ جو پنجاب کوڈ میں لوکل گورنمنٹ آرڈیننس ہے۔ اس آرڈیننس کا حلیہ بگاڑ دیا گیا ہے۔ آپ اس میں دیکھیں کہ کتنے سٹکرز لگے ہوئے ہیں' کتنی دفعہ ترامیم ہوئی ہیں۔ اس صفحے پر آپ خاص طور پر دیکھیں۔ اگر میں یہ کتابچہ آپ کے پاس بھیجوں تو آپ کو خود یہ سمجھ نہیں آئے گی کہ یہ جو ایکٹ ہے یہ آرڈیننس ہے' ترامیم ہیں یہ کیا ہیں؟ اتنی زیادہ اس میں تبدیلیاں آئی ہیں اور ہر گورنمنٹ نے آکر اپنی ہی مرضی کے مطابق اس میں ترامیم کیں اور اس کا حلیہ ہی بگاڑ دیا گیا ہے۔ یہ حلیہ کیوں بگاڑا گیا ہے؟ یہی کہ جو گورنمنٹ in power آئی اس نے چاہا کہ اپنے جو من پسند لوگ ہیں جن کو وہ political bribe کے طور پر استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ اپنا ایک سیاسی نام پیدا کرنے کے لیے جن کو وہ ایک لیور کے طور پر استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ اسی طریقے سے وہ ترامیم لاتے رہے ہیں اور آج حالت یہ آ پہنچی ہے۔ ابھی تو یہ اس گورنمنٹ کی لوکل گورنمنٹ کی پہلی ترمیم ہے جو یہاں اس ہاؤس میں پیش ہوئی ہے۔ حالانکہ اس آرڈیننس کو جاری ہونے بہت عرصہ ہوگیا ہے۔ اور اس پر successive ordinance جاری ہوتے رہے ہیں اور اسی آرڈیننس پر اس کا الیکشن بھی ہو چکا ہے۔ اور اب اسے formalize کرنے لیے حکومت اسے ایوان میں لے آئی ہے۔ اس کے بعد آپ دیکھیں گے کہ میرے خیال میں کوئی دس کے قریب متعدد آرڈیننسز ہیں جو کہ ایک کے بعد دوسرا دوسرے کے بعد تیسرا جاری ہوتے ہیں۔ گورنمنٹ اپنے خیالات over night تبدیل کرتی رہی ہے اور ترمیم پر ترمیم لاتی رہی ہے۔ یہ جو میں نے پنجاب کوڈ میں آرڈیننس 1979 کی ترامیم کے بارے میں بات کی وہ اس حکومت نے خاص طور پر' میں اس کے ساتھ ہی پچھلے ادوار کی بات بھی کرتا ہوں۔ لیکن اگر میں صرف اسی دور کی بات کروں تو دس کے قریب ترامیمی آرڈیننسز جاری ہو چکے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کے motives کیا ہیں۔ گورنمنٹ کے motives یہی ہیں کہ وہ اپنی مرضی کی ترامیم لائیں' اپنی مرضی کے لوگ سامنے لائیں۔ یہ جو اتنا لمبا عرصہ ہوچکا ہے کہ الیکشنز بار بار

ملتوی ہوتے رہے اور بالآخر جب 20 مئی 1998ء کو الیکشن ہو چکے تو جو next step تھا جو کل بھی میں نے عرض کیا تھا کہ آرڈیننس کہتا ہے کہ as soon as possible کہ جتنی جلدی ہوسکے الیکشن کے بعد اگلا قدم کرا دینا چاہیے۔ اور اگلا قدم آپ کے علم میں ہے کہ وہ 15۔ اکتوبر کو ہوا۔ پورے پانچ مہینے کے بعد۔ اور یہاں تک بھی حکومت کی تسلی نہیں ہوئی۔ اب بھی جو سربراہان کے الیکشن ہیں اور 20 تاریخ ہوگئی ہے۔ ابھی تک سربراہوں کے الیکشن نہیں ہو رہے اور حکومت ابھی تک سوچ رہی ہے اور جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا بلکہ I will request to bring the House in order. اگر آپ ذرا وزراء کرام کو فرمائیں گے تو یہ اپنے دفتروں میں جا کے گپ شپ لگالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ خاموش ہو گئے ہیں۔ ان کی تو آواز ہی نہیں آ رہی' وہ کانوں میں باتیں کر رہے ہیں۔ آپ تک تو ان کی آواز نہیں آ رہی۔ اگر وہ ہاؤس کی کارروائی میں دلچسپی نہیں لے رہے تو الگ بات ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، یہ کانا پھوسی کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لیکن وہ آپس میں بات کر رہے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، تو جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ حکومت جو خود دیر کر رہی ہے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان ترامیم کو بھی فی الحال پینڈنگ کر دیا جائے تاکہ یہ اپنا ایک مائنڈ میک اپ کرلیں۔ یہ نہ ہو کہ یہ قانون سازی بھی ہم کرلیں اور کل صبح ان کو ایک خواب آ جائے۔ یہ کہیں کہ جناب! نہیں' لارڈ میئر بھی ایک نہیں ہونا چاہیے۔ لارڈ میئر بھی 5 ہونے چاہییں کیوں کہ یہ کہیں گے کہ لاہور میں ہمارے امیدوار بہت زیادہ ہیں۔ چلیں قانون سازی کر لیتے ہیں ہماری یہاں اکثریت جو ہے تو ہم 5 لارڈ میئر بنالیں تو بہتر یہ ہے کہ یہ پہلے اپنا ایک مائنڈ میک اپ کرلیں اور اس کے بعد یہ قانون سازی لے کے آئیں۔

جناب والا! اب میں یہ عرض کروں گا کہ لارڈ میئر کہنا' پہلے تو میں یہ کہوں گا کہ اس لفظ سے فرنگیانہ بو آتی ہے کہ "لارڈ"۔ جناب سپیکر! اب تو آنریبل ہائی کورٹس میں بھی اور سپریم کورٹ میں بھی انھوں نے می لارڈ کہنا ختم کر دیا ہے اور اگر وہاں ختم ہو گیا ہے تو ہم یہاں کیا نئی قانون سازی لا رہے ہیں کہ جی لارڈ میئر بنایا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ لارڈ کا لفظ فرنگیانہ ذہن کی عکاسی

کرتا ہے اور میں آپ کی وساطت سے آنریبل ہاؤس اور حکومت سے یہ اپیل کروں گا کہ لارڈ کا لفظ کسی طریقے سے بھی مناسب نہیں ہے۔ اگر ججز نے اپنا لیا ہے تو آپ کو اسے اپنانے میں کیا حرج ہے کہ اگر انھوں نے می لارڈ کہلوانا بند کروا دیا ہے تو آپ بھی اس میں سے لارڈ کا لفظ ڈلیٹ کر دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ بہت ہی بہتر ہوگا اور پھر آپ یہ دیکھیں کہ لارڈ میئر کو اگر انھوں نے ایک ایسا عہدہ بنانا ہے جس میں یہ چاہتے ہیں کہ اس کے گھنے اور اس کا گاؤن اور اس کے ہاتھ پیر میں جو گھنگرو باندھتے ہیں اور ہار ڈالتے ہیں۔ بے شک وہ ڈالتے رہیں' وہ اگر کسی فرنگیانہ تہذیب کو اپنانا چاہتے ہیں تو وہ اسے ضرور اپنائیں لیکن کم از کم لارڈ کا لفظ اس میں سے ہٹا دیا جائے۔ اس کو صرف میئر کہا جائے اور پھر جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جیسے میں نے آپ کو یہ عرض کیا ہے کہ حکومت سربراہان کے انتخابات کرانے میں ابھی تک مخلص نہیں ہے۔ پارٹی کے اندر بڑی گڑبڑ ہے اور آج اخبارات نے بھی کافی بتایا ہے کہ کافی ضلعوں میں ان کے اختلافات موجود ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ جب انھوں نے انتخابات کرانے ہی نہیں ہیں' انھوں نے کوئی مستقل ایڈمنسٹریٹر مقرر کرنے ہیں جیسے کہ اب یہ دیکھیں کہ یہ ایک جمہوری ادارہ ہے۔ یہ 20 مئی 1998ء میں معرض وجود میں آیا اور جو جون 1998ء کا بجٹ تھا وہ ایک منتخب ایوان کی موجودگی میں ایڈمنسٹریٹرز نے بنایا۔ جناب سپیکر! اب یہ جمہوریت کی کتنی توہین ہے کہ ایک منتخب ایوان ہونے کے باوجود ایڈمنسٹریٹر' جو ایک ڈپٹی کمشنر ہے' جو ایک بیوروکریٹ ہے' اس نے وہ بجٹ بنایا۔ حکومت کے لیے یہ کتنی شرم ناک بات ہے کہ آپ نے انتخابات تو کرا دیے لیکن منتخب ایوان کے اراکین دھکے کھا رہے ہیں' وہ بے چارے دائیں بائیں پھر رہے ہیں۔ ان کو بلا بلا کر ان کی سرزنش کی جا رہی ہے' ان کو motivate کیا جا رہا ہے' ان کو پریشرائز کیا جا رہا ہے کہ آپ نے فلاں کو ووٹ دینا ہے' آپ نے فلاں کو ووٹ دینا ہے۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ جمہوریت کے ساتھ بدترین مذاق نہیں تو میں اس کو اور کیا کہہ سکتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں I will be right in saying. کہ جو حکومت کے motives ہیں وہ کوئی صحیح motives نہیں ہیں اسی لیے میں بار بار یہ stress کرتا ہوں کہ انھوں نے جب کل ہی اپنی اسی قانون سازی میں ترمیم لے آنی ہے تو کیوں نہ آرام سے اکٹھے ہو کر بیٹھ جائیں' بجائے کچن کیبنٹ کوئی فیصلہ کرے یا کوئی ایک آدمی فیصلہ کرے۔ خدارا! یہ اپنی ایک کیبنٹ میٹنگ ہی بلا لیں اور کیبنٹ کے ساتھ ہی مشورہ کر لیں کہ ہم نے جو ترمیم لانی ہے کیا ہم اس پر stick کریں گے؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے پیچھے بھی motives ہیں اور ulterior motives ہیں اور ultimately میری

اطلاع کے مطابق جیسے میں نے عرض کیا کہ یہاں مستقل ایڈمنسٹریٹرز کا تقرر ہو جائے گا۔ ڈپٹی کمشنرز کو نہیں رکھیں گے، یہ باقی بیوروکریٹس کو اس میں کھپائیں گے اور منتخب ایوان جیسے اب گلی گلی محلے محلے بکھرے ہوئے پھر رہے ہیں اور اپنے آپ کو صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ میں ممبر ضلع کونسل ہوں لیکن ان کا ایوان meet نہیں کرتا۔ نہ وہ وہاں اپنی آراء دے سکتے ہیں، نہ اپنی تجاویز دے سکتے ہیں کیوں کہ وہ منتخب تو ہو چکے ہیں لیکن ان کا بجٹ بھی ایک بیوروکریٹ، ایک ایڈمنسٹریٹر نے بنا دیا ہے۔ تو جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ قانون سازی صرف for the satisfaction of the government نہیں ہونی چاہیے۔ اس کو ذرا ہم broad mindedly سوچیں۔ اس کی لمبی سوچ دیکھیں کہ ہم ایک definite چیز بنائیں اور جس کو آگے جتنے سال آئیں گے اس میں لوگ یہ کہیں گے کہ واقعی یہ 1997ء کی صوبائی اسمبلی نے جو قانون سازی کی اس پر واقعی mind apply کیا گیا اور یہ قانون سازی مذاق نہ بنے کہ انھوں نے یہ قانون سازی haphazardly کر لی اور صرف اپنے motives جس کو میں ulterior motives کہتا ہوں اس کو صرف نبھانے کے لیے، اپنانے کے لیے یہ کیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، منیس صاحب! وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں اپنی بات اگلے دن جاری رکھوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ہاں۔ آئندہ اجلاس میں آپ اپنی بات جاری رکھیں گے۔ ہاؤس سوموار 3 بجے سہ پہر تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس)

پیر' 23۔ نومبر 1998ء

(دو شنبہ'3۔ شعبان المعظم 1419ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 40 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر سردار حسن اختر موکل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلْقَارِعَةُ ۝ مَا الْقَارِعَةُ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝
يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۝ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ
كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَهُوَ
فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَاُمُّهٗ
هَاوِيَةٌ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝

سورۃ القارعہ آیات 1 تا 11

کھڑکھڑانے والی o کھڑکھڑانے والی کیا ہے؟o اور تم کیا جانو کہ کھڑکھڑانے والی کیا ہے؟o (وہ قیامت ہے) جس دن لوگ ایسے ہوں گے جیسے بکھرے ہوئے پتنگےo اور پہاڑ ایسے ہو جائیں گے جیسے دھنکی ہوئی رنگ برنگ کی اُونo تو جس کے (اعمال کے) وزن بھاری نکلیں گےo وہ دل پسند عیش میں ہوگاo اور جس کے وزن ہلکے نکلیں گےo اس کا مرجع ہاویہ ہےo اور تم کیا سمجھے کہ ہاویہ کیا چیز ہے؟o (وہ) دہکتی ہوئی آگ ہےo

وما علینا الا البلاغo

جناب ڈپٹی سپیکر، وقفہ سوالات سے پہلے' نہایت ہی افسوس کی خبر ہے۔ آپ کو بھی معلوم ہوگا کہ چودھری شجاعت حسین' وزیر داخلہ اور ہمارے سپیکر صاحب کے ماموں قضائے الٰہی سے فوت ہو گئے ہیں۔ ان کے لیے دعائے مغفرت کر لی جائے۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ صحت)

جناب ڈپٹی سپیکر، وقفہ سوالات شروع کیا جاتا ہے اور محکمہ صحت سے متعلقہ سوالات کو لیتے ہیں۔ میاں عبدالستار صاحب۔

MR SHAHID MEHMOOD BUTT: On his Behalf,272.

ضلع رحیم یار خان میں رورل/بنیادی ہیلتھ سنٹروں میں بجلی کی سپلائی

*272۔میاں عبدالستار (PP-234)۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

ضلع رحیم یار خان میں کتنے رورل/بنیادی ہیلتھ سنٹرز کو بجلی مہیا ہو چکی ہے اور باقی کو کب تک بجلی فراہم کر دی جائے گی؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

ضلع رحیم یار خان میں کل 19 رورل ہیلتھ سنٹر کام کر رہے ہیں اور تمام میں بجلی مہیا کی جا چکی ہے۔ اس کے علاوہ ضلع رحیم یار خان میں 105 بنیادی مراکز صحت بھی کام کر رہے ہیں۔ ان میں سے 89 بنیادی مراکز صحت میں بجلی مہیا کی جا چکی ہے اور بقیہ 16 مراکز صحت کی تفصیل حسب ذیل ہے:

— چھ مراکز صحت کے فنڈز محکمہ واپڈا کو جمع کرائے گئے تاحال بجلی نہیں لگی۔
— چھ مراکز صحت زیر تعمیر ہیں ان کی تعمیر مکمل ہونے کے بعد بجلی مہیا کر دی جائے گی۔
— چار مراکز صحت سے بجلی بہت دور ہے لہٰذا ان میں بجلی فراہم کرنا مشکل ہے تاہم ان کا تخمینہ لگایا جا رہا ہے اور فنڈز کی فراہمی پر بجلی

فراہم کی جا سکے گی۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب ہیلتھ سنٹر کے بجلی کے ٹرانسفارمر کے فنڈز جمع کروا دیے گئے ہیں تو ابھی تک بجلی کا کنکشن نہ دینے کی وجہ کیا ہے؟ اور اس کو کیوں follow نہیں کیا گیا؟

وزیر صحت: محکمہ بڑی تیزی سے follow up کر رہا ہے۔ واپڈا نے یقین دہانی کرائی ہے کہ ان شاء اللہ بہت جلد کنکشن دے دیے جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال میاں عبدالستار صاحب کا ہے۔

MR SHAHID MEHMOOD: On his behalf, 273.

ملیریا کی وباء پر کنٹرول

*273۔ **میاں عبدالستار** (PP-234)۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ درست ہے کہ ضلع رحیم یار خان میں ملیریا کی وباء پھیل رہی ہے نیز اس پر کنٹرول حاصل کرنے کے لیے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور متعلقہ سٹاف کی کوششوں سے ملیریا کا مرض کنٹرول میں ہے ضلع رحیم یار خان کی آبادی 31,95,436 افراد پر مشتمل ہے۔ ملیریا کنٹرول کا فیلڈ سٹاف دیہی علاقوں میں جا کر ملیریا کے مریضوں کے خون کے نمونہ جات برائے تجربہ حاصل کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ بنیادی مراکز صحت پر بھی جو مریض ملیریا کی شکایت کے ساتھ آتا ہے ان کے خون کے نمونہ جات حاصل کیے جاتے ہیں۔ تمام دیہی مراکز صحت پر لیبارٹریاں کام کر رہی ہیں اس کے علاوہ تحصیل اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز پر بھی لیبارٹریاں کام کر رہی ہیں ماہانہ ملیریا کیسز کی تفصیل جو کہ لیبارٹری سے تصدیق شدہ ہیں کچھ یوں ہیں۔

	PF	PV	کل
جنوری 1997ء	132	210	342
فروری 1997ء	21	151	172

مارچ 1997ء	24	259	283
اپریل 1997ء	15	206	221

اس طرح تقریباً ایک ہزار بلکہ ہزار سے زائد افراد میں سے ایک ملیریا کا مریض بنتا ہے۔ ایسے ممکن کیسز جو کہ خون کے تجربہ کرانے کے بعد کنفرم ہوتے ہیں P-Vivax کی صورت میں ان کا پانچ یوم کا مکمل علاج کیا جاتا ہے۔ P-Falciperim کی صورت میں تین یوم کا مکمل علاج کیا جاتا ہے۔

ایسے علاقہ جات جہاں سے P-Falciperim کیسز کا پتا چلتا ہے یا جہاں P-Vivax کے کیسز زیادہ ہوں وہاں پر جولائی اگست کے مہینہ میں گھروں میں سپرے کیا جاتا ہے تاکہ مچھروں کی وہ قسم (سادہ اینوفیلز) جو کہ ملیریا کے جراثیم ایک مریض سے دوسرے مریض تک پہنچاتی ہے اس کو ختم کیا جائے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ جو دو قسم کا ملیریا کا مرض انھوں نے بتایا ہے۔ ان کے لیے کون کون سی دوائی استعمال کی جاتی ہیں۔

وزیرصحت، اس کے لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ نیا سوال دیں۔ یہ سوال دوائیوں کے بارے میں نہیں تھا۔ اگر سوال پڑھا جائے تو اس میں دوائی کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ اگر دوائیوں کے بارے میں پوچھنا چاہتے تو مکمل علاج کے بارے میں انھیں بتا دیا جائے گا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ میں بالکل صحیح ہوں کہ یہ ملیریا کے بارے میں بات ہے۔ اور معزز وزیر ملیریا کے متعلق نہیں جانتے کہ کون سی دوائی استعمال کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کو یہ تو کسی نے نہیں کہا کہ آپ irrelevant ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ دوائیوں کے متعلق اگر معلومات لینی ہیں تو اس کے لیے علیحدہ سوال دے دیں۔ ڈاکٹرز علاج کرتے ہیں، وزیرصحت تو علاج نہیں کرتا۔

جناب سعید احمد خان منیس، یہ وزیرصحت ہیں، وزیر لائیو سٹاک تو نہیں ہیں۔ ان کو یہ پتا ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگر آپ لائیو سٹاک کے متعلق سوال کریں گے تو یقیناً آپ کو جواب دیں گے۔

منیں صاحب، گزارش یہ ہے کہ جہاں تک علاج کا مسئلہ ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو اس کے لیے ہم ان سے کہتے ہیں۔

پیر احمد شاہ کھگہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں، مجھے ان کا تو جواب دے لینے دیں۔ پیر صاحب ابھی آپ کو موقع دیتے ہیں۔ آپ کو لازمی موقع دیں گے۔ آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔

پیر احمد شاہ کھگہ، ایک سیکنڈ کی بات ہے۔ آپ محسوس کریں گے کہ یہ مداخلت کر رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، نہیں۔ بالکل محسوس نہیں کرتے۔ آپ کریں۔ ہیلتھ منسٹر صاحب! آپ ذرا توجہ فرمایے۔ پیر صاحب کے سوال کے متعلق توجہ فرمایے۔

پیر احمد شاہ کھگہ، چونکہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ اذان ہو چکی ہے۔ اذان ہوئی کو پندرہ بیس منٹ ہو گئے ہیں۔ اللہ پاک اور حضور نے فرمایا ہے کہ سب سے پہلے نماز کے متعلق پوچھا جائے گا۔ یہ تو دنیا داری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کو منکر نکیر کس نے بنا دیا ہے؟

پیر احمد شاہ کھگہ، عصر کی نماز کا ٹائم آپ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پیر صاحب! آپ ہر سیشن میں یہ بات کرتے ہیں اور بھول جاتے ہیں۔ یہاں پر سوائے مغرب کی نماز کے وقفے کے لیے کوئی پابندی نہیں۔ پچھلی بار بھی میں چپ تھا۔ لیکن شاید آپ ایک حقیقت کو نہیں جانتے کہ یہاں مختلف مسالک کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔

پیر احمد شاہ کھگہ، نماز سب کے لیے ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پیر صاحب! آپ میری بات سن لیجیے۔ آپ اس کو مسئلہ نہ بنایے۔ آپ غلط بات کرتے ہیں۔ یہاں مختلف مسالک کے دوست ہیں۔ کوئی ایک بجے پڑھتا ہے۔ کوئی ڈیڑھ بجے پڑھتا ہے۔ کوئی دو بجے پڑھتا ہے۔ کوئی تین بجے پڑھتا ہے۔ کسی کا کوئی ٹائم ہے۔ میں سب کو کیسے مجبور کر دوں کہ آپ سب اپنے مسالک کو چھوڑ کر یہ پڑھیں۔ جس نے پڑھنی ہے اس کے لیے کوئی قدغن نہیں ہے۔ وہ جا کر پڑھے۔ آپ ہمیشہ یہ بات کرتے ہیں اور اس کو مسئلہ بناتے ہیں۔ آپ پڑھتے ہیں تو آپ جا کر پڑھیں۔ اگر آپ کو کوئی روکے گا تو پھر آپ بات کریں۔

پیر احمد شاہ کھگہ: ٹھیک ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منیس صاحب! ضمنی سوال کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! آپ نے میرا ایک ضمنی سوال over rule فرما دیا ہے۔ اصل میں اگر آپ سوال دیکھیں تو اس میں لکھا ہوا ہے کہ ملیریا کی وباء پھیل رہی ہے۔ نیز اس پر کنٹرول حاصل کرنے کے لیے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟ اب ہیلتھ کے صوبائی بجٹ میں جو reflect کیا گیا ہے اگر ہم اس کو پھیلائیں تو وہ چند پیسوں پر مد بنتی ہے اور اگر میں غلط نہیں کہہ رہا تو غالباً پرانے وقتوں کے علاج کے مطابق ملیریا کے ایک کورس کے لیے 14 گولیوں کی ضرورت ہے اور چند پیسوں میں وہ 14 ملیریے کی گولیاں نہیں ملتیں۔ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ وہ چند پیسے جو فی مد انھوں نے صوبائی بجٹ میں مختص کیا ہے، کیا اس سے یہ ملیریے کا علاج ہو سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ہیلتھ منسٹر صاحب!

MINISTER FOR HEALTH: I am surprised that the Leader of the Opposition today is bent upon indulging into irrelevant discussion Therefore, in turn I have also taken the opportunity to do the same I request him to be relevant . I never claim to be a doctor It is not my job to prescribe medicines to the patients. My job is to manage them and I am doing my job. Then he has talked of budget.

If he has any further questions, he may kindly come up with a fresh question.

اگر اس کے متعلق بات ہے کہ کس طرح کورس ہوتا ہے؟ کس طرح ادویات دی جاتی ہیں۔ یہ نیا سوال دیں۔ میں ان شاء اللہ ان کے سوالات کا جواب دوں گا۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب کے اس جواب کے بعد کہ:

He is not concerned with this relevant question.

میں سمجھتا ہوں کہ غالباً میں ان سے سوال پوچھ کر اس ہاؤس کا وقت ضائع کر رہا ہوں۔ لہٰذا

میں نہیں پوچھتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لیڈر آف دی اپوزیشن نے بڑی شفقت فرمائی ہے کہ وہ آپ پر مزید سوال نہیں کرنا چاہتے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

جناب شاہد محمود بٹ، جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' فرمایے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھوں گا کہ کیا ضلع رحیم یار خان کے ڈسٹرکٹ میں بی۔ ایچ۔ یو میں ملیریا ٹیسٹ کرنے کی لیبارٹریز قائم ہیں یا پورے پنجاب کے جو بی۔ ایچ۔ یوز ہیں وہاں یہ ملیریا ٹیسٹ کی لیبارٹریز بنی ہوئی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، بٹ صاحب! میں معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ یہ آپ کا سوال میں کم از کم نہیں سمجھ سکا۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میں دوبارہ دہرا دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا آپ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ تمام بی۔ ایچ۔ یوز میں لیبارٹریز ہیں یا نہیں؟

جناب شاہد محمود بٹ، جی' ہیں یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ہیلتھ منسٹر صاحب! آنریبل ممبر یہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا تمام بی۔ ایچ۔ یوز میں ملیریا ٹیسٹ کرنے کے لیے لیبارٹریز ہیں؟

وزیر صحت، ہر بی۔ ایچ۔ یو میں لیبارٹری نہیں ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میں نے دیکھا ہے کہ تمام دیہی مراکز کے اندر لیبارٹریاں کام کر رہی ہیں۔ اگر پورے پنجاب میں یہ کام کر رہی ہیں تو مجھے ڈسٹرکٹ سیالکوٹ کے پانچ بی۔ایچ۔یوز کے نام بتا دیے جائیں جہاں یہ ملیریا ٹیسٹ کرنے کے لیے لیبارٹریز بنی ہوئی ہیں؟ جواب میں لکھا ہوا ہے کہ "تمام دیہی مراکز صحت پر یہ لیبارٹریاں کام کر رہی ہیں۔"

وزیر صحت، جناب والا! میں اس کا کیا جواب دوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ فرما رہے ہیں کہ جواب میں لکھا ہے کہ "تمام دیہی مراکز میں یہ لیبارٹریاں کام کر رہی ہیں"۔

جناب شاہد محمود بٹ، اس کے علاوہ "تحصیل اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز میں بھی لیبارٹریاں کام کر رہی ہیں"۔ یہ بات تو ہم مانتے ہیں۔ لیکن اگر یہ لیبارٹریاں تمام دیہی مراکز صحت پر موجود ہیں تو میں نے ان کا پوچھا ہے کہ وہ کس جگہ ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نے پہلے بی۔ایچ۔یو کی بات کی تھی تو بی۔ ایچ۔ یو اور رورل ہیلتھ سنٹر میں بہت فرق ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، بیسک ہیلتھ یونٹ جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بی۔ایچ۔یو کی بات کر رہے ہیں؟

جناب شاہد محمود بٹ، ہاں جی۔

That is Basic Health Unit at a Union Council level

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ تو انھوں نے فرمایا ہے کہ غالباً سب میں کام نہیں کر رہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میں اس سے اتفاق نہیں کرتا۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! میں اس کا جواب دوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

وزیر صحت، یہ ہمارے فاضل دوست آر۔ ایچ۔ سی اور بی۔ ایچ۔ یو کو mix up کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، دوبارہ پھر clear کر لیں۔ آپ بنیادی مراکز صحت کا پوچھ رہے ہیں؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میں دوبارہ دہرا دیتا ہوں۔ ان کا جو جواب آیا ہوا ہے اس میں پڑھ لیں۔ لکھا ہے کہ "اس کے علاوہ بنیادی مراکز صحت پر بھی جو مریض ملیریا کی شکایت کے ساتھ آتا ہے ان کے خون کے نمونہ جات حاصل کیے جاتے ہیں۔ تمام دیہی مراکز صحت پر لیبارٹریاں کام کر رہی ہیں"۔ اس کا مطلب ہے کہ آج بنیادی مراکز صحت پر یہ کام کر رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بٹ صاحب! میں آپ کو عرض کروں کہ جو دیہی مرکز صحت ہے وہ رورل ہیلتھ سنٹر ہے۔ وہ upgraded ہے۔ وہ ہر جگہ پر نہیں ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! وہ مرکز کی سطح پر آتا ہے یا تو آر۔ ایچ۔ سی کہہ دیا جائے کہ اس جگہ پر یہ کام کر رہی ہیں۔ یہ ذرا واضح کر دیں۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! ان کا سوال صحیح ہے لیکن یہ تھوڑا سا mix up کر رہے ہیں۔ یہ لیبارٹری کا بھی پوچھ رہے ہیں۔ ملیریا کے حوالے سے یہ صحیح کہہ رہے ہیں کہ ہر بنیادی مرکز صحت میں ٹیسٹ ہوتا ہے۔ مگر انھوں نے سوال کیا تھا کہ لیبارٹریز ہیں؟ میں نے کہا کہ لیبارٹریز ہیں۔ مگر ملیریا کا ٹیسٹ ٹرینڈ سٹاف سے ضرور ہوتا ہے۔ وہ بھی صحیح کہہ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' آپ کو جواب مل گیا؟

جناب شاہد محمود بٹ، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اور تو نہیں ہے کوئی ضمنی سوال؟

جناب شاہد محمود بٹ، نہیں جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال ہے جناب شاہد محمود بٹ صاحب۔

ایکسرے پلانٹ کی مرمت

*432۔جناب شاہد محمود بٹ۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی108 میں واقع آر۔ایچ۔سی ستراہ کا ایکسرے پلانٹ کافی عرصہ سے خراب ہے۔

(ب) کیا حکومت اس کی فوری مرمت کرانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) رورل ہیلتھ سنٹر ستراہ تحصیل ڈسکہ کا ایکسرے پلانٹ ٹھیک حالت میں ہے۔ اس کی نہ چلنے کی وجہ ریڈیو گرافر نسیم اور ریڈیو گرافر حمید کے درمیان جاری ذاتی چپقلش کی وجہ سے متعدد بار تبادلہ تھا۔ اب ایک ریڈیو گرافر تعینات ہونے پر ایکسرے پلانٹ کام کر رہا ہے۔

(ب) ایکسرے پلانٹ چونکہ ٹھیک حالت میں ہے لہٰذا اس کی مرمت کی ضرورت نہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' ضمنی سوال؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب میں نے سوال دیا تھا تو کیا اس

سے پہلے یہ ایکسرے پلانٹ فنکشنل تھا۔ 30-4-97 کو میں نے یہ سوال دیا تھا۔ کیا اس سے پہلے یہ ایکسرے پلانٹ فنکشنل تھا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اب فنکشنل ہے؟

جناب شاہد محمود بٹ، جواب تو منسٹر صاحب بتائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' میں ویسے آپ سے پوچھ رہا ہوں کہ کیا اب فنکشنل ہے؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! یہ تو ان سے پوچھ لیں کہ ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' آپ اس وقت کی بات پوچھنا چاہتے ہیں یا آج کی؟ جواب تو آج آپ کو دے رہے ہیں ناں۔

جناب شاہد محمود بٹ، ہے جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگر آج فنکشنل ہے تو پھر میرا خیال ہے کہ آگے چلیں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کے سوال کے صدقے ہی وہ فنکشنل ہو گیا ہو۔ آپ کو خوش ہونا چاہیے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میں یہی کہتا ہوں کہ پہلے confirm تو کر لیتے کہ ہے یا نہیں۔ لیکن میں confirm ہوں کہ وہ ہے۔

اب میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو ایک جواب انھوں نے لکھا ہے کہ "ریڈیو گرافر کی ذاتی چپقلش کی وجہ سے وہ کام نہیں ہوا"۔ پھر اس سے دو چیزیں نکلتی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایکسرے پلانٹ ٹھیک تھا لیکن ان کی ذاتی چپقلش کی وجہ سے وہ operate نہیں ہو رہا تھا یا تو یہ مانیں کہ وہ خراب تھا اور اگر وہ خراب نہیں تھا' اس کا مطلب ہے کہ ٹھیک تھا' تو ان دو ریڈیو گرافر کی ذاتی چپقلش کی وجہ سے کام نہیں ہوا اور اگر ان کی ذاتی چپقلش کی وجہ سے یہ نقصان غریب عوام کو ہوا ہے کہ ان کو ایکسرے پلانٹ کی سہولت نہیں ملی تو اس کا کون ذمہ دار تھا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ان کی ذاتی چپقلش کی وجہ سے جو نقصان ہوا ہے ان کے خلاف محکمے نے کوئی کارروائی کی ہے؟

وزیر صحت، جناب والا! ان دونوں ریڈیو گرافرز کو وہاں سے تبدیل کر کے اب عاطف نامی ریڈیو گرافر کو وہاں لگایا گیا ہے تاکہ لوگوں کی سہولت کے لیے وہ ایکسرے پلانٹ کام کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کے خلاف تو کارروائی ہو گئی۔

اگلا سوال نمبر 433 بھی جناب شاہد محمود بٹ صاحب کا ہے۔ جی بٹ صاحب۔

آر ایچ ایس ستراہ (سیالکوٹ) کی ایمبولینس کی مرمت

*433۔ جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ آر۔ایچ۔سی ستراہ (ضلع سیالکوٹ) کی ایمبولینس قابل مرمت ہے جس کی وجہ سے عوام کو مشکلات کا سامنا ہے۔

(ب) حکومت کب تک ایمبولینس کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے نیز اس ایمبولینس کا سرکاری ڈرائیور اس وقت کس جگہ ڈیوٹی دے رہا ہے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)

(الف) جی ہاں ایمبولینس قابل مرمت ہے مرمت سے متعلقہ کاغذات اور سرٹیفکیٹ وغیرہ حاصل کر لیے گئے ہیں ایک ماہ سے پہلے پہلے ایمبولینس چلنے کے قابل ہو جائے گی۔

(ب) رورل ہیلتھ سنٹر ستراہ تحصیل ڈسکہ ڈسٹرکٹ سیالکوٹ کا ڈرائیور جو کہ آج سے پانچ ماہ قبل ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز گوجرانوالہ ڈویژن گوجرانوالہ میں عارضی ڈیوٹی پر تعینات تھا اب وہ اپنی ڈیوٹی رورل ہیلتھ سنٹر ستراہ پر حاضر ہو گیا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ایمبولینس چلنے کی حالت میں ہے اگر چل رہی ہے تو مجھے کوئی ایسے نام بتائے جائیں جن کو ایمبولینس ستراہ سنٹر سے لے کر کسی دوسرے ہسپتال میں گئی ہو؟

جناب ڈپٹی سپیکر، بٹ صاحب! یہ جواب تو آپ نے خود سنا۔ وہ تو خود مانتے ہیں کہ یہ ایک ماہ سے پہلے پہلے چلنے کے قابل ہو جائے گی

جناب شاہد محمود بٹ، لیکن جناب والا! یہ تو انھوں نے 12-5-1997 کی بات کی ہے اس کے بعد انھوں نے ایک ماہ کی بات کی ہے۔ اب 1998 کی بات ہے۔ وہ تو کئی ماہ گزر چکے ہیں

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا مطلب ہے کہ آپ latest position کے بارے میں پوچھ رہے ہیں یعنی یہ چل رہی ہے یا نہیں چل رہی۔

جناب شاہد محمود بٹ، جی۔ جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ وزیر صحت صاحب۔

وزیر صحت، جناب والا! بٹ صاحب ذاتی طور پر بڑی دلچسپی لیتے ہیں لہٰذا میں نے آنے سے پہلے آج ہی فون کر کے اس کا پتا کروایا ہے اس کے نائی راڈ میں کوئی نقص تھا اور میں نے متعلقہ افسران کو کہا ہے کہ within two days یہ ایمبولینس fully functional ہونی چاہیے اور ان شاء اللہ یہ ہو گی۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! اگر منسٹر صاحب دو دن کی بات کرتے ہیں تو میں تو اس سے مطمئن ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ فرما رہے ہیں کہ انھوں نے حکم دیا ہے کہ یہ دو دن کے اندر اندر چالو ہو جائے۔

جناب شاہد محمود بٹ، ٹھیک ہے میں مطمئن ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال نمبر 940 حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔ جی حاجی صاحب۔

(فاضل ممبر ایوان میں موجود نہ تھے)

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال نمبر 940(A) بھی حاجی امداد حسین صاحب کا ہے ۔

ارشد عمران سلہری ، سوال نمبر 940(A) حاجی امداد حسین کے ایماء پر

میو ہسپتال کی اراضی پر ناجائز قابضین

*940(A)۔ جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

میو ہسپتال لاہور کا کل رقبہ کتنا ہے اور یہ ہسپتال کتنے بستر کا ہے اور کتنے لوگوں کو مکمل فری علاج کی سہولت میسر ہے اور اس کا کیا طریقہ ہے۔ اس ہسپتال کی اراضی کہاں کہاں واقع ہے اور کن لوگوں کا اس پر قبضہ ہے۔ ہسپتال کی اراضی پر جو ناجائز قابضین ہیں ان سے رقبہ کب تک واگزار کروایا جائے گا؟

وزیر صحت(راجہ اشفاق سرور)،

ہسپتال کا کل رقبہ 84 335 کنال ہے اور ہسپتال میں بستروں کی تعداد 1799 ہے۔ مخلص اور

نادار لوگوں کو مفت علاج بہم پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ تاہم بعض اوقات فنڈز کی کمی کی وجہ سے یہ ممکن نہیں ہوتا۔ سال 97-1996ء میں مفت علاج کی سہولت مندرجہ ذیل مریضوں کو مہیا کی گئی۔

(الف)	آؤٹ ڈور میں مریضوں کی تعداد	695204
(ب)	ایمرجنسی میں آنے والے مریض	189417
(ج)	داخل شدہ مریض	63542

مریضوں کے داخلے کا طریق کار

(الف) بذریعہ آؤٹ ڈور

آؤٹ ڈور میں علاج کے لیے ہر اس مریض کو داخل کر لیا جاتا ہے جس کی حالت تشویشناک ہوتی ہے۔

(ب) بذریعہ ایمرجنسی

ایمرجنسی میں آنے والے تمام مریض داخل کر لیے جاتے ہیں۔ ہسپتال کی اراضی کا حدود اربعہ مندرجہ ذیل ہے۔

مشرق گوالمنڈی

مغرب نیلا گنبد۔ دھنی رام' انار کلی

شمال ایبک روڈ لیڈی ایچیسن ہسپتال

جنوب تھارنٹن روڈ

ہسپتال کی اراضی پر قابضین کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

فہرست کے علاوہ چار کنال رقبہ پر حاتم بھائی کا ناجائز قبضہ ہے۔

جہاں تک یہ اراضی ناجائز قابضین سے واگزار کرانے کا معاملہ ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(الف) ناجائز قابضین کے خلاف جناب ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر لاہور کینٹ کی عدالت میں درخواستیں برائے قبضہ دائر کر رکھی ہیں۔ جن پر بعد از بحث مئی 1997ء میں عدالت نے فیصلہ محفوظ کر لیا تھا اور ابھی تک اس کا اعلان نہیں کیا۔

(ب) جس زمین پر حاتم بھائی ناجائز قابض ہے اس کا کیس ممبر بورڈ آف ریونیو کی عدالت میں زیر سماعت ہے۔

(ج) اس میں سے کچھ اراضی کو متروکہ املاک بورڈ نے اپنی ملکیت قرار دیا ہے جس کے خلاف سیکرٹری مذہبی امور گورنمنٹ آف پاکستان اسلام آباد کے پاس اپیل دائر کر رکھی ہے جس کی سماعت کی تاریخ 8 نومبر 1997ء مقرر کی گئی ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میو ہسپتال صوبہ پنجاب کا سب سے بڑا ہسپتال ہے آپ کی وساطت سے وزیر محترم سے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کی کتنی زمین کے اوپر ناجائز قبضہ ہے اور یہ کل کتنا رقبہ بنتا ہے؟

وزیر صحت، جناب والا! ناجائز قابضین کی تفصیل لف ہے جن پر ناجائز قابضین کے نام دیے ہوئے ہیں۔ اس میں سے ایک بڑا رقبہ چار کنال کا ہے اور اس پر حاتم بھائی کا ناجائز قبضہ ہے۔ باقی جو چھوٹے چھوٹے کوارٹر ہیں جن پر لوگ قابض ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! ایوان کی میز پر رکھی ہوئی لسٹ میں نے دیکھی ہے اس میں رقبے کے بارے میں لکھا ہوا ہے کہ اتنا اتنا رقبہ فلاں فلاں شخص کے پاس ہے لیکن جناب سپیکر! بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ فہرست وہی ہے جو یہاں پر سوال پرنٹ کر دیا گیا۔ اس میں اس کے علاوہ ایک بھی لفظ نہیں ہے

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا یہ آپ کے پاس نہیں آئی۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں نے فہرست منگوائی ہے مگر اس میں کسی قسم کی تفصیل نہیں ہے یہ وہی چیز ہے جو ایجنڈے میں پرنٹ کر دی گئی ہے

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں اس میں ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! اس میں ہے۔

جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں پوچھنا چاہوں گا کہ جز الف میں جو جواب دیا گیا ہے کہ ناجائز قابضین کے خلاف جناب ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر لاہور کینٹ کی عدالت میں درخواستیں برائے قبضہ دائر کر رکھی ہیں جن پر بعد از بحث مئی 1997ء میں عدالت نے فیصلہ محفوظ کر لیا تھا اور ابھی تک اس کا اعلان نہیں کیا۔ جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ چونکہ فیصلہ ہو چکا ہے اور فیصلہ کورٹ نے ابھی تک announce نہیں کیا حکومت نے اس بارے میں کیا اقدامات کیے ہیں اور کیا کوئی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ تو subjudice ہے حکومت اس بارے میں کیا کر سکتی ہے حکومت کورٹ کو مجبور تو نہیں کر سکتی۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ عرصہ ڈیڑھ سال سے-----

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر قانون صاحب! کیا کوئی ایسی بات ہو سکتی ہے۔ اگر کورٹ ایک فیصلے کو محفوظ کرے تو کیا حکومت کورٹ کو مجبور کر سکتی ہے کہ وہ فیصلہ announce کرے۔ سلہری صاحب آپ تو اس سلسلے میں کافی جانتے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! اسے مجبور تو نہیں کر سکتے۔ لیکن یہ ایک فلاحی ادارہ ہے اور یہ زمین اس کی ہے -

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ سب بجا ہے۔ اس پر آپ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ اگر وہ فیصلہ announce ہو جاتا ہے اور یہ ان کی favour میں نہیں ہوتا تو اس کے خلاف ہائر افسران کورٹ میں جاتے ہیں یا نہیں۔ لیکن جب تک فیصلہ announce نہیں ہوتا اور کیس کورٹ میں ہے اس وقت تک تو گورنمنٹ کورٹ سے یہ بھی نہیں پوچھ سکتی کہ جناب آپ اس کو کب تک announce کریں گے۔

اگلا سوال نمبر 1175 مولوی محمد سلطان عالم انصاری صاحب کا ہے۔ جی سلطان صاحب!

نشتر ہسپتال میں سی۔ٹی سکین مشین کی دیکھ بھال

*1175۔مولوی محمد سلطان عالم انصاری، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) نشتر ہسپتال ملتان میں سی۔ٹی سکین مشین کب فراہم کی گئی۔ اس کی دیکھ بھال کے لیے کتنی رقم فراہم کی جا رہی ہے۔

(ب) اس مشین کی دیکھ بھال کے لیے فراہم کی جانے والی رقم کیوں بند کر دی گئی اور اس کی دیکھ بھال کا معاہدہ کیوں منسوخ کیا گیا۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ یہ مشین اب کافی عرصہ سے خراب ہے جس کی وجہ سے ملتان کے عوام اس سہولت سے محروم ہیں اور سکین کے لیے اب پرائیویٹ ہسپتالوں کو مریض refer کیے جا رہے ہیں۔ اس مشین کی مرمت کے لیے کیا انتظامات کیے گئے ہیں۔

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ مشین کی مرمت کے لیے کوئی اقدامات کرنے کو تیار ہے اگر تیار ہے تو کب تک؟

وزیرصحت(راجہ اشفاق سرور)،

(الف) نشتر ہسپتال ملتان میں سی۔ٹی سکین مشین مورخہ 27-10-94 کو فراہم کی گئی۔ اس کی دیکھ بھال کے لیے تقریباً 17 لاکھ روپے کی رقم درکار ہے۔ اس رقم کی منظوری کے لیے محکمہ صحت نے کیس محکمہ خزانہ حکومت پنجاب کو بھجوا دیا ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ معاہدہ خریداری کے مطابق سال 1996ء تک کمپنی بغیر کسی معاوضہ کے سروس مہیا کرنے کی پابند تھی۔ اس طرح سی۔ٹی سکین مشین کی دیکھ بھال کا معاہدہ سال 1996-97ء سے مؤثر ہے جس کے لیے کمپنی کے ساتھ شرائط طے کی جا چکی ہیں اور اس طرح یہ پہلا معاہدہ ہے جو ہر سال تجدید کے بعد لاگو ہو گا۔

(ب) سی۔ٹی سکین مشین کی دیکھ بھال کے لیے رقم بند نہ کی گئی ہے اور نہ ہی اس کی دیکھ بھال کا معاہدہ منسوخ کیا گیا ہے۔ بلکہ سپلائی کرنے والی فرم کے ساتھ ایسی شرائط طے کی گئی ہیں کہ مشین پورے سال کے دوران 95 فی صد ٹائم کے ساتھ چلتی رہے اور مریضوں کو سہولت میسر رہے۔ مشین جتنی دیر یا وقت کے لیے خراب ہو گی فرم کو اسی تناسب سے جرمانہ ادا کرنا ہوگا۔ اس کے علاوہ بھی چند اہم شرائط کے ساتھ معاہدہ محکمہ خزانہ کی منظوری کے لیے اور فنڈز کی فراہمی کے لیے بھیجا جا چکا ہے۔ اس معاہدہ کے مؤثر ہوتے ہی عوام کی دیرینہ شکایات کا ازالہ ہو جائے گا۔

(ج) مشین مذکورہ 18-05-97 سے عارضی طور پر بند کی گئی ہے۔ فرم کے ساتھ معاہدہ طے پانے اور محکمہ خزانہ سے فنڈز کی منظوری کے بعد سی۔ٹی سکین مشین بہت جلد مریضوں کی سہولت کے لیے کھول دی جائے گی۔

(د) جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ دیکھ بھال کے لیے معاہدہ کی محکمہ خزانہ سے منظوری اور فنڈز کی فراہمی کے فوراً بعد بغیر کسی تاخیر کے محکمہ صحت اس مشین کو عوام کی سہولت کے لیے مرمت کروائے گا۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، جناب والا! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ سابقہ اجلاس میں بھی یہ سوال پیش کیا گیا تھا اور اس وقت ہمارے وزیرصحت صاحب نے فرمایا تھا کہ جو queries اس وقت ضمنی سوال میں کی گئی تھیں اس کے متعلق اپنے جواب کو زیادہ up-to-date کر کے

آج ایوان میں پیش کریں گے۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جو سابقہ اجلاس میں جواب دیا گیا تھا اسی کو نقل کر کے آج پھر یہ جواب پیش کر دیا گیا ہے اور دوبارہ پھر وہی سوالات پیدا ہوں گے جو سابقہ اجلاس میں ہوئے تھے جس کی کارروائی غالباً پرنٹ بھی ہو چکی ہے۔ پہلے تو میں جناب سے یہ گزارش کروں گا کہ جو جوابات دیے گئے ہیں ان کے مطابق یہ سکین مشین نشتر ہسپتال ملتان میں 18-05-1997 سے خراب ہے اور اس جواب کے مطابق آج تک یہ بند ہے اور اس جواب میں کہا گیا ہے کہ یہ کمپنی کی ذمہ داری تھی کہ وہ اسے ٹھیک رکھے ' up-to-date حالت میں رکھے اور کام کرتی رہے تاکہ مریضوں کو پریشانی نہ ہو اور اگر خراب ہوئی تو ان سے ہرجانہ وصول کیا جائے گا۔ last time وزیر صاحب نے فرمایا تھا کہ ہم آپ کو اجلاس میں بتائیں گے کہ ان کے خلاف جرمانے کا کتنا کیس بنایا گیا ہے اور اس مشین کی repair پر کتنا خرچہ ہوا ہے اور اب تک یہ repair ہوئی ہے یا نہیں ہوئی۔ میں وزیر صاحب سے دریافت کرنا چاہوں گا کہ یہ کب سے functional ہوئی۔ میں نے یہ سوال 1997ء میں کیا تھا اور آج 1998ء بھی ختم ہونے کو ہے۔ یہ مشین کب خراب ہوئی تھی اور کب functional ہوئی۔ اور اس دوران کتنے مریضوں کو یہ سہولت میسر نہ ہوئی جس کے نتیجے میں ان کی جانوں کو نقصان پہنچا؟ اور کتنے مریض وہاں سے پرائیویٹ ہسپتالوں کو refer کیے گئے۔ اس کا منسٹر صاحب نے سابقہ اجلاس میں جواب دینے کا وعدہ فرمایا تھا۔ میرا خیال ہے یہ جواب ان کو موصول ہو چکے ہوں گے۔ انھوں نے وہ ڈیٹا اکٹھا کر لیا ہو گا اور وہ آج ایوان میں پیش کریں گے۔ اور ساتھ ساتھ یہ بھی تھا کہ جس کمپنی نے اس کو maintain کرنا تھا اس کے خلاف انھوں نے کتنی رقم کے ہرجانے کا کیس بنایا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ہیلتھ منسٹر صاحب! آپ میری بات سنیے گا۔ سوال میں جزو ج میں یہ پوچھا گیا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ یہ مشین اب کافی عرصہ سے خراب ہے جس کی وجہ سے ملتان کے عوام اس کی سہولت سے محروم ہیں اور سی ٹی سکین کے لیے مریض پرائیویٹ ہسپتالوں کو refer کیے جا رہے ہیں۔ اس مشین کی مرمت کے لیے کیا انتظامات کیے گئے ہیں۔ یہ اکتوبر 1997ء کا سوال تھا۔ اب وہ یہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ یہ functional حالت میں کب آئی۔

وزیر صحت: جناب والا! انھوں نے کافی سارے سوالات کر دیے ہیں۔ ایک سوال ان کا یہ بھی تھا کہ کتنے مریض اس دوران پرائیویٹ ہسپتالوں میں گئے۔ فوری طور پر وہ میرے لیے بتانا تو مشکل ہوگا۔

نشتر ہسپتال ملتان میں سی ٹی سکین کی instalation 28-1-95 میں اور اسی تاریخ کو یہ functional بھی ہوئی ۔ اس کا وارنٹی پیریڈ 12-05-96 تک تھا۔ اور یہ 17-05-97 سے لے کر 22-07-98 تک non functional رہی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی انصاری صاحب!

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ یہ جنوری 1995ء میں functional ہوئی تھی۔ جواب میں انھوں نے تحریر فرمایا ہے کہ یہ 27-10-94 کو functional ہوئی تھی ۔ اور جہاں تک خراب ہونے کا سوال ہے جواب میں انھوں نے فرمایا ہے کہ 18-5-97 کو خراب ہوئی تھی۔ میرا تو یہ سوال ہے کہ یہ جو 18-5-97 کو خراب ہوئی ہے اس کے بعد سے یہ سہولت ملتان میں میسر نہیں رہی۔ اور اس سے بے شمار مریضوں کو جو نقصان ہوا اس کا کیا ازالہ کیا گیا۔ اس کمپنی سے جو انھوں نے معاہدہ کیا تھا کہ یہ 95 فی صد ہمیشہ کام کرتی رہے گی ۔ لیکن اس نے کام نہیں کیا۔ کیا انھوں نے اس کمپنی سے کوئی ہرجانہ طلب کیا۔ کیا اس کے خلاف کوئی کارروائی کی یا خود اس کی repair کا کوئی انتظام کیا۔ کیونکہ اس کے جواب میں انھوں نے تحریر فرمایا ہے ۔ ایک طرف تو کہتے ہیں کہ اس کی repair کرنا کمپنی کی ذمہ داری تھی ۔ اور جواب میں یہ لکھا ہوا ہے ہم نے کیس بنا کے محکمہ خزانہ کو بھیجا ہوا ہے ۔ پیسے آئیں گے تو مرمت کروائیں گے ۔ مجھے تو سمجھ نہیں آیا کہ یہ ذمہ داری حکومت کی تھی یا اس کمپنی کی تھی جس نے مشین سپلائی کی تھی ۔ ان کا جواب ہی contradictory ہے ۔ جواب کے جزہائے الف ، ب اور ج تینوں کے تینوں آپس میں اختلاف کرتے ہیں۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس قسم کے جوابات دیے جاتے ہیں کہ جس سے ہمیں سمجھ میں نہیں آتا کہ ذمہ داری کس کی تھی ، کس نے اس کو repair کرنا تھا۔ یہ اس طرح سے عوام کے ساتھ مذاق ہی ہو رہا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انصاری صاحب ! یہ انھوں نے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ معاہدہ خریداری کے مطابق سال 1996ء تک کمپنی بغیر کسی معاوضہ کے سروس مہیا کرنے کی پابند تھی ۔ دیکھ بھال کا معاہدہ سال 1996-97ء سے مؤثر ہے۔ جس کے لیے کمپنی کے ساتھ شرائط طے کی جا چکی ہیں۔ اس طرح یہ پہلا معاہدہ ہے کہ جو ہر سال تجدید کے بعد لاگو ہوتا ہے۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، اس کا مطلب ہے کہ وہ لاگو ہے ۔ اگر وہ لاگو ہے تو یہ کمپنی کی

ذمہ داری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، منسٹر صاحب! کیا آپ یہ بتائیں گے کہ جب یہ مشین خراب ہوئی تو اس کو کمپنی نے ہی درست کیا ہے۔ وہ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ جب یہ خراب ہوئی تھی اور اس کے بارے میں کمپنی کے ساتھ معاہدہ تھا کہ کمپنی اس کو درست کرے گی اور کوئی چارجز نہیں ہوں گے تو کیا اس کمپنی نے بغیر چارجز کے اس کو درست کیا ہے یا حکومت کو اس کے اخراجات برداشت کرنا پڑے ہیں۔

وزیر صحت، جناب! اس میں technicalities آ گئی تھیں۔ جب ہمیں ین (Yen) میں اس کی maintenance کا پیسہ دینا پڑتا تھا تو وہ پہلے سے بہت زیادہ بن رہا تھا۔ اب ہم نے اس کے تدارک کے لیے جب کوئی initially مشین خریدتے ہیں تو اس کے لیے ایک پالیسی بنا دی ہے کہ maintenance price کے ساتھ شامل کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ تو آئندہ کی بات ہے۔ اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں۔

وزیر صحت، اس کے بارے میں ہمارا ان کے ساتھ معاہدہ ہوا وہ وقت ختم ہو چکا تھا۔ پھر بھی ہم نے اس سے گزارش کی اور اس سے کام کروایا اور پنجاب حکومت کو چاروں مشینوں پر ایڈیشنل cost ہمیں 15 لاکھ روپے دینا پڑی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب یہ آئندہ آپ اس کے اخراجات برداشت کریں گے یا کمپنی کرے گی۔

وزیر صحت، جی! جیسے میں نے گزارش کی ہے کہ مشین کی initial cost میں maintenance cost بھی add کر دی جائے گی نہ اس کے لیے extra funds مختص کیے جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی انصاری صاحب!

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، میں سمجھتا ہوں کہ جو سوال کیا گیا تھا یہ جواب اس کے مطابق نہیں ہے۔ میں نے ان سے یہ عرض کیا تھا کہ کتنے مریضوں کا اس میں نقصان ہوا اور کتنا اس میں ہرجانے کا کیس بنایا گیا۔ یہ کس کی ذمہ داری تھی اور یہ مشین ایسی تھی کہ جس کے بغیر بہت سے مریضوں کی حالت کا پتا ہی نہیں چل سکتا تھا۔ اور ایک سال تک مشین خراب رہی۔ ایک سال تک اگر گورنمنٹ کے افسران نے اس کی طرف توجہ نہیں کی، فنڈز فراہم نہیں کیے اور اس کی مرمت نہیں

کرائی گئی تو ان کے خلاف کیا کارروائی ہوئی؟ اگر کمپنی نے نہیں کی تو ان کے خلاف انھوں نے کارروائی کی ۔ یہ عوام کی صحت اور عوام کے مفاد کے پیش نظر ایک بہت اہم ذمہ داری تھی ۔ ایک سال تک اس کی طرف توجہ نہ کرنا اور اس سوال کو avoid کرنا کہ ذمہ داری کس کی تھی ۔ کس پر انھوں نے انحصار کیا اور کس کے خلاف کارروائی کی ۔ میرا سوال تو بڑا سادہ سا ہے لیکن اس کا جواب نہیں آ رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ پوچھ رہے ہیں کہ جتنی دیر یہ مشین خراب رہی اس کا کون ذمہ دار ہے اور اس کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے ۔

وزیر صحت، جناب والا! انھوں نے ہرجانے کی بات کی ہے ۔ ہم نے ہرجانہ طلب کرنے کی بجائے contract period بڑھا دیا تھا ۔ ہم نے کمپنی کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا اور جو ہم نے ہرجانہ وصول کرنا تھا اس کے بدلے میں ہم نے اس کے ساتھ contract period بڑھا دیا۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے نہایت مودبانہ عرض کروں گا کہ جو کچھ یہ فرما رہے ہیں ان کے بارے میں کوئی document ایوان کے سامنے پیش کر دیں کہ واقعی انھوں نے ایسا کیا یا اس سوال کو avoid کرنے کے لیے کیا جا رہا ہے ۔ میری گزارش ہے کہ یہ کوئی چیز نہیں ہے ۔ میں clarify کر چکا ہوں ۔ ایسی کوئی چیز نہیں ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگر آپ سوال کے جواب کو تھوڑا سا تحمل سے دیکھیں تو اس کا جواب موجود ہے کہ جو انھوں نے کمپنی کو ہرجانہ کرنا تھا کہ یہ مشین خراب ہوئی لیکن محکمہ نے نہیں دیکھی ۔ وہ فرما رہے ہیں کہ ہم نے ان کو یہ کہا کہ آپ کا جو ہمارے ساتھ دوسال کا معاہدہ تھا اس کو بڑھا دیا ہے۔ اب آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ زبانی بات ہے ۔ ایسا ہوا نہیں ۔ ہم ان سے یہ کہتے ہیں کہ اگر ایسا ہوا ہے تو آپ محکمے کو کہیں کہ جس نے اس کے ساتھ معاہدہ کیا ہے کہ دو سال کی بجائے آئندہ تم تین سال تک اس کی دیکھ بھال کرو گے ۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری ، جناب سپیکر! ابھی وزیر موصوف نے فرمایا تھا کہ پنجاب کی ساری سی۔ ٹی سکین مشینیں انھوں نے اپنی گرہ سے خرچ کر کے مرمت کروائی ہیں، کمپنی سے نہیں کروائیں جبکہ اب یہ فرما رہے ہیں کہ کمپنی کے ساتھ جو معاہدہ ہوا تھا اسے extend کر دیا گیا ہے۔ وزیر صاحب کا یہ جواب بھی self contradictory ہے۔ حضور والا! ایوان میں جو جواب دیے جاتے

ہیں' They should come with clean hands. ' ان کا محکمہ انھیں صحیح جواب مہیا نہیں کرتا لہٰذا اس بات کا نوٹس لینا بہت ضروری ہے۔

وزیرصحت: جناب والا! انھیں جو documentary proof چاہیے اس کے لیے یہ میرے چیمبر میں آ جائیں' ان شاء اللہ میں انھیں مطمئن کر دوں گا۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری: جناب والا! اب بات documentary proof کی نہیں رہی کیونکہ وزیر موصوف کا جواب ہی self contradictory ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ contradictory اس sense میں ہے کہ ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ ہم نے تقریباً 15 لاکھ روپے اپنی گرہ سے pay کیے ہیں۔ اگر گرہ سے ادائیگی کی ہے تو پھر معاہدہ extend کرنے سے کیا مراد ہے؟ اور اگر واقعی معاہدہ extend ہوا ہے تو پھر گرہ سے کیوں pay کیا گیا؟

وزیرصحت: جناب والا! چونکہ ہمارا کنٹریکٹ yen میں تھا اس لیے ہمیں initial cost پہ پیسے دینے پڑے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس سوال کو ہم pending کر لیتے ہیں اور آگے چلتے ہیں۔ انصاری صاحب! آپ وزیرصحت کے پاس بیٹھ جائیں اور اس بارے میں آرام سے discuss کر لیں' اگر آپ پھر بھی مطمئن نہ ہوں تو پھر بے شک اس کو ہاؤس میں لے آیئے گا اور اگر آپ مطمئن ہو جائیں تو پھر ہم اس کو dispose of کر دیں گے۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری: جی! بہتر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: سوال نمبر 1264۔

گنگا رام ہسپتال کا بجٹ

*1264۔ حاجی مقصود احمد بٹ: کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مالی سال 98-1997ء کا گنگا رام ہسپتال کا بجٹ کتنا ہے۔

(ب) موجودہ مالی سال میں بجٹ کو کس کس مد میں خرچ کیا گیا ہے۔ اس وقت ہسپتال میں کتنے شعبے کام کر رہے ہیں۔

(ج) گنگارام ہسپتال میں اس وقت کل کتنا عملہ کام کر رہا ہے۔ ان کے نام، عہدہ اور تعلیمی قابلیت بتائی جائے۔

وزیرصحت (راجہ اشفاق سرور)۔

(الف) مالی سال 1997-98ء کا گنگارام ہسپتال کا بجٹ مبلغ آٹھ کروڑ اسی لاکھ اکیاسی ہزار دو سو پچھتر روپے ہے۔(8,80,81,275) یہ رقم 7½% اکانومی کٹ کے بعد ہے۔

(ب) (i) موجودہ مالی سال میں بجٹ کو مندرجہ ذیل مدوں میں خرچ کیا جا رہا ہے۔

عملہ کی تنخواہیں۔ ادویات وغیرہ کی خریداری ' پانی' بجلی' گیس کے واجبات کی ادائیگی' مرمت برائے میڈیکل مشینری ۔ گاڑیاں ۔ فرنیچر وغیرہ' ہسپتال میں استعمال ہونے والی متفرق اشیاء جنرل سٹورز وغیرہ کی خریداری۔

(ii)۔ ہسپتال میں اس وقت چودہ شعبے کام کررہے ہیں ۔ میڈیکل،سرجیکل گائنی ' آئی ' ای۔این۔ٹی' ایمرجنسی' آؤٹ ڈور' ایڈمنسٹریشن ایکسرے' ریڈیو تھراپی' ویکسین' چلڈرن ہیتھیالوجی لیب' آرتھوپیڈک۔

(ج) گنگارام ہسپتال میں اس وقت ایک ہزار دوسو ایک افراد پر مشتمل عملہ کام کررہا ہے۔ ان کے نام عہدہ اورتعلیمی قابلیت کے متعلق تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ کوئی ضمنی سوال؟

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب سپیکر! جواب میں بتایا گیا ہے کہ زیادہ تر بجٹ ادویات' مشینری اور فرنیچر پر خرچ کیا گیا ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ادویات کی خریداری پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟ لوکل پرچیز جن سٹوروں سے کی گئی ان کے ساتھ کیا معاہدہ تھا اور اس پر کتنی رقم خرچ آئی؟

وزیرصحت: جناب والا! لوکل پرچیز کل رقم کا 40 فی صد ہوتی ہے۔ اگر 60 فی صد ادویات ایم ایس ڈی سے جاتی ہیں تو 40 فی صد ادویات لوکل پرچیز ہوتی ہیں۔ پروفیسر حضرات on the spot جب کسی مریض کو prescribe کرتے ہیں تو اس صورت میں یا کسی ایمرجنسی کی صورت میں یہ لوکل پرچیز سے فوراً منگوائی جاتی ہیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب سپیکر! میں نے پوچھا ہے کہ لوکل پرچیز پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟ اور

جن جن سٹوروں سے یہ خریداری کی جا رہی تھی ان کے نام بتائے جائیں۔ مزید یہ بھی بتایا جائے کہ ان کے ساتھ معاہدہ کس نوعیت کا تھا؟ آیا ان سے ادھار لے رہے تھے یا کہ نقد رقم دی جا رہی تھی؟

وزیرصحت: جناب سپیکر! اگر میں یہ پورا جواب پڑھ دیتا تو معزز رکن یہ سوال نہ کرتے کیونکہ جواب میں کل رقم بتائی گئی ہے اور اس رقم کا چالیس فی صد ایم ایس کو لوکل پرچیز کے لیے مہیا کیا جاتا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب والا! جواب میں ایسی کوئی رقم نہیں بتائی گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! جواب میں ایسی کوئی فگر نہیں دی گئی۔ آپ نے کل بجٹ بتایا ہوا ہے لیکن یہ نہیں بتایا گیا کہ 40 فی صد کتنا بنتا ہے۔ اگر آپ جواب پڑھیں تو آپ کو محسوس ہو گا کہ جو سوال معزز رکن پوچھ رہے ہیں وہ آپ نہیں بتا رہے۔

وزیرصحت: جناب والا! اس کے لیے اگر معزز رکن مجھے نیا سوال دے دیں تو میں جواب عرض کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! آپ اپنے محکمے کو ہدایت کریں کہ جو بات فگرز میں پوچھی جاتی ہے اس کے فگرز دے دیے جائیں، صرف percentage کی بات نہ کریں۔ معزز ممبر تو یہ پوچھ رہے ہیں کہ کتنی رقم ہے، کتنے لاکھ، کتنے ہزار یا کتنے سو ہیں؟ میرا خیال ہے کہ اگر معزز ممبر چاہیں تو ہم اس سوال کو defer کر لیتے ہیں اور اس کا جواب کل آپ محکمے سے پوچھ کر بتا دیجیے گا۔ آپ ہاؤس کو وہ بات بتائیں جو معزز ممبر پوچھتے ہیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہی میرا ایک اورضمنی سوال بھی ہے وہ بھی پوچھ لیں تاکہ کل کو وزیر صاحب یہ نہ کہیں کہ اس کے لیے نیا سوال دیں۔ جناب والا! میڈیکل مشینری، گاڑیاں، فرنیچر وغیرہ کی مرمت اور خریداری پر کتنی رقم خرچ آئی ہے؟ وزیر صاحب اگر یہ بھی ساتھ بتا دیں تو بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! میرا خیال ہے کہ آج آپ تیار نہیں ہیں۔ یا تو آپ کو محکمے نے صحیح گائیڈ نہیں کیا یا آپ مصروف رہے ہیں اور تیاری نہیں کر سکے۔ آپ کے جوابات پر معزز ممبر مطمئن نہیں ہیں۔ تو کیا اس کو کل کے لیے defer کر لیا جائے تاکہ آپ محکمے سے تفصیل پوچھ لیں؟

وزیرصحت: جناب والا! اگر ان کو مختلف مدوں میں تفصیل چاہیے تو میں انھیں اپنے طور پر بتا دوں گا۔ اس سوال کو defer کرنے کی بجائے معزز ممبر مہربانی فرما کر میرے چیمبر میں آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، میرا خیال ہے کہ اس کو defer کر لیتے ہیں اور آپ محکمے سے کہیں کہ آپ کو صحیح فیڈ کیا کریں۔ آپ کل یا پرسوں کس دن بتائیں گے؟

وزیرصحت: جناب والا! اس سوال کو محکمہ صحت کے اگلے سوالات کے ساتھ رکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا مطلب ہے کہ اس کو آئندہ اجلاس تک کے لیے defer کریں۔

وزیرصحت: جی ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، اس طرح تو یہ سوال بہت لیٹ ہو جائے گا۔ آپ ایسا کیوں نہیں کرتے کہ معزز ممبر کو بلوا کر اپنے طور پر معلومات فراہم کر دیں۔ پتا نہیں آئندہ اجلاس کب آئے گا۔ معزز ممبر اس کے facts جاننے کے لیے بڑے بے چین رہیں گے۔

وزیرصحت: تو پھر آپ اس سوال کو پرسوں کے لیے رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس سوال کو پرسوں کے لیے defer کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ملک نسیم الدین خالد صاحب کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال بھی حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: سوال نمبر 1422۔

پی۔پی 129 میں مزید ڈسپنسریاں اور ہسپتال قائم کرنے کے اقدامات

*1422۔حاجی مقصود احمد بٹ: کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پی۔پی 129 لاہور میں کتنے ہسپتال، ڈسپنسریاں اور دیگر ادارے محکمہ کے زیر اہتمام ہیں۔ ان کو 1993ء سے آج تک کتنی مالیت کی ادویات اور فنڈ فراہم کیے گئے ہیں نیز جو فنڈز اور ادویات ان اداروں کو فراہم کی گئی تھیں وہ اس حلقہ کے لوگوں کی ضروریات کے لیے کافی تھیں۔

(ب) کیا جز بالا میں بیان کردہ ادارے اس حلقہ کی عوام کی ضروریات کے لیے کافی ہیں اگر نہیں تو حکومت کب تک مزید ڈسپنسریاں، ہسپتال قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیرصحت (راجہ اشفاق سرور):

(الف) پی-پی 129 لاہور میں محکمہ صحت کے زیر اہتمام کوئی ڈسپنسری اور ہسپتال نہ ہے۔ مذکورہ حلقہ کے ساتھ نواحی علاقوں میں 125 بستر کا گورنمنٹ میاں محمد منشی ہسپتال بند روڈ، گورنمنٹ میٹرنٹی ہسپتال چوہان روڈ(20 بستر) قائم ہیں۔ اس کے علاوہ فلٹر کلینک بلال گنج، گورنمنٹ ڈسپنسری ریواز گارڈن، اس کے علاوہ میو ہسپتال اور جناب جناح ہسپتال لاہور بھی علاقہ کے عوام کو طبی سہولتیں فراہم کر رہے ہیں۔

(ب) جز بالا میں بیان کردہ ادارے حلقہ کے عوام کی ضروریات کسی حد تک پوری کر رہے ہیں۔ تاہم حکومت محدود مالی وسائل کے باوجود عوام کو صحت کی سہولتیں فراہم کرنے کے لیے کوشاں رہے گی۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب سپیکر! میں وزیر محترم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اعوان ٹاؤن، ندیم ٹاؤن، گلشن راوی سے وہ ہسپتال کتنی دور ہیں جن کے بارے میں وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ وہ طبی امداد فراہم کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: حاجی صاحب! یہ بتانا تو مشکل ہے اس کے لیے آپ نیا سوال دیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب والا! یہ بالکل غلط جواب دیا گیا ہے، کم از کم دس کلومیٹر کا فرق ہے۔ جہاں تک میو ہسپتال یا جناح ہسپتال کا تعلق ہے وہ تو سارے لاہور کے لیے کام کر رہے ہیں۔ حلقہ پی پی-129 بہت پسماندہ علاقہ ہے، یہ ایک بہت بڑا حلقہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حاجی صاحب! اس میں تو انھوں نے بتا دیا ہے کہ وہاں پہ کوئی ہسپتال نہ ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب والا! یہ بتایا جائے کہ کیوں نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جواب کے جز(الف) میں انھوں نے لکھا ہے کہ محکمہ صحت کے زیر اہتمام کوئی ڈسپنسری اور ہسپتال نہ ہے۔ چونکہ وہاں کوئی ڈسپنسری یا ہسپتال نہیں ہے لہٰذا آپ نئے ہسپتال کے لیے move کریں۔

حاجی مقصود احمد بٹ: چلیں، جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ موجودہ مالی سال میں یا آنے والے مالی سال میں حکومت پنجاب وہاں کوئی ڈسپنسری یا ہسپتال بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟ وزیر صاحب مہربانی کرتے ہوئے میرے ساتھ وعدہ کریں کہ آئندہ بجٹ میں وہاں ایک دو ڈسپنسریاں بنا دی جائیں گی کیونکہ یہ ایک بہت بڑا حلقہ ہے۔

وزیرصحت: جناب سپیکر! ہم ان کے ساتھ بیٹھ کر discuss کر لیتے ہیں اور اگر ان کی طرف سے کوئی ایسی تجویز آئی تو ہم اسے سنجیدگی سے consider کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب کا ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: سوال نمبر 1523۔

میڈیکل کالجوں میں داخلہ میں غیر مساویانہ سلوک

*1523۔راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کی رہائشی طالبات اور یہاں کے کالجوں سے پاس ہونے والی طالبات کے مقابلہ میں بیرون ملک سے A لیول پاس کرنے والی طالبات کو 5% زائد نمبر دیے جاتے ہیں جس سے اندرون ملک تعلیم حاصل کرنے والی طالبات کی میڈیکل کالجوں میں داخلہ کے لیے حق تلفی ہوتی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب کے میڈیکل کالج برائے طالبات میں 50% وفاقی بورڈ اسلام آباد کی طالبات کو داخلہ دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے بھی پنجاب کے بورڈوں سے امتحان پاس کرنے والی طالبات کو کم سیٹوں پر داخلہ ملتا ہے۔ کیا حکومت A لیول پاس کرنے والی طالبات اور وفاقی بورڈ سے امتحان پاس کرنے والی طالبات کے لیے میڈیکل کالجوں میں الگ الگ سیٹیں مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیرصحت (راجہ اشفاق سرور)۔

(الف) یہ درست نہ ہے کہ صوبہ کی رہائشی طالبات اور یہاں کی کالجوں سے پاس ہونے والی طالبات کے مقابلے میں بیرون ملک سے A لیول پاس کرنے والی طالبات کو 5% زائد نمبر دیے جاتے ہیں۔ پاکستان اور پنجاب کے بورڈ کے علاوہ تمام طلباء جن میں A لیول بھی شامل ہے' کے نمبروں کا تعین وفاقی ادارہ (I.B.C .C) انٹر بورڈ کمیٹی آف چیئرمین کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں پنجاب کے میڈیکل کالجز میں داخلہ کے لیے ایڈمیشن بورڈ پنجاب کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ پنجاب کے میڈیکل کالج برائے طالبات جس کا نام فاطمہ جناح میڈیکل

کالج لاہور ہے اس میں 50% وفاقی بورڈ اسلام آباد کی طالبات کو داخلہ دیا جاتا ہے۔ فاطمہ جناح میڈیکل کالج جس کے بجٹ کا 1/2 حصہ وفاقی حکومت برداشت کرتی ہے اس کی 229 سیٹوں میں سے 66 سیٹیں وفاقی حکومت کو دی جاتی تھیں جن میں سے 20 پھر پنجاب کو مل جاتی تھیں۔ حال ہی میں لاہور ہائی کورٹ نے منسوخ کر دی ہیں۔ اب اس میں وفاقی حکومت کا کوئی حصہ نہ ہے۔ لہٰذا یہ کہنا درست نہ ہے کہ اس وجہ سے پنجاب بورڈز سے پاس کرنے والی طالبات کو کم سیٹوں پر داخلہ ملتا ہے۔ یگر حکومت کے زیر غور ایسی کوئی پالیسی نہ ہے۔ جس میں A لیول کے امیدواروں کے لیے سیٹیں مختص کرنا ہو۔ کیونکہ جزو "الف" میں بیان کردہ حقائق کے پیش نظر اس کی ضرورت نہ ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ اس وقت پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں جو داخلہ پالیسی ہے کیا اس میں صدر، وزیر اعظم، گورنر یا وزیر اعلیٰ کا کوئی کوٹا ہے یا خالصتاً میرٹ پر داخلہ ملتا ہے؟

وزیر صحت، جناب والا! پنجاب میں سب کوٹا ختم کر دیا گیا ہے ۔ اب صدر، وزیر اعظم، گورنر یا وزیر اعلیٰ کا کوئی کوٹا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال بھی راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب کا ہے۔

میڈیکل کالجوں میں طالبات کی سیٹوں میں اضافہ

*(A)1523۔ راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں طالبات کے لیے الگ صرف ایک میڈیکل کالج ہے جو صوبہ بھر کی ضروریات کے مطابق نہیں ہے۔

(ب) کیا حکومت، صوبہ کے میڈیکل کالجوں میں طالبات کے لیے مزید سیٹیں بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) یہ درست ہے کہ صوبے میں طالبات کے لیے علیحدہ سے ایک کالج ہے۔ مگر دیگر کالجوں میں بھی طالبات کو میرٹ کی بناء پر داخلہ لینے کا پورا پورا حق ہے۔ اس سال داخل شدہ طلباء و طالبات کی تفصیل حسب ذیل ہے،

نام کالج	تعداد	
	طلباء	طالبات
1۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج، لاہور	103	114
2۔ نشتر میڈیکل کالج ملتان	116	91
3۔ قائداعظم میڈیکل کالج بہاول پور	92	116
4۔ پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد	95	114
5۔ راولپنڈی میڈیکل کالج راولپنڈی	62	146
6۔ علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور	106	110
7۔ فاطمہ جناح میڈیکل کالج	_	189
کل تعداد	574	880

اوپر دی گئی تفصیل کے مطابق طالبات لڑکوں کے مقابلہ میں زیادہ سیٹیں حاصل کر رہی ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا درست نہ ہے۔ کہ لیڈی ڈاکٹرز کی تعداد صوبے کی ضروریات کے مطابق نہ ہے۔

(ب) اوپر دی گئی تفصیلات کے مطابق صوبے کے میڈیکل کالجوں میں طالبات کی مزید سیٹیں بڑھانے کا کوئی جواز نہ ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب والا! میں جواب سے مطمئن ہوں اس لیے کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال ملک نعیم الدین صاحب کا ہے لیکن وہ حاضر نہیں ہیں۔ اگلا سوال جناب نجیب اللہ خان نیازی صاحب کا ہے

فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور میں داخلے کے لیے نشستوں کا بڑھایا جانا اور نئے کالج کا قیام

*1554۔جناب نجیب اللہ خان نیازی۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ بھر میں طالبات کے لیے علیحدہ صرف ایک ہی فاطمہ میڈیکل کالج لاہور ہے۔ جو صوبہ کی رہائشی طالبات کے لیے ناکافی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہر سال سینکڑوں طالبات داخلہ سے محروم رہتی ہیں۔

(ج) کیا حکومت صوبہ کی رہائشی طالبات کے لیے میڈیکل کالج کی تعداد میں اضافہ اور مزید سیٹیں بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو وجہ؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) یہ درست ہے کہ صوبہ میں طالبات کے لیے علیحدہ سے ایک کالج ہے۔ مگر دیگر کالجوں میں بھی طالبات کو میرٹ کی بناء پر داخلہ لینے کا پورا پورا حق ہے۔

اس سال داخل شدہ طلباء و طالبات کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

	نام کالج	طلباء	طالبات
1۔	کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور	103	114
2۔	نشتر میڈیکل کالج ملتان	116	91
3۔	قائد اعظم میڈیکل کالج بہاول پور	92	116
4۔	پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد	95	114
5۔	راولپنڈی میڈیکل کالج راولپنڈی	62	146
6۔	علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور	106	110
7۔	فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور	_	189
	کل تعداد	574	880

اوپر دی گئی تفصیل کے مطابق طالبات لڑکوں کے مقابلے میں زیادہ سیٹیں حاصل کر رہی ہیں۔ لہٰذا یہ درست نہ ہے کہ طالبات کی تعداد صوبے کے ضروریات کے مطابق نہ ہے۔

(ب) جتنے امیدوار داخلہ کے لیے درخواستیں دیتے ہیں وہ سب داخل نہیں ہوتے۔ امسال لڑکوں کے مقابلہ میں لڑکیاں زیادہ داخل ہوئی ہیں۔

(ج) اوپر دی گئی تفصیلات کے مطابق صوبہ کے میڈیکل کالجوں میں طالبات کی مزید سیٹیں بڑھانے کا کوئی جواز نہ ہے۔

جناب نجیب اللہ خان نیازی، جناب والا میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال بھی جناب نجیب اللہ خان نیازی صاحب کا ہے۔

میڈیکل کالجوں میں A لیول اور وفاقی سکینڈری بورڈ سے پاس شدہ طالبات کے داخلے کے لیے الگ سیٹیں مختص کرنا

*1555۔جناب نجیب اللہ خان نیازی۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں داخلے کے لیے صوبہ کی رہائشی طالبات اور یہاں کے کالجوں سے پاس ہونے والی طالبات کے مقابلہ میں بیرون ملک سے A لیول پاس کرنے والی طالبات کو مقامی کالجوں سے پاس ہونے والی لڑکیوں کی نسبت 50% زائد نمبر دیے جاتے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وفاقی سیکنڈری بورڈ اسلام آباد کی پاس شدہ طالبات کو بھی پنجاب کے سکینڈری بورڈ سے پاس ہونے والی طالبات کی نسبت 50% زائد نمبر دیے جاتے ہیں۔ اس وجہ سے پنجاب کے سکینڈری بورڈ سے پاس شدہ طالبات کو کم سیٹوں پر داخلہ ملتا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت A لیول اور وفاقی سکینڈری بورڈ سے پاس شدہ طالبات کے لیے میڈیکل کالجوں میں الگ سیٹیں مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر صحت(راجہ اشفاق سرور)،

(الف) یہ درست نہ ہے کہ صوبہ کی رہائشی طالبات اور یہاں کے کالجوں سے پاس ہونے والی طالبات کے مقابلے میں بیرون ملک سے A لیول پاس کرنے والی طالبات کو 5% زائد نمبر دیے جاتے ہیں۔ پاکستان اور پنجاب کے بورڈز کے علاوہ تمام طلباء جن میں A لیول بھی شامل ہے کے نمبروں کا تعین وفاقی ادارہ (I.B.C.C) انٹر بورڈ کمیٹی آف چیئرمین کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں پنجاب کے میڈیکل کالجز میں داخلہ کے لیے ایڈمیشن بورڈ پنجاب کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ وفاقی سکینڈری بورڈ اسلام آباد کی پاس شدہ طالبات کو پنجاب کے سکینڈری بورڈ سے پاس ہونے والی طالبات کی نسبت 5% زائد نمبر دیے جاتے ہیں۔

(ج) دیگر حکومت کے زیر غور پالیسی کوئی ایسی نہ ہے۔ جس میں A لیول کے امیدواروں کے لیے سیٹیں مختص کرنا ہوں۔ کیونکہ (الف) میں دی گئی تفصیل کے مطابق اس کا کوئی

جواز نہ ہے۔

جناب نجیب اللہ خان نیازی، جناب والا! میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال چودھری سلطان محمود گوندل صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال ملک ریاض صاحب کا ہے وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال مخدوم سید مسعود عالم شاہ صاحب کا ہے۔

سول ہسپتال لیاقت پور میں سرجن کی اسامی کو بحال کرنے کے اقدامات

*1605۔ مخدوم سید مسعود عالم شاہ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سول ہسپتال لیاقت پور سے سرجن کی اسامی کو خفت کر دیا گیا ہے۔

(ب) کیا لیاقت پور ہسپتال میں طبی سہولیات مکمل ہیں جس کی وجہ سے اس اسامی کو خفت کیا گیا ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت یہ اسامی اس علاقہ کو واپس دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)۔

(الف) یہ درست ہے سرجن کی پوسٹ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال لیاقت پور سے ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہسپتال گوجرانوالہ تبدیل کی گئی ہے اور اس پوسٹ کو ڈویژنل ہیڈ کوارٹر گوجرانوالہ میں کارڈیالوجسٹ کی پوسٹ میں منتقل کیا گیا ہے۔ یہ منتقلی اور تبدیلی اس لیے کی گئی کہ ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہسپتال گوجرانوالہ پنجاب کے گنجان اور معروف ترین ہسپتالوں میں شمار ہوتا ہے۔ یہاں پنجاب کے چھ بڑے اضلاع گوجرانوالہ، سیالکوٹ، حافظ آباد، نارووال، گجرات اور منڈی بہاؤالدین کے مریض علاج کے لیے آتے ہیں۔ چنانچہ محکمہ صحت حکومت پنجاب نے اس بات کا فیصلہ کیا کہ ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہسپتال گوجرانوالہ میں کارڈیالوجسٹ کی دوسری اسامی بنائی جائے جس کے لیے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال لیاقت پور سے کافی مدت سے خالی سرجن کی پوسٹ کو گوجرانوالہ منتقل کیا گیا اور پھر اس کو قواعد و ضوابط کے مطابق محکمہ خزانہ سے کارڈیالوجسٹ کی پوسٹ میں تبدیل کیا گیا۔

(ب) تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کے متعلق حکومت پنجاب کی یہ پالیسی رہی ہے کہ یہاں

پر سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی صرف چار اسامیاں مندرجہ ذیل شعبہ میں منظور شدہ ہیں۔

1۔ سرجن 2 چائلڈ سپیشلسٹ 3۔ گائنا کالوجسٹ 4۔ انتھیسٹ

تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال لیاقت پور میں بھی قبل ازیں یہ چاروں اسامیاں منظور شدہ تھیں سرجن کی اسامی کی منتقلی کے بعد یہاں پر سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی اسامیوں کی تعداد تین رہ گئی۔ چنانچہ حال ہی میں محکمہ صحت حکومت پنجاب نے گریڈ 19 کی ایک اسامی سپیشلسٹ کیڈر (Specialist Cadre) میں سے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال لیاقت پور کو منتقل کر دی ہے۔

اس وقت تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال لیاقت پور میں ڈاکٹر دین محمد اور ڈاکٹر نسرین ناز بالترتیب چائلڈ سپیشلسٹ اور گائنا کالوجسٹ کے کام کر رہے ہیں۔ جبکہ سرجن اور انتھیسٹ کی اسامیاں خالی ہیں جنھیں جلد ہی پُر کر دیا جائے گا۔

(ج) سرجن کی پوسٹ جو ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہسپتال گوجرانوالہ کو منتقل کر دی گئی تھی۔ اس کی جگہ محکمہ صحت نے حال ہی میں گریڈ 19 کی سپیشلسٹ کیڈر کی ایک پوسٹ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال لیاقت پور میں منتقل کر دی ہے۔ جس پر جیسے ہی سرجن (available) ہوگا اس کی تعیناتی کر دی جائے گی۔

سید مسعود عالم شاہ، جناب سپیکر! جز (الف) میں بتایا گیا ہے کہ سرجن کی پوسٹ گوجرانوالہ ٹرانسفر کر دی گئی ہے اور اسے کارڈیالوجسٹ کیڈر میں بدل دیا گیا ہے۔ تو کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ کتنے ہسپتال ہیں جہاں ایک جیسی دو اسامیاں create کی گئی ہیں؟ جیسے اس ہسپتال میں دو کارڈیالوجسٹ لگائے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راجہ صاحب! مخدوم صاحب کا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ ان کو گوجرانوالہ تبدیل کر دیا گیا ہے اور کارڈیالوجسٹ کی پوسٹ میں منتقل کیا گیا ہے۔ تو کیا پنجاب میں کہیں اور بھی ایسے ہوا ہے یا صرف تحصیل ہیڈ کوارٹر لیاقت پور میں ہوا ہے؟

وزیر صحت، جناب والا! اس بارے میں مجھے معلومات نہیں ہیں کہ کہیں اور کیڈر تبدیل کیے گئے ہیں۔ اگر یہ اس بارے میں تفصیل چاہتے ہیں تو میں انھیں بتا دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کل دے دیں گے؟

وزیرصحت، انھوں نے تفصیل مانگی ہی نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انھوں نے ضمنی سوال کیا ہے۔ آپ کو بتانا پڑے گا۔

وزیرصحت، بتا دیں گے لیکن یہ اس کے لیے نیا سوال دیں۔ یہ تو ایک نیا سوال بنتا ہے کہ کہاں کہاں کیڈر تبدیل ہوئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ چاہتے ہیں کہ نیا سوال دیں؟

وزیرصحت، جی ہاں نیا سوال دے دیں۔

سیدمسعود عالم شاہ، جناب والا! انھوں نے جواب میں گوجرانوالہ' سیالکوٹ' حافظ آباد' نارووال' گجرات اور منڈی بہاؤالدین کا ذکر کیا ہے۔ یہ انہی ہسپتالوں کے بارے میں بتا دیں کہ کیا یہاں پر کوئی ایسی پوسٹ create کی ہے؟

وزیرصحت، جناب والا! ہم نے جواب میں جو بات کی ہے یہ سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ہم نے یہ کہا ہے کہ گوجرانوالہ ڈسٹرکٹ ہسپتال پر ان اضلاع کا بوجھ ہے جس وجہ سے ہم نے یہ پوسٹ ٹرانسفر کی تھی۔

سیدمسعود عالم شاہ، جناب سپیکر! جب ان تمام اضلاع کا بوجھ گوجرانوالہ پر ڈال دیا گیا ہے تو کیا ان اضلاع میں کوئی کارڈیالوجسٹ نہیں تھا؟

وزیرصحت، جناب والا! وہاں پہلے بھی ایک کارڈیالوجسٹ موجود تھا اور یہ دوسرے کارڈیالوجسٹ ہیں۔

سیدمسعود عالم شاہ، جناب والا! انھوں نے لیاقت پور میں دوبارہ یہ پوسٹ create کی ہے اور کہا ہے کہ منتقل ہو چکی ہے۔ تو کیا بتا سکیں گے کہ لیاقت پور سے سرجن کی جو پوسٹ لے لی گئی تھی یہ کب واپس کی گئی ہے؟

وزیرصحت، جناب والا! معزز رکن کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ پہلے بھی یہ پوسٹ اس لیے ٹرانسفر کی گئی تھی کہ وہاں پر یہ پوسٹ کافی عرصے سے خالی تھی۔ اب بھی وہاں پر سرجن کی پوسٹ ہے اور ہم ایڈورٹائز کر رہے ہیں اور جونہی کوئی شخص اس کے لیے opt کرے گا اسے فوراً وہاں تعین کر دیا جائے گا۔ مگر اب ہم نے وہاں پر ایک 19 گریڈ کی پوسٹ ٹرانسفر کی ہے اور اس کے لیے صحیح ڈاکٹر ڈھونڈ رہے ہیں۔ اگر ان کے پاس کوئی ڈاکٹر ہے جو وہاں جانے کو تیار ہے تو میں کل ہی اسے پوسٹ کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! میرے خیال میں تو آپ کا مسئلہ ہی حل ہو گیا ہے۔

سید مسعود عالم شاہ، جناب والا! پوسٹ کب ٹرانسفر ہوئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! اگر آپ کا مسئلہ حل ہو جائے تو پھر بھی آپ نے ضرور پوچھنا ہے؟

سید مسعود عالم شاہ، جناب والا! مجھے شک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، نہیں۔ on the floor of the House وہ ایسی بات نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے وہاں پر پوسٹ create کر دی ہے اور اگر آپ کے پاس کوئی suitable ڈاکٹر ہو تو ہم اسے بھی رکھنے کے لیے تیار ہیں ورنہ یہاں سے بھیج دیں گے۔ میرے خیال میں آپ انتظار کر لیں دیکھیں تو سہی۔ آپ کا تو مسئلہ ہی حل ہو گیا ہے۔ میرے خیال میں اب انہیں چھوڑ دیں۔ اگلا سوال چودھری خالد جاوید وڑائچ صاحب کا ہے، تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال بھی انہی کا ہے لیکن وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید خاور علی شاہ صاحب کا ہے تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال ملک غلام مرتضیٰ جتلا صاحب کا ہے تشریف نہیں رکھتے اگلا سوال بھی انہی کا ہے لیکن وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال ملک ممتاز احمد بھچر صاحب کا ہے۔ اگلا سوال بھی بھچر صاحب کا ہے لیکن وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال ملک احمد علی اولکھ صاحب کا ہے اولکھ صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال جناب ارشد عمران سلہری صاحب کا ہے۔

ضلع حافظ آباد میں طبی آلات کی چوری

*1775۔ جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع حافظ آباد میں محکمہ صحت کے مختلف طبی آلات چوری ہوئے ہیں۔

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو مسروقہ اشیاء کی تفصیل اور ان کی مالیت کیا ہے۔ نیز ان کی بازیابی کے لیے کیا اقدام کیے گئے ہیں؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ ضلع حافظ آباد محکمہ صحت میں طبی آلات چوری ہوئے ہیں۔

(ب) جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہیں،

1- ٹی۔بی۔ کلینک حافظ آباد کے ایکسرے پلانٹ کے پرزہ جات چوری ہوئے جن کی قیمت تقریباً 25,000/ کے قریب ہے۔ یہ چوری موجودہ ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر کے آنے سے پہلے ہوئی تھی۔ مگر جب موجودہ DHO نے چارج لیا اور اس چوری کا پتا چلا تو فوری طور پر اس کی محکمانہ انکوائری کی گئی جو کہ ڈاکٹر امتیاز حسین شیرازی نے کی۔ اس کے بعد تھانہ سٹی حافظ آباد میں اس کی F.I.R درج کروائی۔

2- ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال حافظ آباد میں مورخہ 20-4-98 کو مندرجہ ذیل اشیاء چوری ہوئیں۔

(i) ای۔سی۔جی مشین' ایک عدد

(ii) کمپیوٹر یونیورسل' ایک عدد

جن کی مالیت تقریباً -/20000 روپے بنتی ہے۔ محکمانہ طور پر اسی دن ڈاکٹر رحمت اللہ خان ثاقب سرجن سے انکوائری کروائی گئی۔ جن کو چوبیس گھنٹے میں رپورٹ کرنے کی ہدایت کی۔ انکوائری رپورٹ کے مطابق تین آدمیوں کو قصور وار ٹھہرایا گیا۔ بعد میں ڈاکٹر محمد اختر چوہدری سینئر میڈیکل آفیسر سے انکوائری کروائی گئی جنھوں نے چھ آدمیوں کو قصور وار ٹھہرایا جن کے خلاف تھانہ سٹی حافظ آباد میں F.I.R درج کروا دی گئی۔ اس کے علاوہ اس سلسلہ میں خدمت کمیٹی حافظ آباد سے رجوع کیا گیا جو کہ انکوائری کر رہے ہیں۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس حافظ آباد سے ذاتی طور پر رجوع کیا جنہوں نے D.S.P ہیڈ کوارٹر کو اس کا انکوائری آفیسر مقرر کیا۔ جو کہ تفتیش کر رہے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال ملک غلام شبیر جوئیہ صاحب کا ہے۔

پیلاں میں تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کی تعمیر

*1787۔ملک غلام شبیر جوئیہ۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پیلاں کو تحصیل کا درجہ ملے ہوئے کتنا عرصہ ہو چکا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ابھی تک پیلاں میں تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کی منظوری نہیں دی گئی اور ضلع کونسل کی جانب سے ایک چھوٹی سی ڈسپنسری قائم ہے۔ جس میں نہ تو کوئی

ڈاکٹر تعینات ہے اور نہ ہی کوئی ادویات حکومت کی طرف سے فراہم کی جاتی ہیں۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو پپلاں میں ابھی تک تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال تعمیر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں نیز کب تک پپلاں میں تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال تعمیر کر دیا جائے گا؟

وزیر صحت(راجہ اشفاق سرور)،

(الف) پپلاں کو تحصیل کا درجہ دیے ہوئے تقریباً 5 سال کا عرصہ ہو گیا ہے۔

(ب) گورنمنٹ اس ہسپتال کی تعمیر کے لیے بھر پور کوشش کر رہی ہے۔ اس سلسلے میں محکمہ تعمیرات نے Rough Cost Estimate تیار کر لیے ہیں۔ جس کا تخمینہ 35.772 ملین روپے ہے۔ یونہی محکمہ کو محکمہ بلڈنگ کی طرف سے Rough Cost Estimates وصول ہوئے۔ پپلاں ہسپتال کی تعمیر کے لیے سکیم PC-I تیار کی جائے گی اور مجاز اتھارٹی کے سامنے منظوری کے لیے پیش کی جائے گی۔

محکمہ نے اس سلسلے میں ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز سرگودھا کو ہدایات جاری کر دی ہیں کہ وہ اس ہسپتال کے لیے T.D.A کی طرف سے مہیا کی جانے والی زمین کی منتقلی کے لیے ضروری اقدامات کرے اور اس کی موزونیت کے بارے میں محکمہ کو رپورٹ کرے۔

ابھی تک حکومت پنجاب لوکل گورنمنٹ کی ڈسپنسری وہاں پر موجود ہے۔ اس ڈسپنسری میں ڈاکٹروں کی فراہمی اور ادویات کی دستیابی لوکل گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے۔

(ج) پپلاں میں تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال قائم نہ ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ محکمہ کو مطلوبہ زمین برائے ہسپتال کی تعمیر وقت پر دستیاب نہ ہو سکی۔ اب محکمہ اس ہسپتال کی تعمیر کے لیے سکیم تیار کر رہا ہے۔

جیسا کہ اوپر جز(ب) میں بیان کیا گیا ہے کہ ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز کو اس سلسلے میں ضروری ہدایات جاری کر دی ہیں۔ جونہی سکیم PC-I پر تیار محکمہ کو وصول ہوئی اس کی منظوری کے بعد اس ہسپتال کی تعمیر کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جوئیہ صاحب ! کیا آپ بھی جواب سے مطمئن ہیں؟

ملک غلام شبیر جوئیہ، جناب والا! جواب سے تو مطمئن ہوں لیکن کافی عرصے سے کوئی ہسپتال نہیں

ہے۔ پیلاں تحصیل سطح کا علاقہ ہے لیکن وہاں پر کونسل کی سطح پر ایک چھوٹی سی ڈسپنسری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اسے upgrade کرانا چاہتے ہیں؟

ملک غلام شبیر جوئیہ: جی ہاں۔ ہم چاہتے ہیں کہ مہربانی کر کے ہسپتال بنا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راجہ صاحب! جوئیہ صاحب کہتے ہیں کہ وہ جواب سے مطمئن ہیں لیکن ہسپتال کو upgrade کریں۔ آپ جوئیہ صاحب سے بیٹھ کر تفصیلات طے کر لیں اور اسے upgrade کر دیں۔ جوئیہ صاحب آپ وزیر صحت سے ملیں۔

ملک غلام شبیر جوئیہ، جناب والا! انہوں نے لکھا ہے کہ ابھی تک TDA سے رقبہ ٹرانسفر نہیں ہوا۔ حالانکہ رقبہ کب سے محکمہ صحت کو منتقل ہو چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو آپ وزیر صحت کے ساتھ بیٹھ جائیں اور معاملہ طے کر لیں۔

ملک غلام شبیر جوئیہ، شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری عبدالرحمٰن گجر صاحب۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال سردار سعید انور صاحب کا ہے۔

ٹی ایچ کیو ہسپتال کمالیہ کے ایکسرے پلانٹ کے لیے مختص بجٹ کی تفصیل

*1815۔ **سردار سعید انور،** کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ٹی۔ایچ۔ کیو ہسپتال کمالیہ کے ایکسرے پلانٹ کی فلموں کے لیے کتنا بجٹ رکھا گیا ہے۔

(ب) آر۔ایچ۔سی میں کتنا بجٹ رکھا گیا ہے۔

(ج) اگر ٹی۔ایچ۔ کیو ہسپتال کمالیہ میں بجٹ کم رکھا گیا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کمالیہ کے لیے سال 99-1998ء میں ایکسرے فلموں کی مد میں -/14270 روپے مختص کیے گئے ہیں۔

(ب) ڈسٹرکٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 99-1998ء میں ایک آر ایچ سی کے لیے ایکسرے پلانٹ کی فلموں کے لیے -/249140 روپے بجٹ رکھا گیا ہے۔

(ج) محکمہ خزانہ حکومت پنجاب تمام تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کو -/40 روپے یومیہ فی بستر

کے حساب سے فنڈز مہیا کرتا ہے۔ اس حساب سے محکمہ خزانہ نے تمام تحصیل ہسپتالوں کے لیے -/45522800 روپے بجٹ رکھنا تھا لیکن محکمہ خزانہ نے 33394000 روپے مختص کیے۔ نتیجتاً تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتالوں کو کم بجٹ ملا تاہم محکمہ صحت نے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کے کم بجٹ کو بڑھانے کے لیے محکمہ خزانہ سے فوری رابطہ کیا اور اب فنانس ڈیپارٹمنٹ نے Re-appropriation کے ذریعے تحصیل سطح کے ہسپتالوں کے لیے ضروری فنڈز مہیا کر دیے ہیں اس طرح سے فنڈز کی کمی کا مسئلہ حل ہو گیا ہے

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب! آپ جواب سے مطمئن نہیں ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز۔ ایک تو وزیرصحت پر سوالات ہو رہے ہیں اور آپ شور کر رہے ہیں۔ میری معزز اراکین سے گزارش ہے کہ وزیرصحت صاحب کے سوالات بڑے اہم ہیں ان کو غور سے سنیے اور ان کو جواب دینے کا موقع دیجیے۔

سردار سعید انور، جناب والا! جواب میں کہا گیا ہے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کمالیہ کے لیے /14270 روپے مختص کیے گئے ہیں۔ جب کہ ایک آر ایچ سی کو 2 لاکھ 49 ہزار 140 روپے ایکسرے پلانٹ کے لیے رکھے گئے ہیں۔ جناب والا! ایک آر ایچ سی اور ٹی ایچ کیو میں اتنا فرق کیوں ہے؟

وزیرصحت، جناب والا! ان کی اطلاع کے لیے میں یہ عرض کروں کہ پورے پنجاب میں ٹی ایچ کیو کے لیے مختص شدہ فنڈز تھے وہ 4 کروڑ 55 لاکھ 22 ہزار 8 سو تھے۔ جس میں سے ہمیں financial constraints کی وجہ سے 3 کروڑ 33 لاکھ 94 ہزار روپے ملے۔ اب ہم نے re-appropriation کے لیے کہا ہے اور مجھے اس بات کا احساس ہے کہ ہمارے BHU اور RHC میں' اس بات کو جانتے ہوئے کہ ان کے پاس وافر مقدار میں ادویات ہیں اور THQ لیول پر ادویات کی کمی کو محسوس کیا جا رہا ہے۔ ابھی ابھی ہم نے محکمہ خزانہ سے re-appropriate کروایا ہے اور اس سے تقریباً 1 کروڑ 21 لاکھ روپے ملے ہیں۔ تحصیل سطح کے ہسپتالوں کو ضروری فنڈز مہیا کر دیے جائیں گے۔ ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز کی disposal پر وہ فنڈز دے دیے گئے ہیں اور ان سے کہہ دیا تحصیل ہیڈ کوارٹر کے ہسپتالوں کی ضروریات پوری کی جائیں۔

سردار سعید انور، جناب سپیکر! میرا یہ سوال ہے کہ یہ کمی جب دور ہو جائے پھر ایکسرے فلموں کی مد میں کتنا پیسہ THQ میں رکھا جائے گا۔

وزیرصحت : ہم نے ان کے لیے ٹوٹل 2 لاکھ روپے ایکسرے اور سی اینڈ ایس کے لیے رکھا ہے اور اس ہسپتال کے لیے 2 لاکھ روپے پہلے ہی مختص کر دیے گئے ہیں۔

سردار سعید انور : جناب سپیکر! میرا سوال صرف ایکسرے فلموں کی حد تک ہے۔ ایکسرے فلموں کے لیے 14270 روپے رکھے گئے ہیں۔ آپ بھی سمجھتے ہیں کہ اس رقم سے ہسپتال کا کیا بنتا ہے۔ میرا یہ سوال ہے کہ جب انہیں مزید ایک کروڑ روپیہ مل جائے گا اس کے بعد کیا پوزیشن ہو گی۔

جناب والا! انھوں نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ 40 روپے یومیہ فی بستر کے حساب سے فنڈ مہیا کیا جاتا ہے۔ اس طرح 5 لاکھ اور 76 ہزار روپے سالانہ بنتے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ رقم اب تحصیل ہیڈ کوارٹر پر فراہم کی گئی ہے۔ یا پھر یہ بتا دیں اس وقت کتنے فنڈز فراہم کیے گئے ہیں؟

وزیرصحت: 40 روپے یومیہ ایکسرے فلموں کے حوالے سے پوچھا ہے یا۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں' ان کا سوال یہ ہے کہ جب یہ فنڈز مہیا ہو جائیں گے ایکسرے فلموں کے لیے کتنا فنڈ مہیا کیا جائے گا۔ یہی آپ کا سوال ہے؟

سردار سعید انور : جناب سپیکر! میں اس سے آگے جاتا ہوں۔ جواب کے جز(ج) میں لکھا ہے کہ 40 روپے یومیہ فی بستر کے حساب سے فنڈز مہیا کیے جاتے ہیں۔ اس حساب سے ہمارے 5 لاکھ 76 ہزار روپے سالانہ بنتے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے کتنے فنڈز فراہم کیے ہیں۔

وزیرصحت : جناب والا! میں نے اپنے جواب میں یہی گزارش کی تھی کہ پہلے محکمہ صحت کو THQ کی مد میں 4 کروڑ اور 55 لاکھ روپے مختص ہوئے تھے۔ financial constraints کی وجہ سے ہمیں 3 کروڑ 33 لاکھ روپے ملے۔اب ہم نے 1 کروڑ 21 لاکھ روپے اور لیے ہیں۔ اب ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز جو کہ لوکل ڈویژنل ہیڈ ہے وہ ان کی ضرورت کے مطابق جتنے ان کو پیسے ہوں گے وہ ان کو دے دیے جائیں گے۔ مگر خاص طور پر ایکسرے اور سی اینڈ ایس کے متعلق میں نے آپ کو بتایا ہے کہ ان کو پہلے ہی 2 لاکھ روپے دے دیے گئے ہیں۔ ایکسرے کی فلمیں جو انھوں نے خریدنی ہوں وہ اس مد میں خرید سکتے ہیں مگر ان کی ضرورت کو سمجھتے ہوئے یا ان کی ڈیمانڈ کو دیکھتے ہوئے مقامی طور پر ڈویژن ہیڈ پر ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز ان کی ساری ضروریات ان شاء اللہ پوری کریں گے۔

سردار سعید انور : جناب والا! جو میرا سوال تھا اس کا جواب تو نہیں آیا۔ انھوں نے بتایا ہے کہ 4

کروڑ 55 لاکھ 22 ہزار 8 سو روپے انھوں نے ڈیمانڈ کی تھی اور انھیں اس میں سے 3 کروڑ 33 لاکھ 94 ہزار روپے ملے ہیں۔ یہ تو ایک کروڑ روپے کا فرق ہے ۔ ایک کروڑ کا فرق دو دراز علاقوں پر ہی ڈال دیا گیا ہے۔ میرا یہ مطلب ہے کہ اس میں اتنا فرق تو نہیں ہونا چاہیے تھا۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر کے لیے 5 لاکھ 76 ہزار ان کے اپنے جواب کے مطابق بنتے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب انھوں نے کتنے فنڈز فراہم کیے ہیں؟۔

وزیرصحت ، جناب والا! مجھے پھر اپنی بات کو دہرانا پڑے گا کہ بقیہ 1 کروڑ 21 لاکھ روپیہ ہمیں محکمہ خزانہ سے پیسے مل گئے ہیں۔ جو ان کی 40 روپے فی بیڈ مختص شدہ رقم ہے وہ ساری رقم ان کے ہسپتال کو دے دی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب تو آپ مطمئن ہیں۔

سردار سعید انور، جناب والا! وہ تو بات ٹھیک ہے لیکن جو میرا سوال تھا اس کا جواب اب بھی نہیں آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ فرما رہے ہیں کہ فنڈز مل گئے ہیں آپ کا کام ہو جائے گا۔

سردار سعید انور، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب سعید الحق ڈوگر صاحب۔

ملک محمد اسلم اعوان، پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا! کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی 172 ضلع لودھراں میں ---

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

ملک محمد اسلم اعوان، جناب والا! میرے حلقے کا مسئلہ اور بہت بڑا مسئلہ ہے ۔ آپ میری بات کو سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وقت ضائع ہو رہا ہے اس طرح سے نہیں آپ اس کو تحریری طور پر لائیں۔ یہ ہو جائے گا۔ اب ہم چوں کہ آگے چلے گئے ہیں اس لیے پوائنٹ آف آرڈر پر بات نہیں ہوسکتی۔جناب سعید الحق ڈوگر صاحب۔

جناب سعید الحق ڈوگر، سوال نمبر 1828۔

جنرل کیڈر ڈاکٹرز کا سروس سٹرکچر

*1828- جناب سعید الحق ڈوگر، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 1993ء میں محکمہ صحت میں موجود جنرل کیڈر ڈاکٹرز کا سروس سٹرکچر منظور ہونے کے بعد گریڈ 17، 18، 19 اور 20 میں کل کتنی اسامیاں ہیں۔

(ب) سروس سٹرکچر کی منظوری کے بعد کتنے ڈاکٹرز گریڈ 19,18,17 اور 20 میں کام کر رہے ہیں اور کتنی اسامیاں خالی ہیں۔

(ج) سروس سٹرکچر کی منظوری کے بعد اب تک کتنے ڈاکٹرز کو گریڈ 18 ,19 اور 20 میں ترقی دی گئی ہے اور کتنے ڈاکٹروں کو ترقی نہیں دی گئی نیز ان کو ترقی نہ دینے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) جنرل کیڈر ڈاکٹرز کا سروس سٹرکچر منظور ہونے کے بعد گریڈ 17 میں 5087 اسامیاں، گریڈ 18 میں 3324 اسامیاں، گریڈ 19 میں 1280 اسامیاں اور گریڈ 20 میں 192 اسامیاں ہیں۔

(ب) سروس سٹرکچر کی منظوری کے بعد گریڈ 17 میں 4116 ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں۔ گریڈ 18 میں 943 ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں۔ گریڈ 19 میں 106 ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں۔ اور 66 ڈاکٹرز کی گریڈ 19 میں ترقی کا کیس آخری مراحل میں ہے جبکہ گریڈ 20 میں 8 ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں اور 47 ڈاکٹرز کی گریڈ 20 میں ترقی کا کیس محکمہ ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی کو بھیجا ہوا ہے۔

(ج) سروس سٹرکچر کی منظوری کے بعد گریڈ 18 میں 710 ڈاکٹرز کو ترقی دی جا چکی ہے۔ جبکہ 66 ڈاکٹرز کا گریڈ 18 سے 19 کی ترقی کے لیے کیس تیار کیا جا چکا ہے۔ نیز 20 ڈاکٹرز کو گریڈ 19 سے 20 میں ترقی دی جا چکی ہے اور 47 ڈاکٹرز کا گریڈ 19 سے 20 میں ترقی کے لیے کیس ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی میں بھیجا جا چکا ہے۔ اس کے بعد 36 ڈاکٹرز کا کیس تیار کیا جائے گا۔ جن ڈاکٹرز کو ترقی نہیں دی گئی۔ اس کی وجہ ان کا نامکمل سروس ریکارڈ ہے۔بالخصوص ان کی ACRs نامکمل ہیں۔ جو کہ بہت کوشش کے باوجود دستیاب نہ ہو سکی ہیں اور محکمہ صحت نے اس ضمن میں قومی پریس میں اشتہار بھی دے رکھا ہے۔ تاہم اب

محکمہ کی کوششوں سے ریکارڈ کی تکمیل میں بہتری پیدا ہو رہی ہے۔ اور جن ڈاکٹر صاحبان کا سروس ریکارڈ مکمل ہوتا جا رہا ہے۔ ان کی ترقی کے احکامات بتدریج جاری کیے جا رہے ہیں۔

جناب سعید الحق ڈوگر، جناب والا! کیا وزیر صحت صاحب یہ بیان فرمائیں گے کہ جز (ب) اور (ج) کے جوابات میں تضاد کیوں ہے؟ جز (ب) میں بتایا گیا ہے کہ گریڈ 20 میں 8 ڈاکٹر کام کر رہے ہیں۔ جب کہ جز (ج) کے مطابق 20 ڈاکٹروں کو ترقی دی جا چکی ہے۔ وضاحت فرمائی جائے۔

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)، جناب والا! جو 19-09-1998 کو ہماری ڈی پی سی ہوئی ہے اس میں ان کو ترقی دی جا چکی ہے۔ ابھی جو existing ہے وہ جز (ب) میں ہے اور جن کو ابھی ڈی پی سی میں ترقی دی گئی ہے وہ جز (ج) میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی سردار صاحب!

سردار ظہور احمد خان قریشی، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ یہ اس میں آٹھ ڈاکٹروں کا ذکر بھی کر رہے ہیں۔ جبکہ بیس ڈاکٹروں کو ترقی دی جا چکی ہے۔ اس طرح یہ اٹھائیس ڈاکٹر بنتے ہیں جبکہ انھوں نے آٹھ ظاہر کیے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انھوں نے فرمایا ہے کہ ان کی ڈی پی سی ابھی ہوئی ہے۔ اس لیے وہ اس جواب میں نہیں ہے۔ لیکن انھوں نے زبانی بتا دیا ہے کہ ان کی ڈی پی سی ہوگئی ہے اور ان کو ترقی دی جا چکی ہے۔

سردار ظہور احمد خان قریشی، جناب والا! میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ جز (ب) میں سروس سٹرکچر کی منظوری کے بعد گریڈ 17، 18، 19 اور 20 میں ڈاکٹروں کی تعداد پوچھی گئی ہے۔ اور ساتھ ہی خالی اسامیوں کی تعداد بھی پوچھی گئی ہے۔ مگر جز (ب) میں خالی اسامیوں کی تعداد نہیں بتائی گئی۔ مہربانی فرما کر خالی اسامیوں کی تعداد بتائی جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ہیلتھ منسٹر صاحب! خالی اسامیوں کی تعداد جواب میں نہیں بتائی گئی۔

وزیر صحت، واقعی اس میں خالی اسامیوں کی تعداد موجود نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ نئی صورت حال کیا ہے کیوں کہ نیا سوال تو آ نہیں سکتا۔

وزیرصحت، جناب والا! اس کے لیے میں ان کو مطمئن کر دوں گا اگر آپ اجازت دیں گے تو۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی سردار صاحب!

سردار ظہور احمد خان قریشی، اگر وہ بعد میں بتا سکتے ہیں تو اس کو pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اسے pending کیا جاتا ہے۔ اب وقفۂ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیرصحت، میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

میاں نواز شریف ہسپتال میں بھرتی کی تفصیل

*940۔حاجی امداد حسین، کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

میاں محمد نواز شریف ہسپتال یکی گیٹ لاہور میں مارچ 1997ء سے آج تک کتنے افراد بھرتی کیے گئے اور بھرتی کا کیا طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ بھرتی ہونے والے ملازم کا نام، عہدہ و پتا کیا ہے؟

وزیرصحت (راجہ اشفاق سرور)،

میاں محمد نواز شریف یکی گیٹ لاہور میں مارچ 1997ء سے نومبر 1997ء تک کسی قسم کی کوئی بھرتی نہیں کی گئی۔ البتہ دسمبر 1997ء اور مارچ 1998ء کے دوران 108 افراد کو گریڈ ایک سے گریڈ پندرہ تک دو سال کے کنٹریکٹ پر ملازمت دی گئی ہے۔

سروسز ہسپتال کے لیے خرید کردہ ادویات کا لیبارٹری ٹیسٹ

*1524۔ملک نعیم الدین خالد، کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ماضی میں سروسز ہسپتال لاہور میں جو ادویات خریدی جاتی رہی ہیں ان کا باقاعدہ لیبارٹری ٹیسٹ ہوتا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سروسز ہسپتال کے موجودہ ایم۔ایس کے دور میں خریدی جانے والی ادویات کا لیبارٹری ٹیسٹ نہیں ہو رہا۔اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیرصحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) درست نہ ہے۔

(ب) درست ہے کہ جو ادویات لوکل پرچیز کی جاتی ہیں۔ یہ ادویات اسی دن مریضوں کو دینا ہوتی ہیں اور لیبارٹری ٹیسٹ میں کافی روز لگ جاتے ہیں اس لیے ممکن نہ ہے۔

موضع ریڑ کا بالا ضلع منڈی بہاؤالدین کے بی۔ ایچ۔ یو میں عملے کی تعیناتی

*1556 چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) ریڑ کا بالا (ضلع منڈی بہاؤل الدین) بی۔ ایچ۔ یو کب کو کتنے سرمائے سے تعمیر ہوا۔

(ب) اس ہیلتھ یونٹ کے قیام سے لے کر آج تک یہاں کون کون سا ڈاکٹر میڈیکل آفیسر تعینات ہوا۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ B-H-U میں ڈاکٹر اور عملہ تعینات نہ ہونے کی وجہ سے عوام کو مشکلات کا سامنا ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس B-H-U کی عمارت میں محکمہ پولیس کے عملے نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے جس کی وجہ سے مریضوں اور عوام کو سخت پریشانی ہے۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک اس B.H.U کو پولیس کے قبضہ سے نجات دلا کر ڈاکٹر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) بنیادی مرکز صحت ریڑ کا بالا سال 82-1981ء میں کل لاگت مبلغ -/7,50,000 روپے سے تعمیر ہوا تھا۔

(ب) اس کے قیام سے لے کر 8 جون 1987ء تک کوئی ڈاکٹر تعینات نہ رہا۔ البتہ 9 جون 1987ء کے بعد مندرجہ ذیل ڈاکٹرز تعینات رہے،

1۔ ڈاکٹر عامر جمال 9-6-87 تا 18-1-89

2۔ ڈاکٹر نعیم اسلام 24-7-89 تا 19-6-90

3۔ ڈاکٹر محمد ریاض 27-9-93 تا 14-12-94

(ج) یہ درست ہے کہ ڈاکٹر اور ایل۔ایچ۔وی تعینات نہ ہیں۔ جن کے لیے کنٹریکٹ پر بھرتی کے لیے کوششیں کی جا رہی ہیں۔ جوں ہی کوئی ڈاکٹر دست یاب ہوا اس کو اس بی۔ایچ۔یو میں تعینات کر دیا جائے گا۔ تاہم میڈیکل ٹیکنیشن اور دیگر عملہ ہسپتال میں تعینات ہیں اور

مریضوں کو طبی سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں۔

(د) پولیس کے ملازمین سے عمارات خالی کروالی گئی ہیں۔

(ہ) اس کا جواب جزو ہائے بالا میں دے دیا گیا ہے۔

سول ہسپتال شاہدرہ ٹاؤن کی تعمیر و تکمیل کے اقدامات

*1589۔ملک ریاض، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 1992ء میں موجودہ وزیر اعظم پاکستان نے اپنے سابقہ دور حکومت میں سول ہسپتال شاہدرہ ٹاؤن لاہور کو گرا کر از سر نو تعمیر کرنے کا حکم دیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سول ہسپتال شاہدرہ ٹاؤن کو سال 1993ء میں گرا دیا گیا تھا۔ مگر اب تک اس کی تعمیر شروع نہیں ہوئی ہے جس کی وجہ سے لاکھوں نفوس پر مشتمل (شمالی لاہور) شاہدرہ کی آبادی کو صحت جیسی بنیادی سہولت سے محروم کر دیا گیا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام سال 98-1997ء میں سول ہسپتال شاہدرہ کے لیے فنڈز مختص کیے گئے تھے اگر کیے گئے تھے تو کتنی رقم مختص کی گئی۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس ہسپتال کی جلد از جلد تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ موجودہ وزیر اعظم نے 1992ء میں موجودہ سول ڈسپنسری شاہدرہ کو گرا کر اس کی جگہ ازسر نو ہسپتال تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ بلکہ وزیر اعظم صاحب نے شاہدرہ میں اپنے ضلعی دورہ کے دوران مورخہ 25 جولائی 1992ء بحوالہ جنگ اخبار صرف 50 بستروں کے ہسپتال کی تعمیر کا اعلان کیا تھا نہ کہ سابقہ ڈسپنسری کی جگہ ہسپتال تعمیر کرنے کا حکم دیا۔

(ب) ایسا کوئی حکم محکمہ صحت کی طرف سے جس میں پرانے ہسپتال کو گرانے کا حکم موجود ہو، نہیں دیا گیا۔

(ج) شاہدرہ ہسپتال کی تعمیر کے لیے ترقیاتی پروگرام 98-1997ء کے دوران 10 ملین روپے رکھے گئے تھے۔ چونکہ سکیم منظور نہ ہوئی۔ اس لیے یہ فنڈز استعمال نہ ہو سکے۔

(د) حکومت کو اس ہسپتال کی تعمیر کے لیے ابھی تک کوئی موزوں جگہ دستیاب نہ ہے۔ تاہم محکمہ پرانی سول ڈسپنسری کی جگہ جو کہ کارپوریشن کے زیر سایہ تھی زیادہ موزوں جگہ دست یاب نہ ہوئی تو 8 سے 10 بستروں پر مشتمل ڈسپنسری قائم کرنے کے بارے میں غور کر رہی ہے۔ تاہم سکیم تیار کرنے کے لیے ڈائرکٹر جنرل ہیلتھ / ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز لاہور کو ہدایات جاری کر دی ہیں۔

موضع وجھ کے بی۔ایچ۔یو کو آر۔ایچ۔سی کا درجہ دینے کے لیے اقدامات

*1612۔چودھری خالد جاوید وڑائچ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع سرگودھا کی تحصیل ساہیوال کے R.H.C کو T H Q ہسپتال کا درجہ حاصل ہو گیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع سرگودھا کے موضع وجھ کی آبادی تقریباً چالیس ہزار سے زائد ہے اور وہاں پر B.H.U کو تاحال R.H.C کا درجہ نہ دیا گیا ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت موضع وجھ کے B.H.U کو R.H.C کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ موضع وجھ میں واقع بنیادی مرکز صحت کو اس وقت تک دیہی مرکز صحت کا درجہ نہیں دیا جا سکتا جب تک یہاں پر رورل ڈویلپمنٹ مرکز قائم نہیں ہو جاتا۔ آبادی کی وجہ حکومتی پالیسی سے کوئی تعلق نہ ہے۔

(ج) اس کا جواب جز(ب) میں دے دیا گیا ہے۔

بی۔ایچ۔یو میں مریضوں کو علاج معالجے کی بہتر سہولتیں مہیا کرنے کے لیے اقدامات

*1613۔چودھری خالد جاوید وڑائچ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) بنیادی مرکز صحت موضع وجھ تحصیل شاہ پور (سرگودھا) نے کس سال سے اپنا کام شروع کیا اور اس میں منظور شدہ اسامیوں کی کل تعداد کتنی ہے اور خالی اسامیوں کی تعداد کتنی ہے نیز ان خالی اسامیوں پر کب تک تعیناتی کی جا رہی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ بی۔ایچ۔یو میں تعینات عملہ اکثر ڈیوٹی سے غیر حاضر رہتا ہے جس کی وجہ سے وہاں کے مریضوں کو علاج و معالجہ کی سہولتوں سے استفادہ حاصل کرنے میں پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

(ج) مذکورہ بی۔ایچ۔یو میں سال رواں میں آنے والے مریضوں کی کل تعداد کتنی ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بی۔ایچ۔یو کی کارکردگی بہتر بنانے اور وہاں کے لوگوں کو علاج معالجہ کی سہولتیں مہیا کرنے کے لیے اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) بنیادی مرکز صحت وجھ تحصیل شاہ پور نے 3۔ اپریل 1979ء میں کام شروع کیا۔ منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 9 ہے اور خالی اسامی صرف ایک ہے۔ ملازمتوں پر سے پابندی اٹھائے جانے کے بعد خالی اسامی کو پر کر لیا جائے گا۔

(ب) عملہ ڈیوٹی پر حاضر رہتا ہے اور لوگوں کو علاج معالجہ کی سہولتیں فراہم کی جا رہی ہیں۔ تاہم غیر حاضر ہونے کی صورت میں سخت سزا دی جائے گی اور ڈائرکٹر صحت اور متعلقہ افسران کی بھی باز پرس کی جائے گی۔

(ج) مذکورہ بنیادی مرکز صحت میں سال رواں یکم جنوری 1998ء تا 31 اگست 1998ء آنے والے مریضوں کی کل تعداد 2275 ہے۔

(د) علاقہ کے لوگوں کو علاج معالجہ کی سہولتیں تو پہلے ہی دستیاب ہیں۔ اس کے باوجود محکمہ صحت اس کی کارکردگی مزید بہتر بنانے کی کوشش کرے گی۔

محکمہ صحت خانیوال میں ملازمین کی بھرتی

*1666۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

یکم جنوری 1997ء سے آج تک محکمہ صحت ضلع خانیوال میں کتنے افراد کو کس کس عہدے اور گریڈ میں بھرتی کیا گیا۔ ان کے نام، تعلیم اور مستقل پتا جات بتائے جائیں۔ان میں سے کتنے افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا۔ میرٹ کا طریق کار کیا تھا۔ میرٹ بنانے والے افسران اور اہل کاران کے نام کیا ہیں۔ میرٹ پالیسی کی نقل فراہم کی جائے۔

نیز جن ملازمین کو بلا میرٹ کے بھرتی کیا گیا ان کے نام اور بھرتی کیے جانے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)۔

ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز ملتان ڈویژن ملتان کی فراہم کردہ رپورٹ اور محکمہ میں موجود ریکارڈ کی روشنی میں جواب درج ذیل ہے۔

محکمہ صحت ضلع خانیوال میں یکم جنوری 1997ء سے آج تک مندرجہ ذیل افراد کی تقرری کی گئی ہے۔

نمبر شمار	اسامی کا نام	تعداد	کیفیت
1۔	میڈیکل آفیسر	21	کنٹریکٹ بنیاد 2 سال
2۔	ویمن میڈیکل آفیسر	6	ایضاً۔
3۔	لیڈی ہیلتھ وزیٹر	2	ایضاً۔
4۔	بیرہ	1	معذور افراد کے کوٹا میں

بھرتی ہونے والے افراد کے نام، تعلیم اور مستقل پتا جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تمام افراد کی تقرری محکمہ صحت حکومت پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر SO(H&D)8-4/97 مورخہ 10-7-97 اور نمبر SO(A-II)Misc/98-Adv مورخہ 22-4-98 کے تحت کی گئی (میرٹ پالیسی کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

جبکہ بیرہ کے لیے ریکروٹمنٹ کمیٹی مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل تھی۔

1۔ ڈاکٹر اقبال حسین چیمہ، میڈیکل آفیسر ضلعی ہسپتال خانیوال

2۔ ڈاکٹر طارق بن امیر، سرجن

3۔ ڈاکٹر اطہر حسین چیمہ، فزیشن

تمام افراد کو میرٹ کی بنیاد پر بھرتی کیا گیا اور کوئی بھی ملازم بلا میرٹ کے بھرتی نہ کیا گیا۔

آبادی سے دور بنیادی مرکز صحت کی تعمیر

*1689۔ملک غلام مرتضیٰ میتلا، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

کیا یہ درست ہے کہ بنیادی مرکز صحت 55/10-R ضلع خانیوال میں رہائشی علاقہ سے کافی دور تعمیر کیا گیا ہے اگر ایسا ہے تو رہائشی علاقہ سے دور تعمیر کیے جانے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

بنیادی مرکز صحت چک نمبر 55/10-R آبادی سے تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ حکومت کی پالیسی کے مطابق علاقے کے لوگ بنیادی مرکز صحت کے لیے زمین بلا قیمت فراہم کرتے ہیں۔ چونکہ لوگوں نے جس جگہ زمین فراہم کی اسی جگہ بی۔ایچ۔یو تعمیر کیا گیا۔

بہر حال آبادی اور بنیادی مرکز صحت کے درمیان ایک نہر ہے جس پر پل موجود ہے جس کی وجہ سے لوگوں کو ذرائع آمدورفت میں کوئی دقت نہ ہے۔

تحصیل ہسپتال جہانیاں کی تعمیر

*1690۔ملک غلام مرتضیٰ میتلا، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

تحصیل ہسپتال جہانیاں کب سے زیر تعمیر ہے۔ اس کے لیے کتنے فنڈز مختص کیے گئے۔ اور یہ کب تک مکمل ہو جائے گا تفصیل بتائی جائے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال جہانیاں 95-1994ء سے زیر تعمیر ہے۔ اس پر تعمیری کام مکمل ہونے والا ہے۔ اس سال ہسپتال کے لیے 5.000 ملین روپے فنڈز مختص کیے گئے ہیں۔ یہ ہسپتال ان شاء اللہ 30-6-99 کو پایہ تکمیل تک پہنچ جائے گا۔

جعلی ڈاکٹروں، غیر قانونی میڈیکل سٹوروں اور جعلی لیبارٹریوں کی روک تھام کے لیے اقدامات

*1712۔ملک ممتاز احمد بھچر۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) حکومت ادویات کی فروخت کے لائسنس کن شرائط پر جاری کرتی ہے نیز کیا اس کے لیے کوئی نئی پالیسی بنائی جا رہی ہے۔

(ب) کیا حکومت جعلی ڈاکٹروں اور لیبارٹریوں کو پکڑنے اور کرایہ پر لے کر لائسنس رکھنے والے میڈیکل سٹوروں کو بند کرنے کے لیے کوئی اقدامات کر رہی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)۔

(الف) ادویات کی فروخت کے لائسنس ڈرگ رولز 1988ء میں طے شدہ قواعد و ضوابط کے مطابق جاری کیے جاتے ہیں۔ البتہ حکومت نے ان کے اجراء پر مورخہ 9-5-98 سے پابندی عائد کر دی ہے۔ اس سلسلے میں نئی پالیسی تیار کی جا رہی ہے۔ نئے لائسنسوں کا اجراء نئی پالیسی کی تیاری کے بعد ہی ہو گا۔

موجود آزادانہ لائسنسنگ پالیسی کی وجہ سے میڈیکل سٹوروں کی تعداد میں خاص طور پر شہری علاقوں میں بےتحاشہ اضافہ ہو رہا تھا۔ اس وقت صوبے میں تقریباً پندرہ ہزار میڈیکل سٹور کام کر رہے۔ جن کی اکثریت شہری علاقوں میں ہے۔ نتیجہ کے طور پر ان کے درمیان غیر صحت مندانہ مسابقت عروج پر تھی۔ جس کی وجہ سے جعلی اور غیر معیاری ادویات کی فروخت فروغ پا رہی تھی اور یہ لوگ صحت عامہ سے کھیلنے میں مصروف تھے۔ اس صورت حال میں لائسنسنگ پالیسی کو بہتر بنانے اور میڈیکل سٹوروں کو قواعد و ضوابط کا پابند بنانے کے لیے حکومت نے مفاد عامہ میں عارضی طور پر نئے لائسنسوں کے اجراء پر پابندی عائد کر دی ہے۔ دریں اثناء صوبے بھر میں میڈیکل سٹوروں کی سکریننگ کی جا رہی ہے۔

(ب) حکومت نے جعلی ڈاکٹروں اور لیبارٹریوں کو پکڑنے اور کرایہ پر لے کر لائسنس رکھنے والے میڈیکل سٹوروں سمیت جعلی اور غیر معیاری ادویات تیار اور فروخت کرنے والوں کے خلاف بھر پور مہم شروع کر رکھی ہے۔ اس سلسلہ میں وزیر اعلیٰ کی ہدایت پر قائم کی گئی "ٹاسک فورس برائے انسداد جعلی و غیر معیاری ادویات" کی معائنہ ٹیمیں روزانہ چیکنگ میں مصروف ہیں۔ ادویات کے معیار اور مارکیٹ میں جعلی اور غیر معیاری ادویات کی دست یابی کی وجہ سے عوام الناس میں پائی جانے والی عدم اعتمادی اور تشویش کو مدنظر رکھتے ہوئے اور

ایسی ادویات کے قلع قمع کو یقینی بنانے کے لیے حکومت نے "ٹاسک فورس برائے انسداد جعلی اور غیر معیاری ادویات" تشکیل دی ہے۔ اس ٹاسک فورس کے بڑے مقاصد یہ ہیں۔

1۔ ڈرگ انسپکٹروں اور دوسرے متعلقہ افسران کی کارکردگی پر نظر رکھنا۔

2۔ معیاری ادویات کی فراہمی یقینی بنانے کے لیے اقدامات تجویز کرنا۔

3۔ جعلی اور غیر معیاری ادویات کی لعنت کو ختم کرنے کے لیے فوری اقدامات اٹھانا۔

4۔ ادویات سے متعلق قوانین کا جائزہ لینا اور ان میں موجود خامیاں دور کرنے کے لیے تجاویز مرتب کرنا۔

ادویات ساز اداروں اور میڈیکل سٹوروں کی سکریننگ کے لیے معائنہ ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں۔ جعلی اور غیر معیاری ادویات کے خلاف موجودہ مہم کے باقاعدہ آغاز سے پہلے اخبارات کے ذریعہ ادویات ساز فیکٹریوں اور میڈیکل سٹوروں کو مناسب وقت دیا گیا تا کہ وہ اپنی خامیاں دور کر سکیں اور ادویات سے متعلق قوانین پر عمل درآمد کو یقینی بنا سکیں۔ اس سلسلے میں دی گئی آخری تاریخ گزرنے کے بعد 20۔ اگست 1998ء سے بھرپور مہم کا آغاز کر دیا گیا ہے۔

اب تک موجودہ مہم شروع ہونے کے بعد 1850 میڈیکل سٹور اور جعلی ڈاکٹر چیک کیے گئے۔ جن میں سے 317 سٹور قانون کی خلاف ورزی پر سربمہر کر دیے گئے۔ 643 میڈیکل سٹوروں کے خلاف قانون کی خلاف ورزی کے مقدمات صوبائی کوالٹی کنٹرول بورڈ کو ارسال کیے گئے ہیں۔ جعلی ڈاکٹروں کے خلاف متعلقہ قانون کے مطابق کارروائی کی جا رہی ہے۔ اسی طرح اب تک 58 ادویات ساز فیکٹریوں کی چیکنگ کی گئی۔ جن میں سے 19 فیکٹریاں قانون کی خلاف ورزی کی مرتکب ہونے کی بناء پر سربمہر کر دی گئی ہیں۔ ان اقدامات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت عوام کو معیاری ادویات کی فراہمی یقینی بنانے کا تہیہ کیے ہوئے ہے۔

بنیادی مراکز صحت کی نامکمل عمارات کی تعداد

*1713۔ملک ممتاز احمد بھچر۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) پنجاب میں کل کتنے مراکز بنیادی صحت ہیں۔ان میں سے کتنے کام کر رہے ہیں اور کیا ان

مراکز میں بنیادی سامان مکمل ہے۔

(ب) کیا تمام بنیادی ہیلتھ مراکز میں سٹاف مکمل ہے اگر نہیں تو حکومت بنیادی مراکز صحت میں عملہ مہیا کرنے کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے۔

(ج) کیا ضلع میانوالی کے تمام بنیادی مراکز صحت چالو حالت میں ہیں اگر نہیں تو کتنے مراکز کی عمارتیں نامکمل ہیں؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)۔

(الف) پنجاب میں کل 2427 بنیادی مراکز صحت ہیں۔ ان میں سے 2400 بنیادی مراکز صحت کام کر رہے ہیں۔ ان تمام مراکز میں بنیادی سامان موجود ہے۔

(ب) تمام بنیادی مراکز صحت میں ڈاکٹر اور لیڈی ہیلتھ وزیٹر جہاں کہیں اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ ان کو بذریعہ (Contract) پُر کیا جا رہا ہے۔ کچھ پیرا میڈیکل سٹاف کی جو جگہ خالی پڑی ہیں۔ ان پر جونہی پابندی ختم ہوئی عملہ بھرتی کر کے مہیا کر دیا جائے گا۔

(ج) ضلع میانوالی میں کل 37 بنیادی مراکز صحت ہیں۔ جن میں سے دو مراکز صحت کی عمارات نامکمل ہیں۔

تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کروڑ ضلع لیہ میں سٹاف اور ادویات کی فراہمی

*1733۔ ملک احمد علی اولکھ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کروڑ ضلع لیہ کے لیے بار بار محکمانہ خط و کتابت اور عوامی مطالبہ کے باوجود ضروری سامان، سٹاف اور ادویات تاحال فراہم نہیں کی گئی ہیں۔

(ب) کیا حکومت تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کروڑ کو مطلوبہ ساز و سامان اور سٹاف فراہم کرنے کو تیار ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)۔

(الف) کروڑ ضلع لیہ میں تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال نیا بنایا گیا ہے۔ عمارت مکمل ہو چکی ہے اور موجودہ مالی سال 99-1998ء میں مختص بجٹ کے مطابق ضروری سامان کی خرید اور سٹاف کی تعیناتی کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ گورنمنٹ میڈیکل سٹور ڈپو سے ادویات کی فراہمی کے لیے ووچرز جاری کر دیے ہیں۔ پے منٹ موصول ہوتے ہی اس ہسپتال کے

بجٹ کے مطابق ادویات جاری کی جا رہی ہیں۔

(ب) جی ہاں حکومت اس سال بجٹ کے مطابق ضروری ساز و سامان اور ادویات ترجیحی بنیادوں پر مہیا کرنے کا بندوبست کر رہی ہے۔ ضروری سٹاف کی تعیناتی کے لیے بھرتی کا عمل شروع ہے اور ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز ڈیرہ غازی خان کو بھی ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔

نوشہرہ ورکاں میں ٹی۔ایچ۔ کیو ہسپتال بنانے کے لیے اقدامات

*1796۔چودھری عبدالرحمان گجر، کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نوشہرہ ورکاں میں ٹی۔ایچ۔ کیو ہسپتال نہیں ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت کی پالیسی ہے کہ ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر میں ٹی۔ایچ۔ کیو ہسپتال بنایا جائے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو نوشہرہ ورکاں میں ٹی۔ایچ۔ کیو ہسپتال کیوں نہیں بنایا گیا۔ نیز حکومت نوشہرہ ورکاں میں کب تک ٹی۔ایچ۔ کیو ہسپتال بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیرصحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے۔

(ب) جی ہاں۔ یہ درست ہے۔

(ج) حکومت پنجاب (محکمہ صحت) نوشہرہ ورکاں میں ٹی۔ایچ۔ کیو ہسپتال بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس سلسلے میں زمین کے انتخاب کے لیے ایک کمیٹی برائے سائیٹ سلیکشن تشکیل دی جا چکی ہے جو کہ مناسب جگہ کا انتخاب برائے تعمیر ٹی۔ایچ۔ کیو ہسپتال نوشہرہ ورکاں کرے گی۔ ابھی تک محکمہ کو مناسب زمین نہیں مل سکی۔ محکمہ صحت نے ایک سکیم برائے تعمیر ٹی۔ایچ۔ کیو ہسپتال نوشہرہ ورکاں تعمیراتی پروگرام برائے سال 99-1998ء میں شامل کر لی ہے۔ اور چھ ملین روپے اس مقصد کے لیے مختص کر لیے ہیں۔ جونہی مناسب زمین دستیاب ہوتی ہے تو ٹی۔ایچ۔ کیو ہسپتال نوشہرہ ورکاں کی تعمیر شروع کر دی جاوے گی۔

ٹی۔ایچ۔ کیو حاصل پور میں سی۔ایم۔او کی اسامیاں پُر کرنے کے اقدامات

*1855۔جناب جانسن مائیکل، کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹی۔ایچ۔ کیو حاصل پور میں سی۔ایم۔او کی تین اسامیاں ہیں اور صرف ایک سی۔ایم۔او تعینات ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو باقی دو خالی اسامیاں پُر نہ کرنے کی وجہ کیا ہے حکومت ان اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔ کہ ٹی۔ایچ۔ کیو ہسپتال حاصل پور میں سی۔ایم۔او کی کل تین اسامیاں ہیں۔ جن میں سے دو خالی ہیں۔ اور صرف ایک میڈیکل آفیسر تعینات ہے۔

(ب) خالی ہونے کی وجہ ڈاکٹر صاحبان کی عدم دستیابی ہے۔ حکومت انہیں جلد از جلد پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

ٹی۔ایچ۔ کیو حاصل پور کا سالانہ بجٹ بڑھانے کے اقدامات

*1856۔جناب جانسن مائیکل: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹی۔ایچ۔ کیو حاصل پور کی ادویات کا سالانہ بجٹ صرف 2,40,000 روپے ہے جبکہ یہاں کی آبادی ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ ہے۔

(ب) اگر یہ درست ہے تو اتنی آبادی کے لیے اتنا کم بجٹ کیوں رکھا گیا ہے۔ حکومت اس بجٹ کو کب تک بڑھانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور):

(الف) ٹی۔ایچ۔ کیو ہسپتالوں کو آبادی کے لحاظ سے نہیں بلکہ محکمہ خزانہ کی طے شدہ معیار (Yard Stick) کے حساب سے بجٹ دیا جاتا ہے جو کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے لیے 40 روپے فی بستر یومیہ کے حساب سے ہے۔ امسال 99-1998ء کے لیے ٹی۔ایچ۔ کیو حاصل پور کا دوائیوں کے لیے بجٹ تقریباً -/1,98,000 روپے ہے۔

(ب) جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کا بجٹ آبادی کے لحاظ سے نہیں بلکہ محکمہ خزانہ کی YardStick کے حساب سے دیا جاتا ہے۔ اس سال (99-1998) محکمہ خزانہ نے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کے لیے جو بجٹ مختص کیا تھا اس کو بڑھانے کے لیے محکمہ صحت نے فوری طور پر محکمہ خزانہ سے رابطہ کیا اور اب محکمہ خزانہ نے

Re-appropriation کے ذریعے ضروری فنڈز مہیا کر دیے ہیں۔ اس طرح فنڈز کی کمی کا مسئلہ حل ہو گیا ہے اور T.H.Q ہسپتالوں کو اس ماہ مزید فنڈز فراہم کر دیے جائیں گے۔

سپیشلسٹ ڈاکٹرز کی بھرتی کے دوران دوہرا معیار اپنانے کی وجوہات

*1867۔ سردار سعید انور، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے مارچ 1998ء میں سپیشلسٹ ڈاکٹر، چلڈرن سپیشلسٹ، سرجن، گائنا کالوجسٹ کو کنٹریکٹ پر عارضی طور پر بھرتی کیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کے بعد سپیشلسٹ ڈاکٹرز، آرتھوپیڈک، سرجن، ریڈیالوجسٹ وغیرہ کی اسامیاں بذریعہ پبلک سروس کمشن پُر کرنے کے لیے اخبار میں مشتہر کی گئیں۔

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو سپیشلسٹ ڈاکٹرز کی بھرتی کے لیے یہ دہرا معیار اپنانے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے مارچ اور جون 1998ء میں تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کی سطح پر مندرجہ ذیل شعبوں میں سپیشلسٹ ڈاکٹروں کو کنٹریکٹ کی بنیاد پر بھرتی کیا ہے۔

نمبر	شعبہ	تعداد ڈاکٹران
1۔	انستھیزسٹ	4
2۔	سرجن	12
3۔	چائلڈ سپیشلسٹ	14
4۔	گائنی کالوجسٹ	11
5۔	اپتھومالوجسٹ (ماہر امراض چشم)	3
	کل	44

(ب) یہ درست ہے کہ محکمہ صحت حکومت پنجاب ضلع ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کے لیے آرتھوپیڈک سرجن کی 2 اسامیاں اور ریڈیالوجسٹ کی 4 اسامیاں اور کارڈیالوجسٹ کی 6 اسامیاں بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمشن پر کرنے کے لیے اخبار میں مشتہر کی گئی اور اب حال ہی میں

پبلک سروس کمشن نے ان اسامیوں پر امیدوار منتخب کر کے محکمہ صحت کو نامزد کیے جنہیں پنجاب کے مختلف ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں تعینات کر دیا گیا ہے۔

(ج) محترم رکن اسمبلی کا یہ اعتراض کہ محکمہ صحت حکومت پنجاب سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی بھرتی کے لیے دہرا معیار اپنا رہا ہے۔ درست نہیں بلکہ غلط فہمی پر مبنی ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے یہ وضاحت ضروری ہے کہ حکومت پنجاب نے تقریباً تمام تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں مندرجہ ذیل شعبوں میں سپیشلسٹ ڈاکٹر حضرات کی اسامیاں منظور کی ہوئی ہیں۔

1۔ سرجن 2۔ انتھیسٹ 3۔ چائلڈ سپیشلسٹ 4۔ گائنا کالوجسٹ

جب کہ باقی تمام شعبوں میں سپیشلسٹ ڈاکٹر حضرات کی اسامیاں صرف ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں منظور شدہ ہیں۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں منظور شدہ' سرجن' گائنا کالوجسٹ' چائلڈ سپیشلسٹ اور انتھیسٹ کی اسامیاں عرصہ دراز سے خالی پڑی ہوئی تھیں اور ان اسامیوں پر تعینات سپیشلسٹ ڈاکٹر حضرات ماضی میں یا تو تعینات ہونے سے احتراز کرتے تھے یا تعیناتی کے بعد long leave یا deputation حاصل کر کے ان ہسپتالوں سے تبدیل ہو جاتے تھے۔ مزید برآں یہ شکایت بھی عام تھی کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں تعینات غیر مقامی یا نان لوکل ڈاکٹر اکثر ڈیوٹی سے غیر حاضر رہتے تھے جس وجہ سے ان تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کی کارکردگی متاثر ہوتی تھی۔

اس صورت حال کے پیش نظر محکمہ صحت نے حکومت پنجاب کو تجویز کیا کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کی سطح پر موجود خالی اسامیوں پر سپیشلسٹ ڈاکٹروں کو کنٹریکٹ کی بنیاد پر بھرتی کیا جائے۔ کنٹریکٹ پر بھرتیوں کے نظام کے مندرجہ ذیل فوائد پیش کیے گئے۔

1۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں منظور شدہ سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی اسامیوں پر مقامی کوالیفائیڈ ڈاکٹروں کو اس بنیاد پر تعینات کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے مقامی تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں رہائش پذیر ہوں گے اور اپنی خدمات سرانجام دیں گے۔

2۔ مقامی سپیشلسٹ ڈاکٹروں کو اپنے متعلقہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں تعیناتی کے لیے ترجیح دی جاتی ہے۔ جس وجہ سے ان ہسپتالوں میں سپیشلسٹ ڈاکٹر صاحبان کا turn over (ملازمت چھوڑ دینا/ تبادلہ کروا لینا) نسبتاً کم ہو گیا ہے۔

3۔ کنٹریکٹ پر بھرتیوں کے نظام میں سپیشلسٹ ڈاکٹر صاحبان کی تعیناتی ایک مخصوص تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں ایک مخصوص اسامی پر ہوتی ہے۔ اگر کوئی سپیشلسٹ ڈاکٹر ایک مخصوص تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں ایک مخصوص اسامی پر بھرتی ہونے کے بعد اپنا تبادلہ کروانے کی کوشش کرے تو اس کا کنٹریکٹ خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے سپیشلسٹ ڈاکٹروں میں سفارش، نااہلی اور غیر حاضری کا رجحان ختم ہو کر رہ گیا ہے۔

جہاں تک تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں منظور شدہ اسامیوں کے علاوہ دیگر شعبوں کا تعلق ہے، اس سلسلہ میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ ایسے دیگر تمام شعبے، مثلاً آرتھوپیڈک سرجری، ریڈیالوجی، کارڈیالوجی، یورالوجی، میڈیسن، پیتھالوجی، ای۔این۔ٹی، ٹی۔بی اینڈ چیسٹ ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کی سطح پر منظور شدہ ہیں۔ جن میں اب تک تمام اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمشن کے ذریعے پر کی گئی ہیں۔ البتہ اب محکمہ صحت نے حکومت پنجاب سے ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں منظور شدہ اسامیاں بھی کنٹریکٹ پر سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی بھرتی کی منظوری حاصل کی ہے۔ اور ان اسامیوں پر کنٹریکٹ کی بنیاد پر بھرتی کا سلسلہ جلد شروع ہو رہا ہے۔

محکمہ صحت ضلع بھکر کے اہلکاروں کے بار بار تبادلوں کی وجوہات

*1881۔جناب سعید اکبر خان۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

ضلع بھکر میں مارچ 1997ء سے لے کر اب تک محکمہ صحت میں کس کس کیڈر میکل کتنے اہل کار ٹرانسفر ہوئے نیز ایسے اہل کاروں کی تفصیل بتائی جائے جن کو بار بار ٹرانسفر کیا گیا ور ان کی بار بار ٹرانسفر کی وجہ بتائی جائے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)۔

1۔ لیڈی ہیلتھ وزیٹر	5	یہ تمام تبادلے انتظامی امور اور عوامی مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے کیے گئے۔
2۔ ہیلتھ ٹیکنیشن	12	
3۔ ڈسپنسر	14	
4۔ دائی	20	
5۔ سینٹری انسپکٹر	2	

6۔ نائب قاصد	8
7۔ وارڈ سرونٹ	2
8۔ ویکسینیٹر	2
9۔ وارڈ بوائے	2
10۔ چوکیدار	2

II.

	تعداد	نام ملازمین
1۔ لیڈی ہیلتھ وزیٹر	2	i۔ مس قیصر طیبہ، ii۔ سناز بیگم
2۔ ڈسپنسرز	2	i۔ عبدالحمید ii۔ محمد یوسف
3۔ ہیلتھ ٹیکنیشن	1	i۔ عبدالرحیم پنوں خان
4۔ دائی	2	i۔ سرور بی-بی ii۔ شمیم اختر
5۔ چوکیدار	2	محمد اشرف ii۔ محمد بخش

مندرجہ بالا افراد (ملازمین) کو عوامی مطالبات اور ڈیوٹی سے غیر حاضری فرائض سے غفلت اور انتظامی امور کو مدنظر رکھتے ہوئے بار بار تبدیل کیا گیا۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

قواعد میں نرمی کر کے تعینات کردہ افراد کی تفصیل

30۔ میاں عبدالستار (PP-234)۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1985ء سے لے کر 1996ء تک کتنے افراد محکمہ صحت میں رولز ریلیکس کر کے تعینات کیے گئے؟

(ب) ان کے نام، پتا اور عہدہ جس پر تعیناتی ہوئی اور رولز جو ریلیکس ہوئے، نیز رولز ریلیکس کرنے والی اتھارٹی کا نام اور عہدہ کیا ہے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) سال 1985ء سے لے کر 1996ء تک محکمہ صحت میں 121 افراد کو رولز ریلیکس کر کے تعینات کیا گیا۔

(ب) ان افراد کے نام، پتا اور عہدہ نیز رولز ریلیکس کرنے والی اتھارٹی کا نام، عہدہ اور تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

بغیر میرٹ لیڈی ہیلتھ وزیٹرز کے داخلے

336۔چودھری خالد جاوید وڑائچ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پرنسپل پبلک ہیلتھ نرسنگ سکول لاہور رضیہ لطیفی نے لیڈی ہیلتھ وزیٹرز کے داخلہ میں میرٹ کو نظر انداز کرتے ہوئے بے شمار داخلے کیے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پرنسپل کے بھائی نے سکول میں مستقل ڈیرے ڈال رکھے ہیں اور ہر ناجائز کام پرنسپل کے بھائی کے کہنے پر کیا جاتا ہے اور جعلی ڈومیسائل اور سندوں کے ذریعے داخلہ دلوایا گیا۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ پرنسپل کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور ان غیر قانونی بھرتیوں کے خلاف کارروائیکرنے کا ارادہ ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) یہ درست ہے۔ تین داخلے بغیر میرٹ کے ہوئے ہیں۔ جس کے لیے سابقہ پرنسپل کے خلاف کارروائی کی سفارش کی گئی ہے۔ تینوں بغیر میرٹ کے داخل شدہ لڑکیوں کو موجودہ پرنسپل نے سکول سے نکال دیا ہے۔

(ب) یہ ممکن ہے کہ سابقہ پرنسپل صاحبہ کے بھائی نے مداخلت کی ہو۔ لیکن اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

(ج) جزو (الف) کا جواب کیونکہ اثبات میں ہے۔ میرٹ کے خلاف داخل تینوں لڑکیوں کو سکول سے نکال دیا گیا ہے۔ سابق پرنسپل کے خلاف قانونی کارروائی کا آغاز ہو گیا ہے۔ الزام ثابت ہونے پر سخت کارروائی کی جائے گی۔ موجودہ پرنسپل صاحبہ کو کہا گیا ہے کہ وہ پورا ریکارڈ چیک کریں اور اگر کوئی غیر قانونی داخلہ کیا گیا ہے تو اس کو فوری طور پر خارج کر کے محکمہ کو اطلاع دے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ جناب سعید احمد خان منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس (قائد حزب اختلاف)، جناب والا! میرے توجہ دلاؤ نوٹس کا ایک جواب

پہلے ہی pending ہے۔ اس کا جواب لاءمنسٹر نے دینا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں جی مجھے یاد ہے وہ pending تھا۔

جناب سعید احمد خان منیس، پہلے اسے take up کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لاءمنسٹر صاحب! اس کا آپ کے پاس جواب آ گیا ہے تو پہلے وہ لے لیں بعد میں پھر دوسرے لے لیں۔

ٹریفک کے حادثے میں متوفی طالب علم کے لواحقین کی تلاش کیے بغیر اور جنازہ پڑھائے بغیر تدفین

(----------جاری)

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، جناب والا! ان کے پہلے توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب میں نے دے دیا تھا۔ لیکن ضمنی سوال پر قائد حزب اختلاف نے یہ پوچھا تھا کہ کیا ایس ایچ او متعلقہ نے جو ایک بچہ حادثے کا شکار ہوا تھا اس کی موت کی تصدیقی ضمنی دی ہے یا نہیں۔ چونکہ اس وقت sure نہیں تھا کہ ضمنی دی گئی ہے یا نہیں۔ اس کے لیے میں نے کچھ مہلت چاہی تھی۔ اب میرے پاس اس کا جواب آ گیا ہے۔ ایس ایچ او نے ضمنی دی ہے۔ نہ صرف ضمنی دی گئی ہے بلکہ چالان کی بھی ایس ایچ او نے تصدیق کر دی ہے۔ اور یہ عدالت میں بھجوایا جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! غالباً معزز وزیر صاحب نے یہ بھی جواب دینا تھا کہ آیا اس بچے کا جنازہ پڑھایا گیا تھا یا نہیں؟

وزیر قانون، جناب والا! وہ میں جواب دے چکا تھا۔ میں نے صرف آج ایک ضمنی کے متعلق جواب دینا تھا جو انھوں نے کہا تھا۔ اس کے متعلق میرے پاس total brief موجود ہے۔ اور آپ نے اس کو pend بھی صرف ضمنی کے حوالے تک کیا تھا۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا!

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، معزز وزیر صاحب نے فرمایا تھا کہ ایک اے ایس آئی کو dismiss کر

دیا گیا ہے۔ اور اس سینیٹری انسپکٹر کو بھی معطل کیا گیا ہے۔ تو پولیس اتنی revengeful ہوگئی ہے۔ اور وہ اتنا react کر رہی ہے کہ اس بچے کی وفات کے بعد جیسے کہ آپ کو علم ہے کہ مسلمانوں کا اپنا ایک طریق کار ہے اس کا چالیسواں منعقد ہوتا ہے۔ چالیسویں والے دن اس بے چارے بچے کے لواحقین کے خلاف ایک جھوٹا مقدمہ' مقدمہ نمبر 636 تھانہ کوٹ ٹھٹھہ میں درج کر دیا گیا ہے۔ صرف اس پاداش میں کہ یہ تحریک التوائے کار دی گئی ہے اور یہ معاملہ ہاؤس کے سامنے لایا گیا ہے۔ اور ان کے کافی سارے لوگوں کو گرفتار کیا گیا۔ کس لیے گرفتار کیا گیا' اس کی بنیاد یہ بنائی ہے کہ،

> They had attacked the office of the PML, Jhoia Utra some two months ago and stole 200 flags, 5 letter pads, 6 chairs, 2 tables, 2 bedding sets and 2 coats.

جناب ڈپٹی سپیکر، منیں صاحب! اس سے پہلے کہ آپ آگے چلیں۔ آپ یہ فرمائیں گے کہ جن کے خلاف کیس درج ہوا ہے ان کا بچے کے ساتھ کیا رشتہ ہے؟

جناب سعید احمد خان منیں، یہ ایک vengeance ہے کہ پولیس اب ان بے چاروں کو اتنا تنگ کر رہی ہے کہ ان بے چاروں کو چالیسواں ملتوی کرنا پڑا۔ کیونکہ ان کے دوستوں کو عزیزوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جو وضاحت میں آپ سے پوچھ رہا ہوں وہ صرف یہ ہے کہ جن کے خلاف پرچہ درج ہوا ان کا اس بچے کے ساتھ رشتہ کیا ہے؟ دیکھنا یہ ہے کہ کیا وہ اس کے باپ بھائی ہیں۔ پھر تو vengeance بھی ہو۔

جناب سعید احمد خان منیں، ان کے قریبی عزیز ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کہیں ایسا تو نہیں کہ اس کی آڑ میں کوئی criminal crime کرتا ہو اور یہ آڑ لیتے جائیں کہ یہ بچے کے قریبی رشتہ دار ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیں، نہ نہ وہ ان کے قریبی عزیز ہیں۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

وزیر قانون ، جناب والا! میں قطعاً مداخلت نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ یہ عرض کرنا پڑ رہا ہے کہ قائد حزب اختلاف خوامخواہ ایک معاملے کو confuse کر رہے ہیں۔ اور آپ کی observation بالکل درست ہے۔ بچہ تو صدر ڈیرہ غازی خان کا رہنے والا تھا پرچہ پتا نہیں کس جگہ کا ہے وہ خوامخواہ situation کو confuse کر رہے ہیں۔ اس پرچے کے ساتھ بچے کے لواحقین کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور بچے کے لواحقین کا قصور کیا ہے جناب والا! توجہ دلاؤ نوٹس تو قائد حزب اختلاف نے move کیا ہے اس کے لواحقین نے تو نہیں کیا۔ ان کا کہیں تحریک میں نام نہیں ہے، تحریک التوائے کار نہیں ہے۔ ان کو خوامخواہ بلاوجہ درمیان میں گھسیٹ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راجہ صاحب! مہربانی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! دو بھائیوں اور رشتے داروں کے خلاف پرچہ درج ہوا ہے۔ آپ کہتے ہیں تو میں یہ ایف آئی آر کی نقل بھجوا دوں۔ میں یہ نقل لا منسٹر کو دیتا ہوں اور یہ ہوم منسٹر بھی ہیں۔ یہ دیکھ لیں گے کہ پولیس کو اتنی کھلی لگام کیوں دے دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں جی۔ دیکھ لیتے ہیں کہ اگر واقعی اس کے حقیقی بھائیوں کے خلاف کچھ ایسا ہے تو چیئر آپ کو یقین دلاتی ہے کہ نا انصافی نہیں ہونے دی جائے گی آپ اپنا نیا توجہ دلاؤ نوٹس move کریں۔

جہانیاں کے نواحی گاؤں میں چھ افراد کا قتل

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 11 اور 12 نومبر کی درمیانی رات جہانیاں کے نواحی گاؤں موضع چک 155/10 R میں چھ افراد کو قتل کرکے ان کی لاشیں جلا دی گئیں؛ کیا یہ درست ہے کہ مقامی پولیس فوری طور پر واقعہ کا علم ہونے کے باوجود کوئی کارروائی عمل میں نہ لائی۔ کیا یہ بھی درست ہے کہ درج کی گئی ایف آئی آر میں ملزمان ابھی تک نامزد نہیں کیے گئے؛ کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ واقعہ سے مذکورہ علاقہ میں شدید خوف و ہراس پایا جاتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی راجہ صاحب!

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)۔

یہ درست ہے کہ 11 اور 12 نومبر کی درمیانی شب چک نمبر 155/10R میں چھ افراد کو قتل کرکے ان کی لاشیں جلا دی گئیں تھیں۔ حاجی امیر احمد ولد پیرنبخش قوم ڈاھا سکنہ چک نمبر 155/10R کے بیان پر مقدمہ نمبر 960/98 بجرم 201/436/302/149/148 ت پ درج ہوا۔

(ب) یہ غلط ہے جوں ہی مقامی پولیس کو وقوعہ کی اطلاع ملی وہ فوراً جائے واردات پر پہنچی اور حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی گئی۔ نہ صرف مقامی پولیس موقع پر پہنچی بلکہ ایس ڈی پی او۔ ڈی ایس پی جہانیاں اور ایس پی خانیوال بھی فوراً موقع پر پہنچے۔ اور مقامی پولیس کو ہدایت کی گئی کہ ملزمان کو جلد از جلد گرفتار کیا جائے۔

(ج) یہ غلط ہے کیوں کہ مدعی مقدمہ حاجی امیر احمد ولد پیرنبخش نے درج ذیل ملزمان نامزد کیے ہیں جو کہ مسلح اسلحہ آتشیں تھے۔(1) محمد ارشاد ولد محمد نواز قوم چیمہ جٹ۔ (2) اکبر ولد تاج محمد سندھو۔ (3) ظفر ولد تاج محمد۔ (4) بشیر ولد رحمت۔ (5) اکرم ولد بشیر۔ (6) نصیر احمد ولد رحمت علی سندھو۔ (7) محمود ولد فتح محمد بھٹی۔

(د) یہ غلط ہے۔ مدعی مقدمہ نے وجہ عناد یہ بتائی ہے کہ ان کا ارشاد چیمہ وغیرہ سے زمین کے تنازعہ پر جھگڑا چلا آ رہا ہے جس کی بابت دیوانی عدالت میں مقدمہ زیر سماعت ہے۔ اسی سلسلہ میں مورخہ 13-9-98 کو محمد ارشاد چیمہ نے مدعی کے والد پیرنبخش کو قتل کر دیا تھا جس کی بابت مقدمہ نمبر 805/98 مورخہ 13-9-98 بجرم 302/34 ت پ تھانہ جہانیاں درج ہوا لہٰذا یہ واردات مدعی اور ملزم فریقین کی آپس میں چپقلش کی وجہ سے ہوئی تاہم ضلع ہذا میں امن و امان کی صورت حال بالکل تسلی بخش ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، معزز وزیر ہوم نے ابھی فرمایا ہے کہ وجہ قتل ایک رقبے کے سلسلے میں عناد تھا اور اس سے پہلے مقتول کے والد کو بھی قتل کیا گیا تھا۔ کیا یہ درست ہے کہ جس روز مقتول کے والد کو قتل کیا گیا تھا کیا اسی روز ایک ہی وقت میں قاتلوں نے مقتولین کی مختلف

بھنیسوں پر حملہ کیا تھا؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! موجودہ مقدمہ جس کے متعلق کال اٹنشن نوٹس دیا گیا ہے یہ اس سے متعلقہ نہ ہے بلکہ یہ اس مقدمہ سے متعلق پوچھ رہے ہیں جو وجہ عناد ہے اس کی تفصیل میرے پاس موجود نہیں ہے اور وہ وقوعہ چونکہ 13-9-98 کو ہوا تھا۔ یہ کال اٹنشن نوٹس مقدمہ نمبر 960/98 سے متعلقہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ میرا یہ بڑا جائز سوال بنتا ہے وہ اس لیے کہ میں معزز وزیر صاحب سے یہ سوال کرنا چاہوں گا کہ جب ایک قتل ہو چکا تھا اور ان لوگوں نے بار بار پولیس کو اپنے تحفظ کے لیے درخواستیں دیں اور ان کو تحفظ فراہم نہ کیا گیا تو یہ اگلی واردات اسی کا نتیجہ ہے.....

جناب ڈپٹی سپیکر، مغرب کی نماز کے لیے اجلاس ملتوی کیا جاتا ہے۔ ہم 5 بج کر 25 منٹ پہ دوبارہ ہاؤس میں آئیں گے۔

(شام 5 بج کر 3 منٹ پر وقفہ برائے نماز مغرب ہوا)

(وقفۂ نماز مغرب کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر شام 5-40 پر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، منیس صاحب کا call attention notice چل رہا تھا ۔ منیس صاحب تشریف لے آئے۔ جی منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، بات یہ چل رہی تھی کہ آپ کے ایک سوال کے سلسلے میں وزیر قانون نے یہ فرمایا تھا کہ یہ آپ کا تازہ سوال کسی پچھلے واقعے کے متعلق ہے ۔ اس کے متعلق تو بات نہیں ہو سکتی ۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! بات اس سے ذرا آگے چلی گئی تھی ۔ انھوں نے یہ پوچھا تھا کہ چونکہ پہلے ایک وقوعہ ہو چکا تھا ۔ اس وقوعے کے بعد انھوں نے اپنے تحفظ کے لیے پولیس کو درخواست دی تھی اور پولیس نے تحفظ کیوں فراہم نہیں کیا۔ اس سلسلہ میں میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ انھوں نے پولیس کو اس قسم کی کوئی درخواست نہیں دی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی منیں صاحب!

جناب سعید احمد خان منیں، جناب سپیکر! معزز وزیر قانون کو بہت ہی زیادہ misguide کیا گیا ہے کیونکہ یہ جو وقوعہ میرے حلقہ کے بالکل قریب واقع ہوا ہے ۔ اور میں اس کی تفصیلات سے بخوبی آگاہ ہوں ۔ اور جو بات میں یہ کر رہا ہوں کہ معزز وزیر صاحب یہ کہتے ہیں کہ موجودہ سوال کا اس سے تعلق نہیں ہے تو اس سے تعلق انھوں نے خود بنا دیا ہے کیونکہ انھوں نے خود فرمایا ہے کہ اس سے پہلے مقتول کا والد قتل ہوا تھا۔ اسے موجودہ ایف آئی آر سے کیسے دور کیا جا سکتا ہے ۔ انھوں نے تحفظ کے لیے سینکڑوں درخواستیں پولیس کو دی ہیں۔ اور آپ کی وساطت سے میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں بلکہ ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ معزز وزیر جن ملزمان کا نام لے رہے تھے کہ وہ فلاں فلاں نامزد ہوئے ہیں ان میں ایک چیمہ صاحب کا نام بھی ہے جو پچھلے قتل میں بھی ملوث تھے ۔ کیا ان کو پچھلے قتل میں گرفتار کیا گیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا ضمنی سوال یہ بنا کہ کیا پہلے قتل میں ملوث ایک شخص چیمہ جو اس کیس میں بھی ملوث ہے کو گرفتار کیوں نہیں کیا گیا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! محمد ارشاد ولد محمد نواز قوم چیمہ کے متعلق یہ پوچھ رہے ہیں ۔ چونکہ اس سے پہلے جو قتل کا مقدمہ ہے اس میں بھی وہ ملوث ہے اسے گرفتار کیا گیا ہے یا نہیں ۔ اس کو گرفتار نہیں کیا گیا اور وہ ملزم اس وقت اشتہاری ہے اور اس کو اشتہاری قرار دینے کی تمام کارروائی ضابطے کے مطابق کرنے کے بعد اشتہاری قرار دیا جا چکا ہے ۔ اور اس وقت بھی وہ مقامی اضلاع کہ جن اضلاع کا یہ واقعہ ہے وہاں وہ موجود نہیں ہے بلکہ یہ راولپنڈی کے ایک ڈویژن میں ہے ۔ جہاں پر چند دن پہلے بھی مقامی پولیس نے جہاں پر بتایا جاتا ہے کہ ملزم موجود تھا ریڈ کیا گیا ہے لیکن وہاں پر نہیں ملا اور پولیس اس کی گرفتاری کے لیے پوری کوشش کر رہی ہے ۔

جناب سعید احمد خان منیں، جناب سپیکر! اس سے صاف عیاں ہو گیا کہ چونکہ پچھلے مقدمے میں گرفتاریاں عمل میں نہیں لائی گئی تھیں۔ اور اسی کی وجہ سے موجودہ واقعہ وقوع پذیر ہوا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں پولیس کی نہایت ہی لمبی چوڑی نااہلی ہے اور ملی بھگت ہے ۔ تو کیا حکومت نے ضلعی پولیس کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے اگر ہاں تو کیا کارروائی کی ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے گزارش کی ہے کہ پولیس نے اس کی گرفتاری کے لیے اس

سے پہلے بھی کوشش کی ہے اور اب بھی کوشش کر رہی ہے اور جو ایک طریق کار ہے کہ جو ملزم گرفتار نہیں ہوتا اس کو اشتہاری قرار دیا جاتا ہے ' اس کی جائیداد ضبط کی جاتی ہے یا جو بھی ضلعے کی کارروائی ہے وہ کی گئی ہے ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ پولیس کی نا اہلی نہیں ہے ۔ پولیس تو اپنے طور پر کوشش کر رہی ہے ۔ جیسے میں نے ابھی گزارش کی تھی کہ ابھی چند دن پہلے پولیس نے دوسرے ضلعے میں جا کر مقامی پولیس کی حمایت حاصل کر کے چھاپہ مارا ۔ اس لیے پولیس کی طرف سے اب بھی بھرپور کوشش جاری ہے ۔اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کو جلد گرفتار کر لیا جائے گا۔

جناب سعید احمد خان منیس ، جناب سپیکر ! I have the reservation on the answer of the Hon'ble.Minister . He has not being properly fed. جب اس کا باپ قتل ہوا تو پولیس نے کوئی دلجوئی سے تفتیش نہیں کی ۔ بندے گرفتار نہ ہوئے ۔ اگر ہو جاتے تو شاید دوسرا وقوعہ نہ ہوتا ۔ اب دوسرے وقوعہ میں چھ قتل ہوئے ہیں؟ اور چھ کو قتل کر کے ان کو زندہ جلا دیا ہے۔ اب اس سے زیادہ دہشت گردی یا وحشت گری کیا ہوسکتی ہے؟ اور معزز منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ processجاری ہے۔ اگر process ایسے ہی جاری رہے تو ان کو کس طرح تحفظ مل سکتا ہے اور میں یہی بات پوچھتا ہوں کہ نہ اس کو پہلے تحفظ دیا گیا اور کیا اب ان کو تحفظ فراہم کیا گیا ہے کہ ان کے بچے کھچے جو لوگ ہیں وہ بچ جائیں۔ میں معزز قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں۔

وزیر قانون ، میں معزز قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جیسے میں نے جواب میں عرض کیا تھا کہ سات ملزمان اس کیس میں نامزد کیے گئے تھے ۔ چھ گرفتار ہو چکے ہیں اور یہ پولیس کی کارکردگی کا ثبوت ہے کہ چھ گرفتار ہو چکے ہیں اور ایک ملزم بقایا ہے جس کو جلد ہی ان شاء اللہ تعالیٰ گرفتار کر لیا جائے گا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! وہی تو main culprit تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، منیس صاحب ! آپ بھی دیکھیں کہ سات میں سے چھ گرفتار ہو چکے ہیں ۔

جناب سعید احمد خان منیس، چھ قتل ہو چکے ہیں ۔ کم از کم ان سے یہ تو پوچھیں کہ کیا ان پولیس والوں کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لائی گئی ہے۔ ایک وقوعہ کے بعد دوسرا وقوعہ ہو گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تو دیکھیں کہ سات ملزمان ہیں اور ان میں سے چھ گرفتار ہو چکے ہیں۔ ایک

اشتہاری ہے تو اس کی گرفتاری کے لیے کوشش ہو رہی ہے ۔ جو کارکردگی ہے اس کو آپ بھی دیکھیں۔ یہ جو ابھی قتل ہوئے ہیں اس کے بارے میں وزیر قانون بتا رہے ہیں کہ اس سلسلہ میں پولیس سرگرمی دکھا رہی ہے ۔ دیکھیے تو صحیح کیا ہوتا ہے ۔ ان کی یقین دہانی کے بعد جب وہ یہ فرما رہے ہیں کہ وہ in touch ہیں اگر آپ کے پاس کوئی اچھی تجویز ہے کہ جو آپ سمجھتے ہیں کہ اس انداز سے یہ کارروائی ہونی چاہیے وہ لے آئیے ۔ ہم وزیر قانون سے کہتے ہیں کہ آپ اس تجویز پر بھی عمل کر کے دیکھیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں اس سلسلہ میں عرض کروں گا کہ ایک تو بچے کھچے لوگ اگر اس خاندان میں بچ گئے ہیں ان کے لیے وہاں پولیس فورس depute کی جائے ۔ کیونکہ سات قتلوں کے بعد میں نہیں سمجھتا کہ کوئی ایسی گنجائش رہ گئی ہے کہ ان کو تحفظ فراہم نہ کیا جائے ۔ ایک تو ان کی حفاظت کے لیے ایک ٹیم کو detain کر دینا چاہیے جو ان کی حفاظت کرے اور ایک وہ شخص جو پچھلے مقدمے میں بھی ملوث تھا اور وہ ابھی تک گرفتار نہیں ہوا اور وجہ عناد وہی ہے۔ اس کو گرفتار کرنے کے لیے اگر سعی کریں اور پولیس کا محکمہ پورے طریقے سے کوشش کرے تو ہو سکتا ہے کہ بچے کھچے لوگ بچ جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بالکل ٹھیک! وزیر قانون صاحب ! اس بات کو آپ یقینی بنائیں کہ ایک تو ان کی حفاظت کے لیے جو بھی تدابیر کی جا سکتی ہیں وہ کریں' پولیس چوکی بنائی جا سکتی ہے ' پولیس تعینات کی جا سکتی ہے ۔ جو بھی حفاظتی تدابیر ہیں وہ کریں۔ اور دوسرا وہ جو آدمی جو main culprit ابھی تک گرفتار نہیں ہوا اس کے لیے کارروائی مزید تیز کیجیے ۔ اور جائیداد ضبط وغیرہ جو بھی کرنا ہے تیزی سے کریں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں آپ کی اطلاع کے لیے عرض کرتا ہوں کہ وہاں پہ پہلے ہی پولیس نے دو چیک پوسٹیں قائم کر دی ہیں اور اب مزید ان کو ہدایت کر دی جائے گی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، دوسرا call attention notice جناب سعید اکبر خان صاحب کی طرف سے ہے۔ ہمارے بڑے ہی پیارے دوست ملک چین سے ایک وفد بائیں طرف سپیکر گیلری میں تشریف فرما ہے ۔ ہم ان کو welcome کرتے ہیں۔ (تالیاں) جناب سعید اکبر خان صاحب!

مخدوم زادہ سید مسعود عالم شاہ، on his behalf

جناب ڈپٹی سپیکر : call attention notice پہ on his behalf نہیں ہوتا ۔ یہ lapse ہو جائے گا۔ call attention notice کا وقت ختم ہوا۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 33' میاں انتصار حسین بھٹی صاحب کی ہے۔

حافظ آباد پولیس کا رکن اسمبلی کو زدوکوب کرنا

میاں انتصار حسین بھٹی : میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 15۔ اکتوبر 1998ء کو مخصوص نشستوں کے لیے بلدیاتی الیکشن کے دن میں پنڈی بھٹیاں سے حافظ آباد جا رہا تھا میرے ساتھ ضلع کونسل کے ممبران کی گاڑیاں بھی تھیں۔ حافظ آباد بائی پاس پر پولیس افسران ریاض احمد چیمہ DSP ہیڈ کوارٹر حافظ آباد' فضل حسین DSP صدر' جاوید مہی SHO کسوکی مع 100 ملازمین پولیس نے ناکہ لگا کر ہمیں روک لیا اور سڑک پر مٹی کے ٹرالر کھڑے کر کے اسے بلاک کر دیا۔ میں نے دونوں DSP حضرات کو اپنا تعارف کروایا اور کہا کہ میرے ساتھ ممبران ضلع کونسل ہیں اور ہمیں ضلع کونسل ہال جانے دیا جائے۔ لیکن انہوں نے میری ایک نہ سنی اور گاڑیوں کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ تقریباً 11 بجے جب وہ تلاشی لے چکے تو میں نے ان سے کہا کہ اگر ممبران ضلع کونسل کی گاڑیوں کو روکنے کی آپ کو ہدایت کی گئی ہے تو مجھے جانے دیں اس پر ریاض احمد چیمہ DSP نے تحکمانہ لہجے میں کہا کہ آپ نہیں جا سکتے۔ میں نے کہا کہ اس کی کوئی وجہ بتائیں اس پر موصوف DSP بیخ پا ہو گئے اور مجھے گریبان سے پکڑ لیا اور دونوں DSP صاحبان اور جاوید مہی SHO کسوکی نے مجھے زدو کوب کرنا شروع کر دیا اور تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک مختلف طریقوں سے ہراساں کیا گیا اور مجھے حافظ آباد کی حدود میں داخل نہ ہونے دیا گیا۔ قانون استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب 1972ء کی شق 15 کے تحت ممبران اسمبلی VIP قرار دیے گئے ہیں۔

جناب سپیکر ! ممبران ضلع کونسل اور معززین علاقہ کے سامنے میری اس طرح بے عزتی کرنے سے میرے حلقہ انتخاب میں میری سیاسی و سماجی ساکھ کو نقصان پہنچا ہے جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میری استدعا ہے کہ میری تحریک

استحقاق کو منظور کر کے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان میں پانچویں دفعہ ممبر منتخب ہو کر آیا ہوں لیکن جس طرح کا سلوک 15 اکتوبر کو پولیس والوں نے میرے ساتھ روا رکھا اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ جناب والا! مجھے میرے حلقے کے لوگوں کے سامنے' حافظ آباد ضلعے کی عوام کے سامنے ذلیل و خوار کیا گیا' مجھے گریبان سے پکڑا گیا اور میری تذلیل کی گئی۔ میں نے ان سے کہا کہ اگر آپ ضلع کونسل کے ممبران کو روکنا چاہتے ہیں تو انھیں روک لیں لیکن مجھے تو جانے دیں' جواب میں پولیس افسران نے کہا کہ آپ کون ہوتے ہیں؟ میں نے کہا کہ آپ جس طرح کا رویہ اپنا رہے ہیں یہ اچھی بات نہیں ہے' انھوں نے کہا کہ آپ کیا کر سکتے ہیں؟ جناب سپیکر! میری آپ سے یہی درخواست ہے کہ۔۔۔۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بھٹی صاحب! وزیر قانون صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر قانون: جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ معزز رکن کے جذبات و احساسات کا نہ صرف مجھے بلکہ اس پورے ایوان کو احترام ہے۔ اس وقت چونکہ سپیکر گیلری میں ہمارے غیر ملکی مہمان موجود ہیں تو استدعا ہے کہ میں نے اس تحریک استحقاق کی مخالفت نہیں کرنی' معزز رکن کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا میں درخواست کروں گا کہ بے شک اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو انتصار حسین بھٹی صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 33 کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے اور کمیٹی دو مہینے کے اندر اس بابت اپنی رپورٹ ہاؤس میں پیش کرے گی۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! جناب سپیکر! میں کسی پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں ہوں' صرف دو منٹ بات کرنے کے لیے آپ سے اجازت چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمائیے!

وزیر خزانہ: آپ نے بہت اچھے انداز میں ہمارے برادر ملک چائنا کے اس وفد کا خیر مقدم کیا۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں ایوان کی طرف سے' تمام ممبران کی طرف سے اپنے برادر ملک چائنا کے رائٹرز اور آرٹسٹس کے وفد کا خیر مقدم کر دوں اور آپ کی وساطت سے ان کو یہاں آنے پر خوش آمدید کہہ دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی سردار صاحب! فرمائیے۔

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! ہمیں انتہائی خوشی ہے کہ آج ہمارے روایتی دوست اور برادر ملک چائنا کی طرف سے ایک ثقافتی وفد پاکستان تشریف لایا۔ کل سے وہ تاریخی شہر لاہور، پنجاب کے دارالحکومت میں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ چونکہ وزیر اعلیٰ پنجاب آج اچانک اسلام آباد چلے گئے، وہاں ایک ضروری کام کے تحت انھیں بلوا لیا گیا تو مجھے ان کی طرف سے یہ فرض سونپا گیا کہ میں ان کو یہاں لاہور میں receive کروں۔ وہاں میں نے ان سے گفتگو کے دوران پوچھا کہ آپ نے لاہور کے تاریخی مقامات کس قدر دیکھے ہیں؟ کیونکہ یہاں پر خاص طور پر غیر ملکی دوستوں کے دیکھنے کے لیے بہت سی جگہیں، مقامات ہیں۔ انھوں نے تاریخی شاہی قلعہ اور بادشاہی مسجد دیکھی لیکن اسمبلی کا انھیں علم نہیں تھا اور خاص طور پر اس بات کا بھی علم نہیں تھا کہ اس وقت اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہے۔ تو میں نے وفد کے سربراہ سے درخواست کی کہ ہماری پنجاب اسمبلی کا اجلاس اس وقت جاری ہے اگر آپ اجلاس کی کارروائی دیکھنا چاہیں تو میں جناب سپیکر کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ چنانچہ وہاں سے میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے بڑی مہربانی کی اور ان کے لیے سپیکر گیلری میں خصوصی نشستیں فارغ کروا دیں۔ تو میں آپ کی وساطت سے تمام ہاؤس کے ممبران کی طرف سے چائنا کے ثقافتی وفد کو صوبائی اسمبلی پنجاب کی عمارت میں اجلاس دیکھنے کے لیے تشریف لانے پر خوش آمدید کہتا ہوں۔

(اس مرحلے پر معزز ممبران نے معزز وفد کا ڈیسک بجا کر خیر مقدم کیا)

میاں انتصار حسین بھٹی: جناب سپیکر! میں پورے ایوان اور وزیر قانون کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس بات تھوڑی سی گزارش یہ ہے کہ یہ بہت اہمیت کا معاملہ ہے لہٰذا اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کا وقت دو مہینے کی بجائے ایک مہینہ رکھا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بھٹی صاحب! اس کی اہمیت تو پہلے ہی واضح ہو چکی ہے کہ بغیر کسی بحث کے ہم نے آپ کی تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے۔ reports پہ وقت تو لگتا ہے۔ کیونکہ انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ دوسرے فریق کو بھی سنا جائے۔ استحقاق کمیٹی نے اس سارے معاملے کو دیکھنا ہے کہ آیا قواعد و ضوابط کے خلاف کوئی بات ہوئی ہے یا نہیں اور اس پر کیا سزا دی جا سکتی ہے۔ میں یہاں پر یہ بھی کہہ دوں کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب وہ منت سماجت کرتے ہیں تو تحریک

واپس لے لی جاتی ہے۔ معزز ممبران سے گزارش ہے کہ اگر وہ یہاں ہاؤس میں کوئی معاملہ لے آئیں تو پھر اسے آخر تک پہنچایا کریں۔ اس کا بھوت یا بچ واضح ہونے دیا کریں۔ دو مہینے کا وقت کوئی زیادہ نہیں۔ اور پھر یہ دو مہینے کا وقت maximum ہے' ہو سکتا ہے کہ کمیٹی اس پر رپورٹ اپنی دوسری میٹنگ میں ہی مکمل کر لے۔ چیئرمین استحقاق کمیٹی یہاں پر تشریف فرما ہیں ان سے درخواست ہے کہ جتنا جلدی ہو سکے اس پر فیصلہ کریں۔ اس کے بعد دیکھتے ہیں کہ کیا ہوتا ہے؟ اگلی تحریک استحقاق میاں محمد ثاقب خورشید صاحب کی ہے۔ یہ تحریک پیش ہو چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔ جی لاءمنسٹر صاحب!

روزنامہ "لشکر" اور روزنامہ "اوصاف" میں رکن اسمبلی پر بے بنیاد الزامات۔

(------جاری)

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)، جناب والا! معزز رکن نے یہ تحریک روز نامہ لشکر اور اوصاف مورخہ 13 نومبر 1998ء میں شائع ہونے والی خبر کے حوالے سے پیش کی ہے۔ تحریک استحقاق کا تعلق چونکہ اخبارات میں شائع شدہ خبروں سے ہے جو صوبائی اسمبلی پنجاب کے پروٹیکٹز ایکٹ 1972 کے زمرے میں نہیں آتی۔ لیکن بہرصورت محکمہ تعلقات عامہ پنجاب اس سلسلے میں متذکرہ اخبارات کو درست صورت حال اور معزز رکن کے جذبات سے آگاہ کرنے کا فریضہ ادا کر سکتا ہے۔ علاوہ ازیں اگر معزز رکن چاہیں تو اس خبر کی تردید یا وضاحت خود بھی براہ راست اخبارات کو بھجوا سکتے ہیں نیز یہ کہ توہین آمیز مواد کی اشاعت کے انسداد کے لیے دیوانی اور فوج داری عدالتوں سے بھی رجوع کر سکتے ہیں۔

جناب والا! خاص طور پر جو تحاریک استحقاق اخبارات کے متعلق آتی ہیں میں نے ان کے بارے میں بارہا عرض کیا ہے کہ میرے معزز اراکین جو اخبارات کے خلاف تحاریک استحقاق دیتے ہیں میں نے بارہا ان کی خدمت میں گزارش کی ہے کہ یہ پنجاب اسمبلی کے پروٹیکٹز ایکٹ 1972 کے زمرے میں نہیں آتیں۔ آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں اور ابھی آپ نے observation بھی دی ہے کہ بارہا یہ ہوا ہے کہ جب اخبارات کے خلاف تحریک استحقاق دی جاتی ہے تو مجلس استحقاقات کی میٹنگ میں اخبارات کے ساتھ کافی بحث و تمحیص کے بعد آج تک ہماری ایک تحریک استحقاق بھی کسی نتیجے پر نہیں پہنچی۔ اس لیے میں نے ہمیشہ معزز اراکین کی خدمت میں یہ عرض کیا ہے کہ آپ کا مقصد یہ

ہوتا ہے کہ یہ بات ایوان کے نوٹس میں لائی جائے اخبارات کے نوٹس میں لائی جائے اور اس پر ان کی طرف سے وضاحت آ جائے۔ اب بھی میں معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ان کا point of view تحریک کے ذریعے آیا ہے' ان کی شارٹ سٹیٹمنٹ کے حوالے سے بھی آ گیا ہے۔ اخبارات نے اس کی تردید بھی چھاپ دی ہے اگر نہیں تو میں اپنی طرف سے آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کے توسط سے متذکرہ اخبارات کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ تردید شائع کریں۔ اگر وہ تردید شائع نہیں کرتے تو معزز رکن اسے پھر لے آئیں لیکن میری استدعا ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، معزز اراکین سے درخواست ہے کہ خاموشی اختیار کریں اور سنیں ہاؤس کے ڈیکورم کا خیال رکھیں۔ ہمارے بہت ہی معزز مہمان تشریف رکھتے ہیں اور لاءمنسٹر صاحب ایک تحریک استحقاق کا جواب دے رہے ہیں۔ معزز اراکین سے میری درخواست ہے کہ ڈیکورم کا خیال رکھیں۔جی لاءمنسٹر صاحب!

وزیر قانون، جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ اگر وہ مجھے حکم دیں تو میں ان کا poin of view اخبارات تک پہنچا کر تردید کروا سکتا ہوں اور اگر اس کے باوجود کوئی غلط فہمی رہتی ہے تو اسے دور کرنے کے لیے میں ذاتی طور پر کوشش کروں گا۔ لیکن پھر بھی اگر معزز رکن اصرار کرتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا کہ اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی میاں ثاقب صاحب!

میاں محمد ثاقب خورشید ، جناب والا! وزیر قانون نے تو اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ اخبارات کو کھلی چھٹی دے دی ہے کہ وہ کسی پر بھی گند اچھال سکیں۔ میں نے اس دن بھی گزارش کی تھی کہ ان دونوں اخبارات نے کافی گند اچھالا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ثاقب صاحب! آپ ذرا ساتھ والے مائیک پر آ جائیں کیونکہ آپ کا مائیک ٹھیک نہیں ہے۔

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! یہ مائیک بھی خراب ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خواجہ صاحب آپ کو اس لیے خراب لگتا ہے کہ جب آپ بولتے ہیں تو اس وقت کسی مائیک کی ضرورت نہیں ہوتی۔

میاں محمد ثاقب خورشید: دونوں اخبارات نے کافی گند اچھالا ہے جس سے مجھے پنجاب کا بہت بڑا غنڈہ قرار دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہ صرف میرا بلکہ پورے ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ کیونکہ یہ ایک لابی کام کر رہی ہے جو عوامی نمائندوں کو ڈریکولا سمجھتی ہے۔ انھوں نے یہ لکھ کر کہ "ووٹ نہ دینے کی سزا اور ایم پی اے کے غنڈے غریب کی بیٹی اٹھا کر سر بازار نچاتے رہے" میں نے علفیہ بات کی ہے کہ یہ گاؤں میرے حلقے میں نہیں ہے اور نہ ہی میں اس گاؤں کو جانتا ہوں اور نہ ہی اس واقعہ کا پتا ہے۔ یہ سراسر زیادتی ہے اور ایسے واقعات سے عوامی نمائندوں کے کردار کو گھناؤنا اور داغدار بنایا جا رہا ہے اور اس کے پیچھے ایجنسیاں کام کر رہی ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ اسے کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے تا کہ اس کی تحقیقات ہو سکیں اور پتا چل جائے کہ اس کے پیچھے کون سے عناصر کام کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ثاقب صاحب! لاءمنسٹر صاحب نے بڑی وضاحت سے جواب دیا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ یہاں پر ایک بار میں نے ہی observation دی تھی اور اخبارات کے متعلق کمیٹی بھی بنائی تھی کہ بیٹھ کر اس کے متعلق کوئی ضابطہ اخلاق مرتب کر لیں۔ جہاں تک صحافت کا تعلق ہے وہ آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتا ہوں کہ اخبار میں ایک خبر آتی ہے اور جب ان سے پوچھا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ تحقیقات کے بعد ثابت ہوا کہ ہمارے ذرائع غلط تھے اور پھر تردید آ جاتی ہے۔ اس پر قدغن تو نہیں لگائی جا سکتی۔ جسے ہم پروبلیمز کہتے ہیں یہ تو ہم نہیں لے سکتے کہ ہمارے خلاف کوئی بات بھی اخبارات میں نہ آئے لیکن اخلاقی طور پر یہ بہت بری بات ہے اور جیسے کہ لاءمنسٹر صاحب نے کہا ہے کہ کمیٹی کے سپرد کرنے کی بجائے زیادہ آسان اور احسن طریقہ یہ ہے کہ آپ لاء منسٹر صاحب اور متعلقہ اخبار والے کے ساتھ بیٹھ کر بات کر لیں۔ اگر واقعی ان کی کوئی bad intention ہو تو اس میں دو تین صورتیں ہیں۔ اس کو pending کر لیتے ہیں اگر آپ مطمئن نہ ہوں تو اسے بعد میں بھی کمیٹی کے حوالے کیا جا سکتا ہے۔ سول لاء کے تحت آپ عدالت میں بھی جا سکتے ہیں۔

میاں محمد ثاقب خورشید: جناب والا! اگر آپ نے اخبارات کو ایسے چھٹی دینی ہے تو روزانہ کسی کے بارے میں بھی کوئی واقعہ بیان کر کے اس کا سیاسی کردار تباہ کیا جا سکتا ہے۔ اگر پنجاب کے عوام یا میرے حلقہ وہاڑی کے عوام کو یہ پتا چلے کہ آپ کا رکن اسمبلی ایسے کردار کا مالک ہے۔ تو

پھر میرے خیال میں مجھے اس ہاؤس میں بیٹھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر آپ کہتے ہیں تو میں ہاؤس سے بھی جانے کو تیار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا مقصد یہ نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا ثناء اللہ خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اخبارات میں بعض اوقات کسی بھی معزز شہری یا کسی بھی معزز رکن پارلیمنٹ کے بارے میں جو بالکل حقیقت کے برعکس خبریں شائع کر دی جاتی ہیں۔ تو اس سے اخبارات میں اور صحافت میں جو صاحب الرائے ہیں وہ لوگ بھی پریشان ہیں۔ وہ بھی اس دکھ کو محسوس کرتے ہیں کہ یہ لوگ جنھیں زرد صحافت کہتے ہیں یہ زیادتی کرتے ہیں۔ نہ تو ہمارے پرویلیجز ایکٹ میں کوئی موثر provision ہے کہ اس کا تدارک ہو سکے اور جو اس سے متعلقہ قانون ہیں ان میں بھی کوئی ایسا موثر سیکشن نہیں ہے جس سے اس کا تدارک ہو سکے۔ تو میری گزارش ہے کہ بجائے اس کے کہ اس تحریک کو مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے اور وہاں پر جیسے پہلے ہوتا ہے کہ صلح صفائی اور patch up ہو جاتا ہے بلکہ جو کمیٹی قانون سازی کے متعلقہ ہے آپ اسے اس ہدایت کے ساتھ اس کے سپرد کریں کہ صحافت میں جو ہمارے بھائی ہیں ان کو بھی coopt کریں لا منسٹر صاحب صدارت کر لیں۔ اور اس کے متعلق ایک ایسی قانون سازی ہونی چاہیے اگر وہ صوبائی سبجیکٹ ہے تو یہاں پر ہو جائے اور اگر نیشنل سبجیکٹ ہے تو پھر اسے ایک ریفرنس یا قرارداد کے طور پر مرکز کو بھیج دیں۔ اس پر اس وقت بڑی ضرورت ہے کہ اس پر کوئی ایسی قانون سازی کی جائے جس سے زرد صحافت ختم ہو یا جو لوگ اس سلسلے میں زیادتی کے مرتکب ہوتے ہیں ان کا موثر طور پر تدارک ہو سکے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب یہ پریس اینڈ پبلیکیشنز فیڈرل سبجیکٹ ہے۔

وزیر قانون: جی ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پنجاب کا تو مسئلہ نہیں ہے وہ تو اس کو cover نہیں کرتا۔

میاں محمد ثاقب خورشید: جناب والا! پنجاب کا محکمہ اطلاعات ونشریات کا محکمہ پھر بند کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میری تو یہ پاور نہیں ہے کہ میں اس کو بند کر دوں۔ دیکھیے جو کام ہم نہیں کر سکتے وہ تو کر نہیں سکتے وہ تو فیڈرل مسئلہ ہے۔ بات یہ ہے کہ اس میں بہت بری بات ہے۔ میں نے آپ کو عرض کیا اور رانا صاحب نے بھی فرمایا' پہلے بھی میں نے یہاں پر عرض کیا تھا۔ میں پھر اپنے صحافی دوستوں سے یہ کہوں گا کہ جو پبلک کے نمائندے ہیں' یہی وہ لوگ ہیں جو منتخب ہو کر آتے ہیں اور جنھوں نے یہ سب کچھ کرنا ہوتا ہے اور جب ان کے کردار پر بلا وجہ کیچڑ اچھالیں گے تو اس سے ہمارے جو معزز ممبران ہیں ان کے ہی کردار کی نفی نہیں ہوتی بلکہ یہ سب کی ہوتی ہے کہ یہاں پر ایسے لوگ آتے ہیں۔ بلاوجہ تو کسی کے متعلق بھی خبر نہیں چھاپنی چاہیے۔ میں ان سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس پر احتیاط برتیں۔ مجھے بھی تکلیف ہے ۔ میں نے پچھلی دفعہ بھی یہ عرض کیا تھا کہ اس کا کیا کریں۔ پچھلے الیکشن کے دنوں میں' میں مال روڈ پر اپنے اشتہارات لینے کے لیے پھر رہا تھا اور میری ایک اخبار پر نظر پڑی تو اس کی ہیڈ لائن پر میرا نام لکھا ہوا تھا۔ میں نے سمجھا کہ میرے متعلق شاید کسی نے کچھ کہا ہوگا کہ اس کی سیٹ بڑی sure ہے۔ میں نے پانچ روپے خرچ کر کے وہ اخبار لیا اور اس میں لکھا کیا ہوا تھا؟ سردار حسن اختر موکل اور صابر انصاری دونوں کو نادہندہ قرار دے کر گرفتار کر لیا گیا۔ میں بڑا حیران ہوا اور چپ کر گیا۔ دوسرے دن بھی پھر وہی سرخی لگی تو میں نے سوچا کہ کل بھی اس نے یہی کچھ کیا ہے اور آج بھی۔ میں نے ان کے مالک کو فون کیا کہ بھئی یہ کیا حرکت ہے ؟انھوں نے کہا کہ ہمارے رپورٹر کے ذرائع ہوتے ہیں لیکن یہ غلط ہو گیا۔ ہم اس کی تردید کر دیتے ہیں۔ آپ کی بات بڑی بجا ہے کہ جب کسی کے اوپر حد ہوتا ہے تو اتنی موٹی سرخی لگ جاتی ہے لیکن جب تردید ہوتی ہے تو وہ بڑی چھوٹی سی ہوتی ہے۔ لیکن میں پھر یہ عرض کروں گا کہ صحافت کے سلسلے میں ان کی بھی کچھ ذمہ داریاں ہیں میں ان دوستوں سے بھی کہتا ہوں کہ آپ بھی اپنی ذمہ داریاں نبھائیں۔ قلم کا جو زخم ہوتا ہے تلوار سے بھی زیادہ گہرا ہوتا ہے۔ وزیر قانون صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ اس تحریک کو ہم موخر کر دیتے ہیں dispose of نہیں کرتے۔ اگر آپ اس بات پر insist کرتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن وہاں استحقاق کمیٹی میں بھی قانون اور رولز کے مطابق بات ہوتی ہے۔ اس سے زیادہ prompt action اگر کوئی لیا جا سکتا ہے تو آپ وزیر قانون کے ساتھ بیٹھیں اور اگر اس کا کوئی حل نہ نکلا اور آپ مطمئن نہ ہوئے تو چیئر یہ بات کہہ رہی ہے کہ جیسا آپ کہیں گے ہم اس کو

استحقاق کمیٹی کے پاس بھیج دیں گے تا کہ وہ انکوائری کر لیں۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! فاضل رکن جو میرے ہمسائے ہیں اور میرے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں پارلیمانی سیکرٹری بھی ہیں اور میرے ساتھی ہیں ۔ اس خبر سے کافی برہم ہیں اور کافی غصے میں ہیں اور یقینی طور پر ان کا غصہ بجا ہے۔ کیونکہ اخبار یہ کہتا ہے کہ "ووٹ نہ دینے کی سزا ایم پی اے کے غنڈوں نے غریب کی بیٹی اٹھالی"۔سر بازار نچاتے رہے اور اس کے بعد دوسری لائن بھی لکھی ہوئی ہے۔ اس لیے میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ خود بتائیں اس خبر نے کتنا ان کا دامن داغدار کیا ہے۔ یہ کہاں کہاں اپنی صفائی کے لیے جائیں گے دوست بھی ہوتے ہیں اور دشمن بھی ہوتے ہیں' سیاسی دشمن بھی ہوتے ہیں اور جیسا کہ پہلے یہاں پر یہ بات ہوئی ہے کہ اس کی واضح طور پر تردید کر دی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر یہ معاملہ صاف ہو جاتا ہے اور ان کا غصہ بھی ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ جہاں سے یہ خبر آئی ہے اور جس اخبار نے یہ خبر شائع کی ہے میں یہ درخواست کروں گا کہ اس مسئلے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور ہمارے جو اخبار والے بھائی ہیں ان کو بھی بلایا جائے' غلطیاں انسانوں سے ہو جاتی ہیں معافیاں بھی ہو جاتی ہیں اور سزا بھی ہو جاتی ہے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے' اس معاملے کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے ان کو بلایا جائے اور پوچھا جائے کہ آپ کے نامہ نگار نے کس طرح یہ خبر بھیج دی۔ان سے پوچھا جائے آپ کے پاس خبر کا کیا ذریعہ ہے تا کہ یہ پتا چلے کہ اصل معاملہ کیا ہے؟ وزیر قانون صاحب کے پاس یہ معاملہ جائے گا دو چار آدمی آ جائیں گے آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں گے' سینے سے سینہ ملے گا تو بات ختم ہو جائے گی۔ اس سے آپ کا مقصد پورا نہیں ہو سکے گا۔اس نامہ نگار کو یہ پتا چلنا چاہیے کہ میں نے کس طرح یہ خبر دے کر کسی آدمی کے مستقبل کو تباہ کیا ہے اور اس کی عزت کو تار تار کس طرح سے کیا ہے۔ اس لیے جناب سپیکر! میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ ہو سکتا ہے کہ آپ کے فیصلے پر یہ واک آؤٹ کر کے چلے جائیں اور ہمیں ان کو پکڑنا پڑے۔ اس لیے میں یہ درخواست کروں گا کہ اس معاملے کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خواجہ صاحب آپ ان کو اشتعال دلا رہے ہیں کہ وہ واک آؤٹ کریں؟ وہ کیوں واک آؤٹ کریں۔ وہ اس ایوان کے معزز رکن ہیں۔ کیا آپ جو منتخب لوگ ہیں آپ کے اتنے حوصلے ہیں کہ آپ اس بات سے واک آؤٹ کر جائیں گے۔وہ معزز رکن کبھی واک آؤٹ نہیں کریں

گے۔ آپ بے فکر ہو جائیں۔ آپ جو اتوار کو کھلی کچہری لگاتے ہیں وہاں سے کوئی ارڈر جاری کریں۔ پریس اینڈ پبلیکیشنز کا لائسنس بھی آپ ان کو دیتے ہیں ایسے اخبارات کو آپ لائسنس جاری ہی نہ کیا کریں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! آپ نے درست طور پر پوائنٹ آؤٹ کیا کہ آئے دن لوگوں کی اخبارات میں پگڑیاں اچھلتی ہیں اور زیادہ سے زیادہ تحریک استحقاق پیش ہوتی ہے اور معاملہ استحقاق کمیٹی کے پاس جاتا ہے اس کے بعد جیسا کہ آپ نے فرمایا پھر معافی ہو جاتی ہے اور معاملہ ختم ہو جاتا ہے۔ جناب سپیکر! یہ صرف اراکین اسمبلی کا ہی معاملہ نہیں ہے بلکہ زندگی کے تمام شعبوں کے بارے میں جب بھی غیر ذمہ دارانہ صحافت عمل میں آتی ہے تو اس قسم کے واقعات ہوتے ہیں۔ آج جناب سپیکر! دنیا میں پاکستان کے علاوہ کوئی اخبار اگر غلط خبر چھاپتا ہے تو اسے damages دینا پڑتے ہیں۔ پاکستان میں Defamation کا جو قانون ہے وہ اس طور پر موثر نہیں۔میری جناب سپیکر! آپ سے یہ درخواست ہوگی کہ آپ نے بھی سینکڑوں دفعہ ایسی تحاریک دیکھی ہیں۔ کمیٹی بھی بنی اور آپ بھی اس کمیٹی میں تھے میں بھی تھا۔ مذاکرات بھی ہوئے لیکن یہ دیر پا حل نہیں ہے۔ میری آپ سے یہ درخواست ہوگی کہ اگر اس معاملے کو logical end تک پہنچانا ہے تو پھر اس کے لیے قانون سازی کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جب یہ وفاقی مسئلہ ہے تو پنجاب میں قانون سازی کیسے کر سکتے ہیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! آپ ریزولیشن کے ذریعے یا کسی اور طریقے سے جب ایک کام کرنا ہے تو اس کا طریقہ ڈھونڈا جا سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ کام آپ ڈھونڈیں۔مجھے تو ایک بات کا پتا ہے کہ جو معاملہ وفاقی ہے آپ اسے زیر بحث بھی نہیں لا سکتے۔ اگر آپ کے پاس کوئی طریقہ ہے تو ہاؤس میں لے آئیں۔ رولز کے تحت ہوگا تو میں نہ صرف اس کو سپورٹ کروں گا بلکہ سب سے پہلے اس کو adopt کروں گا۔

جناب ایس اے حمید، شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری ایک تو تجویز یہ ہے کہ اگر یہ معاملہ کلیتاً ہمارے purview میں نہیں آتا اور یہ فیڈرل معاملہ ہے اور ہم قانون سازی یہاں نہیں کر سکتے تو ہم مرکزی حکومت کو اس پر سفارشات بھیج سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ استحقاق ایکٹ

ہے اگر ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ ناکافی ہے اور اس سے تمام ہاؤس کی دل آزاری ہوتی ہے اور ان کے احترام میں فرق آتا ہے تو اس کو بہتر کیا جانا چاہیے۔ کیونکہ جب خبر چھپتی ہے کہ ایک ایم پی اے اور ہیڈ لائن میں ایم پی اے کا نام ہوتا ہے نیچے جا کر متعلقہ آدمی کا نام ہوتا ہے۔ کیا ہم استحقاق ایکٹ میں یہ ترمیم نہیں لا سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب میں نے یہ عرض کیا ہے۔ میں تو تمام معزز اراکین کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں کہ اگر وہ کوئی چیز قانون اور رولز کے تحت ایوان میں لاتے ہیں تو چیئر کا جو کام ہے کہ اگر وہ قانون اور رولز کے تحت ہے تو میں اس کی اجازت دے دوں گا۔ اگر کوئی ایسی صورت ہے تو کر لیں۔ مجھے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: میری یہ گزارش ہے کہ استحقاق ایکٹ صوبائی سبجیکٹ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ میری بات غور سے سنیں۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ معزز ہاؤس یہ انتہائی قابل احترام ہاؤس جو بھی اس سلسلے میں قانون اور رولز کے تحت کوئی چیز سامنے لائے گا تو میں اس کی حمایت کروں گا۔ اگر کوئی استحقاق ایکٹ میں تبدیلی کرنا چاہے یعنی جو کچھ اس کی jurisdiction میں ہے لانا چاہے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! محترم وزیر قانون صاحب سے رائے لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سب سن رہے ہیں۔ اگر رولز کے تحت آپ اس میں کوئی تبدیلی لانا چاہتے ہیں نئی قانون سازی کرنا چاہتے ہیں مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں میں اس کو welcome کروں گا۔ وقت گزر رہا ہے ہم نے قانون سازی بھی کرنی ہے میں پھر عرض کروں گا۔ کہ لاءمنسٹر صاحب نے ایک تجویز دی تھی وہ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے معزز اراکین ابھی تک اس بات پر بضد ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ میں اس چیئر پر بیٹھ کر اس چیئر کی طرف سے معزز اہل صحافت بھائیوں سے یہ عرض کروں گا کہ وہ بھی خدا کے لیے کوئی ایسی بات نہ کریں جس سے ان کے یہ معزز اراکین جن کو لوگوں نے، عوام نے چنا ہے ان کی، بلکہ کسی بھی عام شہری کی دل آزاری نہیں ہونی چاہیے۔ کوئی بات اگر ان کے غلط ذرائع کی وجہ سے آ جاتی ہے اور جب پتا چلتا ہے کہ یہ ایسے نہیں ہے تو ان کو اسی وقت اسی انداز میں اس کی تردید کر دینی چاہیے کہ یہ بات غلط آ گئی تھی اس کی اب تردید ہم کر رہے ہیں کہ یہ بات ایسی نہیں ہے۔ میں ان کو بھی یہ درخواست کروں گا۔ اور لاءمنسٹر صاحب کو

بھی درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس میں کیا فرماتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! میں نے جو گزارش کی تھی اس کے اختتام پر میں نے کہا تھا کہ اس کے باوجود اگر میرے بھائی اصرار کرتے ہیں تو یہ کمیٹی کے پاس چلی جائے مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس وقت تک جتنی بھی تحاریک استحقاق' استحقاق کمیٹی کے پاس گئی ہیں خاص طور پر اخبارات سے متعلق۔ جناب والا! آپ خود دیکھ لیں کہ ان کی fate کیا ہوئی ہے۔ ماسوائے اس کے کہ ایک excercise in futilty ہے۔ جس طرح رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ اگر ہم کوئی مثبت قدم اٹھانا چاہتے ہیں تو ہمیں وہ قدم اٹھانا چاہیے۔ میں پھر اپنے بھائی کی خدمت میں انتہائی ادب اور احترام کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ معزز رکن اس مسئلے کو ایک logical conclusion پر پہنچانا چاہتے ہیں تو یہ صبح damages کا دعویٰ دائر کریں۔ اور پھر اس کو واپس نہ لیں دس لاکھ کا بیس لاکھ damages claim کریں پچاس لاکھ کا کریں اور پھر اس کی ڈگری کروائیں۔ پھر کسی کو سمجھ آئے کہ وہ کس طرح کسی کے خلاف غلط خبر چھاپتا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

ہم وہاں سے ریلیف کیوں نہیں لیتے۔ جناب والا! میں عرض کر رہا ہوں کہ ہم ایک ایسی جگہ سے ریلیف claim کرتے ہیں جہاں سے ہمیں نہیں مل سکتا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ تحریک استحقاق کمیٹی کے پاس جا کر افہام وتفہیم ہو جاتی ہے۔ اگر اسی بات پر ان کی تسلی ہوتی ہے کہ اس کو تحریک استحقاق کمیٹی کے پاس جانا چاہیے تو مجھے قطعی طور پر کوئی اعتراض نہیں ہے اس کو بھیج دیا جائے۔ میں اس کو اپوز نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں فضل حق صاحب!

میاں فضل حق، جناب والا! اس تحریک پر جتنی بحث ہوئی اور باتیں ہوئیں۔ میں آپ کو ذرا پیچھے کی طرف لے کر جاؤں گا 1993 میں اور آپ اس تحریک استحقاق کمیٹی کے ممبر تھے۔ ہم نے دیکھا کہ آج تک کبھی کسی تحریک کا فیصلہ نہیں ہوا۔ ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ افہام وتفہیم ہو جاتی ہے۔ لوگ ہمارا مذاق اڑاتے ہیں کہ آپ کا استحقاق کیا ہوا ہے۔ ہوا تیز چلے تو آپ کا استحقاق مجروح ہو جاتا ہے۔ خاص طور پر میں اس تحریک کے مسئلے پر یہ کہوں گا کہ جیسے لاءمنسٹر صاحب نے بات کی ہے ہمارا یہ جو فورم ہے یہ اس بات کو کمیٹی کے حوالے کرے گا۔ اور کمیٹی deliberation کرے گی۔ یہ

حقیقت ہے اور مجھے بتائیں کہ 1985ء سے ہم اس ہاؤس کے ممبر ہیں آج تک کسی ایک تحریک کا فیصلہ ہوا؟ کیا ہم کسی نتیجے پر پہنچے؟ میں سمجھتا ہوں کہ جو یہ ایک کمیٹی بنائی گئی ہے اس چیز کو دیکھنے کے لیے کہ لاء میں ترمیم کی جائے۔ اس ترمیم کے ذریعے اس رکن کا جس کا استحقاق مجروح ہوتا ہے اس کو ریلیف ملے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس کمیٹی کو جتنی بھی جلدی ممکن ہو وہ کام کرنا چاہیے۔ اور وہ ہمیں suggestion دے اور وہ ہاؤس کے اندر لے کر آئیں ترامیم کریں۔ پھر میں دیکھتا ہوں کہ کوئی بھی محکمہ چاہے وہ پولیس کا چاہے وہ اخبار ہے کوئی بھی ہے وہ کبھی بھی کوئی ایسا اقدام نہیں کریں گے جب کہ ان کو پتا ہوگا کہ اسمبلی کے کسی بھی رکن کی اگر ایسی تذلیل کی تو اس کا انجام غلط ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو suggestion لاءمنسٹر نے دی ہے اور معزز رکن ان کے ساتھ بیٹھ کر اگر بات کرلیں تو ٹھیک ہے۔ لیکن میں از خود یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں قانون میں تبدیلی کرنی چاہیے۔ کورٹس کا جو حال ہے جیسے راجہ صاحب نے فرمایا وہاں سالہا سال سے کیس چلتے ہیں یہ وکیل کو پچاس ہزار روپے دے کر عدالت میں بھی ذلیل ہوں گے اور آخر میں یہی ہوگا کہ بیٹھ کر کوئی نہ کوئی مسئلہ حل ہو جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ تحریک استحقاق کمیٹی کے پاس یہ مسئلہ بھیجنے سے پہلے اگر معزز رکن لاءمنسٹر صاحب سے بیٹھ کر بات کرلیں تو شاید کوئی حل نکل آئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا ذاتی خیال ہے اور میری اپنی رائے ہے کہ جیسے کہ اس سلسلے میں رانا ثناء اللہ صاحب نے فرمایا۔ اس کو پھر دیکھ لیجئے کہ بات وہیں پر جاتی ہے۔ لاءمنسٹر صاحب آپ ان بھائیوں کے ساتھ بیٹھ کر ان کے ساتھ میٹنگ کر کے ان سے کہیں کہ بھئی ایسی بات اگر غلط چھپ جاتی ہے تو وہ اس کی تردید بھی چھاپا کریں۔ اس سلسلے میں رانا صاحب سے بھی میں گزارش کروں گا ماشاء اللہ وہ چونکہ بہت مطالعہ کرتے ہیں' ایس اے حمید صاحب بھی ہیں۔ یہ بھائی اگر اس سلسلے میں کوئی بھی قانون سازی' یا کوئی ایسی صورت بن سکتی ہے تو وہ مل کر ہمیں بتائیں ہم اس پر بھی بات کر لیتے ہیں۔ میں پھر یہی عرض کروں گا کہ ثاقب صاحب! آپ نے سب بھائیوں کی بات سنی۔ کیا آپ ابھی تک اسی بات پر ہیں؟ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ہم اس کو refer کر دیں گے۔ لیکن میرا اپنا خیال ہے کہ آپ لاءمنسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر ایک بار اس پر بات تو کریں۔ اس کو ہم مؤخر کر لیتے ہیں۔ اس پر ہم فیصلہ نہیں دیتے۔ تو لاءمنسٹر صاحب! آپ ان کو بلا کر بات کرلیں۔

میں till the satisfaction of the Member اس کو pending کرتا ہوں۔ اور ہم اس پر پھر بات کرلیں گے۔ اگر اس دوران ان کا اطمینان ہو جائے تو درست ہے۔ لیکن آپ اس کو صحافی بھائیوں کے ساتھ مل کر ذرا مستقبل کے لیے بھی اس مسئلے کو حل کریں کہ یہ کوئی ایسی بات نہ کریں۔ اگر کوئی آ جاتی ہے تو وہ اس کی تردید فوراً کر دیا کریں۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 35 جناب عبدالرحمان گجر صاحب کی ہے۔

وزیر تعلیم کی طرف سے غلط اعداد و شمار کی فراہمی

جناب عبدالرحمان گجر، شکریہ جناب والا! بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ جو اسمبلی کی فوری دخل انداز کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 30۔ ستمبر 1998ء کے اجلاس میں میری جانب سے پیش کردہ تحریک التوائے کار 43 کا جواب محکمے کی طرف سے وزیرتعلیم نے پیش کیا۔ اس میں غلط بیانی سے کام لیا گیا' حقائق چھپائے گئے اور معزز ایوان میں غلط بے بنیاد اور مبنی بر جھوٹ جواب داخل کیا گیا اور بتایا گیا کہ میرے حلقہ تحصیل نوشہرہ ورکاں میں دس ہائی سکول ہیں جن میں صرف 177 بچے پاس ہوئے ہیں۔ جب کہ مصدقہ ریکارڈ کے مطابق تحصیل نوشہرہ ورکاں میں تیرہ ہائی سکول ہیں۔ جن میں گزشتہ سال 566 طالب علموں نے امتحان دیا۔ جن میں 286 طالب علم پاس ہوئے اور رزلٹ پچاس فیصد رہا۔ جو کہ صوبے کے دیگر علاقہ جات سے مماثل ہے۔ محکمے کی طرف سے غلط جواب دیے جانے سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ محکمہ جات کی طرف سے معزز ایوان میں غلط بیانی وطیرہ بن چکا ہے۔ اس مسئلے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی وزیر تعلیم صاحب کیا فرماتے ہیں؟

وزیرتعلیم (بریگیڈئر ذوالفقار احمد ڈھلوں)، جناب والا! میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ محکمے نے جو جواب دیا وہ حقیقت پر مبنی ہے۔ محکمے کو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ جان بوجھ کر اس طرح کی غلط بیانی ہاؤس کے فلور پر کرے۔ ہمیں ہاؤس کے اور ممبران کے تقدس کا پورا خیال ہے۔ اور اس سلسلے میں گزارش ہے کہ ماہ ستمبر 1998ء تک سیکنڈری سکول سرٹیفکیٹ کے نتائج حتمی طور پر مرتب نہیں ہوئے تھے۔ اس لیے محکمہ نے 1997ء کے نتائج ایوان کے سامنے پیش کیے جبکہ فاضل رکن اسمبلی

نے جن نتائج کا ذکر کیا ہے وہ سال 1998ء کے ہیں۔ مزید برآں فاضل رکن اسمبلی نے تیرہ سکولوں کے نتائج بتائے ہیں۔ جبکہ محکمہ نے ان دس سکولوں کے نتائج ایوان کو بتائے جن دس کی تعداد کا ذکر کیا گیا تھا۔ جو نوشہرہ ورکاں کالج کے لیے فیڈر سکول کا کردار ادا کرتے ہیں۔ جو ایک جغرافیائی محل وقوع کی بنیاد پر جن کا روایتی طور پر تعین کیا جاتا ہے۔ امسال 1998ء کے رزلٹ ان دس سکولوں کے جن کے بیان کیے گئے تھے 177 سے بڑھ کر 201 ہو گئے۔ مندرجہ ذیل حقائق کی روشنی میں یہ واضح ہے کہ محکمہ نے جان بوجھ کر غلط حقائق ایوان کے سامنے ہرگز پیش نہیں کیے اور میں اس کی روشنی میں فاضل رکن سے درخواست کرتا ہوں کہ محکمے نے جان بوجھ کر ان کا کوئی استحقاق مجروح نہیں کیا ہے اور میں ان سے گزارش کروں گا کہ اس کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سامنے جائے مگر اگر وہ زور دیتے ہیں تو ہم اس سے اتفاق کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر صاحب! آپ تو فیصلہ نہیں کر سکتے کہ اس کی ضرورت ہے یا نہیں۔ اس پر دونوں طرف سے بات سننے کے بعد یہ تو چیئر فیصلہ کرے گی۔ آپ نے ایک بات بتائی ہے۔ آپ نے 10 سکول کا کہا کیا وہاں پر 13 سکول نہیں ہیں۔ انھوں نے تو یہ کہا ہے کہ وہاں 13 سکول ہیں لیکن 10 سکولوں کا نتیجہ بتایا گیا ہے۔ باقی 3 سکولوں کا نتیجہ جان بوجھ کر نہیں بتایا گیا یا اس کا کیا مقصد تھا۔ یہ معزز ممبر بتائیں گے کہ سوال تھا کیا۔ یہ سوال تھا کہ تمام سکولوں کے نتائج بتائے جائیں؟

جناب عبدالرحمٰن گجر، جناب سپیکر! جب میں نے تحریک التوائے کار داخل کروائی تھی تو میں نے کہا تھا کہ مجھے تحصیل نوشہرہ ورکاں میں کالج دیا جائے۔ میں نے کوئی 10 سکولوں کے لیے کالج نہیں مانگا تھا۔ انھوں نے کہا کہ جی وہاں 10 سکول ہیں اور 177 لڑکے پاس ہوئے ہیں۔ میں نے نہ سن کا تعین کیا کہ کتنے بچے پاس ہوئے یا کون سے نہیں۔ جب میں نے مصدقہ ریکارڈ لیا اور میرے پاس اور بھی ریکارڈ ہے جب میں نے لیا تو یہ اب کہہ رہے ہیں کہ میں نے یہ پچھلے سال کا ریکارڈ دیا ہے۔ جناب سپیکر! اب بھی انھوں نے غلط جواب دیا ہے۔ یہ میرا مسئلہ نہیں یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے۔ ایک وزیر اپنے محکمے کی طرف سے on the floor of the House جھوٹ بول کر یہ کہتا ہے کہ وہاں 10 سکول ہیں اور 177 بچے پاس ہوئے اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے پاس جانی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کے پاس اس کا دستاویزی ثبوت ہے؟

جناب عبدالرحمن گجر، جی ہاں۔ میرے پاس ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی رانا صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس دن کی کارروائی کا متعلقہ حصہ میرے پاس موجود ہے اس سے یہ ساری بات واضح ہو جائے گی۔ 2/3 لائنیں ہیں۔ وزیر تعلیم، جناب چیئرمین! ان کے علاقے میں (یعنی ان کے متعلق بات ہو رہی تھی) تقریباً 10 ہائی سکول ہیں۔ ان کی مشترکہ کارکردگی یہ ہے کہ میٹرک میں 177 لڑکے پاس ہو رہے ہیں۔ یہ 10 سکول 177 بچے پاس کر رہے ہیں بچوں کی تعلیم کا یہ حال ہے اس لیے میں نے گزارش کی ہے کہ ان کو کہیں کہ یہ بچوں کو تعلیم کی طرف راغب کریں۔

جناب سپیکر! یہ وہ جواب تھا جو وزیر تعلیم نے اس تحریک کے جواب میں دیا۔ ممبر موصوف کی میرے ساتھ بات ہوئی تھی ان کے پاس بھی محکمہ کا ایک مصدقہ تحریری ثبوت ہے جس میں انھوں نے کہا کہ نہیں 13 سکول تھے اور 566 بچوں نے امتحان دیا اور 286 پاس ہوئے۔ یہ دونوں انفرمیشنز محکمے کی طرف سے ہیں۔ ایک مصدقہ انفرمیشن وزیر تعلیم کو دی گئی اور دوسری مصدقہ انفرمیشن معزز رکن کو دی گئی تو یہ دونوں میں contradiction ہے اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ اسے واقعی استحقاق کمیٹی کے سپرد ہونا چاہیے اور ان لوگوں کو جنھوں نے یا تو رکن اسمبلی کو misguide کیا ہے یا وزیر تعلیم کو کیا ہے۔ انھیں اس میں سزا ملے۔

سردار سعید انور، جناب سپیکر! اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے میں عرض کروں گا کہ وزیر تعلیم نے اس وقت جواب میں یہ بھی کہا تھا کہ وہاں میں نے کسی کو ڈیرے بنانے کے لیے کالج نہیں بنانا بلکہ بچوں کے لیے کالج بنانا ہے۔ آج یہ بات صاف ظاہر ہو گئی ہے کہ اس وقت جواب غلط آیا تھا تو جناب سپیکر! معزز ممبر کا استحقاق تو اسی وقت مجروح ہو گیا تھا جب جناب وزیر تعلیم نے یہ فرمایا تھا کہ میں نے یہ کالج ڈیرے بنانے کے لیے نہیں دینا۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس بات پہ تو ان کا استحقاق نہیں مجروح ہوا۔ آپ بھی جانتے ہیں کہ سکولوں کی جگہ پر ڈیرے بنے ہوئے تھے اور وہ نکلے۔۔۔

سردار سعید انور، جناب سپیکر! یہ تو عبدالرحمن گجر کو کہا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا آپ تشریف رکھیں لیکن یہ چیز بڑی serious ہے یہ پہلے بھی اسی معزز ہاؤس کے فلور پہ ہو چکی ہے۔ میں اس تحریک کو تحریک استحقاق کے سپرد کرتا ہوں اور دو مہینے کے اندر اس کی رپورٹ ہاؤس میں پیش کی جائے۔

جناب عبدالرحمٰن گجر، جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلی تحریک استحقاق میاں عبدالستار صاحب کی ہے انھوں نے گزارش کی ہے اس لیے یہ تحریک استحقاق ہم پینڈنگ کرتے ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ ایس اے حمید صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 17 پینڈنگ آ رہی ہے۔

سڑکوں پر پولیس ناکوں کے باعث عوام کی پریشانی

جناب ایس اے حمید، شکریہ جناب سپیکر۔

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پورے پنجاب میں پولیس ناکوں اور ذلت آمیز تلاشی کی وجہ سے عوام کا جینا دوبھر ہو چکا ہے کیوں کہ پولیس والے بسیں، ویگنیں روک کر ایک ایک سواری کو نیچے اتار کر تلاشی لیتے ہیں، بے عزت کرتے ہیں اور اگر نذرانہ نہ ملے تو ڈرائیور اور سواریوں کی کم بختی آ جاتی ہے۔ پولیس یہ ناکے مجرموں کو پکڑنے کے بہانے لگاتی ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ مجرموں کو پکڑنے کی بجائے شرفاء کی پگڑیاں اچھالی جاتی ہیں اور ان کی جیبیں ٹٹولی جاتی ہیں اور اکثر اوقات تلاشی کے بعد جب یہ بسیں منزل مقصود کی طرف روانہ ہوتی ہیں تو مخبری کی بناء پہ ڈاکوؤں کا شکار ہو جاتی ہیں۔ پنجاب بھر میں پولیس کے یہ ناکے پنجاب حکومت کے ماتھے پہ بدنما دھبہ ہیں۔ پولیس کے اس ظالمانہ رویے، کرپشن اور بے حسی کی وجہ سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہٰذا میری اس تحریک کو منظور کر کے اس پر بحث کے لیے وقت مقرر کیا جائے۔ شکریہ، جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی لا منسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! معزز رکن نے جو تحریک التوائے کار پیش کی ہے پہلے تو میں ٹیکنیکلی عرض کروں گا کہ اگر آپ 83 کی کلاز بی اور سی ملاحظہ فرمائیں تو اس کے تحت یہ بنتی ہی نہیں ہے لیکن اس کے باوجود میں معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ انھوں نے جن خدشات کا اظہار کیا ہے وہ کوئی ایک specific واقعہ نہیں ہے انھوں نے اس کو پورے صوبے میں رگید لیا ہے اور پورے صوبے کی بات کی ہے اور انھوں نے یہ کہا ہے کہ وہاں یہ تلاشیاں لی جاتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کسی حد تک شاید کوئی بات حقیقت پر مبنی بھی ہو لیکن اجتماعی طور پر رکن نے جو تصویر کشی کی ہے میں اس سے اختلاف کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ یہ انھی پولیس چیک پوسٹس کی ہی بدولت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس سال ہمارے صوبے میں آٹے کی قلت پیدا نہیں ہوئی۔ یہی پولیس فورس بنی تھی تو دوسرے صوبوں میں آٹے کی سمگلنگ روکی گئی۔ اسی طرح انھی پوسٹس کی وجہ سے گاڑیوں کی چوری روکی جاتی ہے۔ انھی پوسٹس کی وجہ سے باقی ملزمان ڈکیت اور چوروں کے لیے رکاوٹ پیدا ہوتی ہے تو اگر کسی ایک جگہ پر اس قسم کا واقعہ رونما ہو جاتا ہے تو اس سے ہرگز یہ تاثر نہیں لینا چاہیے کہ پورے صوبے میں اس قسم کے حالات ہیں اس لیے میں معزز رکن کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اگر کسی خاص جگہ سے متعلق ان کی کوئی observation ہے تو میرے نوٹس میں لائیں ان شاء اللہ تعالیٰ اس کو دور کرنے کی کوشش کریں گے لیکن مہربانی پورے صوبے کے متعلق وہ اس قسم کی تصویر کشی نہ کریں۔ میں معزز رکن کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ میں on the floor of the House انتہائی دعوے کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کی جو صورت حال ہے ان شاء اللہ تعالیٰ کسی دوسرے صوبے میں اس قسم کی نہیں ہے۔ ہمارے حالات سب سے بہتر ہیں اور یہ صرف ہمارے وزیر اعلیٰ کی دن رات محنت کا نتیجہ ہے کہ آج ہم نے پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال کو بہتر کیا ہے تو اس قسم کی تحریک التوائے کار دے کر جس کا نہ کوئی سر ہو، نہ پاؤں ہو، جو رولز کے مطابق بنتی نہ ہو، ایک جگہ کے متعلق نہ ہو، پورے صوبے کو اس میں رگید لیا جائے تو میں سمجھتا ہوں یہ درست بات نہیں ہوگی اس لیے میری آپ کی خدمت میں استدعا ہے کہ اس کو رد فرمایا جائے اور معزز رکن کی خدمت میں بھی میری استدعا ہے کہ وہ مہربانی اس کو stress نہ کریں۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے جو باتیں فرمائی ہیں۔ میں تو اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ پورے صوبہ پنجاب میں اللہ کے فضل و کرم سے امن امان کی صورت حال واقعی بہترین ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب بھرپور توجہ دے رہے ہیں۔ اس کے لیے انھوں نے پولیس میں جو reforms کی ہیں' جو کام کیا ہے' جتنا بجٹ مختص کیا ہے' ایلیٹ فورس بنائی ہے اور بہت کچھ کیا ہے۔ لیکن جناب سپیکر! یہ جو واقعہ ہے کہ پورے صوبے میں جس طور پر تلاشی لی جاتی ہے۔ یہ تو کسی بھی جگہ نکل جائیں تو دیکھ لیں کہ پولیس عوام کے ساتھ' مسافروں کے ساتھ جو کچھ کر رہی ہے۔

جناب سپیکر! لاہور سے گوجرانوالہ تک چھ جگہ پر ناکے تھے۔ میں نے ذاتی طور پر آئی جی صاحب کو درخواست کی' اور اس کے بعد یہ ناکے اتارے گئے۔ اس سے پہلے روز ڈکیتیاں ہوتی تھیں۔ پچھلے چھ ماہ سے ناکے اترے ہوئے ہیں اور کوئی ڈکیتی نہیں ہو رہی۔ میری وزیر قانون سے یہ درخواست ہے کہ یہ تجربے کی بات ہے۔ میں رات فیصل آباد گیا تو دس جگہوں پر ناکے تھے اور وہ کیا کرتے ہیں کہ مسافروں کو اتارتے ہیں' عورتوں کو اتارتے ہیں' بچوں کو اتارتے ہیں' ان کی جیبیں ٹٹولتے ہیں۔

جناب سپیکر! آٹے کی سمگلنگ اور مسئلہ ہے۔ ٹھیک ہے کہ اگر یہ ناکے آٹے کی سمگلنگ روکنے میں کام دیں تو بڑی اچھی بات ہے لیکن وہ آٹے کی سمگلنگ نہیں روکتے' روکنے والی دوسری فورس ہے۔ یہ تو صرف پیسہ بناتے ہیں۔ یہ تو نذرانے لیتے ہیں۔ یہ لوگوں کو پریشان کرتے ہیں۔ میں یہ درخواست کروں گا کہ گوجرانوالہ تک انھوں نے مہربانی فرما دی ہے۔ اب گوجرانوالہ تک ناکے نہیں ہیں۔ گوجرانوالہ سے آگے گجرات جائیں' جہلم جائیں' راولپنڈی جائیں یا ساہیوال کی طرف جائیں یا فیصل آباد کی طرف جائیں یا سیالکوٹ کی طرف جائیں تو ناکے ہی ناکے ہیں۔ آج جس طرح پنجاب کی صورت حال آئیڈیل ہے۔ یہ ناکے اتار کر ایک مہینہ ٹیسٹ کر لیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے ڈکیتیاں اور کم ہو جائیں گی۔ کیونکہ جب کسی جگہ پر بس کو روکا جاتا ہے تو وہاں سے مخبر سوار ہوتے ہیں۔ وہ ٹیلی فون پر یہ بتاتے ہیں کہ اس بس میں یا اس کوچ میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ آپ کو مال مل جائے گا۔

جناب سپیکر! میں وزیر قانون کے توسط سے آئی جی صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ اگر یہ مہربانی فرمائیں اور ایک مہینے کے لیے ٹیسٹ کر لیں تو دیکھ لیں کیا صورت حال بنتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ہال میں کھڑے ہو کر آئی جی صاحب سے کیسے درخواست کر سکتے ہیں۔ شیخ صاحب آپ نے بات کر دی ہے۔ یہ ان کی انتظامی بات ہے۔ آپ کیسے یہ ذمہ داری لے سکتے ہیں کہ ڈیڑھ مہینہ ان کی انتظامیہ جو وہ چاہتے ہیں' آپ کے کہنے پر وہ نہ ہو تو ڈیڑھ مہینے کے بعد خدانخواستہ کچھ ہوتا ہے تو آپ کیسے ذمہ داری لے سکتے ہیں۔ آپ نے خاص طور پر کوئی واقعہ بیان نہیں کیا۔ یا تو کوئی خاص واقعہ ہوتا' وہاں پر ہم ان کے خلاف کارروائی کروا لیتے۔ وزیر قانون صاحب بیٹھے ہیں۔ وہ مزید چیک کر لیں گے کہ اگر کہیں سے شکایت آتی ہے کہ فلاں ناکے پر گڑبڑ ہے۔ میرے سامنے ایک بات آئی کہ پنڈی بھٹیاں پر ناکے پر کسی آدمی نے پیسے لیے' میں فوراً ڈی آئی جی کے نوٹس میں لایا تو انھوں نے فوری طور پر اس آدمی کے خلاف کارروائی کی۔ اگر تو کوئی specific چیز آتی ہے تو اس کو آپ پوائنٹ آؤٹ کریں تو اس پر کارروائی ہو جائے گی۔ عام طور پر تو ہم ان کو کیسے کہہ سکتے ہیں؛ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ناکے ختم کرنے سے ڈکیتیاں ختم ہو گئی ہیں تو ان سے کہیں کہ پولیس کا محکمہ ختم کر دیں شاید حالات مکمل طور پر ٹھیک ہو جائیں۔ یہ بات نہیں ہے' یہ حالات کے تحت ہے۔ بہرحال آپ ایک بات ان کے نوٹس میں لائے ہیں۔ ہماری وزیر قانون صاحب سے گزارش ہے کہ نظام کو مزید بہتر بنائیں' ان پر مزید نظر رکھیں اگر کہیں پر ایسی کوئی بات ہوتی ہے اور نوٹس میں آتی ہے تو ان کو سزا ملنی چاہیے۔

خواجہ محمد اسلام، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' خواجہ صاحب۔

خواجہ محمد اسلام، جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ ایس اے حمید صاحب نے جو نشان دہی کی ہے۔ یہ بات بالکل درست ہے۔ لیکن اس سے آگے یہ بات ہے کہ ان ناکوں کی بجائے اگر موبائیل گشت کر دی جائے تو رزلٹ اس سے بھی بہتر نکلیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خواجہ صاحب' آپ کوئی specific واقعہ لائیں تو ان کو سزا ملے گی۔ اس طرح کوئی فائدہ نہیں ہے۔

خواجہ محمد اسلام، میری گزارش ہے کہ اگر موبائیل گشت کر دی جائے تو رزلٹ اس سے زیادہ بہتر نکلیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کو بھی پتا ہے اور مجھے بھی پتا ہے کہ موبائیل گشت تو ہوتی ہے۔

خواجہ محمد اسلام، فیصل آباد میں ایسی کوئی نہیں ہورہی ہے بلکہ یہ ہونا چاہیے کہ جو main roads ہیں۔ جیسے شیخوپورہ سے شاہ کوٹ تک، شاہ کوٹ سے فیصل آباد تک ان کی موبائیل ٹیمیں بنا دی جائیں تو پھر ناکوں کی بجائے بہتر رزلٹ نکلیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ آپ کی تجویز وزیر قانون صاحب سن رہے ہیں۔ اس تجویز کو دیکھیں کہ یہ زیادہ اچھی بات ہو جائے۔

جناب امتیاز علی لالیکا، جناب سپیکر! ہائی ویز پر ناکوں کے لیے جو گیٹ بنے ہوئے ہیں۔ وہ سڑکوں پر کھلے ہوئے نہیں ہوتے کئی دفعہ حادثات ہو چکے ہیں کہ اچانک آنے والی گاڑی کے ڈرائیور کو نظر نہیں آتا اور گاڑی گیٹ میں لگ جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، دن کو بھی گیٹ نظر نہیں آتا تو اس ڈرائیور کو گاڑی چلانے کا کیا حق حاصل ہے کہ جس کو صبح کے وقت گیٹ نظر نہ آئے۔

جناب امتیاز علی لالیکا، جناب! گیٹ اینگل آئرن کے بنے ہوتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ اس نے کوئی چیز نہ کھائی ہو کہ اس کو رنگ روغن نظر نہ آئے۔

جناب امتیاز علی لالیکا، ان پر رنگ بھی نہیں ہوا ہوتا' گرمی کی وجہ سے مدہم ہو جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بہرحال وزیر قانون صاحب سن رہے ہیں۔ آپ کی تجاویز کی روشنی میں اگر وہ اس کو بہتر کر سکتے ہیں تو مزید کریں گے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں یہ بات وزیر قانون صاحب اور ہاؤس کے نوٹس میں لایا ہوں۔ یہ مسئلہ ہے' اس کی بہتری کے لیے یہ اقدامات کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کے بعد بھی آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 18 ہے۔

پولیس کی غفلت کے باعث ڈبل سواری کے جرم میں گرفتار مریض کی موت

جناب ایس اے حمید، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی متوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ٹوبہ

ٹیک سنگھ کے قریبی چک نمبر 348/ گ ب کا ایک بیس سالہ نوجوان مزمل جاوید اپنا میڈیکل چیک اپ کروانے کے لیے فیصل آباد گیا واپسی پر ٹوبہ سے گاؤں جانے کے لیے اپنے ایک دوست کی موٹر سائیکل پر بیٹھ گیا ریلوے پھاٹک پر ٹریفک انسپکٹر نے ڈبل سواری کے جرم میں دونوں کو حوالات بند کروا دیا کیونکہ ان کی جیب خالی تھی۔ پولیس کو مریض کی حالت بتائی گئی اور ہسپتال کے کاغذات بھی دکھائے گئے لیکن قانون کے سامنے کوئی پیش نہ چلی۔ رات کو مزمل کی حالت بگڑنا شروع ہوئی تو ایک بار پھر پولیس اہلکاروں کی توجہ مبذول کرائی گئی۔ انھوں نے جواب دیا ایک رات حوالات میں رہنے سے یہ مر نہیں جائے گا صبح علاج کرا لینا۔ حوالات میں فوری طبی امداد نہ ملنے کی وجہ سے اس پر فالج کا حملہ ہوا اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ ورثا ضمانت کرانے مجسٹریٹ کے پاس گئے لیکن ڈبل سواری جیسے سنگین جرم کی وجہ سے درخواست نامنظور ہو گئی۔ رات گئے جب تھانے والوں کو معاملے کی سنگینی کا اندازہ ہوا تو خود ہی ضمانت کروا کے مزمل کو ڈسٹرکٹ ہسپتال میں پھینک گئے لیکن وہ جانبر نہ ہو سکا۔ خالی جیب ڈبل سواری کا یہ دردناک انجام پولیس کے بےرحمانہ ظلم وستم کی منہ بولتی داستان ہے۔ لہٰذا میری اس تحریک کو منظور کر کے اس پر بحث کے لیے وقت مختص کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' راجہ صاحب۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)، شکریہ' جناب سپیکر! مورخہ 31-10-98 کو انسپکٹر ٹریفک سٹاف ولی محمد نے دوران پٹرول ڈبل سواری پابندی کی خلاف ورزی کے سلسلہ میں مسمیان مزمل جاوید ولد جاوید اقبال' مجاہد رحمان ولد عبدالرحمان قوم ارائیں ساکنانے چک نمبر 348/ گ ب جو موٹر سائیکل نمبر 7928/TSA پر سوار تھے کے خلاف مقدمہ نمبر 402 بجرم 188 ت پ تھانہ سٹی ٹوبہ درج کروایا۔ اس دوران ملزم متوفی مزمل جاوید نے اپنی کسی بیماری کا ذکر نہ کیا اور ویسے بھی مذکورہ کی ظاہری حالت ٹھیک تھی۔ تاہم اگلے روز مورخہ 1-11-98 کو ملزم مزمل جاوید نے اپنی بیماری کے متعلق بتایا جس پر اس کے وارثان محمد افضل اور محمد امین کونسلر بلدیہ ٹوبہ کو مطلع کر کے اور ہمراہ لے کر ملزم متوفی کو علاقہ مجسٹریٹ محمد سلیم یوسف سے برضمانت رہا کروایا اور پھر اس کو وارثان کے ہمراہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ٹوبہ پہنچایا۔ بعد ازاں معلوم ہوا کہ اس کے ورثا اسے برائے مزید علاج معالجہ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد لے گئے جس دن مقدمہ درج ہوا ہے اس کے تیسرے روز وہ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں بقضائے الٰہی وفات پا گیا۔ تاہم معاملہ کی نزاکت کے پیش نظر ناظم اعلیٰ

پولیس فیصل آباد رینج فیصل آباد نے انسپکٹر ٹریفک ولی محمد کو فوری طور پر معطل کر دیا۔ جس کی اب ڈی ایس پی ٹریفک فیصل آباد انکوائری عمل میں لا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ جو واقعہ ہے۔ یہ ایک اخبار کے اداریے میں رپورٹ ہوا ہے۔ معزز رکن اسمبلی نے وہ اداریہ مجھے بھی دکھایا اور میں نے ان کی خدمت میں یہ استدعا کی تھی کہ چونکہ آپ یہ بات میرے نوٹس میں لے آئے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس پر ہم کارروائی کریں گے۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ ٹریفک انسپکٹر ولی محمد کو معطل کر دیا گیا ہے۔ ڈی ایس پی انکوائری کر رہا تھا لیکن معزز رکن کے ساتھ بات ہونے کے بعد میں ذاتی طور پر اس بات سے مطمئن نہیں تھا۔ ہم اس کی جوڈیشل انکوائری بھی کروا رہے ہیں لیکن یہ کہنا کہ تھانے میں وہ بیمار ہو گیا' اس کو تھانے والے ہسپتال میں پھینک گئے' یہ قطعی طور پر غلط بات ہے۔ وقوعہ کے تیسرے روز ٹوبہ میں نہیں بلکہ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں اس کی موت واقع ہوئی ہے۔ اس لیے ان تمام واقعات کی تصدیق میں سمجھتا ہوں کہ جوڈیشل انکوائری میں ہو جائے گی اور اس جوڈیشل انکوائری کی جو بھی findings ہوں گی۔ وہ میں جناب کی خدمت میں اور اس معزز ایوان کی خدمت میں پیش کروں گا۔ اس لیے میری جناب سے استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو رد فرمایا جائے اور معزز رکن سے بھی میری استدعا ہوگی کہ وہ اس کو press نہ فرمائیں۔ جوڈیشل انکوائری کی findings آنے دیں جو بھی فیصلہ ہو گا' وہ آپ کے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! ٹھیک ہے؟

جناب ایس۔ اے۔ حمید: ٹھیک ہے جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ' مہربانی جی۔

ملک مظہر عباس راں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

ملک مظہر عباس راں: جناب سپیکر! میں نے میڈیکل اور ڈینٹل کالجوں میں داخلہ ٹیسٹ کے بارے میں ایک تحریک التواء پیش کی ہے جو کہ بہت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ اس پر out of turn بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ تو میرا خیال ہے کہ ابھی جا رہے ہیں کہ اس کا آج نوٹس آیا ہے۔ ابھی

تو وہ سپیکر صاحب کے پاس جائے گی۔ وہاں سے نکلے گی تو پھر وہ جب یہاں پر آئے گی تو out of turn لی جائے گی۔ اگر لی بھی جانی ہے۔ تو اس کو یہاں پر آ جانے دیں۔ کیوں کہ آج آپ نے نوٹس دیا ہے۔ سپیکر صاحب اس کو منظور کرتے ہیں تو پھر وہ سیکرٹریٹ سے آئے گی۔ وہ آتی ہے تو پھر ہاؤس سے پوچھ لیں گے۔ اگر وہ out of turn آسکتی ہوئی تو ضرور لائیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! بالکل اسی طرح کی تحریک التوائے کار جس کا ملک صاحب ذکر کر رہے ہیں میں دو دن قبل دے چکا ہوں۔ اگر کوئی ٹائم والی بات ہے۔ اگر انھوں نے آج دی ہے تو میرے والی لے لیں۔ نہایت ہی اہمیت کی حامل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بات یہ ہے کہ میرے پاس اس وقت تک نہیں آئی۔ یہاں اگر میرے پاس آئے تو میں یہ ہاؤس کے سامنے ان کی consent لے کر ضرور لا سکتا ہوں۔ آپ کی تحریک التوائے کار میرے پاس ابھی تک نہیں آئی۔

جناب سعید احمد خان منیس: کیا اس کی consent ابھی تک نہیں دی گئی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: وہ rule out کر دی گئی ہے یا consent نہیں دی گئی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آج آپ کے سامنے سپیکر صاحب کے ماموں کی death ہوئی ہے۔ سپیکر صاحب کل بھی نہیں بیٹھ سکے اور آج بھی نہیں ہیں۔ وہ آئیں گے تو دیکھیں گے۔ آپ کو جو خدشہ ہے وہ چیز نہیں ہے۔ آپ ویسے ہی خدشات کا شکار رہتے ہیں۔ حالانکہ آپ بھی جانتے ہیں کہ آپ کی باتیں تو بڑے غور سے ہم سنتے ہیں اور چیئر جتنا آپ کی عزت کرتی ہے وہ آپ بھی جانتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار چودھری محمد صفدر شاکر صاحب کی ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہے، پینڈنگ تھی۔ صفدر شاکر صاحب تشریف نہیں لائے۔ اس کو پھر دوبارہ پینڈنگ کر لیا جائے۔ منیس صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 21 تھی۔ یہ بھی پیش ہو چکی تھی اور جواب کے لیے پینڈنگ تھی۔ اس میں معظم جہانزیب احمد خان وٹو صاحب، سید مسعود عالم شاہ صاحب، سعید اکبر خان صاحب شامل ہیں۔ لا منسٹر

صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس میں ہیلتھ منسٹر صاحب نے جواب دینا تھا۔ وہ مجھے فرما کر گئے ہیں کہ میں آپ سے گزارش کروں کہ اس کو پینڈنگ فرما لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو وہ کہاں تشریف لے گئے ہیں؟ تھک گئے تھے؟ راجہ خالد خان صاحب نے تو ان کی بہت سفارش کی تھی لیکن وہ بات بن نہیں سکی۔

راجہ محمد خالد خان، کس بات کی؟

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ ہیلتھ منسٹر صاحب کی' جب وہ سوالات کے جوابات دے رہے تھے۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے ہی ان کو کہا ہو گا کہ اب آپ تھک گئے ہیں' آرام کریں۔ تو منیس صاحب! اس کو کل تک کے لیے پینڈنگ کر لیا جائے؟ چونکہ اس کا ہیلتھ منسٹر صاحب نے جواب دینا ہے۔ آپ ان کو کہیں کہ صبح اس کا جواب لازمی دیں یا آپ کے سپرد کر دیں۔

وزیر قانون، ٹھیک ہے جناب۔

جناب سعید احمد خان منیس، پہلے ہی وقفہ سوالات میں ان پر کافی بوجھ پڑ چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پھر ان کو آج ذرا آرام کر لینے دیں۔ کل جواب دے دیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس، آج آرام فرمالیں۔ کل اسی طرح جواب دے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ہاں۔ یہ کل تک کے لیے پینڈنگ کر لیتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 22 بھی پیش ہو چکی تھی اور اس کا بھی جواب آنا تھا۔ یہ ایس۔ ایس۔ پی آفس کے باہر بوری بند نعش کے سلسلے میں ہے۔ لاہنسٹر صاحب!

ایس ایس پی لاہور آفس کے باہر بوری بند لاش

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)، شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! مورخہ 17 نومبر 1998ء کو ایک نعش رضائی کے غلاف میں بند اسلامیہ کالج' سول لائنز' لاہور کے قریب آؤٹ فال روڈ پر پڑی ہوئی ملی جو غلاف کھولنے پر نعش جس کا چہرہ اور دونوں بازو جھلسے ہوئے تھے۔ جسم پر زخموں کے نشانات' شہ رگ کٹی ہوئی' دونوں ٹانگیں گھٹنوں کے اوپر پیچھے گردن کے ساتھ آزار بند اور کپڑے کی رسی سے بندھی ہوئی' جس کی عمر تقریباً 28' 29 سال اور قد 5 فٹ 7 انچ برہنہ حالت میں پائی گئی جس پر

مقدمہ نمبر 446/98 مورخہ 17-11-98 بجرم 302 ' 201 ت پ تھانہ اسلام پورہ' لاہور رجسٹرڈ ہوا۔ نعش قبضہ پولیس میں لے کر برائے پوسٹ مارٹم ہسپتال بھجوائی گئی۔ مقتول کے وارثان اخبار میں اشتہار پڑھ کر تھانہ میں آئے جن کو نعش کی شناخت ہسپتال میں کروائی گئی۔ مقتول کے والد نے نعش کو پہچان لیا۔ مقتول کا نام فرحت عباس ولد حاجی غلام عباس' قوم جنجوعہ سکنہ میانی' تھانہ کلرکہار' تحصیل و ضلع چکوال معلوم ہوا ہے۔ نعش پوسٹ مارٹم کے بعد حوالے وارثان کی گئی۔ مزید تفتیش جاری ہے۔ مقدمہ ہذا کو جلد از جلد finalize کرنے کے بعد مقامی پولیس کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ چالان مکمل کر کے عدالت میں پیش کرے۔

جناب سپیکر! میرے خیال میں یہاں پر معزز اراکین نے جناب سعید احمد خان صاحب نے' منعم وٹو صاحب نے' مسعود عالم شاہ صاحب اور سعید اکبر خان صاحب نے جو تحریک التوائے کار پیش کی ہے اس میں انھوں نے ایک واقعہ کا ذکر کیا جس کو میں نے بھی concede کیا اور اس کی ایف۔ آئی۔ آر بھی درج ہو چکی ہے لیکن میرے خیال میں وہ زور اس بات پر دینا چاہتے ہیں کہ صوبے میں اس سے تشویش پیدا ہوئی ہے اور امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورت حال کا مزید بگڑنے کا اندیشہ ہے۔ اس حوالے سے میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے بھی ایک تحریک التوائے کار دی گئی۔ اس میں بھی معزز رکن نے انھی خدشات کا اظہار کیا اور یہ ایک سلسلہ بن گیا ہے کہ جو بھی تحریک التوائے کار آتی ہے اس پر آخر میں لکھ دیا جاتا ہے کہ صوبے میں امن و امان کی صورت حال تشویشناک ہے اور ایک خاص تاثر دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ خدانخواستہ پنجاب میں امن و عامہ کی صورت حال ٹھیک نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے معزز ایوان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اس سے پہلے بھی میں نے تحریک التوائے کار میں یہ گزارش کی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ پنجاب میں امن عامہ کی صورت حال مجاباً دوسرے صوبوں کے بہت بہتر ہے۔ پھر بہتری کی گنجائش ہر جگہ پر موجود ہوتی ہے۔ absolute کبھی بھی نہیں ہوتی۔ لیکن ہم اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتے ہیں کہ آج پنجاب میں موجودہ قیادت یعنی میاں شہباز شریف صاحب کی قیادت کے باعث ایسے حالات ضرور موجود ہیں کہ جہاں پولیس بھی اپنا فرض ایمان داری کے ساتھ نبھا رہی ہے اور پولیس امن عامہ کی صورت حال کو صوبے میں بہتر کرنے کے لیے بھرپور کردار ادا کر رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں صرف دو تین باتیں ریکارڈ کے حوالے سے عرض

کرنا چاہتا ہوں کہ صوبے میں اس وقت crimes detection کے حوالے سے گزشتہ سال 81 فی صد پولیس کی کارکردگی تھی لیکن اس کو improve کر کے ہم موجودہ سال میں 86 فی صد پر لے کر گئے ہیں۔ میں یہ crime against person کی بات کر رہا ہوں۔ crime against property کی کارکردگی گزشتہ سال 55 فی صد تھی اور اس سال ہم اس کو improve کر کے 63 فی صد پر لے کر گئے ہیں۔ اسی طرح اشتہاری ملزمان کی گرفتاری کے سلسلے میں صوبے میں اس وقت اس سال 11,601 اشتہاری ملزموں کو گرفتار کیا گیا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Raja sahib! I am sorry. میں ادھر بات کر رہا تھا کہ مجھے شکایت ملی تھی کہ ڈاکٹرز جن کی ڈیوٹی سیشن کے دنوں میں یہاں پر لگائی جاتی ہے وہ اس وقت غائب ہیں۔ وہ میں نے پتا کروایا تھا تو پتا چلا کہ وہ واقعی اس وقت نہیں ہیں۔ سروسز ہسپتال سے جن دو ڈاکٹروں کو یہاں پر bound کیا جاتا ہے کہ وہ سیشن کے دوران یہاں آئیں۔ میں ان سے وہ پوچھ رہا تھا اس لیے آپ سے توجہ ہٹ گئی۔ میں معذرت چاہتا ہوں۔ اب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا تھا کہ موجودہ حکومت کے برسراقتدار آنے کے بعد پولیس کی کارکردگی بہتر ہوئی ہے۔ اس سلسلے میں، میں نے detection rate crime against person اور crime against property کے حوالے سے عرض کیا۔ اسی طرح ریپ کے سلسلے میں، میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 1439 کیس رجسٹرڈ ہوئے۔ 1201، detect ہوئے اور اس سلسلے میں 83 فی صد کارکردگی رہی۔ گینگ ریپ کے 86 کیس رجسٹرڈ ہوئے۔ 77، detect ہوئے اور 90 فی صد کارکردگی رہی۔ اسی طرح نارکوٹکس کے سلسلے میں، میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جنوری سے لے کر اکتوبر موجودہ سال تک 840 کلوگرام ہیروئن برآمد کی گئی۔ 1306 کلوگرام افیون برآمد کی گئی۔ 14,103 کلوگرام چرس برآمد کی گئی۔ 80,240 بوتل liquer برآمد کی گئی۔ ناجائز اسلحے کی ریکوری کے سلسلے میں 31,516 کیس رجسٹرڈ ہوئے اور 31,600 آدمیوں کو حراست میں لیا گیا اور صوبے میں 122 گرینیڈ، 431 کلاشنکوف، 4,639 سٹین گن اور رائفل، 5,680 گن، 12,495 ریوالور اور پستول، 3,952 کاربین اور 6,31,537 راؤنڈ برآمد کیے گئے۔

جناب سعید احمد خان منیس: اور اس سال بھی 104 گرفتار کیے جا چکے ہیں۔ اس حوالے سے میں عرض کرنی چاہتا تھا کہ اس طرح کی تحریک التوائے کار کسی ایک خاص واقعے کے حوالے سے دے

کر اور آخر میں اگر یہ ایک دلچسپ فقرہ درج کر دیا جائے کہ صوبے میں امن و امان کی حالت بڑی تشویشناک ہے ۔ جیسے ایک معزز رکن نے اس سے پہلے call attention notice دیا تھا اور اس میں جس واقعے کا ذکر کیا تھا وہ ان کے درمیان ایک خاندانی دشمنی چلی آ رہی تھی اور اس کا وہ واقعہ شاخسانہ تھا۔ لیکن اس کو اگر ہم اس طرح لے لیں کہ وہ واقعہ پورے صوبے کی صورت حال کو reflect کرتا ہے تو میں سمجھتا ہوں یہ تاثر غلط ہے ۔ اس لیے میری آپ سے استدعا ہے اور معزز قائد حزب اختلاف کی خدمت میں بھی استدعا ہے کہ وہ خود میرے کہنے پہ نہ جائیں بلکہ خود اس بات کا احساس کریں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج جو صوبہ پنجاب میں امن و امان کی صورت حال ہے وہ گزشتہ ادوار کے مقابلے میں لاکھوں درجے بہتر ہے ۔ اس لیے میں ان کی خدمت میں استدعا کروں گا کہ وہ اپنی تحریک التوائے کار کو پریس نہ فرمائیں اور آپ کی خدمت میں استدعا ہو گی کہ اس کو رد فرمایا جائے ۔ شکریہ جناب سپیکر!

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! میں نے ہی یہ تحریک التوائے کار پیش کی تھی اور میں ہی اس پر بات کرنا چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا آپ اس پہ مطمئن نہیں ہیں؟

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، میں وزیر قانون کے جواب سے قطعی مطمئن نہیں ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کیا تجویز دینا چاہتے ہیں کہ اگر یوں کر دیا جائے تو یہ بات زیادہ بہتر ہو گی؟

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! جیسے وزیر قانون نے فرمایا کہ ہمارے صوبے کی امن و امان کی صورت حال دوسرے صوبوں کی نسبت بہتر ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قطعی درست نہیں ہے آپ دیکھیں کہ یہ واقعہ کہ جس کے بارے میں میں نے تحریک التوائے کار پیش کی ہے یہ کتنا سنگین واقعہ ہے ۔ لاہور میں پہلی مرتبہ اس طرح کے واقعات دیکھنے میں آ رہے ہیں کہ بوری بند لاش ایس ایس پی آفس کے سامنے پڑی ہوئی پائی گئی ۔ اس طرح کے واقعات پہلے کراچی میں ہوا کرتے تھے اور اب یہ سلسلہ ہمارے شہر لاہور میں بھی شروع ہوا ہے ۔ آپ دیکھیں کہ یہاں کس طبقے کے لوگ محفوظ ہیں۔ ججز ، وکلاء بیوروکریٹس ہو گئے ، چند ماہ پہلے ڈی آئی جی کو قتل کر دیا گیا۔ سیاستدان محفوظ نہیں ہیں۔ ہماری آنکھوں کے سامنے ایک معزز رکن اسمبلی چند ماہ گزرے ہیں کہ قتل کر دیا گیا۔ یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ دوسرے صوبوں میں حالات زیادہ خراب ہیں اور ہمارے اتنے

خراب نہیں ہیں۔ یہ میں اس بات سے قطعی طور پر متفق نہیں ہوں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت حکومت صوبے میں امن و امان برقرار رکھنے میں ناکام ہے اور جتنی خرابی اس وقت دیکھنے میں آ رہی ہے اس سے پہلے اتنی کبھی خراب نہیں تھی۔

جناب محمد ثاقب خورشید، پوائنٹ آف آرڈر! 1993ء سے لے کر 1995ء تک کے عرصہ میں بھی میرے خیال میں پنجاب میں امن و امان کی صورت حال اپنی مثال آپ ہے ۔ اس میں بھی وہاڑی کا ایک شہر دو کونہ کی مسجد میں ایک بہت بڑا طوفان کھڑا کیا گیا تھا۔ بہت دہشت گردی ہوئی تھی ۔ کیا اس وقت پنجاب میں امن تھا ۔ لاہور میں آئے دن دہشت گردی ہوتی رہی کیا اس وقت امن و امان تھا۔ موصوف فاضل ایم پی اے صاحب صرف تنقید برائے تنقید کر کے اپنے دل کو تسکین دے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس تحریک التوائے کار کو dispose of کرتے ہیں اور تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا۔ ڈاکٹر صاحب اب leave applications پڑھ لیں۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب ڈپٹی سپیکر، اب اراکین اسمبلی کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

بیگم راج حمید گل

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست بیگم راج حمید گل رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

"کہ بیماری کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتیں ۔ پورے اجلاس کی رخصت عنایت کریں"۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

میاں شوکت علی لالیکا

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست میں میاں شوکت علی لالیکا رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

"کہ کل مورخہ 16۔ نومبر 1998ء کو بوجہ ناسازی طبع اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ رخصت منظور کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری آصف صدیق ڈھلوں

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست چودھری آصف صدیق ڈھلوں رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"رکن مذکور نے 18 تا 20۔ نومبر 1998ء کی رخصت بوجہ ضروری کام طلب کی ہے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

ملک احمد علی اولکھ

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست ملک احمد علی اولکھ رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"کہ مورخہ 16 نومبر 1998ء کو میں لاہور میں اجلاس میں شرکت کے لیے حاضر ہوا تھا لیکن بیماری کی وجہ سے اسمبلی نہ آسکا۔ رخصت منظور کی جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مولانا منظور احمد چنیوٹی

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست مولانا منظور احمد چنیوٹی رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"کہ میں مورخہ 9 نومبر 1998 عرب امارات کے تبلیغی دورے پر ہوں۔ اجلاس کا شیڈول معلوم نہ ہونے کی وجہ سے دورہ مقرر ہو گیا۔ میں حتی الامکان جلد سے جلد شریک ہونے کی کوشش کروں گا۔ اس وقت کے لیے میری درخواست برائے

رخصت منظور فرمائی جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

حاجی اللہ یار انصاری

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست حاجی اللہ یار انصاری رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

"کہ میں مورخہ 17 نومبر 1998ء کو اہم مصروفیات کی وجہ سے اجلاس میں شریک نہ ہو سکا۔اس دن کی رخصت عنائت فرمائی جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

سردار عاشق حسین گوپانگ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب سردار عاشق حسین گوپانگ رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

"کہ مورخہ 17-11-98 کو بوجہ بیماری اجلاس میں نہ آ سکا۔ اس لیے رخصت عنایت کی جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب نجیب اللہ خان نیازی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب نجیب اللہ خان نیازی رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

"کہ میں لاہور میں موجود تھا مگر ایک فوتیدگی کی وجہ سے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ 16 اور 17 نومبر کی رخصت منظور کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مخدوم زادہ سید مسعود عالم شاہ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست مخدوم زادہ سید مسعود عالم شاہ رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں اپنے ذاتی کام کی مصروفیت کی وجہ سے 16 اور 17 نومبر 1998ء کو اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ ان دو ایام کی رخصت منظور کی جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

حاجی غلام صابر انصاری

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست حاجی غلام صابر انصاری رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"کہ میں ایک ضروری کام کے سلسلے میں کراچی گیا ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے 16 نومبر کے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ اس روز کی رخصت عنایت کی جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

سردار عاشق حسین گوپانگ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست سردار عاشق حسین گوپانگ رکن، اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"کہ بوجہ بیماری میں 20، 23 تا 25 اجلاس میں حاضر نہ ہو سکوں گا۔ رخصت منظور فرمائی جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ایس اے حمید

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب ایس اے حمید رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

"کہ میں مورخہ 20 نومبر بوجہ ایک ضروری کام اسمبلی کے اجلاس میں نہیں آسکا۔ اس یوم کی رخصت منظور کی جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

حاجی مہر محمد حیات جپہ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست حاجی مہر محمد حیات جپہ رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

The said Member has informed on telephone from Services Hospital that he is not feeling well. He has requested for leave for 19th November, 1998.

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

ڈاکٹر محمد انوار الحق

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر محمد انوار الحق رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصولہوئی ہے،

The Honourable Member has requested leave from 16th to 20th November, 1998 on account of illness.

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

خواجہ سعد رفیق

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب خواجہ سعد رفیق رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"کہ چند نجی مصروفیات کی بنا پر میں 17 نومبر 1998ء کو صوبائی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ اس دن کی رخصت منظور فرمائی جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب عثمان ابراہیم

سیکرٹری اسمبلی:مندرجہ ذیل درخواست جناب عثمان ابراہیم رکن، اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

The Honourable Member has requested leave for 16th and 17thNovember due to personal occupation.

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب محمد ریاض ملک

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد ریاض ملک رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

The Honourable Member has requested leave for 17th Novembe r, 1998 on account of illness.

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مالیاتی حسابات و مد بندی پر آڈیٹر جنرل پاکستان کی رپورٹ بابت 95-1994ء

(جو ایوان کی میز پر رکھی گئی)

MR DEPUTY SPEAKER: The Finance Accounts Appropriation, Accounts and

the Report of Auditor General of Pakistan thereon for the year 1994-95. will be laid.

کیا خزانہ کے پارلیمانی سیکرٹری تشریف رکھتے ہیں؟

وزیر قانون، آپ کے حکم کے مطابق میں نے ابھی پیغام بھجوایا ہے ۔ ابھی ڈاکٹر صاحب آ جاتے ہیں ۔ جناب ڈپٹی سپیکر، تینوں ڈاکٹر غائب ہیں۔

وزیر قانون، جناب والا! ابھی آ جاتے ہیں۔

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR FINANCE : Sir. I lay the Finance Accounts , the Appropriation Accounts and the Report of the Auditor General of Pakistan thereon for the year 1994-95.

MR DEPUTY SPEAKER:

The Finance Accounts , the Appropriation Accounts and the Report of the Auditor General of Pakistan thereon for the year 1994-95 has been laid and is refered to Public Accounts Committee No.2 for report within one year.

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم دوم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1998ء

(---------جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم قانون سازی کو لیتے ہیں۔ منیس صاحب تقریر فرما رہے تھے ۔ اس کو وہیں سے شروع کرتے ہیں جہاں سے انھوں نے چھوڑی تھی ۔ منیس صاحب ! اپنی تقریر کو جاری کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ جناب سپیکر! اس دن کلاز 2 پر بات ہو رہی تھی جس میں حکومت نے تجویز کیا ہے کہ،

In the case of a Matropolitan Corportation the chairman may be called

the Lord Mayor and in the case of zonal muncipal Corporation and a municipal corporation the Chairman may be called the Mayor.

جناب سپیکر! اس میں میں نے عرض کیا تھا کہ لارڈ میئر کا لفظ کوئی مناسب نہیں۔ کیونکہ اس میں فرنگیانہ ذہنیت کی عکاسی ہوتی ہے ۔ اور میں نے یہ عرض کیا تھا کہ اب ہائی کورٹ میں بھی Me Lord کہنا انھوں نے بند کر دیا ہے ۔ تو "Lord" کو حذف کر کے "Lord Mayor" کی بجائے اس کو "Mayor" کہہ دیا جائے اور جو "Mayor" ہے اس کو "Deputy Mayor" کہہ دیا جائے۔ اور ویسے بھی یہ کافی عرصے سربراہان کے الیکشنز ملتوی ہوتے آ رہے ہیں۔ اور ان کا کوئی سر پیر نظر نہیں آتا کہ حکومت یہ کب کرانا چاہتی ہے ۔ کیونکہ ہر جگہ لوگ آپس میں ہی لڑ رہے ہیں ۔ ابھی پرسوں چوتھ کی اخبارات میں سربراہان کے بارے میں ایسی باتیں آئی ہیں کہ 21 نومبر کا اخبار " The Nation" ہے اس میں دیا ہوا ہے کہ Guessing about a million Dollar Minister اب اگر اجازت دیں تو میں ایک منٹ میں پانچ لائنیں پڑھ دیتا ہوں کہ جن میں یہ عکاسی ہوتی ہے کہ یہ جو بلدیاتی سربراہان کے جو الیکشنز ہو رہے ہیں اس میں کتنی دھاندلی اور گندگی اور کیا کچھ نہیں ہو رہا ۔ میں یہ پڑھتا ہوں ۔

Who is the man in Punjab Cabinet who allegedly struck Rs. 25 Million deal with the candidate for the Chairmanship of the District Council to support him for this loot. This million dollor question was roaming arround the Assembly Corridors and Cabinet Members on Friday Minister and Members were whispering and guessing about the suspect but some of them knew but they did not .....

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر قانون پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب والا! میں آپ کے توسط سے معزز قائد حزب اختلاف کی خدمت میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ موجودہ امنڈمنٹ کہ جس پر ہم بات کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ لفظ " Lord Mayor" کی بجائے اس کو "Mayor" ہی رہنے دیا جائے ۔ اور اس کا اس "The Nation" کی خبر سے کیا تعلق ہے۔ یہ relevant ہے تو آپ ضرور اجازت دیں ۔ اگر irrelevant ہے تو میں آپ پر ہی فیصلہ

چھوڑتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ فرماتے ہیں کہ nation کا مطلب ہے قوم ۔ اس کا قوم کے ساتھ تعلق ہے۔ جی منیس صاحب! وزیر قانون فرماتے ہیں کہ اس کا اس ترمیم سے کیا تعلق ہے ۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں relevant اس لیے ہوں کہ یہ سربراہان کی بات ہو رہی ہے اور جب سربراہان کی بات ہوگی اور اگر سربراہان کے متعلق کوئی خبر ہو گی تو کیا یہ ہمارے معزز ایوان کے لیے عزت کا باعث بن رہی ہے یا بے عزتی کا باعث بن رہی ہے ۔ کہا جاتا ہے کہ لاہور ڈویژن کے ایک قریبی ضلع کے ایک امیدوار نے لاہور ڈویژن کے ایک قریبی ضلع کے ایک منسٹر کو اڑھائی کروڑ روپے کی پیشکش کی ہے کہ مجھے یہ لے کے دیں۔ جناب سپیکر! یہ میں relevant نہیں ہوں تو اور کیا ہوں۔ اس میں میں سربراہان کے متعلق بات کر رہا ہوں۔ اور سربراہان کے بارے میں یہ بات آنا کسی بھی طریقے سے ہمارے لیے کوئی عزت کا باعث نہیں ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ خبر مکمل طور پر درست ہے ۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں نہیں کہہ رہا ۔ میں تو کہہ رہا ہوں guessing ۔ اس اخبار میں بھی لکھا ہے guessing about a million dollor Minsiter. I do not know who is he

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ guessing کی بات سے میرا خیال ہے avoid ہی کریں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ معزز قائد حزب اختلاف ابھی ان سربراہوں کی بات کر رہے ہیں کہ جنھوں نے منتخب ہونا ہے ۔ اور ایک اخباری خبر کا سہارا لے رہے ہیں ۔ پچھلے تین سال دور حکومت میں جب کوئی بلدیاتی سربراہ نہیں تھا تو اس وقت کا وزیر اعلیٰ ہر بلدیاتی ادارہ سے باقاعدہ منتھلی وصول کرتا تھا اور یہ خبریں نیشن' ڈان ' خبریں ' جنگ' نوائے وقت سب میں چھپتی رہیں۔ ان کے متعلق یہ اظہار خیال کریں۔ میونسپل کارپوریشن فیصل آباد سے دس لاکھ روپے ماہانہ قسط سی ایم ہاؤس آتی تھی ۔ اور اس کی خبریں بھی باقاعدہ اخبارات میں چھپتی رہی ہیں۔ اگر یہی relevancy ہے تو اس قسم کی تحریک ایک دن پیش کر لیں اور اس پہ سارا ہاؤس بحث کر لیتا ہے۔ پھر پتا چل جائے گا کہ کیا پہلے ہوتا رہا ہے اور اب ان چیزوں کو روکنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس قسم کے جو کرپشن کے حالات ہیں وہ آنے والے دنوں میں بالکل مفقود ہو جائیں گے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ لکھنے والا ہی guess کر رہا ہے ۔ اس کو معزز ہاؤس کے فلور پر اتنی authenticacy کے طور پر پیش کیا جائے یہ اچھا نہیں لگتا۔ پھر یہی باتیں ہوتی ہیں کہ اس اخبار نے یہ لکھ دیا جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ غلط باتوں کو discourage کریں۔

رانا ثناء اللہ خان، میرے حلقے میں ایک لاوورہیڈ برج بن رہا تھا اور اس کی لاگت تقریباً پانچ کروڑ کے قریب تھی ۔ وہاں پر کرپشن کے الزامات لگے اور اس کی انکوائری سی ایم آئی ٹی کو مارک کی گئی ۔ آج بھی وہ ٹھیکیدار زندہ ہے اور باقاعدہ بیان حلفی دینے کو تیار ہے کہ اس نے 15 لاکھ روپے دے کر وہ انکوائری drop کرائی اور اس وقت معزز قائد حزب اختلاف سی ایم آئی ٹی کے چیئرمین تھے ۔ خبریں تو پھر اس طرح سے چھپتی رہتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، منیس صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں اور میری پھر یہ گزارش ہے کہ اس کو سیدھے راستے پر لے جائیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں اسی طرف جا رہا ہوں ۔ خوامخواہ میرے دوست بہت جلد annoy ہو جاتے ہیں ۔ یہ میرا قصور تو نہیں ہے کہ چیف منسٹر پنجاب یہ خبر دیں اور یہ سرخی سے شائع ہو کہ کرپشن کی انتہا ہو گئی اور فوج سے مدد لیں گے ۔ یہ میں تو نہیں کہہ رہا ۔ یہ تو وہ خود کہہ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا لارڈ میئر سے کیا تعلق ہے ۔

جناب سعید احمد خان منیس، اس کا تعلق نہیں ہے لیکن میں ان کے سوال کا جواب دے رہا ہوں جو وہ بات کر رہے ہیں ۔ میں انھیں چیلنج کرتا ہوں کہ میں سی ایم آئی ٹی کا چیئرمین نہیں تھا ۔ پہلے تو یہ ہے کہ he is mistaken اور اگر جس عہدے پر میں تھا میں ایک کھلی کتاب کی طرح سامنے ہوں ۔ آپ سامنے آئیں اور مجھے بتائیں ۔ I will be responsible for that

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس بحث میں نہ پڑیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، I do not hurt anybody میں نہیں جانتا کہ ملین ڈالر مین کون ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ مہربانی کریں اور اپنی امنڈمنٹ پر confine رہیں۔ آپ یہ فرما رہے تھے

کہ لفظ "Lord" نہیں ہونا چاہیے۔ اس کے سلسلے میں دلیل دیں کہ یہ کیوں نہیں ہونا چاہیے۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں پہلے دلیل دے چکا ہوں۔ اب میں wind up کرتا ہوں کہ "Lord Mayor" کو Mayor کہا جائے اور "Mayor" کو "Deputy Mayor" کہا جائے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That in Clause 2 of the Bill, in the proposed clause (iv) of sub-section (1) of section 3 of the Principal Ordinance, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the words"Lord Mayor" appearing in lines 3, the word "Mayor" and for the word"Mayor" appearing in line 4, the words "Deputy Mayor" be substituted.

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: The question is :

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Clause 3 of the Bill is under consideration. An amendment has been received in it from.

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais;
2. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo;
3. Sardar Rafiq Haider Khan Leghari'
4. Pir Shujaat Hasnain Qureshi;
5. Syed Masood Alam Shah;
6. Mr Mansoor Ahmad Khan;
7. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti,

8. Mr Saeed Akbar Khan;

9. Mr Ikramullah Khan Niazi;

10. Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi

Who will move it? Mr Saeed Ahmad Khan Manais.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I move:

That in Clause 3 of the Bill in the proposed section 7-A of the Principal Ordinance , as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development , for the words "as may be determined by the Government and may provide for the consequences which shall ensue upon such division" appearing in lines 3-4 , the words"equal to as many revenue sub-divisions within the limits of Metropolitan Corporation" be substituted.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That in Clause 3 of the Bill in the proposed section 7-A of the Principal Ordinance , as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development , for the words "as may be determined by the Government and may provide for the consequences which shall ensue upon such division" appearing in lines 3-4 , the words"equal to as many revenue sub-divisions within the limits of Metropolitan Corporation" be substituted.

وزیر قانون: I oppose it, Sir.

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! اس میں حکومت کی تجویز یہ ہے کہ وہ کلاز 3 میں 7-A کا اضافہ کرنا چاہتے ہیں اور وہ یہ فرماتے ہیں کہ:

Notwithstanding any thing contained in this Ordinance the

Government may divide a Metropolitan Corporation into as many Zonal Municipal Corporations as may be determined by the Government and may provide for the consequences which shall ensue upon such division.

جناب سپیکر! یہ ایک کھلا leverage حکومت اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتی ہے' Just to give political bribe to their people. جناب والا! اگر "as many" کرنا ہے تو پھر آپ اس کو 20/25/50 تک لے جائیں۔ ایک طرف تو austerity drive چل رہی ہے' down sizing,right sizing ہو رہی ہے' لوگوں کو روزگار سے نکالا جا رہا ہے' جو لوگ پہلے سے روزگار میں ہیں انھیں نکالا جا رہا ہے' نیا روزگار مہیا نہیں کیا جا رہا۔ جبکہ دوسرے طرف یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ میرا ترمیم دینے کا مقصد یہی ہے کہ اتنے سارے ڈپٹی میئرز یا میئرز نہ بنائے جائیں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے خواہ مخواہ کے اخراجات بڑھیں گے۔ فرض کریں اگر لاہور کے لیے یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ یہاں ایک لارڈ میئر ہوگا اور 20 میئرز ہوں گے تو کیا ان 20 میئرز کے لیے دفاتر' گاڑیاں اور عملہ نہیں دینا پڑے گا اس سے اخراجات بہت زیادہ ہو جائیں گے۔ بہتر ہوگا کہ ان اخراجات کو کم کر کے اس تعداد کی ایک حد مقرر کی جائے' اس کو difinite/specific کیا جائے کہ اتنی تعداد ہونی چاہیے۔ جو پیسے ان 20 میئرز یا ڈپٹی میئرز پر خرچ ہونے ہیں' ان کے دفاتر' کاروں' ٹیلیفونز یا سٹاف پہ جو اخراجات اٹھتے ہیں اس رقم کو ترقیاتی کاموں پہ خرچ کیا جائے۔ میں نے یہ تجویز کیا ہے کہ حکومت کو ایک blanket اجازت نہیں دینی چاہیے کہ "Government may determine" چاہے وہ پچاس یا سو بنائیں لیں۔ میں یہ تجویز کر رہا ہوں کہ لاہور میٹرو پولیٹن کارپوریشن کے لیے "equal to as many revenue sub-divisions within the limit of Metropolitan Corporation." میئرز ہونے چاہییں۔ اب اگر کہیں چار ریونیو سب ڈویژن ہیں تو آپ چار بنا دیں' اگر پانچ ہیں تو آپ پانچ بنا دیں۔ یعنی اسے specific کر دیں۔ یہ ایک ایسی earmarking اور de-marking ہوگی جو پہلے ہی ریونیو کی کتابوں' ریکارڈ میں ہوئی ہوئی ہے' یہ earmarked ہیں۔ حکومت کو ایک blanket اختیار دے دینا کہ جب چاہے' جیسے چاہے' جس جس کو accommodate کرنا چاہے کر دیں یہ مناسب نہیں ہے۔ پہلے کئی ایک بلز میں بھی یہ بات سامنے آ چکی ہے۔ ترقیاتی اداروں میں "as many Vic-chairmen" کے الفاظ لکھے گئے ہیں۔ اس طرح تو حکومت کو ایک راہداری دکھا دی گئی ہے۔ لہٰذا میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ اس کو specific کر دیں۔ حکومت کے اپنے اختیار میں ہی یہ سب کچھ ہوگا۔ یہاں جو اکثریتی

پارٹی ہوگی وہ سب کچھ کرے گی۔ حالانکہ موجودہ حکومت میں ایسا نہیں ہو رہا کیونکہ جو اکثریتی پارٹیاں ہیں وہ بے چاری نیچے بیٹھی ہوئی ہیں' جیسا کہ ملتان میں 55 لوگ علیحدہ ہو کر بیٹھے ہیں' وہ چاہتے ہیں کہ اکثریت رکھنے والا آدمی میئر بنے لیکن حکومت ان کے سر پر ڈنڈا لے کر ٹھہری ہوئی ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب جیسے فرماتے ہیں ویسے ہی ہو رہا ہے۔ ان کے ہاتھ میں ایک ڈنڈا ہے اور وہ جسے ڈنڈا دکھائیں گے وہ بیٹھ جائے گا اور جسے وہ نامزد کریں گے وہی میئر بن جائے گا۔ اسی طرح کا ہی راولپنڈی کا حال ہے۔ میں نے اس دن بھی کہا تھا کہ وہاں بھی یہی ہے کہ جو اکثریتی پارٹی ہے وہ بے چاری بیٹھی ہوئی ہے۔ آج پھر وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ الفاظ استعمال کیے ہیں کہ ڈنڈا پیر ہی استعمال کرنا پڑتا ہے۔ تو یہاں بھی وہی ڈنڈا پیر استعمال کیا جا رہا ہے اور جو اکثریت میں ہیں وہ بیٹھے ہوئے ہیں جبکہ اقلیت والوں کو نامزد کیا جا رہا ہے۔ تو میرا کہنے کا یہ مقصد ہے کہ آپ اس میں specific ہو جائیں۔ پرسوں میں نے عرض کیا تھا کہ اگر آپ پنجاب کوڈ میں لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 1979ء کو دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اس کا حلیہ ہی بگڑ گیا ہے۔ جو بھی successive حکومتیں آئیں' اس میں زیادہ دور موجودہ حکمرانوں کا ہے تو انھوں نے اس کوڈ کا حلیہ ہی بگاڑ دیا ہے۔ ایک ایک صفحے پہ پانچ پانچ' سات سات' دس دس ترامیم چسپاں کی گئی ہیں۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ آپ آج ایسی قانون سازی کریں جو کہ specific ہو۔ میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ میٹرو پولیٹن میں جتنی ریونیو سب ڈویژن ہیں اتنے ہی میئرز ہونے چاہیے۔ شکریہ۔

وزیر خزانہ / مقامی حکومت و دیہی ترقی : جناب سپیکر! چونکہ لارڈ میئر کا مسئلہ تو ہاؤس نے طے کر دیا ہے لہٰذا اس پہ تو میں اب گفتگو نہیں کر سکتا لیکن فاضل قائد حزب اختلاف نے جو اب ترمیم پیش کی ہے اسی کا حصہ بناتے ہوئے میں لارڈ میئر کے بارے میں بھی عرض کرنا چاہوں گا۔ انھوں نے یہ move کیا ہے کہ اس کے نمبرز کو specific کر دیا جائے کہ کتنے ڈپٹی میئرز ہوں گے۔ انھوں نے کچھ تھوڑی سی تنقید بھی کی ہے کہ ایک طرف تو اس حکومت نے economy drive, asterity drive شروع کر رکھی ہے اور دوسری طرف یہ 20 ڈپٹی میئر بنا رہے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ جناب والا! قائد حزب اختلاف کتنا خوبصورتی سے اپنے دوست کی حکومت کا دور بھول گئے جب منسٹرز' ایڈوائزرز' معاون خصوصی وغیرہ کی تعداد تقریباً 96/100 کے قریب تھی۔ اب اگر یہاں کل کو 20 ڈپٹی میئر بن جاتے ہیں' میں یہ نہیں کہہ رہا کہ 20 ہی بنیں گے لیکن اگر بن جاتے ہیں تو کیا وہ

70 وزراء کی تنخواہیں لیں گے' 70 وزراء کی مراعات لیں گے؟ ان کے دور کے ایک وزیر کے پاس 29 گاڑیاں تھیں اور ان کے لیے ایک علیحدہ سیکرٹریٹ بنا دیا گیا تھا' سینئر وزیر صاحب کے لیے باقاعدہ وزیر اعلیٰ کے برابر کا ایک علیحدہ سیکرٹریٹ بنا دیا گیا تھا۔ جناب والا! شہر کی وسعت اور مسائل کو دیکھتے ہوئے یہ تجویز کیا گیا ہے۔ آپ پہلے کے لاہور اور آج کے لاہور کو دیکھیں تو خود اندازہ کر سکتے ہیں اور فاضل قائد حزب اختلاف کو بھی اس بات کا اندازہ ہے کہ لاہور کہاں سے کہاں تک پھیل چکا ہے۔ اور مختلف قسم کے مسائل اس شہر میں جنم لے چکے ہیں۔ اگر ڈپٹی میئر کا حلقہ چھوٹا کر دیا جائے گا تو وہ ڈپٹی میئر اپنے اس حلقے پہ زیادہ توجہ دے سکے گا۔ coordinate تو لارڈ میئر کے لیول پر ہونا ہے۔ جناب والا! لارڈ میئر کا لفظ ان کو کیوں چبھتا ہے؟ کیا میئر کوئی اردو یا عربی کا لفظ ہے؟ یہ بھی تو انہی سے ہم نے حاصل کیا ہے جس پر ان کو اعتراض ہے۔ تو لارڈ میئر کا لفظ ان کے مقام کے مطابق ہے۔ میٹرو پولیٹن کارپوریشن لاہور پنجاب میں ایک ہی ہے۔ اور اگر اس کے سربراہ کو لارڈ میئر کہا جائے گا تو اس میں ان کی عزت میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔ میئر بھی انگریزوں کا لفظ ہے اور لارڈ بھی انگریزوں کا لفظ ہے۔ ایک حصے کو تو وہ کاٹنا چاہتے ہیں جبکہ دوسرے حصے کو رکھنا چاہتے ہیں۔ میں تو اس کا کوئی منطق نہیں سمجھ سکا۔ یہ ایک حصے کو کاٹنا چاہتے ہیں اور دوسرے کو رکھنا چاہتے ہیں میں تو اس کا منطق نہیں سمجھ سکا۔ ان کو صرف اعزاز دینا ہے کہ Lord Mayor of the Metropolitan Corporation Lahore. باقی لارڈ میئر کی ٹیم ہو گی جس میں ڈپٹی میئرز ہوں گے۔ حلقے کو چھوٹا کرنے کی خواہش صرف اور صرف اس نظریے کے تحت ہے کہ وہ concentrate کر سکے۔ مثال کے طور پر اگر چار ڈپٹی میئر ہوتے ہیں تو وہ میٹرو پولیٹن کارپوریشن لاہور کو کتنی توجہ دے سکیں گے اور کس کس مسئلے کی طرف توجہ دے سکیں گے اور اگر ان کی تعداد بڑھا دی جائے کل کو اس کی تعداد کیا ہوتی ہے میں یہ نہیں کہہ سکتا۔ یہ میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور کے منتخب ممبران کے مشورے کے تحت ہی ہو گی جہاں ان کے ذمے کوئی ذمہ داری ڈالی جائے گی تو وہ زیادہ توجہ دے سکیں گے اور قریب تر ہو کر لوگوں کے مسائل سن سکیں گے۔ ہر شہری کے لیے میئر یا لارڈ میئر تک پہنچنا بڑا مشکل ہو گا لیکن جب ان کے اپنے ایک محدود حلقے میں ایک ڈپٹی میئر بیٹھا ہو گا تو ان کے لیے رسائی آسان ہو گی اور پھر ڈپٹی میئر کو ان کے مسائل حل کرنے میں اتنا زیادہ وقت درکار نہیں ہو گا۔ فاضل قائد حزب اختلاف نے تو صرف الجھن ڈالنے کی خاطر یہ بحث کی ہے۔ اس میں نہ کوئی وزن ہے اور نہ ہی کوئی ایسی بات ہے جو کسی لحاظ سے بھی اخراجات کو بڑھا رہی ہو گی

یا اتنے اخراجات ہو جائیں گے جتنے ان کے دور میں ستر وزیروں کی ٹیم کے تھے۔ اس لیے میں سمجھتا کہ ان کی اس بحث سننے کے بعد جس میں کوئی وزن، کوئی دلیل اور کوئی ایسی ٹھوس بات نہیں ہاؤس اسے مسترد کرے گا۔ شکریہ۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:-

"That in Clause 3 of the Bill in the proposed Section 7-A of the Principal Ordinance, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the words "as may be determined by the Government and may provide for the consequences which shall ensue upon such division" appearing in lines 3-4, the words "equal to as many revenue sub-divisions within the limits of Metropolitan Corporation" be substituted."

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:-

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

CLAUSE 4.

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. An amendment has been received in it from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Maqsood Alam, Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan, Maulana Manzoor Ahmad Chinioti, Mr Saeed Akbar Khan, Mr Ikram ullah Khan Niazi, Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi.

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move the amendment.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I move :-

"That in Clause 4 of the Bill, in the proposed clause (b) of sub-section (1) of section 9 of the Principal Ordinance, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the figures and word "10,000 to 15,000" appearing in line 3 the figures and word "15,000 to 20,000"be substituted."

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved is:-

"That in Clause 4 of the Bill, in the proposed clause (b) of sub-section (1) of section 9 of the Principal Ordinance, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the figures and word "10,000 to 15,000" appearing in line 3 the figures and word "15,000 to 20,000" be substituted."

MINISTER FOR LAW: Opposed.

جناب ڈپٹی سپیکر، جی منیں صاحب!

جناب سعید احمد خان منیں، جناب سپیکر! حکومت نے کہا ہے کہ،

"Such number of members as are determined on the basis of the number of Union Councils in the area of the Zila Council concerned and a Union Council shall have a population of 10,000 to 15,000 and shall constitute an elector unit for the Zila Council;"

اس میں میں نے یہ تجویز کیا ہے کہ دس سے پندرہ ہزار کی بجائے اسے پندرہ سے بیس ہزار کر دیا جائے۔

(اس مرحلے پر مولوی محمد سلطان عالم انصاری کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سعید احمد خان منیں، جناب چیئرمین! اگر آپ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 1979ء کو اٹھا کر دیکھیں تو ضلع کونسل کے electoral unit کی آبادی پچاس ہزار ہوتی تھی اور اسے ایک بار عب electoral unit کہا جاتا تھا۔ بعد میں اس میں ترمیم کر کے ساڑھے بائیس ہزار یا پچیس ہزار کر دیا

لیا لیکن اب اسے بالکل ہی نیچے لے آئے ہیں اور اس کی نمائندگی ایک یونین کونسل بن گئی ہے جس کی تعداد دس سے پندرہ ہزار رکھی گئی ہے۔ جناب والا! اگر آپ دیکھیں تو دس ہزار کی آبادی بہت ہی کم ہے انگریزی میں ایک کہاوت ہے کہ Smaller the number, better the representation. اب ہال میں اتنی جگہ نہیں ہے جتنے ممبرز بنا دیئے گئے ہیں۔ ابھی تو یونین کونسل کے انتخابات بھی ہونے ہیں tug of dyarchy شروع ہو جائے گی۔ میں نے اس لیے تجویز کیا ہے کہ ایک مناسب تعداد ہے کہ اسے دس سے پندرہ ہزار کی بجائے پندرہ سے بیس ہزار کر دیا جائے۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے ہاؤس سے اپیل کروں گا کہ میری اس ترمیم کو منظور کیا جائے۔

جناب چیئرمین(مولوی محمد سلطان عالم انصاری)، کوئی اور ممبر بولنا چاہیں گے؟ جی سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب!

وزیر خزانہ، جناب والا! میرے لیے تو یہ ایک بڑا لطیفہ ہے کہ ایک ترمیم میں انگریزوں کے دیے ہوئے لفظ پر اعتراض کرتے ہیں اور ساتھ ہی قائد حزب اختلاف انگریزوں کو اور ان کے محاوروں کو quote کر رہے ہیں۔ Smaller the number, better the representation. تو مجھے اور اس ہاؤس کو یہ سمجھ آئی ہے کہ جہاں انھیں انگریز suit کرتا ہے وہاں اس کو کان سے پکڑ کر اس طرف کھڑا کر دیتے ہیں اور جہاں انگریز suit نہیں کرتا وہاں اسے کان سے پکڑ کر باہر کھڑا کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! ہم نے اپنے حالات اور اپنے معاشرے کے مطابق چلنا ہے۔ اس حکومت کی یہ خواہش ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اپنے معاملات کے فیصلے کرنے میں رائے دینے کا اختیار دینا چاہیے۔ مجھے بھی یاد ہے کہ ایک ضلع کونسل میں 14/12 ممبر ہوا کرتے تھے۔ وہ 14/12 ممبر اپنے مخصوص حالات میں اپنے ہی چند دوستوں کو نوازا کرتے تھے۔ اب ہاؤس بڑا ہو جانے سے اس قسم کے اختیارات کسی ایک کے پاس یا چند مخصوص لوگوں کے پاس نہیں رہے۔ اگر آپ اس وقت کے ضلع کونسل کے ممبران کا سوشل سٹیٹس دیکھیں اور آج کے ضلع کونسل یا شہری بلدیاتی اداروں میں جو کونسلرز حضرات منتخب ہو کر آئے ہیں ان کا سوشل سٹیٹس دیکھ لیں۔ اب اس حکومت کی پالیسی کی وجہ سے عام آدمی کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق دے دی ہے کہ وہ اب اپنی نمائندگی خود کر رہے ہیں۔ اب انھیں بڑے بڑے لوگوں پر انحصار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں رہی۔ چونکہ اب حلقے چھوٹے کر دیے گئے ہیں اس لیے عام آدمی الیکشن میں حصہ لے کر ان ہاؤسز میں بیٹھیں گے اور ان شاء اللہ

العزیز وہ اپنے معاملات کو خود سلجھائیں گے نہ کہ وہ کسی کے در کے محتاج ہوں بڑے بڑے ناموں کے اور چند خاندان جو ہمیشہ ان ہاؤسز میں بیٹھا کرتے تھے انہی کے دروازے پر بیٹھے رہیں کہ جناب ہماری یہ سڑک ٹوٹ گئی ہے اور ہمیں فلاں چیز کی ضرورت ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ مجھے پھر وہی اپنا پہلا فقرہ دہرانا پڑے گا کہ اپوزیشن برائے اپوزیشن ہے بلکہ ان کو تو عوامی نمائندے کے حیثیت سے support کرنا چاہیے تھا کہ ان اداروں میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو نمائندگی ملنی چاہیے تاکہ وہ اپنے معاملات حل کرنے میں خود حصہ لے سکیں۔ شکریہ۔

MR CHAIRMAN: The amendment moved and the question is:-

> "That in Clause 4 of the Bill, in the proposed clause (b) of sub-section (1) of section 9 of the Principal Ordinance, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the figures and word "10,000 to 15,000" appearing in line 3 the figures and word "15,000 to 20,000"be substituted".

(The motion was lost)

MR CHAIRMAN: Now, the question is:-

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

CLAUSE 5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. An amendment has been received in it from the Minister for Law and Parliamentary Affairs.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: This amendment is not being moved. Mr Chairman I would like to withdraw this amendment under Rule 108 of the Rules of Procedure.

MR CHAIRMAN: The amendment stands withdrawn.

جناب سعید احمد خان منیس، میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

وزیر قانون، میں نے یہ ترمیم واپس لی ہے۔

جناب چیئرمین ! میری آپ سے استدعا ہوگی کہ اب چونکہ وقت بھی کم ہے اور اس میں ترمیم بھی میں نے پیش کرنی ہے اور بات بھی کرنی ہے۔ باقی کل پر ٹیک اپ کرلیں تو بہتر ہوگا۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ کل صبح ساڑھے نو بجے تک کے لیے ـــــ

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ایک انتہائی اہمیت کی حامل اگلی موشن آ رہی ہے اور اس میں صرف پانچ منٹ لگیں گے۔ چونکہ ابھی 15 منٹ باقی ہیں تو آپ اس ایک ترمیم کو کیوں پورا نہیں کرنا چاہتے اور آپ ٹیک اپ کیوں نہیں کرتے؟

جناب چیئرمین، یہ اجلاس کل 9-30 بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔